دوسرا طبق
ایم اے راحت
PDFBOOKSFREE.PK

زمین کے دوسرے طبق میں بسنے والوں کی ہیبتناک داستان

ایم اے راحت

زیرِ نگاہ ناول "دُوسرا طبق" اپنی داستان سے ہٹ کر بھی ایک داستان رکھتا ہے، مکتبہ القریش کے مالک جناب محمّد علی صاحب خود بھی ایک ایڈونچر پسند انسان ہیں اِسکے ساتھ ہی ایک انسان دوست اور نفیس طبیعت کے مالک۔ اِس ناول کے سِلسلے میں انھوں نے جس تحمّل مزاجی کا ثبوت دیا ہے وہ بے مثال ہے۔ میں عرصہ چونتیس سال سے ناول اور کہانیاں لکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس مُشکل کام میں میری روزی رکھی ہے اور اِسی سے وہ میرے بچوں کی پرورش کرا رہا ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اپنے پبلشرز کو خوش رکھوں اور اِس کوشش میں بھی اللہ نے مجھے کامیابی بخشی ہے لیکن "دُوسرا طبق" لکھنے کے دوران کچھ ایسی ناگزیر مُشکلات پیش آئیں جن کی وجہ سے اِس ناول کی تکمیل میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی۔ اِس کے لئے میں شرمندہ ہوں لیکن شکر گزار ہوں محمّد علی صاحب کا جنھوں نے کبھی اِس تاخیر پر پیشانی شکن آلود نہیں کی اور اُن کی اِس عنایت کا نعم البدل یہ ناول ہے۔ اگر کوئی مجھ سے کہے کہ میں اِس سے عُمدہ ناول لکھوں تو شاید میں معذرت کر لوں کہ میری بساط بس یہی ہے۔

میں اِس ناول کو اِس یقین کے ساتھ پیش کر رہا ہوں کہ یہ میری اب تک کی کاوشوں میں سنگِ میل ہے۔ خُدا میری اِس کاوش کی لاج رکھے اور یہ آپ کو بھی پسند آئے۔

آپ کا

ایم۔ اے۔ راحت

طاہر نے ہوٹل لانگ مین کے کمپاؤنڈ میں کار روک دی۔ نیچے اتر کر دروازہ لاک کیا اور لا ابالی انداز میں سیٹی بجاتا ہوا اندر چل پڑا۔ زیادہ فاصلہ نہیں طے کیا تھا کہ' اس شخص نے راستہ روک لیا۔ عجیب طرح سے سامنے آگیا تھا۔ طاہر نے ایک نگاہ اسے دیکھا۔ پرانا بوسیدہ سوٹ پہنا ہوا تھا جو اپنا اصل رنگ کھو بیٹھا تھا' سر پر گندہ سا ہیٹ تھا' قمیض کے کالر پر میل لگا ہوا تھا' بو لگی ہوئی تھی' لیکن اس کا چہرہ کچھ ایسا تھا کہ اس پر نگاہ ٹکتی تھی پھر بھی طاہر نے اس سے بچ کر آگے بڑھنا چاہا تو وہ بولا۔

"تمہیں رک کر میری بات سننی ہوگی اور تم سنو گے۔" مدھم رکی ہوئی ٹھہری آواز تھی۔" طاہر رک گیا۔

"جی فرمایئے۔"

"میرا نام راجہ افراسیاب ہے۔"

"اور آپ احمد پور سے آئے ہوں گے یہاں آپ جس سے ملنے آئے تھے وہ نہیں ملا' کسی ظالم نے آپ کی جیب کاٹ لی اور اب آپ کے پاس گھر جانے کیلئے کرائے کے پیسے نہیں ہیں۔" طاہر نے طنزیہ انداز میں کہا' لیکن جواب میں اس شخص کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ان میں سے کوئی بات نہیں ہے۔" وہ بولا۔

"تو پھر ------؟"

"جس دوست نے تمہارے پاس آنا تھا وہ نہیں آ سکے گا۔ اور تم تنہا ہی یہاں ڈنر کرو گے لیکن تمہارا ستارہ میرے ستارے کے قریب آگیا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ڈنر پر تم مجھے مدعو کو لو۔"

"گڈ' بھیک مانگنے کا ایک نیا انداز---- طاہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں' چھوٹے آدمی ہو' بڑی بات نہیں کر سکو گے اور اصولی طور پر مجھے تم جیسے آدمی کا ڈنر قبول بھی نہیں کرنا چاہئے لیکن ستاروں کا کھیل' کیا کہا جا سکتا ہے' راستہ بھٹک جاتے ہیں' کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں' اب پتہ نہیں وہ کیا طریقہ کار ہو گا جس کے بدلے تم مجھے ڈنر پر مدعو کرو گے---"

"یہ تم بار بار ستاروں کی بات کیوں کرتے ہو---؟"

اس لئے کہ میری ساری زندگی ستاروں کے درمیان گزری ہے۔ اب تم جانا چاہو تو جاؤ یہاں بھی ذرا ستاروں کی شرارت دیکھیں کہ کیسے وہ ہوتا ہے جو تم نہیں چاہتے۔"

بوڑھا واپسی کیلئے مڑا--- طاہر کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ پھیل گئی تھی اگر وہ صرف کھانا کھانا چاہتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے--- ایک آدمی کے کھانے سے کیا فرق پڑتا ہے' فیصل خود بھی ایک تفریح پسند آدمی ہے' جب میں اسے بتاؤں گا کہ وہ اس کے نہ آنے کی پیش گوئی کر رہا ہے یا کر چکا ہے تو وہ بھی بوڑھے سے لطف اندوز ہو گا' حالانکہ بوڑھا ایک تلخ بات کہہ گیا تھا لیکن طاہر فراخ دل تھا۔

بوڑھا چند ہی قدم آگے بڑھا تھا کہ طاہر دوڑ کر اس کے سامنے پہنچ گیا۔

"ارے محترم افراسیاب آپ تو برا مان گئے۔" میں تو آپ سے مذاق کر رہا تھا۔"

"مطلب--- بوڑھے نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔"

"کیا آپ میری ڈنر کی درخواست قبول کر سکتے ہیں۔" طاہر نے شرارتاً" جھک کر کہا۔"

"ہوں ٹھیک ہے کیا کیا جا سکتا ہے۔"

"تو پھر تشریف لائیے۔ طاہر بولا' اور افراسیاب اس کے ساتھ چل پڑا۔ طاہر ریستوران میں داخل ہو گیا۔ چھوٹا سا لیکن بے حد خوب صورت ریستوران تھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہاں کا کھانا بے مثال ہوتا تھا۔ فیصل نے کئی دن سے کہہ رکھا تھا کہ "لانگ مین" میں کھانا کھائیں گے اور آج دونوں کا پروگرام بن گیا تھا۔ چنانچہ طاہر مقررہ وقت پر یہاں پہنچ گیا تھا۔ یا تو فیصل اندر ہو گا یا آنے والا ہو گا---"

بہر حال ریستوران میں داخل ہو کر اس نے ایک خالی میز کا رخ کیا' آج اتفاق سے رش کچھ زیادہ ہی تھا--- بوڑھا اس کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا اندر پہنچا اور اس کے سامنے والی کرسی پر جا بیٹھا۔ طاہر نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولا---"

"اور ستارے کیا کہتے ہیں---؟"

"ابھی کچھ نہیں کہتے--- جو کچھ کہیں گے کھانے کے بعد کہیں گے---"

"مگر مجھے اپنے دوست کا انتظار کرنا ہے---"

"ہاں وہ تو کرنا ہی ہے--- بوڑھے افراسیاب نے جواب دیا اور طاہر شرارت آمیز نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا---"

وہ ایک لا ابالی نوجوان تھا' ایک دولت مند باپ کا بیٹا--- لیکن ایسے دولت مند باپ کا بیٹا جس کی دولت کو ہمیشہ رشک نگاہوں سے دیکھا جاتا رہا' ایم اے فائنل میں تھا۔ فیصل بھی اس کا ساتھی تھا اور وہ بھی فائنل کا امتحان دے رہا تھا--- دونوں میں گہری دوستی تھی فیصل ہوسٹل میں رہتا تھا جبکہ طاہر نے اسے بارہا پیش کش کی تھی کہ وہ اس کے گھر آ جائے لیکن فیصل نے ہنس کر ٹال دیا تھا۔

بہر حال وہ انتظار کرتا رہا۔ دو تین بار اس نے گھڑی میں وقت بھی دیکھا اور بے چین ہونے لگا۔ پتہ نہیں فیصل ابھی تک کیوں نہیں پہنچا تھا۔ پھر بیٹھے بیٹھے اس کی نگاہیں کچھ فاصلے پر موجود ایک میز کی جانب اٹھ گئیں--- یہاں اس نے نادر کو تنہا بیٹھے ہوئے دیکھا---

نادر حیات کے بارے میں طرح طرح کی کہانیاں مشہور تھیں۔ فیصل نے ہی ایک بار اس کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک اور شہر میں رہتا ہے اور ایک بڑے رئیس کا بیٹا ہے۔ رئیس کا نام یوسف حیات خان ہے۔ ویسے طاہر نے جب بھی کبھی نادر کو دیکھا ایک عجیب سا احساس اس کے دل میں جاگ اٹھا۔ نادر کا بلند و بالا قد' سرخ و سفید چہرہ اور انتہائی خوب صورت ورزشی جسم قابل رشک تھا' جبکہ طاہر یا فیصل کی صحت اس قدر عمدہ نہیں تھی--- اپنی مدھم مدھم شخصیت' خوب صورت آنکھوں اور کشادہ پیشانی کے ساتھ وہ ایک اچھی شخصیت کا مالک تھا۔ البتہ فیصل نے اس سے کہا تھا۔

"نہ جانے کیوں یہ شخص مجھے ہمیشہ برا لگا ہے' حالانکہ اس نے میرے ساتھ کبھی کوئی بری بات نہیں کی۔ لیکن میرا دل اس سے بات کرنے کو بھی نہیں چاہتا---"

"اس کی کوئی خاص وجہ تو نہیں ہے۔ طاہر نے مسکراتی نگاہوں سے فیصل کو دیکھ کر پوچھا تھا---؟"

"بالکل نہیں--- اگر وجہ ہوتی تو ذرا لطف کی بات تھی نا۔"

"چھوڑو چھوڑو--- ہم دونوں ہی ایک دوسرے کی دوستی کے لئے کافی ہیں۔ طاہر نے فیصل سے کہا تھا۔

بہر حال وہ انتظار کرتا رہا--- پھر اچانک ہی اس کے موبائل کی بیل بجی تھی اور اس

نے جیب سے موبائل نکال لیا تھا۔۔۔ موبائل کا بٹن آن کر کے اس نے اسے چہرے کے قریب کر لیا۔۔۔

"طاہر بول رہا ہوں۔۔۔"

"یار طاہر میں فیصل ہوں۔"

"ارے کہاں سے فون کر رہے ہو۔۔۔؟"

"ہوٹل کے سامنے والے پبلک کال بوتھ سے۔۔۔"

"کیوں خیریت۔۔۔"

"ایک بہت اہم ضرورت آ پڑی ہے' یار معافی چاہتا ہوں' کیا تم لانگ مین پہنچ گئے۔؟"

"کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔"

"تم یقین کرو طاہر تفصیل تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ اس وقت واقعی نہیں آ سکتا۔"

"عجیب احمق آدمی ہو۔ یعنی میں شدید بھوک کا شکار ہوں اور تم اس وقت معذرت کر رہے ہو۔۔۔ جبکہ اب سے پندرہ منٹ پہلے تمہیں پہنچ جانا چاہئے تھا۔"

"طاہر جب میں تمہیں حقیقت بتاؤں گا تو تم مجھے معاف کر دو گے۔۔۔"

"چھوڑو یار' موڈ آف کر دیا تم نے۔۔۔"

"سوری طاہر۔۔۔ مان لو میری بات۔"

"اوکے اوکے۔۔۔ طاہر نے موبائل آف کیا اور پھر اسے جیب میں رکھ لیا۔ اس کی نگاہیں یونہی افراسیاب کی طرف اٹھ گئی تھیں اور افراسیاب اسے شرارت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً" ہی طاہر کے ذہن میں جھٹکا لگا۔۔۔ اور اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر افراسیاب کو دیکھا۔۔۔ اس کم بخت نے کہا تھا کہ وہ نہیں آئے گا جس کا مجھے انتظار ہے۔ کس قدر سچ بات نکلی تھی۔

بوڑھا گردن گھما کر نادر کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر افسوس بھرے انداز میں ہونٹ سکوڑ کر چچ چچ کرنے لگا۔۔۔

"اب کیا ہوا جناب۔۔۔ طاہر نے بگڑے ہوئے موڈ میں پوچھا۔۔۔"

"دیکھ رہے ہو۔۔۔" وہ جو تنہا اور اداس بیٹھا ہوا ہے۔

"جی۔۔۔ اس کے بارے میں کچھ فرمانا چاہتے ہیں آپ۔۔۔"

"اس کی پیشانی کے ستارے بجھتے جا رہے ہیں۔ تین ستارے تھے اس کی پیشانی پر۔۔۔ ایک بجھ گیا اور ابھی ابھی میں نے دو ستارے اور بجھتے ہوئے دیکھے ہیں۔ پتہ نہیں بے چارے کی پیشانی کیوں تاریک ہو گئی۔۔۔"

"گویا اب ستارے پیشانی پر ہوتے ہیں۔ طاہر نے طنزیہ انداز میں کہا اور بوڑھا اسے دیکھنے لگا۔۔۔ پھر منہ بنا کر بولا۔۔۔"

"جب کچھ جانتے نہیں ہو تو بولتے کیوں ہو۔۔۔؟" کھانا کھلاؤ گے یا میں اٹھ جاؤں۔"

"نہیں نہیں۔۔۔ کھانا کھاؤ۔ کھانا کھاؤ۔۔۔ طاہر نے کہا اور ویٹر کو بلا کر آرڈر نوٹ کرانے لگا لیکن اب طاہر کو احساس ہو رہا تھا کہ بوڑھا واقعی عجیب شخصیت کا مالک ہے۔ کم از کم اس کی ایک پیش گوئی تو سچ نکلی ہے۔۔۔ اور دوسری پیش گوئی جو نادر حیات کے بارے میں تھی۔۔۔ بے چارہ نادر حیات خان۔۔۔ کہیں واقعی اس کالی زبان والے کی زبان درست ہی نہ ثابت ہو جائے۔۔۔"

پھر ویٹر نے کھانا لگانا شروع کر دیا۔۔۔ اور بوڑھا کھانے میں مصروف ہو گیا۔ طاہر نے بھی کھانے کی طرف ہاتھ بڑھا دیا تھا۔

○

نادر نے اپنے کمرے کا تالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔۔۔ بجھا ہوا دل' تھکے تھکے قدم نہ جانے کیوں دل پر ایک شدید اداسی طاری تھی۔ اس اداسی کو دور کرنے کیلئے وہ لانگ مین چلا گیا تھا' کھانا منگایا تھا لیکن ٹھیک سے کھایا بھی نہیں گیا تھا۔ پتہ نہیں کیسے کیسے خیالات دل کو پریشان کرتے رہتے تھے۔ وہ حالات سے بے خبر نہیں تھا اسے اندازہ تھا کہ اس کا بھائی قیصر حیات کوئی بات اس کے کانوں تک نہیں پہنچنے دیتا جہاں تک ہوتا ہے ہر غم اپنے دل پر ہی سہتا ہے۔ لیکن دونوں کے دلوں کے تار اس طرح جڑے ہوئے تھے کہ اگر قیصر حیات کو کوئی پریشانی ہوتی تو وہ خود ہی اس سے متاثر ہو جاتا تھا۔ جبکہ قیصر حیات اسے کبھی کچھ نہیں بتاتا تھا۔

اس وقت جب یوسف حیات صاحب کا انتقال ہوا تھا تو ایسی ہی اداسی اس کے دل پر سوار ہو گئی تھی۔۔۔ اور پھر اسے باپ کی موت کی اطلاع ملی تو وہ بھاگم بھاگ نواب پور پہنچا تھا۔۔۔ اور اسے باپ کی میت میں شریک ہونے کا موقع مل گیا تھا۔۔۔ اسے شدت سے احساس تھا کہ قیصر حیات تنہا رہ گیا ہے' گھر کے حالات کا بھی اسے اندازہ تھا۔۔۔ لوگوں کی زبان جنازے پر بھی نہیں رکی تھیں اور وہ کانوں کو ہاتھ لگا لگا کر یوسف حیات کیلئے

باتیں کر رہے تھے۔ ان میں ناخوشگوار باتیں زیادہ تھیں' لیکن دونوں بھائی متحمل مزاج تھے کم از کم باپ کی موت پر ہنگامہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ نادر حیات نے تو اس وقت بھی قیصر سے کہا تھا کہ حویلی کو تالا لگا دے اور اس کے ساتھ شہر چلے۔ کیا رکھا ہے یہاں نواب پور میں——لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں خواہ مخواہ کوئی ہنگامہ ہو جائے گا——"

لیکن قیصر حیات نے کہا—— "حویلی میں تو میرا بھی دل نہیں لگتا نادر لیکن تم فائنل مکمل کر لو ساری باتیں اس کے بعد ہی سوچیں گے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں آپ کو تنہا بھی تو نہیں چھوڑ سکتا بھائی جان——"

"نہیں میں تو عادی ہوں' نمٹ لوں گا' بس تم واپس جاؤ اور سنو پڑھائی سے دل اچاٹ مت کرنا اور قیصر نے اسے واپس بھیج دیا تھا۔

ان کی ماں بچپن ہی میں مر گئی تھی—— اور یہ کہانی ہر شناسا اچھی طرح جانتا تھا کہ ماں کی موت یوسف حیات صاحب کی برائیوں ہی سے ہوئی ہے۔ شروع ہی سے کڑھتی رہی ہے' یہ بھی پتہ تھا اسے کہ آس پاس کی زمینیں جو باپ دادا نے چھوڑی تھیں وہ بک چکی ہیں اور اب اس حویلی کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں رہ گیا ہے—— قیصر حیات نے البتہ اسے ان باتوں پر کان دھرنے نہیں دیا تھا لیکن دیگر ذریعوں سے نادر کو یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ شیخ فیاض حسین نے مقدمہ قائم کر دیا ہے اور وہ اپنی بہت بڑی رقم ان سے وصول کرنا چاہتے ہیں۔ یہ مقدمہ بھی قیصر حیات لڑ رہا تھا۔

بہرحال نادر بھائی کی فرمائش پوری کرنا چاہتا تھا' حالات بڑے عجیب تھے اور نجانے کیوں نادر کو مایوسیوں نے گھیر لیا تھا۔

یوسف حیات صاحب اوباش طبع انسان تھے۔ بیٹوں پر انہوں نے کبھی کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی' شادی تو شاید کم عمری میں ہی ہو گئی تھی لیکن اس کے بعد حویلی خود شادی خانہ بنی رہتی تھی۔ دور دور کے شہروں سے ناچ گانے والیاں آتی رہتی تھیں اور رنگ رلیاں منائی جاتی تھیں۔ جوان بیٹوں کا کوئی خیال نہیں تھا۔ یوسف حیات کو' وہ تو شکر تھا کہ قدرت نے کوئی بیٹی نہیں دی تھی ورنہ شاید اس کا مستقبل بھی تاریک ہو جاتا۔

قیصر حیات بڑے ظرف کا انسان تھا کہ اس نے چھوٹے بھائی کو ہمیشہ مشکلات سے دور رکھا اور اپنی ہی جان پر کھیلتا رہا—— بلکہ جب اسے علم ہوا کہ نادر فرخندہ سے محبت کرتا ہے تو یہ اس کی کوششیں تھیں کہ اس نے فیروز بیگ کو فرخندہ سے شادی کیلئے تیار کر لیا تھا——

فیروز بیگ بے حد لالچی انسان تھا اور بالکل اس جیسی فطرت اس کے بیٹے کی بھی تھی اور پھر نیر تو خاص طور سے نادر سے جلتا تھا—— لیکن فیروز بیگ کو اس وقت یہ پتہ نہیں تھا کہ یوسف حیات دیمک کی طرح اس پشتی جاگیر کو کھا چکے ہیں جو یوسف حیات کے نام سے وابستہ تھی۔ پھر قیصر ہی کی کاوشوں سے فرخندہ اور نادر حیات کی منگنی ہو گئی تھی۔ البتہ شادی کا مسئلہ ذرا طویل کر دیا گیا تھا—— کیوں کہ نادر ابھی تعلیم حاصل کر رہا تھا اور اس کی تعلیم ادھوری نہیں رکھی جا سکتی تھی—— فرخندہ نے صرف میٹرک کیا تھا اور اس کے آگے فیروز بیگ اسے پڑھانا نہیں چاہتا تھا—— بہرحال بعد کے معاملات نادر کی تعلیم کی تکمیل پر ہی طے پانے تھے اور قیصر حیات نے اپنے بھائی کو چوتے ہوئے کہا تھا——

"تو فکر کیوں کرتا ہے بیٹے—— میں زندہ ہوں پاپا جو کچھ بھی کر رہے ہیں ہم انہیں اس سے نہیں روک سکتے لیکن میں ہوں نا—— میں تیرا گھر آباد کروں گا——

بارہا نادر نے اپنے بھائی سے فرمائش کی تھی کہ وہ شادی کر لے—— ایک عورت گھر میں آئے گی تو گھر کا رنگ بدل جائے گا—— لیکن قیصر نے اسے ہنس کر ٹالتے ہوئے کہا تھا۔

یار اس بارے میں کبھی اطمینان سے سوچیں گے—— پہلے تیری شادی کروں گا میں—— اور پھر فرخندہ یہاں آ کر میرے لئے کچھ کرے گی—— اصل میں تو کوئی نہیں ہے تیرا سرپرست تو میں ہوں' میری سرپرستی بھلا کون کرے گا—— ہاں تیری بھاوج آ جائے گی تو ظاہر ہے میں اس کی کسی بات سے انکار نہیں کروں گا——

نادر کو اپنے بھائی پر فخر تھا—— باپ کی موت کے بعد اس کا دل پڑھائی سے خاصا اچاٹ ہو گیا تھا لیکن چونکہ قیصر کا حکم تھا اس لئے وہ شہر واپس آ گیا تھا اور اس بات کو بھی چار پانچ ماہ گزر گئے تھے پتہ نہیں مقدمے کا کیا نتیجہ نکلا۔ قیصر کے کبھی خطوط آتے تو وہ ہمیشہ ایک ہی بات کہتا کہ وہ پورے اعتماد کے ساتھ تعلیم حاصل کرے۔ ساری باتیں تعلیم مکمل ہونے کے بعد ہی سوچی جائیں گی۔

نادر اپنے کمرے میں آ کر بستر پر گر پڑا—— وہ اس بے نام اداسی کو ذہن سے جھٹکنا چاہتا تھا لیکن پتہ نہیں کیا بات تھی اور جو بات تھی وہ دوسری صبح ہی اسے معلوم ہو گئی——

ہاسٹل میں رہنے والے اسٹوڈنٹس کی ڈاک ایک جگہ جمع ہو جایا کرتی تھی اور سب اپنی اپنی ڈاک وہاں سے لے لیا کرتے تھے۔ نادر بھی یونیورسٹی سے فارغ ہو کر وہاں سے گزرا

تھا—— قیصر کا خط مہینے میں ایک بار آتا تھا اور ابھی دس بارہ دن پہلے اس کا خط آیا تھا
چنانچہ اس بات کے امکانات نہیں تھے کہ قیصر کا کوئی خط آیا ہوا ہو—— لیکن جب اس نے
ڈاک پر نظر دوڑائی تو اسے وہ مخصوص لفافہ نظر آگیا جو قیصر ہی کا ہو سکتا تھا—— دھڑکتے
دل کے ساتھ اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنا لفافہ اٹھایا—— اور ہوسٹل کے لان پر درخت کے
نیچے پہنچ گیا۔

لفافہ چاک کر کے خط پڑھا تو اس کا دل رو پڑا۔ لکھا تھا——

"نادر فوراً آ جاؤ—— میرا خیال ہے میں اب تنہا ہر بات کو برداشت نہیں کر سکوں
گا—— ہم مقدمہ ہار چکے ہیں۔ ہماری حویلی کو تالا لگ گیا ہے اور فیاض حسین کچھ دن کے
بعد وہاں کا قبضہ لے لیں گے—— میں اس وقت حسین شاہ کے گھر میں مقیم ہوں کیونکہ
میں نے حویلی چھوڑ دی ہے' تمہارا آنا اس لئے ضروری قرار دیا ہے میں نے کہ تم سے
مشورہ کروں کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے۔ اب دیکھو نا تنہا یہ دل پر بوجھ کب تک اٹھائے
رہوں—— آ جاؤ——"

نادر نے خط مٹھی میں کس لیا اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ تو حویلی بھی
گئی—— وہ جگہ جو بچپن سے ماں کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ وہ چھن گئی۔ ان سے——
جانتا تھا کہ قیصر کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی' اس کائنات میں اب اس کی جاگیر صرف ایک
بھائی رہ گیا تھا۔ چنانچہ اس نے فوراً انتظامات کئے۔ اسٹیشن پہنچا اور ٹرین میں بیٹھ کر نواب
پور چل پڑا۔

○

زندگی کس طرح اپنے روپ بدل لیتی ہے اس کا احساس اب ہو رہا تھا۔ کبھی نواب
پور آتے ہوئے دل کو ایک فخر کا سا احساس ہوتا تھا کہ وہ اس علاقے کے بڑے لوگ ہیں۔
یہاں ان کی عزت کی جاتی ہے اور لوگ انہیں دیکھ کر اشارے کرتے ہیں کہ دیکھو وہ یوسف
حیات خان کا بیٹا جا رہا ہے' دیکھو وہ شہر سے آیا ہے' دیکھو وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا ہے۔
لیکن اب—— کیا ہوگا——؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ نواب پور کے رہنے والے یوسف حیات کی رنگ رلیوں
کے بارے میں سب کچھ جانتے تھے لیکن اس آبادی کے لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ ولی کے
گھر شیطان بھی پیدا ہوتا ہے اور شیطان کے گھر ولی۔ یوسف حیات جیسی شخصیت کی اولاد
اس جیسی نہیں ہے۔ اور یقینی طور پر یہ دونوں بچے اپنی خاندانی روایات کو توڑ دیں گے۔

خاندانی روایات ٹوٹی تھیں لیکن اس طرح کہ خاندان ہی نہیں رہا تھا' نجانے آگے چل کر کیا
کیا دیکھنا ہوگا——

نواب پور میں اترنے کے بعد نادر نے سوچا کہ اب سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ
قیصر حیات سے ملاقات کرے اور اس سے صورتحال معلوم کرے۔ جب وہ حسین شاہ کے
گھر پہنچا تو قیصر حیات وہاں موجود تھا۔

حسین شاہ ایک اچھا انسان تھا۔ کسی زمانے میں ان کا ملازم تھا لیکن بعد میں اس نے
وہ ملازمت چھوڑ دی تھی۔ یا اسے اس ملازمت سے نکال دیا گیا تھا۔ اور اب وہ اپنے طور
پر زندگی گزار رہا تھا' کوئی چھوٹا موٹا سا کام کرتا تھا۔

"حسین شاہ کا گھر غربت کی تصویر معلوم ہوتا تھا اور غربت کدے میں ہی کسی کو جگہ
مل سکتی ہے—— ورنہ انسان کچھ بن کر تو انسانیت کو بھول ہی جاتا ہے——"

قیصر حیات کا چہرہ بھی اترا ہوا تھا' وہ بری حالت میں نظر آ رہا تھا۔ شیو بڑھی ہوئی تھی'
بال بکھرے ہوئے تھے۔ حسین کے گھر کی ڈیوڑھی میں ایک چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا۔ نادر کو
دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھا' ایک لمحے تک دیکھتا رہا پھر دوڑ کر اس سے لپٹ گیا۔

دونوں بھائی ایک دوسرے سے بغل گیر ہوگئے تھے اور دیر تک ان کے جذبات ایک
دوسرے کے سینے میں منتقل ہوتے رہے۔ بس اتنا کافی تھا۔ بہت سی باتیں بدن کی زبان سے
بھی ادا ہو جاتی ہیں اور زبان کو بولنے کی ضرورت نہیں رہتی—— سارے حالات نادر
حیات کے علم میں آ چکے تھے۔ قیصر حیات نے بہت دیر تک اسے سینے سے لگائے رکھا۔
حسین شاہ گھر میں موجود نہیں تھا لیکن اندر اس کے اہل خاندان موجود تھے—— حسین
شاہ کی بیوی نے جھانک کر کہا۔

"کون آیا ہے قیصر میاں——"

"نادر آیا ہے شہر سے——"

"ارے نادر بیٹے تم آ گئے——" حسین شاہ کی بیوی آگے بڑھی اور اس نے نادر کے
سر پر ہاتھ رکھا۔ پھر بولی۔

"بہت اچھا کیا جو تم آ گئے۔ بھائی اکیلا تھا۔ بیٹھو۔ میں تمہارے لئے کھانے کا بندوبست
کرتی ہوں۔"

وہ اندر چلی گئی—— تو نادر نے قیصر حیات کی طرف دیکھا' قیصر حیات جانتا تھا کہ نادر
کے کان کیا سننے کے منتظر ہیں۔ اس نے انتہائی مختصر الفاظ میں کہا:

"امید نہیں تھی اس بات کی —— لیکن تم جانتے ہو —— تم اچھی طرح جانتے ہو کہ فیاض کس طرح کا آدمی ہے۔ اس نے ساری زندگی یہی کوشش کی کہ ہم لوگوں کو نیچا دکھائے —— لیکن مجھے امید نہیں تھی کہ ابو ایک ایسے شخص کا سہارا لیں گے جو ہمارا خاندانی دشمن ہے۔ فیاض حسین اور ان کا بیٹا ریاض حسین جس قسم کے لوگ ہیں تم اچھی طرح جانتے ہو —— آج فیاض حسین کو موقع ملا ہے تو وہ اس بات سے فائدہ اٹھا رہا ہے —— وہ ساری بستی میں سینہ تانے پھر رہا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اب حیات محل ان کا ہو گیا ہے اور وہ وہاں اپنی اجارہ داری قائم کریں گے ——" ریاض حسین تو نجانے کیا کیا کہتا پھرتا ہے لیکن میں نے اپنے آپ کو سنبھالے رکھا' ورنہ اس کا خون ہو جاتا میرے ہاتھوں ——"

"نہیں بھائی جان' ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ نادر نے مضمحل آواز میں کہا ——"

"ہاں نہیں ہونا چاہئے تھا اس لئے میں نے نہیں کیا —— قیصر حیات نے سوگوار انداز میں کہا۔"

"پورا واقعہ کیا ہے ——؟"

"تمام کاغذات اصل ہیں اور ان میں کوئی شک کی بات نہیں ہے والد صاحب نے لاکھوں روپیہ فیاض حسین صاحب سے لے رکھا تھا' اور تمام چیزوں کے کاغذات بنا بنا کر دیتے رہے تھے۔ انہوں نے ہمارے بارے میں کبھی کچھ نہیں سوچا —— اور اب فیاض حسین کا قرض اتنا ہے کہ اس حویلی کی ایک کیل بھی ہمیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ پوری حویلی اس کی ملکیت ہے اور سرکاری طور پر اسے حویلی کا قبضہ دیا جا چکا ہے۔

"یعنی —— یعنی ——!"

"ہاں اب حویلی میں اس کا تالا پڑا ہوا ہے اور وہ جب چاہے وہاں آ سکتا ہے۔"

نادر کا دل خون کے آنسو رونے لگا۔ اسے حویلی کی ایک ایک اینٹ سے پیار تھا' اسے حویلی کا ایک ایک گوشہ پیارا تھا' اس کی زندگی کی ساری یادیں اس سے وابستہ تھیں لیکن یوسف حیات صاحب نے جو کچھ کیا تھا وہ بہرحال ایک بڑا عمل تھا —— خود تو اس دنیا سے چلے گئے تھے لیکن بیٹوں کیلئے سر چھپانے کا ٹھکانہ تک نہیں چھوڑا تھا —— بہت ہی قابل افسوس بات تھی' قیصر نے کہا۔

"بہرحال جو ہوا سو ہوا —— ہمیں حقیقتوں کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ جو کچھ ہو چکا ہے وہ ایسا ہے کہ اگر اسے نظر انداز ہی کر دیا جائے تو زندگی بچ سکتی ہے' ورنہ دل غم سے پھٹ

جاتا ہے —— اور شاید میں اس غم کو کبھی دل سے جدا نہیں کر سکوں گا ——

"نہیں بھائی جان ایسا نہ کہیں' اب جو کچھ ہو چکا ہے ہمیں اس کا مقابلہ کرنا پڑے گا ——"

"بس اس طرح نا' جس طرح دنیا میں لوگ زندگی گزارتے ہیں' کون سا نیا کام کر سکتے ہیں ہم لوگ ——"

"وہ تو سب ٹھیک ہے بھائی جان' لیکن پھر بھی ہمیں اپنی ہمت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔"

خاصی دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ اس دوران حسین شاہ کی بیوی نے کھانا تیار کر لیا تھا۔ حسین شاہ نے شام کا کھانا ساتھ ہی کھایا —— نادر کی آمد سے اس نے خوشی کا اظہار کیا تھا اور پھر افسوس کرتا ہوا بول اٹھا۔

"یہ سب کچھ تو ہم نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا لیکن ہو گیا —— خیر بچو۔ تم فکر نہ کرو تمہارا یہ غلام حاضر ہے اس گھر کی چھت تمہاری ہے جو کھاتا ہوں اس کا تھوڑا سا حصہ تمہارا بھی ہے —— میں نے زندگی بھر تمہارا نمک کھایا ہے اور اب نمک کی ادائیگی کا وقت ہے۔

"شکریہ حسین شاہ لیکن بہرحال دیکھیں گے کہ زندگی ہمیں کیا دیتی ہے۔ قیصر حیات نے کہا۔"

پھر نادر اپنی جگہ سے اٹھ گیا —— اس نے قیصر کو نہیں بتایا تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے' لیکن اس کا رخ فیروز بیگ کے گھر کی طرف تھا ——

گھر کے دروازے پر دستک دی تو نیر بیگ نے دروازہ کھولا تھا۔ نادر کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ اور اس نے اندر کی طرف رخ کر کے کہا۔

"ابو نادر حیات خان آئے ہیں ——"

"آیئے اندر آیئے نادر صاحب' تشریف لایئے اور نادر اندر داخل ہو گیا۔ نیر کے لہجے کے طنز کو وہ پی گیا تھا۔ یہ سچائی تھی کہ اب حالات ایسے ہی تھے کہ کسی کی زبان کو روکا نہیں جا سکتا تھا۔ وقت نے یہی سلوک کیا تھا اس کے ساتھ اور اب اسے صبر و سکون کے ساتھ اس وقت کو گزارنا تھا —— اگر صبر و سکون کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا جاتا تو پھر صرف جرم ہی رہ جاتا تھا جو کیا جا سکتا تھا ——"

نیر اسے لے کر ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا اور نادر اندازہ لگانے لگا کہ فیروز بیگ کے

حالات پہلے سے بہت بہتر نظر آتے ہیں ـــــ ڈرائنگ روم کا نیا فرنیچر' نیا قالین' اعلیٰ تصاویر' صاف ستھری ہر چیز اس بات کا اظہار کر رہی تھی کہ فیروز بیگ بہتر حالات سے گزر رہا ہے۔ حالات تو خیر اس کے پہلے بھی خراب نہیں تھے لیکن اب کچھ زیادہ ہی بہتری ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ فیروز بیگ ڈرائنگ روم میں داخل ہو گیا۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا ـــــ نیر سامنے ہی بیٹھا ہوا تھا۔ ابھی تک نیر نے نادر سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ فیروز بیگ نے نادر کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہو نادر شہر سے کب آئے ـــــ"

"آج چچا جان ـــــ"

"کوئی اطلاع تو نہیں تھی تمہارے آنے کی ـــــ"

"جی ہاں ـــــ قیصر بھائی جان نے خط لکھا کہ میں آ جاؤں سو آ گیا ـــــ"

"ہاں شاید تمہیں ان حالات کا علم نہیں تھا۔ ویسے قیصر بہت عظیم لڑکا ہے اس نے سب کچھ اپنی ذات پر جھیلا ـــــ یوسف حیات خان کی موت کے بعد قیصر کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ ان کا جانشین ہو گا ـــــ اور وہ ایک بہترین جانشین ثابت ہوتا یہ بات دنیا جانتی ہے ـــــ لیکن افسوس صد افسوس یوسف حیات خان جو کچھ کر گئے وہ کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا۔

"جی چچا جان ـــــ ہم قلاش ہو گئے ـــــ"

"ہاں بیٹے مجھے اس بات کا بے حد افسوس ہے ـــــ"

"چچا جان میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ہماری اس پریشان حالی کا آپ پر کیا اثر ہوا ـــــ؟"

"بیٹے معمولی تعلقات نہیں تھے ہمارے تمہارے۔" اور پھر تمہارے ساتھ تو میری بیٹی کا رشتہ بھی طے ہوا تھا۔ افسوس تو بہرحال ہونا ہے' تمہارا نہ سہی اپنی بیٹی کے رشتے کے ختم ہو جانے کا' فیروز بیگ نے سرد لہجے میں اظہار خیال کیا ـــــ"

"جی ـــــ نادر حیات حیرت سے چونک پڑا۔

"کیا ـــــ کچھ مجھ سے کہا ـــــ فیروز بیگ نے حیران لہجہ بناتے ہوئے کہا ـــــ لیکن اس کے لہجے سے مکاری ٹپک رہی تھی۔

"آپ نے کیا کہا چچا جان یعنی رشتہ ـــــ رشتہ ختم ہو جانے کی بات کی ہے آپ نے

یا میرے کانوں کو دھوکا ہوا ہے ـــــ؟"

"نہیں تمہارے کانوں کو دھوکا نہیں ہوا ہے اور نا ہی میں نے کوئی غلط بات کی ہے۔ نادر بے شک تم نوعمر ہو' زندگی میں جن رشتوں سے تمہارا واسطہ پڑا ہے ابھی ان رشتوں میں اولاد کا رشتہ نہیں ہے' تم نہیں جانتے میں اپنی بیٹی کے لئے زندگی بھر کیا سوچتا رہا ہوں۔ میں نے اسے اس شاندار حویلی میں بھیجنے کے خواب دیکھے تھے' جہاں بے شمار ملازم اس کی خدمت کے لئے موجود ہوتے' میں نے اسے بیگمات کی طرح اس حویلی میں گردش کرتے ہوئے دیکھا تھا ـــــ یہ نہیں دیکھا تھا کہ میری بیٹی کے لئے سر چھپانے کا کوئی ٹھکانہ بھی نہ ہو یا وہ ایک ایسے قلاش شوہر کی بیوی کہلائے جس کی جیب میں پھوٹی کوڑی بھی نہ ہو ـــــ دیکھو میری باتیں تمہیں بری ضرور لگیں گی لیکن یہ حقیقت ہے اور حقیقت سے منہ موڑنا کسی طور بہتر نہیں ہوتا۔"

"لیکن چچا جان ـــــ ہم میں ـــــ"

"ہاں بولو ـــــ بولو کیا کہنا چاہتے ہو ـــــ؟" تم دو چار ہفتوں کے بعد کروڑ پتی بن جاؤ گے' ایک محل خرید لو گے یا اپنے محل کو آزاد کرا لو گے۔ شیخ فیاض حسین کا قرض ادا کر کے ـــــ بولو کیا کرو گے تم ـــــ"

"چچا جان میں آپ کے بارے میں ہمیشہ دوسرے انداز میں سوچتا رہا ہوں ـــــ"

"مثلاً فیروز بیگ نے سوال کیا ـــــ"

"میں آپ کو اپنا ہی سوچتا رہا ہوں ـــــ"

"تمہاری سوچ درست ہے نادر میاں' اپنا تو میں اب بھی ہوں ـــــ تم سے منحرف نہیں ہوں میں ـــــ لیکن بیٹے جہاں تک کسی رشتے کا سوال ہے تم اس کا تصور بھی اپنے دل میں مت لانا سمجھ رہے ہو نا میری بات ـــــ"

"نہیں چچا جان آپ ایسا ظلم نہ کیجئے گا ـــــ آپ کو اندازہ ہے کہ ہم دونوں بچپن کے ساتھی ہیں ـــــ"

"بچپن میں تو بہت سے بچوں کا ایک دوسرے سے ساتھ ہوتا' چھوٹی سی عمر' پھر سکول' پھر کالج' پھر یونیورسٹی اور نجانے کیا کیا ـــــ لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ اگر کسی چھوٹی سی بچی کے ساتھ جوان ہوا جائے تو اس پر قبضہ جمانے کا فیصلہ بھی کر لیا جائے حالانکہ میں نے تمہاری یہ بات بھی مان لی تھی ـــــ میں نے کب انکار کیا تھا لیکن تم خود سوچو کیا کرو گے تم ـــــ کیسے پالو گے میری بیٹی کو ـــــ میں نے تمہارے برابر کے عیش نہیں

کرائے اپنے بچوں کو' لیکن پھر بھی جتنا کچھ میرے پاس ہو سکا ہے وہ میں نے انہیں دیا ہے اور اس طرح اگر میرے نازوں کے پالے بچے اگر یوں دربدر ہو جائیں تو کیا کوئی باپ ایسا پسند کرے گا۔۔۔۔؟"

"چچا جان آپ۔۔۔۔ آپ مجھے موقع تو دیں اس کا۔۔۔۔"

"بولو بولو کیا موقع چاہتے ہو۔۔۔۔؟"

"چچا جان میں۔۔۔۔ چچا جان میں زندگی میں جدوجہد کرنے کی کوشش کروں گا اور اپنا مقام پالوں گا۔۔۔۔"

"اور اس وقت تک میری بیٹی بوڑھی ہو جائے گی کیوں۔۔۔۔ نہیں بھائی کیسی باتیں کرتے ہو تم۔۔۔۔ زندگی اتنی آسان چیز نہیں ہے جتنا تم نے اسے سمجھ لیا ہے اور دولت بھی آسمان سے نہیں برستی اس کے لئے محنت کرنا پڑتی ہے اور میں جانتا ہوں کہ ایک شخص اگر ایک مناسب رقم کمانے کی کوشش کرے تو اسے کتنا عرصہ لگ سکتا ہے۔۔۔۔ اب تم خود بتاؤ اس کے لئے میں انتظار تو نہیں کر سکتا۔

"آپ بہت زیادہ باتیں کر رہے ہیں ابو' بھلا اس کی کیا ضرورت ہے' صاف سی بات ہے آپ نے کہہ دیا ہمیں یہ رشتہ منظور نہیں ہے تو بس کافی ہے' نیر بیگ نے پہلی بار اس گفتگو میں حصہ لیا اور نادر اسے دیکھنے لگا پھر اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے چچا جان لیکن ایک بات میں آپ سے کہے جا رہا ہوں میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد اپنے لئے کوئی بہتر مقام تلاش کر لوں۔۔۔۔ اور چچا جان آپ کو انتظار کرنا ہو گا۔۔۔۔"

"دیکھو اس لہجے کو تبدیل کرو۔۔۔۔ انتظار کرنا ہو گا سے کیا مراد ہے تمہاری کیا میں تمہارے لئے مجبور ہوں۔"

"آپ سوچ لیجئے۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے اگر تم مجھے دھمکی دے رہے ہو تو میں تمہارا چیلنج قبول کرتا ہوں۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں اگر تم نے یہ حویلی واپس لے لی جس طرح بھی بن پڑا یہ تمہاری ذمہ داری ہے تو میں اپنی بیٹی کی شادی تمہارے ساتھ کر دوں گا لیکن اس کے لئے بھی ایک وقت کا تعین ہونا ضروری ہے' وہ وقت' جب میری بیٹی کے بالوں میں سفیدی نہ آ جائے۔ سمجھ گئے نا تم۔۔۔۔! فیروز بیگ نے کہا۔۔۔۔ اور نادر نے سوچا کہ اب یہاں رکنا بے کار ہے۔

تقدیر کا فیصلہ اسے معلوم ہو چکا تھا اور اب اس فیصلے کے خلاف جنگ کرنا تھی۔ وہ افسردہ سا وہاں سے باہر نکلا۔ دروازہ کے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ ایک طرف سے آہٹ سی سنائی دی اور شی شی کی آواز۔۔۔۔

اس نے چونک کر آواز کی سمت دیکھا اور ایک لمحے میں پہچان لیا' وہ فرخندہ ہی تھی۔۔۔۔ وہ جس سے اس نے ساری زندگی ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا' جسے اس نے اس کائنات میں سب سے زیادہ چاہا تھا۔۔۔۔

فرخندہ کے چہرے پر جو اداسی دوڑ رہی تھی اس نے نادر کے دل کو دکھی کر دیا۔ وہ آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھا اور اس نے کہا۔

"فرخندہ تم یہاں۔۔۔۔؟"

"اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں تھا نادر۔۔۔۔؟"

"فرخندہ۔۔۔۔"

وہاں۔۔۔۔ میں تمہاری اور ابو کی ساری باتیں سن چکی ہوں' فرخندہ دکھی لہجے میں بولی۔۔۔۔

"فرخندہ انسان کی تقدیر بھی کیا چیز ہے؟ جب کچھ چھننے پر آتا ہے تو سب کچھ ایک ہی لمحے میں چھن جاتا ہے۔"

"مجھے محسوس ہو رہا ہے۔۔۔۔"

"فرخندہ اگر تم نے فیروز بیگ کی گفتگو سن لی ہے تو تمہیں اندازہ ہو گیا ہو گا کہ وقت کس طرح میرے خلاف ہو گیا ہے۔۔۔۔"

"نادر تم وقت سے جنگ نہیں کرو گے۔۔۔۔؟"

"فرخندہ میں جذباتی باتوں سے گریز کر رہا ہوں' کیا کہہ سکتا ہوں اس دنیا میں میرے جیسے لاکھوں انسان مارے مارے پھرتے ہیں۔۔۔۔ کون کیا حاصل کر لیتا ہے مجھے کچھ نہیں معلوم۔۔۔۔"

"نادر۔۔۔۔ نادر۔۔۔۔ میں نے بھی زندگی بھر تمہیں ہی دیکھا ہے۔ تمہیں ہی سوچا ہے۔ تمہیں ہی چاہا ہے اور تمہیں ہی پانا چاہتی ہوں۔ نادر کیا ہماری زندگی کے خواب اس طرح چھن جائیں گے ایسا تو میں نے کبھی نہیں سوچا۔۔۔۔"

"فرخندہ میں اگر تم سے یہ وعدہ کروں کہ میرا انتظار کرنا۔۔۔۔ تو اس وعدے کی کوئی بنیاد نہیں ہو گی۔۔۔۔"

"نہیں نادر انسان پہلے ہر چیز کی بنیاد رکھتا ہے——— اور اس کے بعد وہ کچھ کہتا ہے۔"

"یہی میں کہنا چاہ رہا تھا——"

"تو تمہیں بنیاد رکھنا ہوگی——"

"مطلب——"

"مجھ سے وعدہ کرو یہ وعدہ تمہارے دل میں عزم پیدا کرے گا اور اگر سچائیوں کی فتح ہوتی ہے تو پھر نادر ہماری فتح ضرور ہوگی تم یقین کرو نادر ہماری فتح ضرور ہوگی۔"

"یہ سب جذباتی باتیں ہیں فرخندہ——— ہم شاید یہ نہ کر پائیں گے۔"

"نہیں نادر خدا کے واسطے ایسا نہ کہو——— ہم لوگ ذہنی طور پر ایک دوسرے کے علاوہ کچھ سوچ ہی نہیں سکتے——"

"اور اگر فیروز بیگ صاحب نے تمہیں مجبور کیا تو——"

"نادر میں آخری حد تک کوشش کروں گی کہ وہ مجھے مجبور نہ کر پائیں' میری جدوجہد اگر دم توڑ گئی تو میں خود بھی دم توڑ دوں گی——"

"نہیں فرخندہ ایسا مت کہو——"

"نادر ایسا کہنا پڑ رہا ہے مجھے——— تم مجھے کوئی آس' کوئی دلاسہ نہیں دے رہے تمہیں یہ دلاسہ مجھے دینا چاہئے نادر——— میں تو عورت ہوں' لڑکی ہوں' بے بس ہوں——— لیکن پھر بھی میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ اس وقت تک جب تک میں جدوجہد کر سکتی ہوں کرتی رہوں گی اور اگر میرا باپ اس بات پر تل جاتا ہے کہ وہ مجھے موت ہی کی آغوش میں دھکیل دے تو نادر یہی سنا ہے میں نے کہ دنیا میں محبتوں سے مایوس رہنے والے بالآخر آخرت میں ایک دوسرے کو پا لیتے ہیں۔ مجھے تلاش کر لینا نادر——— موت کے بعد مجھے تلاش کر لینا——— سمجھ رہے ہو نا میری بات——"

نادر کی آنکھوں میں آنسو نکل آئے——— فرخندہ کی آواز بھی لرز رہی تھی۔ پھر اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا——

"زیادہ وقت میں یہاں نہیں رک سکتی' میں نہیں چاہتی کہ ابو کو میری کسی بات پر غصہ آئے۔ ابھی میں نے ان کی کسی بات پر کوئی احتجاج نہیں کیا ہے' میں جانتی ہوں' مجھے طویل احتجاج کا دور قبول کرنا پڑے گا——— لیکن نادر میں کروں گی تم اطمینان رکھو——— میں آسانی سے ابو کی بات نہیں مانوں گی——— ٹھیک ہے——"

"اگر یہ بات ہے فرخندہ تو میں بھی کوشش کروں گا کہ ایک بار پھر اپنی کھوئی ہوئی زندگی حاصل کر لوں——"

"میں جانتی ہوں نادر——— ابو لالچی آدمی ہیں حالانکہ سوچنے کا انداز ہے۔ اگر وہ مجھے کسی دولت مند گھرانے میں پہنچا دیں گے تو انہیں کیا مل جائے گا——— بس انسان کی اپنی سوچ ہوتی ہے——— لیکن نادر میں تم سے ناامید نہیں ہوں' میں جانتی ہوں تم اپنی تقدیر کے ستارے پھر سے روشن کر لو گے——— میں جانتی ہوں نادر اچھی طرح جانتی ہوں——— اور نادر نے گہری سانس لی۔

فرخندہ نے اسے خدا حافظ کہا اور واپس چل پڑی۔ نادر چند لمحات اسے دیکھتا رہا۔ فرخندہ سے وعدہ تو کر لیا تھا لیکن زندگی کے لئے کوئی ایسا ساتھ کوئی ایسا سہارا نہیں تھا جس کی بنا پر وہ یہ سوچ سکتا کہ وہ بہت جلد اپنا کوئی مقام حاصل کرے گا——— بہرحال اس کے بعد وہ واپس حسین شاہ کے گھر کی جانب چل پڑا تھا۔

○

قیصر حیات غم و اندوہ کی تصویر بنا بیٹھا ہوا تھا۔ ماضی کے واقعات اس کے ذہن میں گردش کر رہے تھے۔ یوسف حیات خان نے درحقیقت اپنی اولاد پر ظلم کیا تھا۔ بچپن سے ماں کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا۔ لیکن اس کے بعد دونوں بچوں کو کوئی محبت نہیں مل سکی۔ بس جس طرح میں شتم پشتم زندگی گزری گزاری گئی۔ دونوں بھائی ایک دوسرے سے بے پناہ محبت کرتے تھے' ماں کی کمی قیصر حیات نے پوری کرنے کی کوشش کی اور باپ کی جگہ تو خیر وہ نہیں لے سکتا تھا——— کیونکہ باپ زندہ تھا' لیکن اپنے چھوٹے بھائی کی ایک ایک چیز کا خیال رکھنا اس کی فطرت بن چکی تھی۔ اور یہ اس کی کاوش تھی کہ نادر نے ایک پرمسرت زندگی بسر کی اور تعلیمی میدان میں آگے بڑھتا ہوا بالآخر یہاں تک پہنچ گیا۔ لیکن حالات نے کچھ اس طرح کروٹ بدلی کہ قیصر حیات بھی حیران کھڑا رہ گیا۔ اس نے اپنے قرب و جوار میں دیکھا تو اسے کوئی بھی ایسا نظر نہ آیا' جو ان دونوں بھائیوں کو اپنی پناہ میں لے سکے۔ اور پھر یہ وقت بھی ایسا نہیں تھا——— دونوں کڑیل جوان تھے بلکہ خصوصی طور پر نادر حیات نے جو قد و قامت نکالا تھا وہ قابل دید تھا——— انتہائی شاندار قد اور بہترین جسامت کا مالک' دیکھنے والے کی نگاہ اس پر ٹھہر نہ پائے۔ ایک کڑیل جوانوں کو کسی سے مدد مانگتے ہوئے شرم آتی تھی۔ لیکن قیصر حیات کو اچانک جو جھٹکا لگا تھا اس نے اس کے ہوش حواس چھین لئے تھے۔ سنبھلنے کا کوئی ذریعہ تو ہوتا——— یہ اندازہ نہیں تھا کہ یوسف حیات

نے ایسا گل کھلایا ہے کہ کہیں کوئی راستہ نہیں رہا۔۔۔۔ اب جب حویلی پر قبضہ ہو چکا تھا۔۔۔۔ اور قبضہ بھی ایک ایسے شخص کا جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ شیطان بھی شاید اس سے مشورے لے کر شیطنت کرتا ہو۔ بہرحال ساری باتیں اپنی جگہ تھیں اور اب یہ سوچ رہا تھا کہ بھائی کی تعلیم کہاں سے جاری رکھ سکے گا۔۔۔۔ یا پھر فیروز بیگ جس کے بارے میں پہلے بھی قیصر حیات کے خیالات اچھے نہیں تھے۔۔۔۔ لیکن یہ بھی وہ جانتا تھا کہ فرخندہ ایک بہت ہی نفیس لڑکی ہے' اپنے باپ اور بھائی سے بالکل مختلف۔۔۔۔ اور اگر وہ ان کی زندگی میں شامل ہو جائے تو کوئی بری بات نہیں ہے۔۔۔۔ وہ اسے اپنے خاندان میں بڑی خوشی سے قبول کر سکتے تھے اور اس وقت فیروز بیگ یہ جانتا تھا کہ حویلی والے کس حیثیت کے مالک ہیں بلکہ یقینی طور پر فیروز بیگ نے یہ بھی سوچا ہو گا کہ بالآخر یوسف حیات اپنی برائیوں سے باز آ جائے گا اور اس کے بعد حویلی دونوں بھائیوں کے پاس ہو گی۔ چونکہ پشتوں سے اس حویلی کی ساکھ بنی چلی آئی تھی اس لئے کوئی اس برے وقت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔ وہ جو کہتے ہیں کہ ہاتھی لاکھ لٹے پھر بھی سوا لاکھ کا۔۔۔۔ سو حویلی والوں کے بارے میں یہ خیال تھا اس کا۔۔۔۔ البتہ جب فیاض حسین نے حویلی کے بارے میں اپنے کاموں کا آغاز کیا تو صورتحال لوگوں کے علم میں آئی اور لوگ دانتوں میں انگلی دبا کر رہ گئے۔ جتنے منہ اتنی باتیں۔ اگر نادر حیات کا انتظار نہ ہوتا تو قیصر حیات لوگوں کے طعنوں سے تنگ آ کر نواب پور چھوڑ ہی دیتا۔ اسے اپنے بھائی کا انتظار تھا' اور اب وہ یہ بھی جانتا تھا کہ نادر حیات کہاں گیا ہو گا۔۔۔۔ لیکن اس کے دل میں افسردگی کے سوا اور کچھ نہیں تھا' نادر کو کسی طور تسلی نہیں دی جا سکتی تھی۔ جھوٹے خواب نہیں دکھائے جا سکتے تھے' وقت نے اب ایک بالکل نیا رخ اختیار کیا تھا۔

قیصر جانتا تھا کہ فیروز بیگ کس طرح نادر کے ساتھ پیش آئے گا اور جب نادر حسین شاہ کی ڈیوڑھی میں داخل ہوا تو ایک لمحے میں اس نے اندازہ لگا لیا کہ جو کچھ اس نے سوچا وہی سچ ہے۔

نادر کے چہرے پر مایوسی کی لکیریں کھنچی ہوئی تھیں' قیصر حیات کے پاس آ کر وہ خاموشی سے چارپائی پر بیٹھ گیا تو قیصر حیات نے مدہم لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم فیروز بیگ کے گھر گئے ہو گے۔۔۔۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مکار فطرت فیروز بیگ نے کیا کہا ہو گا۔۔۔۔" لیکن میرے بھائی ہمارے مذہب میں مایوسی کفر ہے۔ اور ہم اپنے ایمان کا یہ حصہ بھی چھوڑنا نہیں چاہتے۔ وقت سے جنگ کرنا ہو گی۔

ہمیں ایک بار پھر نواب پور آ کر اپنی ساکھ بحال کرنا ہو گی۔ آج جو دنیا ہمارے بارے میں کہہ رہی ہے ہم اس دنیا کو جھوٹا ثابت کر کے دکھائیں گے۔ ہم اسے بتائیں گے کہ ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں۔"

"مجھے غم نہیں ہے بھائی جان۔۔۔۔ اور میں آپ کی بات سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ اور میرا خیال ہے کہ اب ہمیں نواب پور میں قیام نہیں کرنا چاہئے۔ جب تقدیر نے آزمانے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو پھر ہم دیکھیں گے کہ تقدیر کا خود اپنا فیصلہ کیا ہے۔ ہمارے بارے میں۔۔۔۔؟"

"میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔۔۔۔"

"تو بہتر یہ ہو گا کہ اس بے چارے غریب آدمی کے شانوں پر بوجھ ڈالنے کے بجائے ہم یہ جگہ چھوڑ دیں۔"

"کہاں جائیں گے۔۔۔۔؟"

"شہر واپس۔۔۔۔ یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں بھائی جان کہ میں اپنی تعلیم مکمل نہیں کر سکتا' حالات مجھے اب بالکل اس کی اجازت نہیں دیتے۔۔۔۔ لیکن جو جیب خرچ مجھے بھیجا جاتا رہا ہے میں نے اسے غلط طریقے سے خرچ نہیں کیا۔ بہت کم لوگوں سے شناسائی رکھی ہے۔ صرف ضرورت کے مطابق اخراجات کئے ہیں۔ بینک میں جو اکاؤنٹ ہے اس میں تھوڑی بہت رقم رکھی ہوئی ہے۔ کم از کم وہ ہمارا اتنا ساتھ دے سکتی ہے کہ ہم اپنے مستقبل کے بارے میں مناسب فیصلہ کر سکیں۔

قیصر حیات کے چہرے پر خوشی کی ایک لہر اٹھی اور اس نے کہا۔۔۔۔ "کیا واقعی تمہارے پاس کچھ رقم موجود ہے۔۔۔۔"

"آپ سے بھلا جھوٹ بولنے کا کیا سوال ہے؟"

"آہ یہ میں نے نہ کیا۔۔۔۔ لیکن میں نے سوچا بھی تو نہیں تھا۔ کچھ اس طرح اچانک میرے اوپر افتاد پڑی کہ سارے ہی کام بگڑ گئے لیکن میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ فیاض حسین نے ایک مکمل خاموشی اس لئے اپنے آپ پر طاری کئے رہی کہ اچانک ہی حملہ کرے اور ہم پہلے سے ہوشیار نہ ہو جائیں۔۔۔۔ لیکن بہرحال' جو کاغذات اور اس نے پیش کئے ہیں ان میں سے ایک بھی جعلی نہیں ہے۔ وہ حقدار ہے اس بات کا کہ ہماری ہر چیز پر قبضہ کر لے۔

"تو پھر بھائی جان حسین شاہ سے اجازت لی جائے۔۔۔۔" بلکہ اجازت بھی نہ لی جائے

تو زیادہ بہتر ہے' وہ ہم سے بہت سی باتیں کے گا اور پیشکش کرے گا کہ ہم یہاں رکے رہیں' ایک محبت کرنے والے انسان کو جواب دینا بھی تو مشکل ہو جاتا ہے' ہمیں خاموشی سے یہاں سے نکل چلنا چاہئے۔"

"میں تیار ہوں ——— قیصر حیات نے کہا۔"

"لیکن میری ایک آرزو ہے۔"

"کیا ———؟"

"میں نے تو بہت عرصے سے حویلی نہیں دیکھی۔ ایک نگاہ اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ نادر حیات بولا۔

"قیصر حیات نے گہری نگاہوں سے اپنے بھائی کو دیکھا اور بولا ——— لیکن وہ اب کسی اور کی ملکیت ہے۔"

"میں جانتا ہوں بھائی جان! اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ اس ملکیت میں سے میں کسی بھی چیز کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا ——— میں صرف ایک نگاہ اپنے آبائی گھر کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

"لیکن اس کے دروازے پر تالے لگے ہوئے ہیں ———"

"اور تم جانتے ہو بھائی جان کہ وہ تالے ہمارے لئے مشکل نہیں ہیں۔ کتنی بار ہم اس حویلی میں اس چور راستے سے داخل ہوئے جو ہم نے خاص طور سے اپنے لئے بنا رکھا تھا' صرف اس لئے کہ ہمیں دیکھا نہ جا سکے اور ہم سے باز پرس نہ کی جا سکے ———"

قیصر حیات نے کچھ لمحے سوچا اور اس کے بعد بولا ——— "ٹھیک ہے میں تمہیں اس سے منع نہیں کروں گا' لیکن تمہیں یہ وعدہ کرنا ہو گا کہ تم کسی بھی قیمت پر وہاں سے کوئی چیز حاصل نہیں کرو گے ———"

"بھائی جان میں خود بھی ایک نیک اور دیانتدار انسان ہوں۔"

پھر کچھ دیر انہوں نے وقت کا انتظار کیا ——— اور اس کے بعد رات کی تاریکی میں دونوں بھائی آوارہ روحوں کی مانند تاریک راستوں پر نکل کھڑے ہوئے ——— حویلی کے قریب پہنچ کر نادر حیات کو یہ محسوس ہوا جیسے یہ کوئی پراسرار اور ویران حویلی ہو۔ اس پر عجیب سی نحوست برس رہی تھی۔ غالباً" اس کے درودیوار اپنے مالکوں کی جدائی سے آشنا تھے اور وہ ان کے بغیر اپنے آپ کو تنہا سمجھ رہے تھے۔

چور راستہ ایک دیوار کی جڑ میں موجود تھا جس سے گزر کر قیصر حیات اور نادر اندر داخل ہو گئے۔ حویلی میں سارا ساز و سامان جوں کا توں پڑا ہوا تھا۔ ہر طرف تاریکی اور سناٹے

کا راج تھا۔ کسی انسان کا نام و نشان وہاں موجود نہیں تھا۔ وہ خاموشی سے حویلی کے مختلف حصوں میں گھومتے رہے اور پھر بالآخر یوسف حیات خان کے اس بڑے کمرے میں پہنچ گئے جسے یوسف حیات خان نے اپنی آرام گاہ بنا رکھا تھا۔ یہاں سے انہیں کوئی شے درکار نہیں تھی۔ وہ صرف اپنے باپ کی آرام گاہ کو دیکھ رہے تھے ——— کافی دیر تک وہ وہاں کھڑے گزرے ہوئے وقت کو یاد کرتے رہے۔ اس حویلی سے ان کا بچپن وابستہ تھا۔ نجانے کتنی یادیں اس حویلی کے چپے چپے سے جڑی ہوئی تھیں' وہ دکھ بھرے انداز میں کھڑے حویلی کا جائزہ لیتے رہے ——— پھر نادر نے دردناک لہجے میں کہا۔

"بھائی کیا یہ حویلی ہمیشہ کیلئے ہمارے ہاتھ سے چلی گئی ———"

"قیصر حیات نے تاریکی میں آنکھیں پھاڑ کر اپنے بھائی کو دیکھا ——— وہ اس کے چہرے کے جذبات تو نہیں پڑھ سکا تھا لیکن اسے اندازہ تھا کہ اس وقت نادر کس غم کی کیفیت کا شکار ہے۔ قیصر حیات نے کہا:

"نادر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت یہ حویلی ہمارے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ ہم اس جگہ اجنبی ہیں اور اپنے گھر میں ہی چوروں کی طرح داخل ہوئے ہیں لیکن نادر کہا یہ جاتا ہے کہ انسانی جدوجہد کے آگے دنیا کی ہر مشکل ہیچ ہے۔

"کیا مطلب ———؟" نادر نے پوچھا ———

"مطلب صرف اتنا ہے کہ کیا ہم اسے دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر سکتے' قیصر حیات نے کہا۔

"لیکن کیسے ———؟"

"اپنی جدوجہد اور محنت سے ———"

"کیا یہ ممکن ہے ———؟"

"بزرگوں کا کہنا ہے کہ ناممکن کا لفظ بالکل غلط ہے۔

"یعنی ہم اپنی اس آبائی سرزمین کو دوبارہ آباد کر سکتے ہیں۔"

"ہاں ———"

"وہ کس طرح ———؟"

"دولت کما کر ———"

"کیا اتنی دولت کمانا ممکن ہے ———؟"

"ہاں ممکن ہے ———"

"وہ کیسے——؟"

"دیکھو نادر ہم دونوں مضبوط ہیں' جوان ہیں' ہمارے بازو طاقتور ہیں ایسا نہیں ہو سکتا نادر کہ ہم اپنی تمام ضرورتوں کو نظر انداز کر کے اپنی زندگی کا صرف ایک محور بنا لیں اور وہ محور ہو اس حویلی کا حصول۔

نادر کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"بھائی جان حقیقت یہ ہے کہ میں ایک باہمت آدمی ہوں' زندگی سے دوسرے رابطے توڑے لئے ہیں میں نے' لیکن اس حویلی سے اپنا رشتہ نہیں توڑوں گا——"

"تو آؤ اس حویلی میں کھڑے ہو کر قسم کھائیں کہ ہم اسے دوبارہ حاصل کرنے کی بھرپور جدوجہد کریں گے—— اور اگر ہم میں سے کوئی ایک باقی نہ رہے تو دوسرا یہ نہ سوچے کہ اب اس کا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے—— اس حویلی کے درودیوار اپنے ہیں ہم اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے——"

"ایسی بات نہ کہیں بھائی جان—— ہم بے شک دو جسموں کے مالک ہیں لیکن ہماری راہیں ایک ہیں۔"

"حقیقتوں سے کبھی گریز نہیں کیا جا سکتا' وقت اپنی کہانی خود تحریر کرتا ہے ہم نہیں جانتے کہ وقت کی کیا کہانی ہے—— لیکن اس جدوجہد کو ہم ہمیشہ اپنے لئے مشعل راہ بنا رکھیں گے——"

"ٹھیک ہے بھائی جان تو پھر آج ہم ان درودیوار سے وعدہ کر کے یہاں سے نکلتے ہیں کہ ہم ایک بار پھر ان کے درمیان آئیں گے لیکن اس طرح کہ یہ ہماری ملکیت ہو گی اور ہم اسے پھولوں سے سجا دیں گے۔ اتنے پھول سجائیں گے اس حویلی میں کہ پوری حویلی ایک گلدستہ معلوم ہو——

اور اس کے بعد وہ دونوں خاموشی سے اس چور راستے سے باہر نکل آئے اور ریلوے اسٹیشن کی جانب چل پڑے—— ایک طویل سفر ایک لمبا سفر اور اس کے بعد نجانے کون سی منزل——

رات کی تاریکی میں ریل [illegible] ڈبے کے تمام مسافر گہری نیند سو رہے تھے۔ بس وہ دونوں خاموش بیٹھے [illegible] تاریک خلاؤں میں گھور رہے تھے اور ان خلاؤں میں شاید اپنا مستقبل تلاش کر ر[illegible]۔

سو سفر ختم ہوا لیکن دن [illegible] روشنی میں یہ منصوبہ بنا لیا گیا تھا کہ آگے کیا کرنا ہے۔ چنانچہ تمام

باتوں کو نظر انداز کر کے نادر حیات اپنے بھائی کے ہمراہ ہوسٹل میں داخل ہو گیا۔

اب سے کچھ وقت پہلے اس کے تصور میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ یہ سب کچھ اس کے لئے لمحوں میں اجنبی ہونے والا ہے' لیکن جو ہونا تھا وہ ہو گیا تھا اور—— تو اور سب سے بڑی ساتھی' زندگی کا سب سے حسین لمحہ اس سے رخصت ہو گیا تھا یعنی فرخندہ—— آتے ہوئے اس نے دوبارہ فرخندہ سے ملنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اب یہ سب بے کار ہے۔ وہ فیروز بیگ کی فطرت سے اچھی طرح واقف تھا' ایک ایسے شخص کا اس کے پاس جانا قطعی مناسب نہیں تھا جو زندگی میں اپنا سب کچھ کھو چکا ہو۔ بہرحال اب تمام باتوں سے کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اب تو صرف آگے کے بارے میں سوچنا تھا—— غور کرنا تھا اس عالم مفلسی میں بھی غور کرنا تھا—— چنانچہ ہوسٹل آنے کے بعد نادر نے اپنا سامان وغیرہ باندھا اور پھر ہوسٹل کے آفس پر پہنچ گیا جہاں اسے اپنے اخراجات کا حساب کرنا تھا۔

وہ حساب کتاب کر ہی رہا تھا کہ طاہر وہاں پہنچ گیا—— اور اس نے اسے سازو سامان کے ساتھ دیکھ کر اس کی طرف رخ کیا—— وہ جاننا چاہتا تھا کہ نادر سامان باندھ کر ہوسٹل سے کہاں جا رہا ہے—— حالانکہ اس کی نادر سے کوئی خاص سلام دعا نہیں تھی لیکن پھر بھی وہ کلاس فیلو تو تھے ہی—— پتہ نہیں اس نے دل میں کیا خیال آیا کہ وہ آہستہ آہستہ ان کے قریب پہنچ گیا۔

"ہیلو۔ اس نے نادر کو مخاطب کر کے کہا۔"

"ہیلو مسٹر نادر——"

"آپ مجھے جانتے ہیں——؟"

"جی کیوں نہیں—— آپ فیصل کے دوست ہیں۔ میرے کلاس فیلو ہیں اور فیصل سے میری بہت زیادہ گہری دوستی نہ سہی لیکن پھر بھی ہم لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔"

"وہ دیکھئے فیصل آ رہا ہے—— پیچھے سے فیصل بھی آ رہا تھا۔ اس نے بھی نادر حیات اور اس کے بھائی قیصر حیات کو دیکھا تو فیصل نے کہا۔

"خیریت' ارے تم کہیں جا رہے ہو کیا——؟ کیا ہاسٹل چھوڑ رہے ہو——؟"

"ہاں——"

"ضرور تم نے شہر میں کوئی بہت بڑی رہائش گاہ حاصل کر لی ہو گی۔ آخر ایک بڑے باپ کے بیٹے ہو——"

جواب میں نادر کے ہونٹوں پر ایک پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

"شکریہ بہرحال تم نے مجھے بڑے باپ کا بیٹا کہا------ اور اس کے بعد نادر نے ادائیگی کرکے سید حاصل کرلی------ پھر فیصل نے کہا۔

"لیکن ہاسٹل چھوڑنے سے پہلے کم از کم تمہیں ہمارے ساتھ ایک پیالی چائے تو پینی چاہئے اور اصولی طور پر ہمیں اپنی رہائش گاہ پر چائے پر مدعو کرنا چاہئے۔"

"نہیں دوست شاید میں اس کا متحمل نہ ہو سکوں------ نادر نے کہا۔

"کیا مطلب------؟"

"مطلب یہ کہ------ کہ------ نادر جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہوگیا۔

"آؤ یار ہاسٹل کی کنٹین پر چلتے ہیں۔ آئیں بھائی صاحب ہمیں اندازہ ہو چکا ہے آپ دونوں کے یکساں چہرے دیکھ کر کہ آپ نادر حیات صاحب کے بھائی ہیں------ آیئے پلیز صرف ایک پیالی چائے------ اور اس کے بعد وہ کنٹین میں جا بیٹھے۔

کنٹین میں بیٹھ کر فیصل اور طاہر نے چائے کے ساتھ کچھ دوسری چیزیں بھی منگوائیں اور اس کے بعد نادر کی طرف رخ کر کے بولا۔

"تو جناب نے یہ نئی رہائش گاہ کہاں بنائی ہے------؟"

"اصل میں فیصل میں اس بات کا قائل نہیں ہوں کہ ایک جھوٹ بول کر اسے چھپانے کیلئے ہزار جھوٹ بولے جائیں۔"

"کیا مطلب------؟" فیصل تعجب سے بولا۔

"میں نے ہاسٹل چھوڑ دیا ہے اور اس کے ساتھ تعلیم کو بھی خیرباد کہہ دیا ہے۔ نادر حیات نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا------ فیصل چونک پڑا۔"

"ہاں میں نے تعلیم ختم کر دی ہے۔"

"لیکن فائنل------ فائنل ایگزام نہیں دو گے کیا------؟"

"ہاں فائنل میں نہیں بیٹھ سکوں گا۔"

"کیا بات کر رہے ہو مسٹر نادر------ یہ تو ایک عجیب و غریب انکشاف ہے۔ فیصل نے حیرت سے کہا۔

"میں نہیں جانتا' میرا یہ انکشاف تمہیں پسند ہے یا ناپسند------؟"

"نہیں مسٹر نادر' میرا اور آپ کا کوئی ایسا جھگڑا تو نہیں رہا ہے' جس کی بنا پر میں یہ

دکھ بھری بات پسند کروں۔ لیکن براہ کرم کیا آپ مجھے یہ بتانا پسند کریں گے کہ ایسا کیوں ہے------؟"

"ہم لوگ قلاش ہو چکے ہیں------ آپ نے مجھے بڑے باپ کا بیٹا ہونے کا طعنہ دیا تھا اب میں کسی بڑے باپ کا بیٹا نہیں رہا' بلکہ میرا باپ بھی اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے۔ نادر حیات نے کہا۔

"نہیں مسٹر نادر پلیز------ اگر آپ نے میری اس بات کو محسوس کیا ہے تو مجھے اس کا افسوس ہے اور مجھے اس بات کا بھی افسوس ہے کہ------ کہ------ کہ آپ فائنل میں نہیں بیٹھ رہے' ایسا نہ کیجئے مسٹر نادر------ سر میں آپ کا نام نہیں جانتا لیکن آپ نادر کے بڑے بھائی ہیں' پلیز آپ ہی انہیں سمجھایئے۔

"میرا نام قیصر ہے------ مجھے خوشی ہے کہ نادر نے جھوٹی باتوں سے کام نہیں لیا------ اصل میں ہم لوگ قلاش ہو چکے ہیں۔ کچھ ایسے واقعات پیش آئے ہیں ہم لوگوں کے ساتھ جن کی بنا پر اب ہم اس قابل نہیں رہے کہ شریف انسانوں کی طرح زندگی بسر کریں۔ ہم یہ ہوسٹل چھوڑنے کے بعد کسی فٹ پاتھ کو اپنائیں گے اور پھر دیکھیں گے کہ تقدیر ہمارے لئے کیا فیصلہ کرتی ہے۔

فیصل اور طاہر کے چہرے پر عجیب سے آثار پھیل گئے تھے۔ اچانک ہی طاہر کو وہ شخص یاد آیا جس نے نادر کی پیشانی پر بجھتے ہوئے ستاروں کی نشاندہی کی تھی اور اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے۔ کچھ دیر وہ نادر کو دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

"ایک بات کہوں مسٹر نادر------ آپ برا تو نہیں مانیں گے------؟"

"نہیں قطعی نہیں کہئے۔"

"ایک دن آپ ہوٹل میں بیٹھے ہوئے تھے' میں بھی ہوٹل میں بیٹھا ہوا تھا۔ فیصل کا انتظار کر رہا تھا کہ مجھے ایک بوڑھا شخص ملا جس کا نام افراسیاب تھا۔ اس نے اپنا نام راجہ افراسیاب ہی بتایا تھا اور پھر اس نے آپ کے بارے میں ایک عجیب سی پیش گوئی کی۔ اس نے بتایا کہ آپ کی پیشانی کے ستارے بجھ رہے ہیں۔ میں نے اس وقت اس کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی تھی لیکن اس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں جس کا انتظار کر رہا ہوں وہ نہیں آئے گا' اور وہ شخص تھا فیصل------ اور فیصل واقعی نہیں آیا تھا۔ بہرحال میں نے اس شخص کو کھانا کھلا کر رخصت کر دیا تھا لیکن اس کی دونوں پیش گوئیاں کچھ درست سی ثابت نہیں ہوئیں------"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں اس سلسلے میں۔"

"لیکن میں کہہ سکتا ہوں مسٹر نادر اور سر آپ نے اپنا نام کیا بتایا تھا۔"

"قیصر حیات ——— قیصر حیات نے کہا۔

"جی' میں ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں آپ سے ——— آپ سوچیں گے تو سہی بلکہ بہت بڑے لوگ جب کسی طرح مفلس ہو جاتے ہیں تو ان کی جذباتی کیفیت زیادہ خراب ہو جاتی ہے۔ آپ براہ کرم محسوس نہ کریں۔ دیکھیں ویسے تو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ میرے پاس بہت کچھ ہے لیکن میں آپ کے سامنے کوئی بڑا آدمی نہیں ہوں۔ اتفاق کی بات ہے کہ مسٹر نادر سے میرے کوئی گہرے تعلقات نہیں رہے ——— لیکن بہرحال اتنی شناسائی ہے کہ میں آپ کو ایک پیشکش کر سکوں۔"

"کیا ——— قیصر حیات نے پوچھا۔"

"کچھ وقت میرے ساتھ قیام کیجئے گا۔"

"کہاں ——— قیصر نے چونک کر پوچھا۔"

"میرے گھر ——— میرے گھر کی انیکسی اچھی خاصی ہے اور آپ کچھ وقت وہاں قیام کر سکتے ہیں۔ معاف کیجئے گا اس سے آپ کی توہین مقصود نہیں بلکہ انسانی جذبوں کے تحت میں آپ کو سہارا دینا چاہتا ہوں۔"

"شکریہ مسٹر طاہر آپ کی یہ پیشکش ——— نادر نے کہنا چاہا لیکن قیصر نے اس کا یہ جملہ پورا نہ ہونے دیا ———"

"اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ایسا ہو سکے گا تو میں آپ کی یہ پیشکش قبول کرتا ہوں۔"

نادر نے چونک کر بھائی کو دیکھا لیکن قیصر حیات کے چہرے پر اطمینان کی لہریں دیکھ کر وہ بھی خاموش ہو گیا۔

"بہت بہت شکریہ آپ اطمینان رکھیں ہمارے گھر میں آپ بالکل اپنے گھر کا سا سکون محسوس کریں گے۔ اس کے بعد ہم دیکھیں گے کہ آپ کیلئے کیا کر سکتے ہیں۔ طاہر نے کہا۔"

بہرحال ان لمحات میں قیصر حیات نے جو فیصلہ کیا تھا وہ بہتر ہی تھا۔ بعد میں نادر کو اس کا احساس ہوا ——— کنٹین سے رخصت ہونے کے بعد طاہر محبت کے ساتھ انہیں لے کر باہر نکلا۔ فیصل بھی ساتھ ہی تھا۔ پھر انہوں نے ایک ٹیکسی روکی۔ یہ مختصر سا سامان اس میں رکھا اور چل پڑے۔

○

اچھے اور اعلیٰ ظرف لوگ تھے' مہمانوں کی پذیرائی کرنا جانتے تھے' بڑے لوگ وہی ہوتے ہیں جو اس وقت کسی کی مدد پر آمادہ ہوتے ہیں جب وہ مشکل میں ہوں ——— یہ بات طاہر اور فیصل اچھی طرح جانتے تھے کہ نادر کا کچھ ہی روز پہلے کا ماضی بہت شاندار تھا' اور وہ ایک اعلیٰ شخص کے طور پر مشہور تھا۔ اس وقت تو خیر ان لوگوں کا ساتھ جیسا بھی رہا لیکن یہ وقت ایسا تھا کہ انہیں انسانی بنیادوں پر سہارا دیا جائے۔

طاہر کے والد اطہر شیخ بھی بہت نفیس انسان تھے۔ بیٹے نے بعد میں باپ کو ان کے بارے میں جو کچھ بھی بتا دیا ہو ——— لیکن ابتدا ہی میں انہوں نے ان دونوں کی معزز مہمانوں کے طور پر پذیرائی کی تھی ——— انیکسی کی رہائش گاہ بھی بہت عمدہ تھی حالانکہ نادر کو کچھ لمحے حیرت بھی رہی تھی کہ قیصر جیسے خودار شخص نے ان لوگوں کی اعانت کیسے قبول کر لی تھی ——— لیکن بہرحال وہ سمجھ گیا تھا کہ قیصر اس وقت سہاروں کی تلاش میں ہے اور یہ تو انسانی فطرت کا ایک حصہ ہوتا ہے بعد میں قیصر نے اپنے بھائی کو مطمئن کرتے ہوئے کہا۔"

"خودداری بہت اچھی چیز ہوتی ہے بھائی لیکن انسان ایک دوسرے کے کام آتا ہی ہے ——— ہو سکتا ہے آنے والا وقت ہمیں دوبارہ اس قابل کر دے کہ ہم ان لوگوں کے احسان کا بہترین صلہ چکا سکیں۔

الغرض یہاں آ کر لمحوں کا سکون مل گیا تھا۔ ویسے تو نجانے کیسے کیسے اضطرابی تصور ذہن میں ابھرتے رہتے تھے لیکن تنہائی میں نادر کو فرخندہ بہت یاد آتی تھی اور وہ آخری لمحات جب وہ اس سے جدا ہوا تھا اور فرخندہ کی آنکھوں میں حسرت و یاس کے علاوہ کچھ نہیں تھا ——— وہ ایک کمزور لڑکی تھی' زندگی میں اس نے کبھی کسی سے بغاوت کا تصور بھی نہیں کیا ہو گا ——— پتہ نہیں وقت کے دھارے اسے کہاں سے کہاں تک بہا لے جائیں ——— کون کہہ سکتا ہے کل کیا ہو یا آنے والا وقت کیسا ہو ———؟ بہرحال ٹھنڈی نسوں کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔

ادھر طاہر راجہ افراسیاب کی تلاش میں نجانے کہاں کہاں مارا مارا پھر رہا تھا۔ بس ایک ہلکی سی امید تھی ممکن ہے افراسیاب ان دونوں کی مشکل کا کوئی حل بتا دے۔ آدمی ذرا مختلف قسم کا تھا۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ اس کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ افراسیاب اسے ایک چھوٹے سے گندے سے ہوٹل میں مل گیا تھا۔ اور پھر ہزاروں جتن کر کے وہ افراسیاب

کو اپنے گھر تک لانے میں کامیاب ہو سکا۔ اس نے بوڑھے کو ساری تفصیل بتا دی تھی۔
افراسیاب ان کے درمیان پہنچ گیا اور پھر اس نے کہا۔

"ہاں اس روز میں نے تم سے کہا تھا کہ اس شخص کی پیشانی کے ستارے مدہم ہوتے جا رہے ہیں اور یہ آج بھی کہوں گا —— لیکن جہاں تک مسئلہ مستقبل کا ہے تو ستارے اپنا رخ بدلتے ہی رہتے ہیں اور میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ ان کے ستاروں کا رخ بھی بدلے گا اور طریقہ کار یہ ہے کہ سفر وسیلہ ظفر ہوتا ہے اور اس کے لئے سفر ہی مناسب ہے۔

پھر اس نے قیصر کو دیکھ کر کہا۔

"بس ایک ہی کے بارے میں کہہ دینا کافی ہے۔"

"میرے بارے میں بھی کچھ بتایئے جناب —— نادر نے کہا۔

"بس میں نے کہا نا کہ ایک ہی کے بارے میں کہہ دینا کافی ہے' بوڑھے نے ضدی لہجے میں کہا۔"

اس کے بعد ان سب نے لاکھ کوشش کی لیکن بوڑھے افراسیاب کے منہ سے اور کوئی بات نہیں کہلوا سکے تھے۔ البتہ اس کے جانے کے بعد قیصر نے کہا۔

"اس تمام عرصے میں یہی تصور میرے ذہن میں بھی جاگزین رہا کہ ہمیں وطن سے کہیں اور چلے جانا چاہئے۔ اس کے دو فائدے ہیں۔ یہاں رہ کر ہم ہمیشہ اپنے گھر اپنے ماحول کو یاد کرتے رہیں گے' جب کہ اگر ہمیں یہاں سے باہر نکلنا نصیب ہو جائے تو بہت سی باتیں بھولی بھی جا سکتی ہیں اور جدوجہد کے لئے بھی ہر طرح کا عمل کیا جا سکتا ہے کیونکہ اطراف میں ہمارے شناسا نہیں ہوں گے۔

تو پھر یوں ہوا کہ اطہر شیخ صاحب نے ایک شپنگ کمپنی میں جنرل مینجر کے عہدے پر فائز اپنے دوست سے گفتگو کی اور اس سے کہا کہ ان دو افراد کو کہیں کسی طرح اپنے کسی جہاز پر ملازمت دے دے —— تو جنرل مینجر نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ جہاز پر جو ملازمتیں ہوا کرتی ہیں وہ مخصوص ہی ہوتی ہیں یا تو پھر ایسے تجربے کار افراد ہوں جن کا شپنگ کمپنی سے کوئی تعلق ہو —— ورنہ دوسری صورت میں صرف خلاصیوں میں جگہ مل سکتی ہے۔

اور اعلیٰ خاندان کے یہ دو افراد چونکہ اطہر علی شیخ کے علم میں تھے اس لئے انہوں نے ذرا سا گریز کیا تاہم اپنے بیٹے سے تذکرہ ضرور کر دیا اور جب طاہر نے قیصر اور نادر سے

اس سلسلے میں بات کی تو دونوں ہی بخوشی تیار ہو گئے۔ نادر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب تقدیر سے جنگ ہی ٹھہری تو پھر یہ دیکھنا بالکل غلط ہو گا کہ کون سا ہتھیار استعمال کیا جائے' ہمیں وطن سے نکلنے کا موقع تو ملے۔"

سو ایک نیوی گیشن کمپنی کے ایک مسافر بردار جہاز میں انہیں خلاصیوں کی ملازمت مل گئی اور دونوں بھائیوں نے وطن عزیز کو الوداع کہا —— وسیع و عریض جہاز نے جب ساحل چھوڑا تو دونوں کی آنکھیں پرنم تھیں۔ وہ ڈبڈبائی ہوئی نگاہوں سے اپنے وطن کی مٹی کو دیکھ رہے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ تاحد نظر سمندر کے سوا کچھ نہ رہا —— اور دونوں نے یہ طے کیا کہ اپنے فرائض محنت و خوش اسلوبی سے انجام دیں گے کہ اپنے لئے کوئی مقام بنا لیا جائے۔ اب سمندر کی موجیں تھیں یا وہ —— یا پھر اطراف میں بکھرے ہوئے بے شمار افراد جو اپنی اپنی رنگ رلیوں میں مصروف رہا کرتے تھے۔

دونوں نے اپنے ذہنوں سے امارت کا چھلا اتار پھینکا اور محنت سے اپنا کام سرانجام دینے لگے کہ ان کے افسروں کو جو ان کی نگرانی کرتے تھے ان سے ذرا بھی شکایت نہ ہو —— اور ایسا ہی ہوا تھا۔

رفتہ رفتہ وہ اس ماحول کے عادی ہوتے جا رہے تھے اور پھر خاصا وقت اس انداز میں گزر گیا۔ دل کو ڈھارس سی مل گئی تھی —— اور نئے ماحول نے ذہن کو تھوڑا سا سکون بھی بخشا تھا۔ پھر وہ تقریباً آٹھ ماہ تک دنیا کے مختلف گوشوں میں اس جہاز پر سفر کرتے رہے تھے۔ ملازمت مستقل ہو گئی تھی —— اور ابھی تک کوئی ایسا ذریعہ ہاتھ میں نہیں آیا تھا جس کے بارے میں یہ کہا جا سکے کہ وہ مستقبل کے دروازے کھول سکتا ہے۔ لیکن امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا گیا تھا۔

نادر کو اس کا بڑا بھائی قیصر حیات اس طرح سہارا دیئے ہوئے تھا کہ پہلے وہ اپنی خدمات سرانجام دیتا تھا اور اس کے بعد اپنے چھوٹے بھائی نادر کیلئے مصروف رہ جاتا تھا۔ اس کے کپڑے' اس کے رہنے سہنے کی جگہ' ہر وہ آسائش جو قیصر حیات اسے دے سکتا تھا دے رہا تھا۔ بھائی کی محبت دل میں کچھ اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔ یوں زندگی کا یہ سفر طے ہوتا رہا۔ سوالات دونوں کے ذہن میں تھے اور اکثر وہ ایک دوسرے سے بیٹھ کر باتیں کر لیا کرتے تھے۔ نادر کہتا۔

"بھائی جان آپ کا کیا خیال ہے' یہ ستاروں کا چکر ہم پر سے کب ختم ہو گا۔"

"اللہ ہی بہتر جانتا ہے —— لیکن مایوسی کفر کہلاتی ہے۔ میں ابھی تک مایوس نہیں

ہوں۔ اگر واقعی ہماری تقدیر میں ایک بار پھر سرخرو ہونا لکھا ہے تو ہم یقینی طور پر اس عمل سے گزریں گے اور وقت ہمارے لئے خود راستے متعین کرے گا۔۔۔۔۔“

اور انہوں نے وقت پر قناعت کرلی۔ اس کے علاوہ جہاز پر ان کا دل بھی لگ گیا تھا۔ میڈونا نامی ایک جہاز ایک طرح سے انہیں اپنا گھر معلوم ہوتا تھا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ان کی کارکردگی سے سب ہی متاثر تھے۔ دونوں بھائی سر جھکا کر محنت کیا کرتے تھے۔

دوران سفر جگہ جگہ آنے جانے والوں سے ملاقاتیں بھی ہوتی رہتی تھیں اور کئی بار ایسے دلچسپ واقعات پیش آئے تھے جو حالات میں تبدیلی پیدا کرسکتے تھے لیکن اس طرح کے ذرائع انہیں ناپسند تھے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ نادر کی شخصیت بے مثال تھی اور دیکھنے والی آنکھ اسے اپنی پسند کے مطابق دیکھتی تھی یوں کئی بار ایسا ہوا تھا کہ مختلف خواتین نے اسے اپنی جانب راغب کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔ لیکن نادر اپنے بھائی کا بے حد احترام کرتا تھا اور ویسے بھی حالات نے کچھ اس طرح اپنی بندشوں میں جکڑ رکھا تھا کہ زندگی کی دوسری روشنیوں کی طرف دیکھنا اس کے لئے ممکن نہیں تھا۔۔۔۔ لیکن ان تمام باتوں میں جو سب سے اہم بات تھی وہ فرخندہ سے کیا ہوا وعدہ تھا جسے وہ موت کے وقت تک نہیں توڑنا چاہتا تھا۔

اس دوران یوں تو جہاز پر کام کرنے والے بہت سے لوگوں سے ان کی شناسائی ہوگئی تھی اور اکثر وہ سمندر کی وسعتوں میں تیرتے ہوئے اس ننھے سے جہاز پر اپنے لئے عارضی دلچسپیاں تلاش کرلیتے تھے لیکن سب سے زیادہ وہ اس شخص سے متاثر تھے جس کا نام نیٹ تھا۔

جہاز کا سیکنڈ آفیسر مائیکل ٹاٹ اسے جہاز کی کرین کہتا تھا۔ لمبی چوڑی جسامت کالی رات سے زیادہ گہری رنگت اور حد سے زیادہ بدشکل نیٹ کے اندر بہت روشنی تھی۔ ہر ایک سے محبت کرنے والا۔ ہر ایک کے کام آنے والا۔ جو کہتا تھا کہ اس کی زندگی کا آدھا حصہ اس کی ماں شروکا ہے جسے وہ دیوتاؤں کا درجہ دیتا ہے۔

نیٹ کی کہانی کچھ یوں تھی جو اس نے خود ان لوگوں کو سنائی تھی۔

”عظیم آقا اور سورج جیسی چمک رکھنے والو' ہوا یوں تھا کہ میں افریقہ کے ایک قبیلے کا فرد ہوں لیکن اس وقت میں شکم مادر میں تھا جب برے وقت میں آنے والے سفید فاموں نے میری ماں کو میرے قبیلے سے اغوا کرلیا اور اسے قیدی بنا کر نئی دنیا میں لے آئے۔ وہ بہت برے لوگ تھے جنہوں نے میری ماں کو میرے قبیلے سے جدا کردیا۔ لیکن بعد میں جس

شخص نے اسے خریدا وہ ایک نیک دل انسان تھا۔ آسمان والا مسٹر گیرٹ کو بڑا مقام دے انہوں نے میری ماں کو عزت دی اور میں انہیں کے گھر میں پیدا ہوا۔ وہیں میری پرورش ہوئی۔ بعد میں وہیں جوان ہوا لیکن میری ماں نے ہمیشہ اپنا قبیلہ اور میرے باپ کو یاد رکھا۔ اس کے بعد موت نے مسٹر گیرٹ کو ہم سے جدا کردیا اور پھر ہم بھٹکنے لگے۔“

تم نے افریقہ جاکر اپنے قبیلے کو تلاش نہیں کیا۔

”کئی بار۔۔۔۔ مگر ہم ناکام رہے کیونکہ میری ماں بے حد معصوم تھی۔ وہ اس قبیلے کے جائے وقوع کو بالکل نہیں جانتی تھی۔

”تمہیں تمہارا قبیلہ کبھی نہیں ملا۔“

”ہمیں تو اس کا صحیح نام بھی معلوم نہیں ہے۔“

”تمہاری ماں اب بھی اپنے قبیلے کو یاد کرتی ہوگی۔“

”ہمیشہ اور میرے باپ کو بھی جس کا نام ہاروا تھا۔

”تمہارا نام فینٹ کیوں ہے۔“

”مسٹر گیرٹ بھی جسامت اور طاقت کی وجہ سے مجھے ایلی فینٹ کہتے تھے۔ اس لئے یہ نام چھوٹا ہو کر صرف فینٹ رہ گیا۔ اس نے کہا اور ایک مغموم قہقہہ لگایا۔“

وہ اندر سے دکھی تھا۔ اوپر سے خوش مزاج۔ اسے اپنی بدصورتی کا بہت احساس تھا اور وہ ہنستے ہنستے خاموش ہو جاتا تھا۔ لیکن پھر خود کو فوراً سنبھال لیتا۔ اکثر جب جہاز پر محفلیں جمتیں تو وہ افریقی رقص پیش کرتا اور لوگ محظوظ ہوتے۔ یہ سارے رقص اسے اس کی ماں شروکا نے سکھائے تھے۔

”ماں کہتی ہے کہ تقدیر کے کھیل انوکھے ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کبھی مجھے میرا قبیلہ مل جائے تو میں ان سے الگ تو نہ رہوں گا۔“

فینٹ درحقیقت کسی ہاتھی کی طرح طاقتور اور مضبوط تھا۔ خصوصاً ان دونوں سے اس کی بہت شناسائی تھی۔ تب اس نے یہ بھی بتایا کہ جب اس کے مالک کا انتقال ہونے لگا تو اس نے اسے اپنے ایک دوست کے سپرد کردیا جو ایک شپنگ کمپنی کا مالک تھا اور ان لوگوں نے اسے مستقل میڈونا پر قیام کرنے کی اجازت دے دی۔ یعنی اپنی ماں شروکا کے ساتھ اور جہاں بھی وہ جاتے شروکا ان کے ساتھ ہوتی اور اس وقت بھی وہ بوڑھی عورت جو بہت ہی زیادہ پیار تھی اس جہاز پر موجود تھی۔۔۔۔ اور نادر اور قیصر حیات اس عورت سے بہت زیادہ احترام سے پیش آتے اور وہ عورت بھی انہیں خاصا پیار کیا کرتی۔ سو اس لحاظ سے

ان دونوں کا بھی شکر گزار تھا اور بوڑھی عورت کی بیماری سے اکثر پریشان رہا کرتا تھا۔

پھر ایک بار دوران سفر بوڑھی پر سخت دورہ پڑا اور اس کے بعد وہ زندگی سے محروم ہوگئی۔ تب اس کی لاش سمندر میں ڈال دی گئی اور ینٹ کے ہونٹوں سے اس کے بعد سے مسکراہٹ غائب ہوگئی۔

حالانکہ نادر اور قیصر اس کا بہت خیال کیا کرتے تھے لیکن ینٹ کے ہونٹ تو ایسا لگتا تھا جیسے مسکرانا بھول ہی گئے ہوں۔ وہ گردن جھکائے بیٹھا رہتا تھا۔ اس کی تمام شوخیاں غائب ہوگئی تھیں' اس نے ان لوگوں سے کہا تھا۔

"اور میرے دوستو! اس عورت کے سوا میں نے اس دنیا میں کبھی کسی کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھا' میں نے کسی سے محبت نہیں کی۔ یوں تو زندگی میں بے شمار افراد آتے ہیں لیکن محبت ہر ایک سے نہیں ہو جاتی۔ بس اس کے بعد میں یہ سوچتا ہوں کہ اس دنیا میں مجھے کیا کرنا ہے کس کے لئے جینا ہے' کوئی نہیں ہے میرا اس پوری دنیا میں——"

"ینٹ ایسا نہیں سوچو—— ہم تمہارے ہیں—— تمہارے دوست ہیں اور ہمیشہ رہیں گے—— یہ لوگ اسے دلاسہ دیتے—— اور بہرحال سب کی ہمدردیاں ینٹ کے ساتھ تھیں اور یہ لوگ کوشش کر رہے تھے کہ رفتہ رفتہ ینٹ کے دل سے غم کا یہ احساس نکل جائے اور شاید ایسا ہو رہا تھا کیونکہ ینٹ آہستہ آہستہ زندگی کی جانب واپس آرہا تھا۔"

ان دونوں بھائیوں کے ساتھ ینٹ کی دوستی بے پناہ بڑھ گئی تھی اور وہ کہتا تھا کہ اب اگر کسی کے ساتھ زندگی گزارنے کا لطف ہے تو وہ صرف یہ دونوں ہیں—— وہ اپنی ماں کی سنائی ہوئی بے شمار کہانیاں انہیں سناتا رہتا تھا' اس نے بتایا تھا کہ اس کا قبیلہ اندھیرے والا کہلاتا ہے۔ اور وہاں تاریکیوں کی پوجا ہوتی ہے۔ وہ اپنی ماں کی زبانی سنی ہوئی کہانیاں بڑی دلچسپی سے ان لوگوں کو سناتا رہتا تھا۔

بہرحال سفر زندگی کا ایک حصہ بن کر رہ گیا تھا لیکن وسیلہ ظفر ابھی تک کہیں نظر نہیں آیا تھا—— یوں پہلا سال گزر گیا—— پھر دوسرا سال درمیان میں پہنچا تھا کہ وقت نے کروٹ بدلی۔

ان دنوں وہ گاگیا میں بحیرہ اوقیانوس کے ساحل پر لنگر انداز تھے۔ یہاں سے میڈونا پر مسافروں کو لاکر آگے بڑھنا تھا اور خاصے طویل سفر کا آغاز کرنا تھا—— چنانچہ اب اس کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ تمام افراد جہاز پر آرہے تھے—— ان میں مختلف ملکوں کے

نمائندے تھے اور قیصر حیات' نادر حیات اور دوسرے تمام افراد اپنی نیلی وردیاں پہنے مختلف انتظامات کے لئے بھاگ دوڑ کر رہے تھے۔

موسم خاصا خراب تھا اور اس خراب موسم کیلئے تمام انتظامات کر لئے گئے تھے۔ کچھ مسافر ایسے تھے جو ضرورتاً یہ سفر کر رہے تھے اور کچھ ایسے جیالے تھے جو سمندر میں اس خراب موسم میں سفر کرنا چاہتے تھے تاکہ اچھے موسم کا مزہ بھی لے سکیں۔ چنانچہ سارے انتظامات مکمل ہو چکے تو جہاز کے لنگر اٹھا دیئے گئے—— اور پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔

ٹھنڈی ہواؤں کا دور دورہ تھا اس کے باوجود موسم میں ایک عجیب سی گھٹن پائی جاتی تھی' آسمان پر بادل گھرے ہوئے تھے۔ اس اثنا میں جہاز نے ساحل چھوڑا اور آہستہ آہستہ انسانی آبادی سے دور ہوتا چلا گیا—— سیاہ گھٹا آسمان پر تلی کھڑی تھی' جیسے ہی جہاز کے سفر کو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزرا موسلا دھار بارش کا آغاز ہوگیا۔ تیسرے درجے کے عرشے پر لیٹے ہوئے مسافروں میں ہلچل مچ گئی اور ہر شخص بارش سے پناہ کے لئے دوڑ پڑا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سامان کھلی جگہوں پر ہی چھوڑ دیا اور خود عرشے کے نیچے چلے گئے۔ رفتہ رفتہ سمندر میں اونچی اونچی لہریں اٹھنے لگی تھیں اور میڈونا لہروں کے درمیان ہچکولے کھانے لگا۔

ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ لیکن کوئی بھی ہراساں نہیں تھا۔ نادر اور قیصر حیات اب موسموں کے عادی ہو گئے تھے۔ کئی بار انہیں سمندری طوفان کا سامنا کرنا پڑا تھا اور وہ جانتے تھے کہ ایسے موقعوں پر انہیں کیا کرنا چاہئے۔ لیکن اس وقت کا یہ طوفان کچھ زیادہ ہی شدید تھا۔ بارش کے تھپیڑے پوری قوت سے بند کھڑکیوں اور دروازوں کی آہنی پلیٹوں سے ٹکرا رہے تھے پھر کچھ دیر کے بعد اولے بھی برسنے لگے—— یوں معلوم ہوتا تھا جیسے مشین گن سے گولیاں برس رہی ہوں۔ بند کیبنوں کے مسافر بھی خوفزدہ ہوگئے تھے۔ چاروں طرف گھپ اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا اور اس اندھیرے میں جب کبھی بجلی چمکتی تو سمندر کی خوفناک لہریں جہاز سے ٹکراتی ہوئی دکھائی دیتیں۔

مسافر کافی دیر مشکل کا شکار رہے لیکن پھر آہستہ آہستہ سمندری طوفان کا جوش و خروش مدھم پڑتا چلا گیا—— اور مسافروں میں ڈنر تقسیم ہونے لگا—— اکثر مسافروں نے اپنے کیبن میں ہی کھانا منگوایا تھا۔ البتہ بعض مسافر جو یورپین کھانے کے شائق تھے طعام گاہوں میں چلے گئے تھے—— اور وہاں موسم سے لطف اندوز ہو رہے تھے——

اس وقت رات کے تقریباً تین بجے تھے جب جہاز نے زبردست جھٹکا کھایا اور سوئے

ہوئے مسافر جاگ اٹھے۔ انہیں عجیب سی کیفیت کا احساس ہوا تھا۔ بہرحال لوگ خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے رہے۔ ابھی کچھ وقت گزرا بھی نہیں تھا کہ اچانک درجہ اول کی جانب سے آگ کے اونچے اونچے شعلے اور سیاہ دھوئیں کے مرغولے اٹھتے ہوئے دکھائی دیے۔ پھر ایک قیامت برپا ہو گئی ـــــ دروازوں کے کھلنے اور بند ہونے اور مسافروں کی بدحواسی میں دوڑنے کی آوازیں پورے جہاز پر پھیل گئی تھیں' اور لوگ ایک دوسرے سے الجھتے ٹکراتے گرتے پڑتے سارے جہاز میں ادھر سے ادھر بھاگتے پھر رہے تھے۔ آگ آگ کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔

پھر عجیب و غریب مناظر دیکھنے میں آئے۔ بہت سے لوگ شدید زخمی ہو گئے تھے۔ بھاگ دوڑ میں وہ مختلف جگہوں پر ٹکرا رہے تھے اور بڑی پریشان کن کیفیت تھی۔ جہاز کے سب سے وسیع عرشے پر ایک قیامت برپا تھی۔ ہر شخص پریشان تھا۔ بچے بلک بلک کر رو رہے تھے اور مرد بے حواس گم سم کھڑے آگ کے شعلوں کو دیکھ رہے تھے۔ ان سب کے چہروں پر موت کی زردی پھیل رہی تھی۔

قیصر حیات اور نادر دوسرے تمام افراد کے ساتھ سمندر میں تیرتے ہوئے اس آگ کے گولے پر آگ پر قابو پانے کی کوشش کر رہے تھے۔ مسافر بے لگام ہو گئے تھے۔ ہر شخص اپنے اپنے طور پر کچھ نہ کچھ کہہ رہا تھا۔ پھر موت کے مسافر لائف بوٹس کی طرف بھاگے تو لائف بوٹس کے انچارج نے ان لوگوں کو روکا اور انہیں ہدایت دینے لگا کہ اس طرح ایک بھی لائف بوٹ سمندر میں نہیں اتاری جائے گی جب تک کہ لائف بوٹوں پر چڑھے ہوئے لوگ نیچے نہیں اتریں گے۔

اسی اثنا میں چند لوگوں نے کشتیاں پانی کی سطح تک اتارنے کیلئے الٹی سیدھی تدبیریں اختیار کیں اور غلطی سے چند رسے کاٹ دیے لیکن اس کا بڑا مہلک نتیجہ برآمد ہوا۔

رسے کٹتے ہی دھماکوں کے ساتھ آدمیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی دو کشتیاں سمندر میں گر گئیں۔ ان میں عورتیں اور بچے بھی تھے جن کی فلک شگاف چیخیں بلند ہونے لگیں۔

نادر اور قیصر دوڑتے ہوئے آہنی کٹہرے کے پاس جا کھڑے ہوئے۔ لوگ سمندر میں غوطے کھا کھا کر غرق ہو رہے تھے۔ اس سے پیشتر کہ انہیں بچانے کا کوئی انتظام کیا جاتا سمندری مچھلیاں کثیر تعداد میں پانی کی سطح پر ابھر آئیں۔ ان میں بڑی بڑی شارک مچھلیاں بھی تھیں جو اپنے بھیانک جبڑے کھولے تیزی سے انسانوں کو شکار کر رہی تھیں۔ یہ منظر اتنا دہشت انگیز تھا کہ بہت سے لوگ غش کھا کر گر پڑے تھے۔

بہرحال آگ پر قابو نہیں پایا جا سکا تھا۔ آگ اب درجہ اول کے کیبنوں کو جلا کر تیزی سے جہاز کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔ لکڑی کے تختے اور دوسرا سامان آگ کے اندر چٹاخ چٹاخ کی آوازیں پیدا کرتا ہوا دھواں دھار جل رہا تھا ـــــ تمام خلاصی اور انجینئر اس آگ پر قابو پانے کی جدوجہد میں مصروف تھے اور وہ ہر قیمت پر جہاز کو بچانے کے خواہشمند تھے۔ لیکن چند ہی لمحوں میں انہیں معلوم ہو گیا کہ اس آگ پر قابو پانا کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہے۔

آگ کی تپش سے موسم بھی گرم ہو گیا تھا اور اب جہاز کے تمام مسافر موت کی آگ اپنے چاروں طرف بکھری ہوئی دیکھ رہے تھے۔ تمام عملے کو پوری طرح احساس ہو گیا کہ اب آگ بجھانے میں ناکامی ہی ہو گی چنانچہ وہ مسافروں کی طرف متوجہ ہوئے اور لائف جیکٹیں پہن کر عرشے کی طرف دوڑ پڑے۔ اس کے بعد کشتیوں کو باقاعدگی سے نیچے اتارا جانے لگا ـــــ لیکن مسافروں کی بدحواسی اتنی خوفناک تھی کہ کشتیاں آسانی سے نہیں اتاری جا رہی تھیں یہاں تک کہ صورتحال بالکل بس سے باہر ہو گئی اور جہاز کے تمام آفیسروں نے متفقہ طور پر فیصلہ کر لیا کہ اب جہاز کو بچانا ممکن نہیں ـــــ جو آخری کوششوں میں مصروف تھے اور وہ تمام انتظامات کر رہے تھے جو کیے جا سکتے تھے۔

ایسے موقعے پر کچھ افسروں نے اپنے عملے کے افراد کو بھی زندگی بچانے کی ہدایت کی اور اس وقت مجبوری کے عالم میں جہاز کو آگ اور سمندر کے رحم و کرم پر چھوڑ کر عملے کے افراد کو بھی چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر پانی میں اترنا پڑا ـــــ

انہی میں سے ایک کشتی پر نادر حیات' قیصر' لینٹ اور چند دوسرے افراد بھی سوار تھے جو اس وقت ایک دوسرے کی صورت سے آشنا نہیں رہے تھے۔ ان سب کی ایک ہی کوشش تھی کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے کشتی کو جہاز سے دور لے جایا جا سکے تاکہ جب جہاز پانی میں غرق ہو تو اس سے پیدا ہونے والے بھنور سے یہ کشتی بچائی جا سکے۔

اور اس وقت ہر شخص نفسانفسی کا شکار تھا اور اب صرف اپنی جان بچانے میں کوشاں تھا۔ قیصر اور نادر بھی ایک گوشے میں موجود تھے چونکہ لینٹ ان کے قریب ہی موجود تھا اس لئے وہ لینٹ کی جانب سے تشویش کا شکار نہیں تھے لیکن جو زندگی سے محروم ہو گئے تھے ان کے لئے ان کے دل خون کے آنسو رو رہے تھے اور ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کریں ـــــ

بہرحال یہ آخری لمحات ہوتے ہیں جب انسان صرف اپنی زندگی کے بارے میں سوچتا

ہے ـــــ اور اس وقت جو حالات پیدا ہو چکے تھے اس میں اس کشتی میں موجود تمام ہی افراد صرف اپنی اپنی زندگی کے بارے میں سوچ رہے تھے ـــــ جو گزر گیا تھا وہ ماضی تھا اور جو آنے والا تھا وہ ایک خوفناک مستقبل کا پیش خیمہ تھا۔

○

ایک لرزہ خیز اور بے یارومددگار سفر شروع ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ ان اوقات میں خود کو تقدیر کے حوالے ہی کیا جا سکتا تھا اور پھر نادر اور قیصر تو اپنے آپ کو زندگی سے دور سمجھ ہی بیٹھے تھے۔ قیصر کے چہرے پر تکلیف کے آثار تھے لیکن اس نے کسی پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ اس کی پسلیوں پر ایک شدید ضرب پڑی ہے اور وہ تکلیف کا شکار ہے۔ وہ جانتا تھا کہ چھوٹا بھائی اس کی تکلیف سے پریشان ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے اپنی اس تکلیف کی جانب سے ذہن ہٹا لیا تھا۔ رات کے آخری حصے میں بارش تھمی اور بادل چھٹ گئے۔ آسمان پر اکا دکا تارے نظر آنے لگے تھے۔ جو ان چھ مسافروں کی بے بسی پر مسکراتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔ صبح ہوتے ہی سب لہریں پرسکون ہو گئیں۔ لائف بوٹ تیز رفتاری سے ہچکولے کھاتی کسی نامعلوم منزل کی جانب بڑھ رہی تھی۔ اور سب کے چہروں پر صرف ایک سوال تھا۔ اب کیا ہو گا ـــــ؟ فینٹ کے علاوہ باقی تین افراد جہاز کے عملے ہی کے لوگ تھے اور ان میں ایک سیکنڈ آفیسر بھی تھے۔ وہ بڑی بری حالت کا شکار تھے۔ ان میں سے دو کے بدن آگ سے جھلس گئے تھے۔ ان سب کے چہرے موت کے خوف سے زرد تھے اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ بہرحال وقت گزرتا رہا اور پھر آہستہ آہستہ روشنی نمودار ہونے لگی۔ جھلسنے والوں کی حالت رات بھر میں کافی خراب ہو گئی تھی اور پھر اس کے بعد دن کو تقریباً دس بجے دونوں نے ایک ساتھ دم توڑ دیا۔ ان کی لاشوں کو اٹھا کر پانی میں پھینک دیا گیا تھا۔ سب کے سب ذہنی بحران کا شکار تھے۔ فینٹ بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ نادر اور قیصر بھی اپنے اپنے طور پر سوچ رہے تھے۔ اتنے طویل عرصے میں سمندر کا خاصا تجربہ ہو چکا تھا اور اس کے علاوہ اور کوئی احساس ذہن میں نہیں آتا تھا کہ بالآخر سب سمندر کا شکار ہو جائیں گے۔ قرب و جوار میں چھوٹی بڑی سینکڑوں شارک مچھلیاں اپنے خوفناک جبڑے کھولے لائف بوٹ کے چاروں طرف بے چینی سے تیر رہی تھیں۔ وہ بار بار کشتی کی طرف جھپٹتیں اور مایوس ہو کر لوٹ جاتیں۔ سورج آہستہ آہستہ آسمان کی بلندیاں طے کرتا جا رہا تھا۔ سمندری مچھلیاں دوپہر تک کشتی کا تعاقب کرتی رہیں یہاں تک کہ آہستہ آہستہ ان کی تعداد کم ہونے لگی۔ غالباً یہ شارک مچھلیوں کا کوئی

علاقہ تھا جہاں ان کی پوری بستی آباد تھیں۔ شاید اکثر لوگوں کو یہ بات معلوم نہ ہو کہ بڑے بڑے سمندروں میں رہنے والی شارک مچھلیوں کے بھی بہت سے قبیلے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی مچھلی اپنی حد سے نکل کر کسی دوسری سرحد میں داخل ہو جائے تو خود اس کی جان خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ دوسرے قبیلے کی شارک مچھلیاں اسے فوراً چٹ کر جاتی ہیں۔ یہ ساری باتیں انہیں جہاز کے سفر کے درمیان ہی معلوم ہوئی تھیں۔ بہرحال لائف بوٹ پر زندگی کا یہ سفر جاری تھا۔ ہوا کبھی تیز چلنے لگتی تھی اور کبھی آہستہ۔ ہوا کے بعد دوسرا مسئلہ لہروں کے اتار چڑھاؤ کا تھا۔ اگر لہروں میں غیر توازن پیدا ہو جائے تو لائف بوٹ خطرے میں پڑ سکتی تھی بہرحال وہ آسانی سے پانی کی لہروں پہ بہتی چلی جا رہی تھی۔ ہوا کا کوئی تیز جھونکا آتا تو اس کی رفتار بڑھ جاتی اور ہوا کم ہو جاتی تو سست چلنے لگتی تھی۔ صحیح معنوں میں ان کی زندگیوں کا حصار اب ہوا کے گھٹنے بڑھنے پر ہی تھا۔ وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا۔ یہ اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ کس سمت جا رہے ہیں۔ ایک آدمی جو باقی بچا تھا وہ بھی ذہنی طور پر عدم توازن کا شکار تھا اور بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ سارا دن اسی طرح گزر گیا۔ سورج سمندر میں غروب ہوا اور آسمان پہ تارے جھلملانے لگے۔ ہوا ایک بار پھر تعاون کر رہی تھی اور اب ان سب کے معدے بھوک سے تکلیف کا شکار ہو گئے تھے۔ کھانے پینے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا لیکن اب جو کچھ بھی کرنا تھا اپنی قوت برداشت کے سہارے تھا۔ پہلا دن پہلی رات، پھر دوسرا دن دوسری رات، یہاں تک کہ تیسرا دن شروع ہو گیا۔ تین روز کے مسلسل فاقے اور پیاس نے ہر شخص کو نڈھال کر دیا تھا۔ لائف بوٹ میں وہ سب ایک دوسرے کے قریب لاشوں کی طرح پڑے آسمان کو دیکھتے رہتے تھے کہ شاید بادل ہی آ جائیں۔ حالانکہ بارش نے ہی یہ سب کچھ کیا تھا، لیکن اس کے بعد وہ روٹھی ہوئی محبوبہ کی مانند دور چلی گئی تھی۔ اگر بارش ہو جاتی تو کم از کم تھوڑا سا پانی ہی جمع کیا جا سکتا تھا۔ ان سب کی زبانوں پر کانٹے پڑے ہوئے تھے۔ چوتھا آدمی جس نے ابھی تک اپنا نام بھی نہیں بتایا تھا شدت تکلیف سے بار بار منہ کھولتا اور یوں محسوس ہوتا جیسے وہ بڑے کرب کے عالم میں گزارا کر رہا ہے۔ چھٹے روز افق کے دوسرے سرے پر سیاہ بادلوں کے چند ٹکڑے دکھائی دیئے۔ جن کی تعداد آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی اور سب ہی بے صبری اور شوق کے ساتھ ان کے قریب آنے کا انتظار کر رہے تھے لیکن بادل کشتی پر سے گزر گئے اور ایک بوند بھی نہ ٹپکی۔ سارا دن سورج آسمان پر پوری آب و تاب سے چمکتا اور ان کے بدن دھوپ میں جھلستے محسوس ہوتے۔ یوں لگتا جیسے جسموں پر چیونٹیاں رینگ رہی ہیں اور کبھی کبھی سوئیاں

سی چبھتی ہوئی محسوس ہوتیں۔ جب سورج ڈھلتا تو یہ عذاب دور ہوتا اور ایک نئی مصیبت سامنے آتی یعنی سمندر کی یخ بستہ ہوائیں اور ان کے بدن سردی سے تھر تھر کانپنے لگتے۔ وہ حرارت کے لئے ایک دوسرے سے لپٹ کر لائف بوٹ کے ایک گوشے میں پڑے رہتے اور ساری رات اسی طرح گزر جاتی۔ اس دوران سمندر کا تیز پانی بوچھار کی شکل میں ان پر برستا رہتا تھا۔ پانچویں دن لائف بوٹ ایک بار پھر شارک مچھلیوں میں گھر چکی تھیں۔ یہ مچھلیاں اگرچہ زیادہ بڑی نہیں تھیں' لیکن ان کے دانت نہایت نوکیلے اور بڑے تھے اور شکل ایسی ڈراؤنی تھی کہ دیکھ کر خون خشک ہوتا تھا۔ فینٹ نے کہا کہ سب لوگ بوٹ کے اندر لیٹ جائیں تاکہ مچھلیاں ہمیں دیکھ نہ سکیں۔ بہرحال دور تک ان مچھلیوں نے تعاقب کیا۔ سورج جب عین سر پہ آیا تو گرمی سے بدن پھر جھلسنے لگے۔ دھوپ کی یہ تپش ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھی۔ پھر ایک اور حادثہ ہوا۔ وہ آدمی جو اب تک خاموش رہا تھا اچانک ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی حالت بہت ابتر تھی۔ اس نے کہا۔

"میں مر جانا چاہتا ہوں۔ اس لائف بوٹ میں مرنے کی بجائے کسی کے لئے غذا ہی بن جاؤں تو بہتر ہے۔۔۔۔۔" اس کی آنکھیں آسمان کی جانب نگراں تھیں۔ قیصر اور نادر خاموش بیٹھے پتھرائی ہوئی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ اب صرف موت کا انتظار تھا۔ اور وہ لوگ ایک دوسرے سے یہ بھی نہیں کہہ سکتے تھے کہ سفر اس طرح وسیلہ ظفر بنتا ہے لیکن بہرحال یہ تقدیر کا معاملہ تھا اور کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ قیصر بھی اب زیادہ قوت برداشت نہیں رکھتا تھا۔ اس کے بدن کی چوٹ اب ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھی۔ پھر اسے بخار چڑھ گیا اور اس کا بدن تپنے لگا۔ نادر کے حواس جواب دینے لگے تھے۔ پھر قیصر نے خاصی پریشانی کی کیفیت میں نادر سے کہا۔

"میرے پیٹ کے پاس چوٹ لگی ہے اور اس کی وجہ سے میں زیادہ پریشان ہوں۔"
نادر نے اپنی قمیض اتار کر پانی میں ڈبوئی اور قیصر کے بدن پر رکھ دی۔ اس کے علاوہ وہ اور کچھ نہیں کر سکتا تھا لیکن اب اس کی آنکھوں سے آنسو رواں دواں تھے۔ اگر بھائی بھی زندگی سے محروم ہو گیا تو اس کائنات میں جینے کا اور کوئی سہارا نہیں رہے گا۔ غرض یہ کہ وقت گزرتا جا رہا تھا۔ فاقے اور پیاس کے باعث جاں بلب تینوں افراد بس آسمان کی طرف دیکھتے رہتے تھے اور ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اب کیا کریں۔ پھر ایک دن صبح کے وقت سیاہ گھٹا جھومتی ہوئی محسوس ہوئی۔ صبح نیم غشی کے عالم سے نجات ملی تو انہوں نے آسمان پر گہرا رنگ دیکھا اور اس کے بعد یہ گہرا رنگ پورے آسمان کو ڈھکتا چلا گیا پھر گرج

چمک کے ساتھ باران رحمت شروع ہو گئی۔ بارش کا ہر قطرہ ان کے تن مردہ میں زندگی کی نئی لہر دوڑانے لگا۔ اور ایک طرح سے ان کے لئے آب حیات بن گیا۔ اس نے جسمانی قوت بھی فراہم کی اور بھوک کی شدت قدرے کم ہو گئی۔ اس طرح تھوڑی سی زندگی بدن میں دوڑ گئی تھی۔ اب شارک مچھلیوں کا خطرہ بھی نہیں رہا تھا۔ آزاد سمندر کے اس حصے میں لائف بوٹ پہنچ گئی تھی جہاں بے ضرر مچھلیاں رہتی تھیں۔ وہ اکثر لائف بوٹ کے قریب گھومتی رہتی تھیں اور کبھی کبھی یہ لوگ ان کا تجزیہ کرتے تھے پھر اچانک ہی فینٹ کو کچھ سوجھی وہ کشتی کے کنارے آدھا لٹک گیا۔ نادر نے اسے خوفزدہ انداز میں پکارا۔

"فینٹ کیا تم خودکشی کرنے جا رہے ہو۔۔۔۔۔" لیکن فینٹ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اچانک ہی وہ سیدھا ہوا اور نادر نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک مچھلی تڑپ رہی ہے۔ نادر حیرت سے منہ کھول کر رہ گیا تھا۔ فینٹ نے قہقہہ لگایا اور مچھلی کو نیچے رکھ کر اسے گھونسے مارنے لگا۔ مچھلی بہت طاقتور تھی اور اپنے طور پر سخت جدوجہد کر رہی تھی۔ پھر فینٹ اسے اس وقت تک مارتا رہا جب تک مچھلی کی جان نہ نکل گئی۔ نادر اور قیصر حیرت سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے اور انہیں تعجب تھا کہ فینٹ کے تن مردہ میں اتنی جان کہاں سے آ گئی۔ مچھلی خاصی بڑی اور وزنی تھی' لیکن وہ اسے یوں دیکھ رہے تھے جیسے مچھلی کو دیکھنے کا اتفاق پہلے کبھی نہیں ہو سکا اور اس کے بعد فینٹ نے سوالیہ نگاہوں سے ان دونوں کی طرف دیکھا اور بولا۔

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ ہم اس مچھلی کو کچا ہی کھا جائیں۔"
ایک عجیب سی کراہت دل میں ابھری۔ لیکن پیٹ ایسی ہی بدبخت چیز ہے۔ مچھلی کا کچا اور بدبودار گوشت اس طرح مزے لے لے کر کھایا گیا جیسے ہمیشہ اسے ایسا ہی کیا جاتا رہا ہو۔ بچا کچا گوشت سنبھال کر ایک طرف رکھ دیا گیا۔ اس روز دوپہر کو ایک بار پھر بادل امڈ کر آئے اور ہلکی سی بارش بھی ہوئی۔ جس نے ان کی پیاس بھی بجھا دی۔ اب زندگی ایک بار پھر یوں ابھر آئی تھی جیسے اندھیرے میں روشنی کی کرن۔ وہ لوگ قدرت کی اس مدد سے بے حد مسرور تھے۔ مچھلی کا کچا گوشت اور بارش کے پانی سے سیراب ہو کر بدن بے جان سے محسوس ہونے لگے تھے۔ چنانچہ وہ تینوں کشتی میں لیٹ گئے تھے۔ سورج سمندر کے سینے میں اترنے کی تیاریاں کر رہا تھا اور یہ اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ کتنے عرصے تک یہ لوگ سفر کرتے رہے ہیں۔ بہرحال اس کے بعد رات ہو گئی اور دوسری صبح جب سورج طلوع ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ بے شمار پرندے فضا میں اڑ رہے ہیں۔ پرندے دیکھ کر ایک نئی امنگ

دلوں میں جاگ اٹھی۔ ضرور خشکی قریب ہے۔ دوپہر تک یہ پرندے فضا میں اڑتے رہے اور
اس کے بعد جب انہیں ایک بھوری لکیر نظر آئی تو ان کے دل خوشی سے ناچ اٹھے۔ اب
ان سب کی ایک ہی آرزو تھی کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے ساحل تک پہنچ جائیں لیکن
بہت سی آرزوئیں بڑی مشکل سے پوری ہوتی ہیں۔ وقت گزرتا جا رہا تھا اور اتنی روشنی
تھی کہ اس بھوری لکیر کو نمایاں ہوتے ہوئے دیکھا جا سکتا تھا۔ پھر کشتی سے کچھ فاصلے پر پانی
میں سیاہ رنگ کے دو بڑے بڑے ناریل بہتے دکھائی دیئے اور وہ لوگ انہیں پکڑنے کے لئے
کربستہ ہوگئے۔ کچھ لمحوں کے بعد وہ بوٹ کے قریب پہنچے تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر انہیں
اٹھا لیا۔ یہ ناریل اس بات کی نشانی تھے کہ جہاں وہ جا رہے ہیں وہاں ان کے لئے زندگی
موجود ہے۔ بہرطور تقریباً سورج ڈوب چکا تھا۔ جب ان کی کشتی ساحل سے جا لگی اور پھر
نجانے ان بے جان جسموں سے کس طرح پانی کا یہ تھوڑا سا حصہ عبور کیا گیا اور وہ خشکی پر
پہنچ گئے۔ بھوری نرم ریت چاروں طرف بکھری ہوئی تھی اور چونکہ سورج ڈوب چکا تھا اس
لئے وہ بالکل ٹھنڈی تھی۔ وہ اس ٹھنڈی ریت پر اس طرح لیٹ گئے جیسے بس زندگی کو
یہیں تک سفر کرنا ہو اور اس کے بعد خاتمہ ہی خاتمہ۔ ان کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوگئی
تھیں۔ جو کچھ وہ کھاتے رہے تھے انہوں نے معدوں میں وزن تو پیدا کر دیا تھا لیکن ان کے
دل نے اسے کبھی قبول نہیں کیا تھا۔ رات اس طرح گزر گئی کہ ان میں سے کسی کو ہوش
نہ رہا۔ پھر صبح کو جب نادر جاگا تو قیصر کی حالت کافی خراب محسوس ہو رہی تھی البتہ فینٹ
موجود نہیں تھا۔ انہوں نے فینٹ کی تلاش میں نگاہیں دوڑائیں تو فینٹ دور سے آتا ہوا
نظر آیا۔ وہ تھوڑا سا گھاس پھوس لے کر آیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے غالباً ہاتھوں
ہی سے دو تین مچھلیاں بھی پکڑی تھیں جو ناریل کی ایک شاخ میں الجھی ہوئی تھیں۔ اس
نے وہ شاخ زمین میں گاڑھی اور اس کے نیچے پتھروں کی مدد سے آگ جلانے کی کوشش
کرنے لگا۔ سوکھی ہوئی گھاس نے بڑی مشکل سے آگ پکڑی تھی۔ فینٹ نے وہ مچھلیاں
بھونیں۔ نادر اس کی کوششوں کو دیکھ کر مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن پھٹے ہوئے
ہونٹ مسکرانے کی اجازت بھی نہیں دے رہے تھے۔ ایک عجیب و غریب شکل ہوگئی تھی
اس کی تناور اور سرخ و سفید بدن اب دھوپ سے جھلس گیا تھا۔ چہرے کا رنگ بھی تانبے
کی رنگت اختیار کرتا جا رہا تھا لیکن اس کیفیت میں بھی اس کے اندر ایک عجیب سی شان کا
احساس ہوتا تھا جبکہ اسے سب سے زیادہ فکر اپنے بھائی کی تھی۔ بھنی ہوئی مچھلی کا گوشت
اس وقت انہیں دنیا کی سب سے لذیذ شے محسوس ہوا۔ فینٹ نے بھی اپنا پیٹ بھرا۔ اب

وہ زیادہ مستعد نظر آ رہا تھا۔ اس نے کہا۔
"اور اگر محسوس کرنے والی ناک ہو تو یہ محسوس کیا جا سکتا ہے کہ یہ میرے وطن کی
سرزمین ہے یعنی تاریک براعظم۔ یعنی صحرائے اعظم افریقہ لیکن یوں محسوس ہوتا ہے جیسے
ہم افریقہ کے ایسے ساحل سے آ لگے ہیں جہاں دور دور تک آبادیوں کا نام و نشان نہ ہو اور
اس وقت یہی ہمارے لئے بہتر ہے کہ ہمارے جسم اس خوفناک سفر سے کمزوریوں کا شکار
ہوگئے ہیں لیکن دیکھو ناریلوں کے وہ جھنڈ ہمیں اپنے درمیان آنے کی دعوت دے رہے ہیں
اور زیادہ فاصلہ بھی اختیار کرنا نہیں پڑے گا کیونکہ سمندر کو قریب ہی رہنا چاہئے۔ ہم کیا
کہہ سکتے ہیں کہ آگے ہمارے لئے شکار کا بندوبست ہو یا نہ ہو ——— اور فینٹ اس وقت
درحقیقت ان کے لئے زندگی ثابت ہو رہا تھا۔ وہ بہت کچھ کرنے کی قوت رکھتا تھا اور اس
کا توانا جسم ان دونوں بھائیوں کی نسبت زیادہ بہتر تھا اور وہ آزادی سے چل پھر سکتا تھا جبکہ
قیصر تو خیر زخمی تھا لیکن نادر بھی چلنے پھرنے میں تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ انہوں نے آگے
بڑھ کر درختوں کے ایک جھنڈ کے نیچے بسیرا کیا اور نادر نے اپنے بھائی کی تیمارداری، بدن
خشک ہو چکے تھے۔ نادر نے قیصر حیات کے جسم کا وہ حصہ کھول کر دیکھا جہاں ضرب پڑی
تھی اور یہ دیکھ کر دہشت زدہ رہ گیا کہ اس حصے میں پہلی بات تو یہ کہ پیلاہٹ تھی۔ دوسری
بات یہ کہ وہ سوجا ہوا تھا اور اس تکلیف کو برداشت کرتا رہا تھا، وہ بے مثال بات تھی،
لیکن آہستہ آہستہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس کی آنکھوں کے چراغ بجھتے جا رہے ہوں۔
ادھر فینٹ ایک اتنا شاندار ساتھی ثابت ہوا تھا کہ اس کی مثال ممکن نہیں تھی۔ اس نے
ناریلوں کے لاتعداد پتے توڑ کر قیصر حیات کے لئے ایک بستر سا بنا دیا تھا اور اوپر انہی پتوں
سے ایک سائبان سا تان دیا تھا۔ یہ اس کی صلاحیتوں کا مظہر تھا۔ وہ ہر وقت کسی نہ کسی چیز
کی تلاش میں سرگرداں رہتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ یہاں زندگی کے لئے ایسے لوازمات
مہیا کرے جو قدرتی ہوں لیکن انہیں سہارا دے سکیں۔ ہوا کے تیز جھونکے سمندر کی جانب
سے آتے تو یہ جھونپڑی اڑ جاتی لیکن فینٹ انہیں پھر جمع کر کے سائبان کی شکل میں باندھ
دیا کرتا تھا۔ کوئی ایسی پائیدار چیز اسے دستیاب نہیں ہو سکی تھی جس سے وہ اس جھونپڑی کو
عمدہ شکل دیتا اور وہ ہمیشہ اسی فکر میں سرگرداں رہتا تھا۔ یہاں قیام کئے ہوئے انہیں
انیسواں دن تھا اور انیس دنوں میں وہ زیادہ دور تک جانے کی ہمت نہیں کر سکے تھے۔
مچھلیوں کا بھنا ہوا گوشت، ناریل کا پانی اور گودا ان کے لئے زندگی فراہم کرتا تھا۔ اور وہ
زندگی کی تلاش میں ابھی یہیں موجود تھے اور اس کی وجہ قیصر حیات تھا جس کی حالت روز

بروز بگڑتی جا رہی تھی۔ اس وقت بھی نینٹ کسی کام سے گیا ہوا تھا۔ سمندر کی جانب سے
تیز ہوائیں چل رہی تھیں اور شدت اختیار کرتی جا رہی تھیں۔ ان کی جھونپڑی اب زیادہ
کشادہ ہو گئی تھی اور نادر نے خود بھی اس سلسلے میں نینٹ کی مدد کی تھی۔ جس کی وجہ سے
جھونپڑی کی چٹائیاں ایک دوسرے سے گندھی ہوئی تیز ہواؤں کا حتی الامکان مقابلہ کر رہی
تھیں۔ سورج ڈوبتا جا رہا تھا لیکن ابھی فضا میں کافی روشنی تھی۔ اسی وقت قیصر حیات کی
حالت کچھ زیادہ ہی خراب معلوم ہو رہی تھی اور نادر اس کے قریب بیٹھا ڈوبتی نگاہوں سے
اسے دیکھ رہا تھا۔ قیصر حیات نے ڈوبتی آواز میں کہا۔

"کیا بجا ہوگا اس وقت کوئی اندازہ ہے؟"

"بس سورج ڈوب رہا ہے۔ اس کے علاوہ اور کیا وقت ہو سکتا ہے۔"

"نادر میں بے وفا نہیں ہوں مگر زندگی کے بارے میں یہی کہا جاتا ہے کہ وہ بے وفا
ہوتی ہے اور یہ بے وفا زندگی ایسے وقت میں مجھے تم سے دور کر رہی ہے جب تمہیں میری
ضرورت تھی۔۔۔۔"

"ایسی باتیں نہ کرو بھائی جان۔ آپ کو پتا ہے کہ آپ کے بغیر میری زندگی کیا ہوگی۔
حالانکہ ہم لوگ صرف زندگی کا مذاق اڑا رہے ہیں۔"

"ہاں شاید۔۔۔۔ قیصر نے مدھم لہجے میں کہا۔ پھر بولا۔۔۔۔"

"دیکھو نادر میں تمہیں بہلانے کی کوشش کرنے کی بجائے حقیقتوں سے روشناس کرا رہا
ہوں۔ میری زندگی شاید بہت مختصر ہے۔ ممکن ہے چند گھنٹوں سے زیادہ نہ ہو لیکن تمہیں
ابھی زندہ رہنا ہے۔ میں اپنے آپ کو تمہارے وجود میں منتقل کر رہا ہوں۔ جو میں نہیں کر
سکا وہ تمہیں کرنا ہے۔ ہم نے اپنے آبائی گھر میں کھڑے ہو کر قسم کھائی تھی اور وہاں کے
درودیوار سے اور وہاں موجود اپنے اجداد کی روحوں سے وعدہ کیا تھا کہ بالآخر ایک نہ ایک
دن ہم یہ گھر دوبارہ حاصل کر لیں گے۔ نادر میں اس جدوجہد میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکا
اور اب تمہیں تنہا جدوجہد کرنی ہے۔ آخری دم تک کرنی ہے۔ میری دعا ہے کہ کامیابی
تمہارے قدم چومے، میں اپنا فرض پورا نہیں کر سکا نادر۔ لیکن تم سمجھ لو کہ آج سے تمہارا
وجود دو انسانوں کی حیثیت رکھتا ہے۔ نادر اور قیصر۔ میرے بھائی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو
مجھے افسوس ہے کہ مجبوری کے تحت میں تم سے رخصت ہو رہا ہوں۔

"نہیں بھائی جان۔ آپ کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکوں گا۔"

"میں تم سے ایک وعدہ چاہتا ہوں نادر بولو وعدہ کرو گے مجھ سے۔۔۔۔"

"کیسا وعدہ۔۔۔۔؟"

"اپنا ہاتھ مضبوطی سے میرے ہاتھ میں دو اور مجھ سے کہو کہ تم میرے بغیر بھی زندہ
رہو گے۔ ارے میرے بھائی میں تم سے دور نہیں جا رہا۔ میں تو وہ عمل کر رہا ہوں جو شاید
دنیا میں کسی نے نہ کیا ہوگا۔ میں نے اپنا وجود تمہیں سونپ دیا ہے اور اب تم دوہرے
وجود کے ساتھ اپنی قسم پوری کرنے کی کوشش کرو گے۔۔۔۔" نادر کی آنکھوں سے
آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور ہوا کے جھکڑ تیز ہوتے چلے گئے۔ گھاس پھوس کی جھونپڑی
لرز رہی تھی اور اس کے ہر سوراخ سے ہوا اندر آ رہی تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا
کہ کیا کرے۔ آسمان پر کالے کالے بادلوں کے جتھے دوڑ لگا رہے تھے اور رات تیزی سے
جھکتی چلی آ رہی تھی۔ پھر نجانے کتنا وقت گزر گیا نادر بار بار اپنے بھائی کا جائزہ لیتا تھا۔ اس
کی سانس چل رہی تھی۔ قیصر حیات زندگی سے موت کی جانب سفر کر رہا تھا۔ نادر پتھرایا ہوا
سا اس کی صورت دیکھتا رہتا تھا۔ اس کا چہرہ اتنا ہی خوبصورت تھا لیکن اس پر مردنی چھائی
ہوئی تھی اور وہ پریشانی کے انداز میں بھائی کی صورت دیکھ رہا تھا۔ چہرے پر داڑھی بڑھ گئی
تھی۔ کالی آنکھیں بے چینی سے اپنے حلقوں میں گردش کر رہی تھیں۔ بال بھی بڑھ کر
شانوں تک پہنچ گئے تھے۔ کندھے مضبوط اور چوڑے شانوں کے درمیان بھرا بھرا جسم، غیر
معمولی قوتوں کا مالک، لیکن اس وقت ایک ایسے خوبصورت جوان کو زندگی کے سب سے
بڑے دکھ کا سامنا تھا۔ نینٹ نجانے کہاں مر گیا تھا۔ وہ ہمیشہ ہی کچھ نہ کچھ تلاش کرنے کیلئے
مارا مارا پھرتا تھا اور نجانے کیا کیا لا کر اس معمولی سی جھونپڑی میں جمع کرتا رہتا تھا۔ بہرحال
رات ہو گئی لیکن ہوائیں تیز ہوتی چلی گئی تھیں۔ طوفانی جھکڑ سمندر کی لہروں کو بلند کر رہے
تھے اور سمندر خوفناک آواز میں دھاڑ رہا تھا۔ قیصر حیات کی زبان بند ہو چکی تھی اور اب
وہ کچھ نہیں بول رہا تھا۔ اس نے اپنے بدن کو جنبش بھی نہیں دی تھی اور نادر موت کو اس
کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ باہر طوفان شور مچا رہا تھا اور ہوا جھاڑیوں کے جنگل میں
ایک تہلکہ مچائے ہوئے تھی۔ نادر نے اس سے پہلے موت کو اتنے قریب کبھی نہیں دیکھا
تھا۔ وہ ایک عجیب اور بھیانک روپ رکھتی ہے اور آہستہ آہستہ کسی پر اثر انداز ہوتی ہے۔
پھر کافی وقت گزر گیا اور نادر نے قیصر حیات کے بدن میں سانسوں کے مدوجزر کو مدھم
ہوتے ہوئے دیکھا۔ وہ بھائی کے پاس دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر بیٹھا ہوا تھا۔ اور غور کر رہا
تھا کہ اب کیا ہوگا پھر اچانک ہی قیصر حیات کے بدن میں ہلکا سا رعشہ پیدا ہوا۔ اس کی کھلی
ہوئی آنکھیں بجھنے لگیں اور چہرے پر موت کی زردی چھا گئی۔ اس کا تنفس کم سے کم مدھم

ہو کر رفتہ رفتہ ختم ہوگیا۔ نادر نے اپنا کان اس کے سینے پر رکھا۔ اور کوئی آواز نہ پا کر زار و قطار رونے لگا۔ باہر طوفان گرج رہا تھا۔ اور بارش کا زور بڑھ گیا تھا۔ سمندر کی بھیانک آواز بلند سے بلند تر ہوتی جا رہی تھی۔ نادر کے حلق سے ایک تیز چیخ نکلی اور وہ جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ تیز ہوا کے جھونکے نے اچانک ہی اسے زور کا دھکا دیا اور اس کا سر درخت سے جا ٹکرایا خون کی ایک دھار پیشانی سے رخسار پر اور رخسار سے ڈاڑھی سے گزرتی ہوئی سینے پر گرنے لگی۔ اس کے سر میں چکر آگیا تھا اور پھر آہستہ آہستہ وہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔ ہوش آیا تو آسمان روشن ہوتا جا رہا تھا۔ سلسلہ کوہ پر چوٹیاں سونے میں نہا گئی تھیں اور آسمان سے زمین تک آتشی ستون اترتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ جنگل کے درختوں نے ٹہنیاں پھیلا کر صبح کا استقبال شروع کر دیا تھا اور اجالا قرب و جوار میں پھیلتا جا رہا تھا۔ نادر نے گھوم کر ادھر ادھر دیکھا۔ تو تھوڑے فاصلے پر اسے ینٹ خاموش بیٹھا ہوا نظر آیا۔ وہ اچھل کر کھڑا ہوگیا اور اس نے ینٹ کو آواز دی۔ تب ینٹ مرے مرے قدموں سے اس کے قریب پہنچا اور سر جھکا کر کھڑا ہوگیا۔

"ینٹ میرا بھائی۔"

"ہاں وہ ہم سے دور ہوگیا ہے۔۔۔۔۔ ینٹ نے مغموم لہجے میں کہا۔ اور نادر اس ٹوٹی جھونپڑی کی طرف بڑھا جسے رات کی ہواؤں نے ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔ ٹوٹی جھونپڑی کی چٹائی اس کا کفن بن گئی تھی۔ پھر انہوں نے اسے اسی چٹائی میں لپیٹ کر قبر میں دفن کر دیا۔ نادر نے کہا۔

"ینٹ اب ہمیں یہاں سے آگے بڑھنا ہوگا۔ ینٹ نے محسوس کیا۔۔۔۔۔

کہ نادر کی آواز میں اب ایک انوکھا عزم ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی خاص خیال نے اسے یہ کیفیت بخشی ہو اور یہ بہتر بھی تھا۔ آگے کی زندگی خاصی عجیب تھی اور کہا نہیں جا سکتا تھا کہ اسے کس انداز میں گزارنا ہوگا۔ سو نادر نے ینٹ کی بات کا احترام کیا اور اس کے بعد وہ وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ اب نادر اور ینٹ تھے جو ہر طرح کے موسم کا مقابلہ کرتے ہوئے ساحل سے دور ہوتے چلے جا رہے تھے۔ ناریل کے درختوں کا یہ سلسلہ تاحد نظر چلا گیا تھا اور ان پہاڑی ٹیلوں تک پہنچا تھا جو دور سے نظر آ رہے تھے اور قرب و جوار میں ویرانی بکھری ہوئی تھی۔ پھر خاصا وقت طے کرنے کے بعد وہ ان پہاڑی ٹیلوں تک پہنچے جن کے درمیان چھوٹے چھوٹے رخنے بنے ہوئے تھے اور ان رخنوں میں پھنس پھنس کر باہر نکلا جا سکتا تھا یعنی دوسری طرف لیکن ینٹ نے یہی پیش گوئی کر دی

تھی اور اس نے کہا تھا۔

"مسٹر نادر ٹیلوں کی دوسری طرف یقینی طور پر جنگل بکھرا ہوا ہے۔ کیا تم پتوں کی خوشبو محسوس کر سکتے ہو۔۔۔۔۔"

"نہیں میں محسوس نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔" نادر نے جواب دیا۔

"لیکن میرا خمیر اسی مٹی سے اٹھا ہے اور مجھے بہت سی باتوں کا احساس ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ پھر یوں ہوا کہ رات کا قیام انہوں نے ٹیلے کے اسی طرف کیا لیکن دوسری صبح کے آغاز کے ساتھ ہی وہ ایک رخنے میں داخل ہوئے اور دوسری جانب پہنچنے کی کوشش کرنے لگے لیکن ابھی آدھا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ دفعتاً" ہی بندوق چلنے کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں سہم کر رک گئے۔ نادر ساکت ہوگیا تھا اور ینٹ اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا تھا۔"

"نادر نے کہا۔"

"یہ تو فائر کی آواز ہے۔"

"ہاں میں نے محسوس کیا ہے۔۔۔۔۔"

"مگر یہاں۔۔۔۔۔"

"تم کیا سمجھتے ہو مسٹر نادر جنگلوں اور پہاڑوں میں رہنے والے اب جدید ماحول سے اتنے نا آشنا نہیں رہے۔ ہو سکتا ہے یہ کوئی ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ذہین قبیلہ آباد ہو ہمیں احتیاط کے ساتھ دوسری طرف دیکھنا چاہئے اور جب اس رخنے کے آخری سرے سے انہوں نے دوسری طرف جھانکا تو انہیں دو خیمے نظر آئے جن میں کچھ افراد موجود تھے اور ان افراد کو دور سے دیکھ کر ہی اندازہ ہو سکتا تھا کہ وہ سفید نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ ینٹ نے کسی قدر ناخوشگوار انداز میں کہا۔

"گوری چمڑی اور کالے دل کے لوگ۔"

"آؤ ان کے قریب چلیں۔"

"جیسا تم پسند کرو عظیم آقا۔"

تب وہ ان کی طرف چل پڑے اور کچھ لمحوں کے بعد انہوں نے انہیں دیکھ لیا اور ان کی طرف متوجہ ہوگئے۔ وہ لوگ حیران تھے' نادر نے دونوں ہاتھ بلند کئے اور آہستہ آہستہ آگے بڑھ گیا جیسے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہو کہ وہ بے ضرر انسان ہے اور سفید فاموں نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے خوش آمدید کہا۔ ان میں سے جو شخص سربراہ تھا اس کا نام

والٹن تھا اور والٹن ایک سخت گیر آدمی معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اپنی نیلی اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے نادر کو گھورتے ہوئے کہا۔

"یقیناً تمہارا تعلق مہذب دنیا سے ہے تمہارے بدن کا یہ بوسیدہ لباس اور تمہاری جسامت یہ بتاتی ہے۔"

"آپ کا خیال درست ہے مسٹر ہم ایک تباہ شدہ جہاز کے غرق آب مسافر ہیں جو زندگی کے ہاتھوں مجبور ہو کر ساحل سے آگئے ہیں۔"

"آہ یہ تو بہت اچھی بات ہے ہمیں ویسے بھی تم لوگوں کی ضرورت ہے یعنی ان لوگوں کی جو ذہین ہوں اور یہ تو افریقی نسل کا ہی معلوم ہوتا ہے۔"

"ہاں لیکن میرا ساتھی ہے جو میرے ساتھ مہذب دنیا سے آیا ہے۔"

"گویا یہ انگریزی زبان بول سکتا ہے۔"

"بہت اچھی طرح۔"

"اور اپنی زبان۔"

"وہ بھی۔"

"تب تو یہ شخص ہمارے لئے بہت کام کا ثابت ہوگا کیونکہ مقامی لوگوں سے نمٹنے کیلئے ہمیں ایسے ہی لوگوں کی ضرورت ہوگی جو مقامی زبان بھی جانتا ہو۔

"میں یہ فرض بخوشی انجام دے سکتا ہوں ماسٹر مجھے آزما کر دیکھئے——" فینٹ نے نرمی سے کہا اور ان لوگوں نے ان دونوں کو اپنے درمیان قبول کر لیا۔ یہ تو بعد میں ہی پتہ چل سکتا تھا کہ صحرائے اعظم میں ان کی آمد کا مقصد کیا تھا لیکن بہرحال وہ سازوسامان سے آراستہ تھے۔ ایک چٹان کی آڑ میں انہوں نے خچر بھی بندھے ہوئے دیکھے اور ان کے ساتھ خاصا سازوسامان بھی۔ مسٹر والٹن نے اپنا تعارف اور اپنے ساتھیوں کا تعارف بھی کرا دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں نادر نے اپنا نام اور فینٹ کا نام بتایا اور بظاہر ایک خوشگوار فضا کا آغاز ہو گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے چند سیاہ فاموں کو بھی دیکھا جو دور سے کچھ سازوسامان لئے ہوئے آ رہے تھے۔

"یہ ہمارے ساتھی ہیں۔ مقامی لوگ جنہیں ہم نے اپنے لئے حاصل کیا ہے——"

ان لوگوں کو کھانے پینے کیلئے بھی دیا گیا اور اترا ہو زین کا بنا ہوا لباس بھی۔ چونکہ یہاں مقامی لوگوں کی موجودگی کے علاوہ کسی اور کی موجودگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن ان لوگوں کے مل جانے سے نادر کو خوشی ہوئی تھی اس کا غم بھی بٹ سکتا تھا اور باقی

صورتحال بھی بہتر ہو سکتی تھی۔ یہ لوگ یہاں کیوں آئے تھے' یہ ایک راز تھا لیکن نادر فوراً ہی اس راز کو معلوم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ویسے بھی اس نے اندازہ لگا لیا تھا والٹن خاصا تیز اور چالاک آدمی ہے اور اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں دنیا بھر کی مکاری بھری ہوئی ہے۔

ایسے کسی شخص کا محفوظ رہنا بے حد ضروری تھا اور اس وقت محفوظ رہنے کا یہی طریقہ تھا کہ وہ صرف وہ بات کریں جو ان کی پسند کے مطابق ہوں' چنانچہ اسی طرح آگے کا سلسلہ جاری رکھا گیا اور وہ لوگ ان کے ساتھ گزر بسر کرنے لگے جس کا ابھی آغاز ہوا تھا بعد میں کچھ وقفے کے بعد جب ان دونوں نے والٹن کا اعتماد حاصل کر لیا تو والٹن نے انہیں بتایا کہ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے جس کے بارے میں معلومات حاصل کر کے وہ یہاں تک پہنچے ہیں۔ اور اس پہاڑی سلسلے میں کچا سونا دستیاب ہو سکتا ہے۔ چنانچہ وہ انتظامات کر رہے ہیں کہ پہاڑوں کی کھدائی کر کے یہ سونا حاصل کر سکیں اور یہ سن کر نادر کی آنکھوں میں روشنیاں جاگ اٹھیں گویا اس کا مقصد بھی یہاں سے پورا ہو سکتا تھا۔ تقدیر اس قدر مہربان ہو جائے گی یہ اس نے نہیں سوچا تھا اور ابھی یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ اسے والٹن کے ساتھ شامل ہو کر کامیابی حاصل ہو سکتی ہے یا نہیں۔ تب والٹن نے یہاں قیام کے بعد یہ خیمے اکھاڑ دیئے۔ چار افراد خچروں پر سوار ہو کر مقامی باشندوں کی مدد سے آگے بڑھنے لگے اور ان کی منزل ان کی نگاہوں میں تھی۔ والٹن نے نادر کو یقین دلایا تھا کہ سونے کی مناسب مقدار حاصل ہونے کے بعد اسے بھی اس کا حصہ دیا جائے گا باقی تمام چیزوں میں وہ برابر کا شریک ہوگا اور اسے اس اعتماد کی حد یہ تھی کہ والٹن نے بدفطرت ہونے کے باوجود نادر کو ایک عمدہ قسم کی بندوق فراہم کی تھی اور کارتوسوں کی پیٹی بھی تاکہ وہ کسی بھی خطرے سے محفوظ رہ سکیں۔ جن لوگوں کو والٹن نے اپنے ساتھ لیا تھا وہ ایک مقامی قبیلے کے باشندے تھے جو گوناتا کہلاتا تھا۔ گوناتا قبیلے کے یہ لوگ سفید فاموں سے واقف تھے' جو صحرائے اعظم میں خزانوں کی تلاش میں چکر لگاتے رہتے تھے اور کبھی زندگیاں کھو بیٹھتے تھے اور کبھی ان سیاہ فاموں کیلئے اچھی خاصی اشیاء مہیا کر کے جاتے تھے۔ جن میں سرخ کپڑوں کے تھان اور ایسی ہی دوسری اشیاء ہوا کرتی تھیں جو افریقہ کے باشندوں کیلئے دلچسپی کا باعث ہوتی تھیں۔ پہاڑوں اور چٹانوں کے درمیان جنگلوں کے سلسلے عبور کرتے ہوئے بالآخر وہ ایسے ناہموار پہاڑی سلسلوں کے قریب پہنچ گئے جہاں چاروں طرف درخت بکھرے ہوئے تھے اور ان کے درمیان یہ ٹیلے موجود تھے۔ اور یہی وہ جگہ تھی جہاں سے سونے کی کھدائی کی جا سکتی تھی۔ والٹن نے اپنی نگرانی میں یہ کام

شروع کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ زیادہ افراد نہیں تھے' سوائے قبیلے کے ان لوگوں کے جو
بہرحال ان کے احکامات کی تعمیل کرتے تھے اور یہ حیرت کی بات تھی اور ان کے بارے میں
ایک رات لیفٹنٹ نے نادر کو بتایا۔

"میرے پیارے دوست اور میرے ساتھی اگر میں تمہیں اپنا باس کہوں تو تم اسے
تسلیم کر لو گے۔"

"نہیں تم صرف میرے دوست ہو۔"

"چلو ٹھیک ہے تمہیں بتاؤں گوناٹا قبیلے کے یہ لوگ بڑے مکار ہیں اور تم جو چوڑی
ہڈیوں والے شخص کو دیکھتے ہو جس کا نام سینوٹ ہے وہ بڑا ہی خطرناک آدمی ہے اور اس
کے منصوبے کچھ اور ہی ہیں۔"

"کیا۔۔۔۔؟"

"وہ ان آقاؤں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے اور صرف منتظر ہے کہ پہاڑوں سے کچا سونا
برآمد ہو جائے۔"

"تمہیں کیسے معلوم۔"

"وہ لوگ بار بار مجھے بھول جاتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ میں خود بھی افریقہ کا
باشندہ ہوں اور میری ماں نے مجھے اس خطے کے ہر علاقے کی زبان سکھائی ہے اور میں ہر وہ
زبان سمجھ سکتا ہوں لیکن اظہار نہیں کر سکتا جو افریقہ میں بولی جاتی ہے۔"

"تو کیا وہ لوگ کوئی ایسی منصوبہ بندی کر رہے تھے؟"

"ہاں ان کا یہی ارادہ ہے اور موقعہ ملنے پر وہ ہمارے ساتھ غداری کریں گے۔"

"لیکن وہ تو یہیں کے باشندے ہیں انہیں سونا حاصل کرنے میں بھلا کیا دقت ہو سکتی
ہے۔"

"بے شک یہ جانتے ہیں وہ لیکن سونے کا حصول ان کے علم میں نہیں ہے البتہ اپنے
آقاؤں کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کی نیت کیا ہے؟"

"اور تمہیں ان کے اور سفید فاموں کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔"

"ہاں لیکن میں صرف اتنا ہی بولتا ہوں جتنا میرے لئے ضروری ہو۔"

"تو ٹھیک ہے کیا ہم والٹن کو اس سے آگاہ کر دیں۔"

"نہیں دوست ایسا نہیں ہے والٹن بھی کوئی بہتر آدمی نہیں معلوم ہوتا۔ کون جانے
سونے کے حصول کے بعد اس کا نظریہ کیا ہو؟"

"ہاں یہ تو ہے۔"

"اس کے علاوہ ایک بات میں تمہیں اور بتاؤں دوست۔"

"کیا۔۔۔۔؟"

"ہمیں ایسے تھیلے درکار ہیں جن میں ہم اپنے جسموں کو رات کے وقت محفوظ کر سکیں
وجہ یہ ہے کہ رات کو یہاں ایک خاص قسم کی مکھی سفر کرتی ہے اور یہ مکھی اگر کاٹ لے
تو انسان شدید بخار میں مبتلا ہو کر گھنٹوں میں چٹ پٹ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ رات کو خصوصی
طور پر سونے کیلئے ہمیں یہ تھیلے درکار ہوں گے۔"

"مگر ایسا کیسے ممکن ہے۔"

"ممکن ہے ان لوگوں کے پاس خیموں کیلئے جو کینوس کے ٹکڑے پڑے ہیں یعنی خیمے
اگر پھٹ جائیں تو وہ انہیں پیوند لگانے کیلئے استعمال کر سکیں وہ ہمارے کام آ سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے لیکن کیا والٹن کو اس سے آگاہ کر دینا مناسب نہیں ہو گا۔"

"یہ اس کا اعتماد حاصل کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہو گا۔۔۔۔" لیفٹنٹ نے جواب دیا
اور جب یہ بات نادر کے ذریعے والٹن کو معلوم ہوئی تو اس نے خوفزدہ انداز میں کہا۔

"آہ یہ تو مشکل بات ہے چونکہ ہمیں اسی علاقے میں طویل قیام کرنا ہے لیکن اس کے
لئے ہم نے یہ سوچا ہے کہ ایک بہتر جھونپڑی بنائی جائے مکھی کا خطرہ تو رات ہی کو ہوتا
ہے ناں۔"

"ہاں۔۔۔۔"

"تو ہم رات کو اپنا کام جلد ختم کر کے اپنے خیموں میں محفوظ ہو جایا کریں گے۔۔۔۔"
سو ایسا ہی کیا گیا اور ان لوگوں نے دیکھا کہ افریقہ کے ان قبائلیوں نے جن کا تعلق گوناٹا
سے تھا اپنے لئے اور ہی طریقہ اختیار کیا یعنی جنگل کی گھاس پھوس جمع کر کے انہوں نے
اپنے گرد آگ کا حصار بنا لیا اور اس آگ کے حصار میں آرام کی نیند سو گئے۔ یہ بھی ایک
اچھا طریقہ تھا لیکن خیموں کو مضبوطی سے بند کر لیا جاتا تھا' اور نادر اور لیفٹنٹ کو بھی ان
خیموں ہی میں جگہ دے دی گئی تھی جہاں وہ گودڑی بنائے پڑے ہوا کرتے تھے لیکن پھر یوں
ہوا کہ انہوں نے کھدائی شروع کر دی اور کچے سونے کی تھوڑی بہت مقدار انہیں حاصل
ہو گئی لیکن والٹن نے مایوسی سے کہا کہ یہ مقدار اتنی نہیں ہے' جس سے وہ اطمینان کی
زندگی بسر کر سکے اور وہ سوچیں کہ سونے کا بڑا ذخیرہ وہ یہاں سے لے جائیں گے اس کے
لئے انہیں یہاں سے آگے بڑھنا پڑے گا چونکہ ان کے پاس موجود نقشے کے مطابق پہاڑوں

کا سلسلہ بہت دور تک پھیلا ہوا ہے' جن میں سونا پایا جاتا ہے۔ تو سب نے اس بات سے
اتفاق کیا اور گوناتا قبیلے کے لوگوں نے بھی اس سے انحراف نہیں کیا اور وہ آگے بڑھنے کی
تیاریاں کرنے لگے لیکن پھر اسی رات ایک حادثہ ہوگیا۔ وہ دو افراد جو کسی ضرورت کے
تحت رات کے وقت خیمے سے باہر نکل گئے تھے اور ان ہدایات کو یاد نہیں رکھ سکے تھے جو
والٹن نے انہیں دیں تھیں ان زہریلی مکھیوں کا شکار ہوگئے۔ زہریلی مکھیوں نے ان کی
گردنوں پر کاٹا اور وہ چیختے ہوئے اندر واپس آگئے اس کے بعد انہیں شدید بخار ہوا اور
دوسری صبح دیکھتے ہی دیکھتے وہ زندگی سے ہٹ کر موت سے ہم آغوش ہوگئے۔ والٹن کے
حواس جواب دے گئے تھے۔ ویسے بھی اپنی اس ناکامی سے وہ خاصا دلبرداشتہ نظر آنے لگا
تھا اور آگے بڑھنے کے تصور سے اسے کچھ خوف محسوس ہوتا تھا۔ وہ دن بڑے غم و اندوہ
کے عالم میں گزارہ گیا جبکہ گوناتا کے لوگ شکار کی تلاش میں نکل گئے تھے اور پھر اس دن
کے خاتمے کے بعد رات کو وقت گذرنے لگا۔ والٹن اور اس کا ایک ساتھی جس کا نام ایرن
تھا' بڑے مغموم ایک گوشے میں سر جھکائے بیٹھے رہے تھے پھر جب صبح کو وہ جاگے' تو
انہوں نے ایک عجیب منظر دیکھا یعنی والٹن اور اس کا ساتھی دو خچروں کے ہمراہ غائب تھے
اور خیمے وغیرہ وہ وہیں چھوڑ گئے تھے یہ ناقابل یقین سی بات ہے' فینٹ نے اس خدشے کا
اظہار کیا اور بولا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے آقا کہ سونا ان گوناتا والوں نے غائب کر دیا ہو اور ان دونوں کو
بھی ان کے ساتھیوں کے قریب کسی قبر میں سلا دیا ہو تم دیکھ رہے ہو آگے کی پہاڑیوں میں
کچھ غار بھی نظر آ رہے ہیں ہو سکتا ہے انہیں مرنے کے بعد اسی غار میں منتقل کر دیا گیا
ہو۔"

"بات کچھ سمجھ میں نہیں آتی ہے اگر ایسا تھا تو انہیں ہم دونوں کو بھی موت کے
گھاٹ اتار دینا چاہئے تھا اور کیا انہیں یہاں سے فرار نہیں ہو جانا چاہئے تھا۔" فینٹ اس
بارے میں غور کرنے لگا پھر بولا۔

"تمہاری بات وزن دار ہے ہاں اگر ایسا ہوتا تو ان لوگوں کا یہاں رکنا مناسب نہیں تھا
اور اگر یہ یہاں رکے ہی تھے تو پھر جس طرح انہوں نے والٹن اور اس کے ساتھی کو موت
کے گھاٹ اتار دیا اسی طرح ہمیں بھی ختم کر دینا چاہئے تھا لیکن آقا' ان لوگوں کے تیور
خطرناک دکھائی دیتے ہیں اور چونکہ اب مسٹر والٹن تو فرار ہوگئے ہیں چنانچہ ان کی باقیات پر
ہمارا قبضہ ہے ہم کیوں نہ ان لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آئیں اور انہیں اپنے آپ

سے جدا کر دیں تاکہ ہم آسانی سے اپنا آگے کا کام سرانجام دے سکیں۔" نادر نے حسرت
بھری نگاہوں سے فینٹ کو دیکھا اور کہا۔۔۔۔

"فینٹ سونے کا حصول تو میرا بھی مقصد ہے اور ہم دونوں بھائی اسی غرض سے یہاں
پہنچے تھے تم نے آج تک کبھی ہم سے ہماری کہانی نہیں سنی' مناسب موقع ملنے ہی پر میں
تمہیں اپنی کہانی سناؤں گا۔"

"ٹھیک ہے دوست لیکن اس سے پہلے ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہمیں آگے کیا کرنا
چاہئے۔۔۔۔" اور پھر دونوں نے آپس میں مشورہ کیا اور فینٹ نے سپنوٹ سے کہا۔۔۔۔

"میرے ساتھی اب چونکہ ان چاروں میں سے دو مر چکے ہیں جو یہاں ایک خاص
مقصد لے کر آئے تھے اور دو فرار ہوگئے ہیں غالباً زہریلی مکھیوں سے خوفزدہ ہو کر انہوں نے
وہ سونا لے جانے پر اکتفا کیا ہے' جو انہوں نے اب تک حاصل کیا تھا لیکن ہمارا مقصد
سونے کا حصول نہیں ہے اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ تم لوگ بھی ہم سے جدا ہو جاؤ اور ہم
اب تنہا رہنا چاہتے ہیں تو سپنوٹ نے کہا۔

"لیکن تم یہاں تنہا رہ کر کیا کرو گے؟"

"یہ معلوم کرنا تمہارا کام نہیں ہے۔" "تو حد سے زیادہ چالاک بننے کی کوشش کرتا
ہے کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ تو اپنی زبان بند رکھ۔"

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ حقیقت پر مبنی ہے اور تمہارے لئے اس میں برا ماننے کی
کوئی بات نہیں ہے' کیا تم یہ بہتر نہ سمجھو گے کہ اب اپنے اپنے کام سے لگو۔"

"لیکن ہمارا معاوضہ کون ادا کرے گا؟ سونا تو وہ لوگ لے جا چکے ہیں۔"

"اس کی ذمہ داری ہم نے قبول نہیں کی اور نہ ہی جیسا کہ تم جانتے ہو ہم ان کے
ساتھیوں میں سے تھے۔ ہم تو وہ تھے جو سمندر کی لہروں کے ساتھ بہتے ہوئے یہاں آ نکلے
تھے لیکن تمہیں وہ کام کرنا پڑے گا جو ہمارا سفید آقا کرنا چاہتا تھا یعنی سونے کا حصول اتنا
سونا حاصل کر کے ہمیں دو کہ ہمارا اتنے دن گزارہ ممکن ہو جائے۔"

"نہیں ہم یہ نہیں کر سکتے۔"

"تو پھر تمہیں موت سے ہمکنار ہونا پڑے گا۔۔۔۔ سپنوٹ نے اپنے لمبے چوڑے بدن
کو دیکھتے ہوئے کہا اور اس وقت نادر کا بھی یہ ارادہ نہیں تھا جو واقعہ پیش آیا یعنی' نادر یہ
نہیں چاہتا تھا کہ ان میں سے کسی کی زندگی کا خاتمہ ہو' لیکن فینٹ' سپنوٹ کا یہ لہجہ
برداشت نہیں کر سکا تھا۔ اس نے کسی اڑنے بھینسے کی طرح گردن جھکائی اور سر کی زور دار

کر سینوٹ کے سینے پر ماری اور اسے دھکیلتا ہوا اس چٹان تک لے گیا جو سینوٹ کے
عقب میں تھی اور پھر ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا اور شائد نادر کو بھی اس بات کی امید
نہیں تھی کہ نینٹ اس قدر طاقتور آدمی ہو سکتا ہے۔ زوردار آواز کے ساتھ سینوٹ کا
پیٹ پھٹ گیا' اور پیچھے سے چٹان کے دباؤ نے اس کی پسلیاں توڑ دیں۔ سینوٹ کے حلق
سے ایک دلدوز چیخ نکلی' اور وہ سب خوف سے اچھل پڑے۔ سینوٹ کے منہ سے خون کا
فوارہ بلند ہو رہا تھا۔ غالباً اس کے اندرونی اعضاء بالکل ہی ٹوٹ پھوٹ گئے تھے۔ پھر وہ
اوندھے منہ زمین پر آ رہا تھا لیکن ایسے وقت میں نادر کیلئے یہ ضروری تھا کہ وہ نینٹ کی
جان بچانے کی کوشش کرے چنانچہ' اس نے جلدی سے رائفل نکالی اور اس کے دو فائر فضا
میں کئے۔ جس کے نتیجے میں گوناٹا قبیلے کے تمام افراد سرپٹ دوڑ گئے تھے' اور ان کا دور
دور تک نام و نشان نہیں ملا تھا۔ اس طرح نادر نے نینٹ کی جان بچالی کیونکہ وہ لوگ
نینٹ سے اپنے آقا کا انتقام لینے کیلئے تیار تھے۔ گوناٹا والے فرار ہو چکے تھے اور نادر کے
ذہن میں بے شمار خیالات آ رہے تھے۔ ان میں پہلا خیال یہ تھا کہ اس کا ساتھی نینٹ ایک
مضبوط اور لوہے کا سر رکھنے والا آدمی ہے اور ضرورت کے وقت وہ اس قدر خونخوار بھی ہو
سکتا ہے کہ سادگی اور آسانی سے کسی کی جان لے لے۔ اس کے علاوہ وہ اس لئے انتہائی
اہم ہے' کیونکہ اس کا ساتھ کیسے بھی حاصل ہوا ہو لیکن یہ ایک حقیقت تھی کہ مہذب دنیا
سے یہی اس کے ساتھ آیا تھا اور بھائی کی جدائی کے بعد یہ اس کے لئے بڑی اہمیت کا حامل
تھا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ' بڑی جسامت والا بڑے ذہن سے نہ سوچ سکتا ہو' اور اس کے
دل میں یہ بات بالکل نہ آئی ہو کہ جس شخص کو اس نے قتل کر دیا ہے' وہ بہر طور ایک قبیلے
کا آدمی تھا اور اس بات کے امکانات تھے کہ قبیلے والے اس سے انتقام لینے پر تل جائیں
ایسی جگہ دو افراد کتنی دیر تک انہیں روک سکتے تھے حالانکہ بندوق کے دھماکے ان کے لئے
انتہائی خوفزدہ کرنے کا باعث بنے تھے' اور اس سے نادر کو یہ بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ
آتشیں ہتھیاروں سے خوفزدہ ہوتے ہیں لیکن اب پچھلے تمام احساسات کو بھلا کر اسے اپنے
اور نینٹ کے تحفظ کا بندوبست کرنا تھا۔ اس ذہانت کے ساتھ جو مہذب دنیا کا عطیہ تھی اور
اس کے بھائی کی ہدایت تھی کہ وہ ہمت نہ ہارے مرنے والا اپنا وجود اس کے وجود میں ضم
کر کے اس دنیا سے چلا گیا تھا اور اب سے وہ سب کچھ کرنا تھا چنانچہ وہ نئے فیصلے کرنے لگا۔

○

بات صرف یہ نہ رہی تھی کہ نادر کو اپنی قسم پوری کرنے کیلئے خزانے کی تلاش تھی

بلکہ اب یہ عمل اس کے لئے ایک مقدس تحریک بن کر رہ گیا تھا۔ اس کے دل میں بہت
سے خیالات تھے۔ فرخندہ جس کی آنکھیں اب بھی اس کا راستہ تک رہی ہوں گی حالانکہ
اتنا وقت گزر گیا وہ سوچ سکتا تھا کہ کمزور فرخندہ اپنے ظالم باپ اور بھائی کا مقابلہ نہیں کر
سکی ہوگی' دو ہی باتیں تھیں' یا تو وہ اپنی زندگی موت کے حوالے کر دے یا پھر باپ کے حکم
کے مطابق اس کی مرضی کے کسی شخص سے شادی کر لے۔ اگر اس نے ایسا کر بھی لیا تو یہ
بات برداشت کی جا سکے گی' کیونکہ وہ کمزور لڑکی دنیا کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ دوسری بات
اس حویلی کے درودیوار تھے جن کے بارے میں جب بھی تصور کیا جاتا تو یوں محسوس ہوتا
جیسے اس کے کھلے دروازے نادر کا انتظار کر رہے ہوں۔ اس کے علاوہ قیصر حیات کی
وصیت' جب بھی کبھی ان تمام باتوں کے بارے میں سوچتا دل ایک عجیب سی کیفیت کا شکار
ہو جاتا۔ اندر سے ایک قوت ابھرتی جو اسے مجبور کرتی کہ جتنا بھی بن پڑے وہ سب کچھ
حاصل کر لے جس کے لئے اس نے اور اس کے بھائی نے ان ویرانوں کا سفر شروع کیا تھا'
اور جس کے بعد یہ تباہی ان پر نازل ہوئی تھی۔ ادھر سب سے بہترین دوست نینٹ یوں
محسوس ہوتا تھا جیسے زندگی کے آخری سانس تک اس کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہو لیکن اس
سے بھی زیادہ ضروری بات جو تھی وہ یہ کہ اپنی اور نینٹ کی حفاظت کی جائے۔ یہ احساس
اس کے دل میں اس قدر جڑ پکڑ چکا تھا کہ اب وہ ان راستوں کو مکمل طور پر تبدیل کر دینا
چاہتا تھا اور اس نے اپنے دل سے خوف و ہراس کے اور غم و یاس کی کیفیت کو ختم کرنے
کی کوششیں شروع کر دیں تھیں چنانچہ ذہانت کے ساتھ یہ فیصلہ کیا گیا کہ غیر ضروری سازو
سامان سے نجات حاصل کر لی جائے۔ خیموں کی انہیں ضرورت نہیں تھی کیونکہ آسمان کی
چھت اور زمین ہی سب سے مناسب پناہ گاہ ہوتی ہے۔ اگر یہ خیمے خچروں پر لادے لادے
پھریں گے تو شاید اپنا مقصد پانے میں انہیں دقت ہو۔ نینٹ سے مشورے کے بعد یہ بھی
طے کیا گیا تھا کہ سونے کے یہ پہاڑ جس سے کچا سونا برآمد ہوتا ہے بہت سخت ہیں اور انہیں
کاٹنے کیلئے آلات کی ضرورت بھی تھی' چنانچہ جو آلات وہ لوگ اپنے ساتھ لائے تھے ان
میں سے صرف تھوڑے سے آلات اپنے ساتھ لے لئے گئے خاص توجہ ان ہتھیاروں پر تھی
جو اب ان کے پاس محفوظ رہ گئے تھے اور یہی ان کے لئے بہت بڑا سہارا تھے اور طے کر
لیا گیا تا کہ انہیں انتہائی ضرورت کے وقت استعمال کیا جائے۔ اس کے علاوہ نادر نے نینٹ
کو یہ ہدایت بھی کر دی تھی کہ غیر ضروری طور پر کسی شخص کو ہلاک نہ کیا جائے بہرحال یہ
اس کے اہل وطن ہیں ہاں اگر بہت ہی ضروری بات درپیش ہو تو پھر مجبوری ہے یوں انہوں

نے سفر کا راستہ کاٹ کر ایک سمت اختیار کی تھی اور پھر ایک دن اور ایک رات سفر کر کے اس جگہ سے کافی دور نکل آئے تھے۔ فینٹ ایک بہترین ساتھی ثابت ہو رہا تھا۔ وہ خدمتگاروں کی طرح نادر کا ہر کام کیا کرتا تھا۔ اس سے نادر کو شرمندگی ہوتی تھی اس نے کہا۔

"فینٹ میں تمہیں اس طرح کام کرتے نہیں دیکھ سکتا بہتر تو یہ ہو گا کہ تم صرف میرے ساتھی کی حیثیت اختیار کرو۔۔۔۔۔ فینٹ نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔"

"اور میرے دوست میرے لئے اب اس دنیا میں تمہارے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ زندگی کے آخری سانس بھی تمہارے قدموں میں ختم ہوں۔ چنانچہ مجھے اپنی خدمت کرنے دو جہاں میں کہیں تھکن محسوس کروں گا تم سے کہہ دوں گا کہ میری مدد کرو اس وقت اگر تم میرا ساتھ دو گے تو مجھے خوشی ہوگی۔۔۔۔ فینٹ نے نادر کی زبان بند کر دی تھی اور ان دونوں کا یہ سفر جاری رہا۔ صحرا، جنگل، دریا، پہاڑ، دلدلیں اس کے راستے میں آتے رہے وہ بڑی خوش اسلوبی سے انہیں عبور کرتے رہے۔ ایک عجیب سی کیفیت ایک عجیب سا تصور ان کے ذہنوں پر سوار تھا اور وہ اپنی منزل کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ بس سفر جاری تھا یہ سوچے سمجھے بغیر کہ رخ کس جانب ہے۔ اس دوران انہیں چھوٹی چھوٹی آبادیاں بھی نظر آئیں تھیں، لیکن انہوں نے ان آبادیوں میں داخل ہونے سے گریز کیا تھا، اور جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا وہ ان سے بچنے کی کوششوں میں سرگرداں تھے۔ بس ایک لگن ایک ایسا احساس جو ذہن کے کسی پر اسرار گوشے میں چھپا ہوا تھا نادر کو آگے لئے جا رہا تھا۔ نجانے کیوں اسے یقین تھا کہ منزل اسے ملے گی اور ضرور ملے گی حالانکہ کبھی کبھی مایوسیوں کا حملہ ہوتا تھا اور وہ یہ سوچتا تھا کہ اب اس دنیا میں بالکل تنہا رہ گیا ہے۔ ایک بھائی تھا جس نے ساتھ چھوڑ دیا تھا جبکہ دونوں اسی ارادے سے نکلے تھے کہ دنیا کو تسخیر کریں گے اور اپنے لئے وہ سب کچھ حاصل کر لیں گے جو ان کے باپ کی وجہ سے ان سے چھن گیا ہے۔ غرض یہ سفر جاری رہا اور اس رات وہ ایک ایسے پراسرار علاقے میں پہنچے جو چاروں طرف سے چٹانوں سے گھرا ہوا تھا۔ پرہیبت چٹانیں ہر سمت بکھری ہوئی تھیں اور ان میں غاروں کے دہانے نظر آ رہے تھے لیکن اس تمام تر سفر کے دوران انہوں نے ایسے بہت سے مناظر دیکھے تھے جو انسانی دل کی حرکت بند کر دینے کیلئے کافی ہوں۔ قرب و جوار سے خوفناک درندے اس طرح گزر جاتے تھے کہ عام شہری زندگی میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن تقدیر ان کا ساتھ دے رہی تھی۔ موت

ان سے بہت دور تھی اور وہ ان خوفناک حالات سے بھی بچ کر آگے نکل جاتے تھے جن پر انہیں خود بھی کبھی کبھی حیرت ہوتی تھی۔ اب تھوڑی سی مزاج میں شگفتگی بھی آ گئی تھی، کیونکہ گزرا ہوا وقت بھلا دینا ہی زندگی کی علامت ہوتی ہے، سو وہ ایسا ہی کر رہے تھے اور اس رات انہوں نے جس جگہ قیام کیا وہ ایک غار کے سامنے پھیلی ہوئی چٹان تھی جو پلیٹ فارم کی مانند محسوس ہوتی تھی اور تھوڑی سی بلندی پر تھی لیکن یہ جگہ اس لحاظ سے بہت بہتر تھی کہ اگر بارش ہو جائے تو تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر وہ غار کے سائے میں پہنچ جائیں جگہ اتنی پسند آئی کہ فینٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"معزز دوست اگر ہم اسی جگہ کو ہم اپنا مستقل مسکن بنا لیں تو کیسا رہے۔۔۔۔"

"ہم مستقل تو کہیں بھی نہیں ہو سکتے فینٹ کیونکہ جب تک ہمیں ہماری منزل نظر نہ آ جائے۔"

"میں نے تو صرف ازراہ مذاق کہا، ویسے اگر تمہاری اجازت ہو تو میں اس سائبان کے نیچے گہری نیند لے لوں بہت عرصہ ہوا کھلے آسمان کے نیچے ہی سوتے ہوئے۔"

"میں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں۔۔۔۔ نادر نے کہا اور فینٹ غار کے سائے میں جا کر سو گیا جبکہ نادر اس کی دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ گیا تھا۔ اس کی نگاہیں اندھیرے میں اپنا ماضی تلاش کر رہی تھیں۔۔۔۔

اس ماضی میں سب کچھ موجود تھا اس کا گھر، وہ خوب صورت حویلی جس کی شان ہی نرالی تھی اور جس کے بارے میں جب بھی سوچتا دل تو ایک عجیب سا احساس ہوتا۔

بچپن کے دن بھی کتنے سہانے ہوتے ہیں ہر مشکل سے بے نیاز ہر احساس کے عادی نجانے کیا کیا ہوتا ہے۔ ان دنوں میں۔۔۔۔ اور ماضی تو اتنی حسین چیز ہے کہ جب بھی اسے تصور میں بساؤ زندگی کی خوشیاں حاصل ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور اس ماضی میں فرخندہ بھی تھی۔

فرخندہ اس کی بچپن کی دوست، اس کی معصوم رازدار۔۔۔۔ اس کا سارا بچپن اس کے ساتھ گزرا تھا، معصوم کھیل کھیلتے ہوئے، اور اس کے بعد جوانی کا احساس جو گالوں پر شفق پھیلا دیتا ہے وہ اقرار جو زندگی کے آخری سانس تک ذہن کی گہرائیوں میں پوشیدہ رہتا ہے۔۔۔

بہت دیر تک وہ ان تمام باتوں کے بارے میں سوچتا رہا۔ چشم تصور میں اس نے فرخندہ کو دیکھا جو اپنے گھر میں اپنے بستر پر لیٹی اس کی تصویر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ یہ احساس

تھا جس نے اس متحرک شے پر توجہ دی جو کافی فاصلے پر ایک سیاہ چٹان کے قریب نظر آ رہی تھی--- اور یہ نظر کا واہمہ نہیں تھا کوئی ہستی تھی جو وہاں موجود تھی' کوئی جانور کوئی درندہ--- کون ہو سکتا ہے--- لیکن پھر اس نے اسے اپنی نظر کا وہم ہی سمجھا---
نجانے کیا خیال آیا اسے کہ اس نے فینٹ کو آواز دی۔
اور طاقتور افریقی میں بہت سی خصوصیات تھیں۔ جن میں سب سے بڑی خاصیت یہ تھی کہ وہ کتنی ہی گہری نیند سو رہا ہو ایک آواز پر جاگ اٹھتا تھا۔
فینٹ چونک کر اٹھ گیا اور اس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ابھی صبح تو نہیں ہوئی---؟"
"ہاں صبح نہیں ہوئی۔"
"تو پھر مجھے آواز دینے کی کوئی خاص وجہ تھی۔"
"ہاں---"
"کیا---؟"
"اگر تیری نیند خراب نہیں ہوئی فینٹ تو ذرا اٹھ کر بیٹھ جا۔" نادر نے کہا۔
"آہ میری نیند تو خراب نہیں ہوئی لیکن--- لیکن---"
"ہاں کیا لیکن---؟"
"آہ اس وقت میں جو خواب دیکھ رہا تھا وہ بڑا خوب صورت تھا میرے لئے---"
"کیا خواب دیکھ رہا تھا---؟ نادر نے اس چٹان پر نگاہیں جمائے ہوئے دیکھا جہاں وہ کسی شے کو متحرک دیکھ چکا تھا---"
"شروکا میری ماں---"
"تو اپنی ماں کو خواب میں دیکھ رہا تھا---؟"
"ہاں---"
"خیر یہ تو اچھی بات ہے کم از کم تیرے دل کو سکون تو ہوا ہوگا' مجھے دیکھ فینٹ میں تو اپنی ماں کو خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتا---"
"چونکہ اس کے خدوخال میرے ذہن میں موجود نہیں ہیں---"
"کیا وہ تیرے شعور میں آنے سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو گئی تھی میرے دوست---"
"ہاں---"

"آہ بڑے بدنصیب ہوتے ہیں وہ--- میں تو پھر بھی خوش ہوں کہ مجھے طویل عرصے تک اپنی ماں کے ساتھ رہنے کا موقع ملا اور تو نے خود بھی دیکھا وہ ماں ہی تو تھی جس نے تیری اور میری قربت کو دوستی میں بدل دیا---"
"ہاں ماں عظیم چیز ہوتی ہے۔ کیا کہہ رہی تھی تیری ماں---"
"مجھے میری مشکل کا حل بتا رہی تھی---"
"وہ کیا---؟" تو کس مشکل میں گرفتار ہے---
"میرے دوست تیری مشکل میری مشکل ہے' یہ بات تو تو بھی جانتا ہے۔ میرے آقا عظیم آقا---"
"ہاں یہ تو ہے--- لیکن ماں کیا کہہ رہی تھی---؟"
"وہ کہہ رہی تھی کہ تیرے آقا کو وہ سب کچھ حاصل ہو گا جو اس کی خواہش ہے لیکن اس کے لئے وقت درکار ہے۔"
"نادر نے محبت بھری نگاہوں سے اس پرنور دل والے کالے آدمی کو دیکھا جس کے اندر اجالا ہی اجالا تھا' سفیدی ہی سفیدی تھی--- وہ سمجھ رہا تھا کہ فینٹ یہ بات اس کا حوصلہ بڑھانے کیلئے کہہ رہا ہے اور بہرحال فینٹ ایسے ہی خوب صورت دل اور ذہن کا مالک تھا--- وہ بولا---
"اور کیا کہا تیری ماں نے---"
"کہنے لگی کہ اسے اس کی منزل ایک عورت کی وجہ سے ملے گی---"
"اوہ--- اور وہ عورت کہاں ہے---؟"
"اسے تلاش کرنا پڑے گا--- اگر تو مجھے کچھ اور وقت دیتا تو شاید میں اپنی ماں سے اس کا پتہ بھی پوچھ لیتا--- فینٹ نے جواب دیا۔
"فی الحال میں تیری توجہ ایک طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔"
"خیریت--- اوہو میں تو بھول ہی گیا کہ تو نے مجھے آواز دی تھی اور تو مجھے بلاوجہ سوتے سے نہ جگاتا--- بتا کیا بات ہے' کون سی ایسی بات ہے جس نے تجھے مجھے آواز دینے پر مجبور کر دیا۔
"وہ اس چٹان کی طرف مجھے کوئی شے متحرک نظر آ رہی ہے---"
"یہ جنگل ہے ویرانہ ہے اور یہاں لاتعداد درندے ہوتے ہیں۔"
"ہاں اسی لئے میں نے تجھے آواز دی کہ کہیں یوں نہ ہو کہ میں اسے دیکھنے کیلئے وہاں

چل پڑوں اور یہاں تو میری تلاش کرتا رہ جائے۔"

"مگر کس طرف----؟"

"وہ اس طرف نادر نے ایک طرف اشارہ کیا اور فینٹ کی نگاہیں اس جانب اٹھ گئیں---- پھر وہ آہستہ سے بولا۔"

"آسمان والے کی قسم یہ تو واقعی کچھ ہے اور جو کچھ بھی ہے وہ کم از کم کوئی جانور نہیں ہے دیکھو اس کے جسم میں ہلکی ہلکی لرزشیں ہو رہی ہیں----"

"کیا چلیں----؟"

"اگر تو سمجھتا ہے کہ فینٹ بزدل ہے تو یہ تیری خوش خیالی ہے۔ ایسی بات نہیں ہے میں تجھ سے دس قدم آگے چلوں گا---- لیکن ذرا ہتھیاروں کے ساتھ----"

اور اس دوران فینٹ نے ایک اور کام بھی کیا تھا۔ اس نے ایک انتہائی مضبوط لکڑی کو نوکدار کر کے اس کا بھالا بنا لیا تھا---- اور فینٹ نے اپنے اس بھالے سے بڑے بڑے قوی ہیکل جانور شکار کر ڈالے تھے---- اور خود نادر نے اعتراف کیا تھا کہ یہ بے آواز ہتھیار بندوق سے کہیں بہتر ہے کیونکہ بندوق کارتوس کی محتاج ہوتی ہے۔

سو وہ لوگ تیار ہوئے اور وہاں سے نیچے اتر آئے۔ ایک طرف فینٹ نے اپنے ہاتھ میں لکڑی کا بھالا سنبھال لیا تھا اور دوسری طرف نادر نے بھی بندوق لوڈ کر لی تھی' تاکہ ضرورت پڑنے پر کوئی مشکل پیش نہ آئے اور وہ آہستہ آہستہ اس طرف بڑھ رہے تھے جدھر وہ چٹان موجود تھی---- پھر کچھ وقت کے بعد وہ چٹان کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ کوئی عورت اچھل کر کھڑی ہو گئی ہے۔ تاروں کی مدھم چھاؤں میں وہ اس کا ہیولا دیکھ سکتے تھے اور شاید قریب سے اس کے نقوش بھی---- کیونکہ روشنی اس قدر کم بھی نہیں تھی کہ اس کے نقوش نظر نہ آ سکیں۔

عورت کو انہوں نے خوفزدہ دیکھا اور جب عورت نے فینٹ پر نگاہ ڈالی تو اس کا بدن بری طرح کانپنے لگا۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل جھکی اور فینٹ کے سامنے دوزانو ہو گئی۔

"ارے واہ زندگی میں پہلی بار ایسی عظیم شخصیت مجھے ملی ہے جو مجھے سجدہ کرے۔ فینٹ نے انگریزی زبان میں کہا۔ اس نے جان بوجھ کر انگریزی زبان استعمال کی تھی کیونکہ وہ اندازہ لگا چکا تھا کہ عورت جس لباس میں ملبوس ہے وہ قبائلی لباس ہے اور یہ کوئی مہذب دنیا کی عورت نہیں معلوم ہوتی۔"

وہ دونوں آگے بڑھے اور عورت کے قریب پہنچ گئے' تب فینٹ نے اس سے کہا۔

"اے عورت سیدھی ہو کر بیٹھ' میں تجھ سے کہتا ہوں---- اور عورت سیدھی ہو گئی۔ اس نے پہلے فینٹ کو دیکھا پھر نادر کو---- اور اس کے بعد آہستہ سے بولی----

"رب عظیم کی قسم جو میری نگاہوں کے سامنے آنے والا تھا سامنے آگیا ہے۔ آہ آسمان سے اترنے والے تیری آمد میرے لئے خوشی کا باعث ہے۔

"بڑی بی ہم تو زمین ہی کے باشندے ہیں۔ فینٹ نے کہا۔"

"جھوٹ بولتا ہے تو---- تیرا حلیہ' تیری جسامت' آہ میں اس قدر احمق بھی نہیں ہوں' بچپن میں---- میں نے تیرے بارے میں سنا تھا۔ تو دیوتاؤں کا دیوتا ہے میں اس بات کو نہیں مانتی----"

"اگر تو مجھے دیوتا کہتی ہے تو یہ میری خوش قسمتی ہے' اور سن رہے ہو دوست اس عورت کی بات' میرا خیال ہے میرا مرتبہ بڑھنے والا ہے---- نادر مسکرا کر اسے دیکھتا رہا پھر بولا----"

"مگر تو کون ہے----؟"

"میں---- میں---- میں---- میرے بارے میں جاننے کی کوشش مت کرو۔ میں شدید غم کا شکار ہوں اور بری حالت ہے میری' مقدس دیوتا اگر تو اس وقت میری بھوک دور کر سکے تو میں ہمیشہ تیرے گن گاؤں گی----"

"کیا تو بھوکی ہے----؟"

"ہاں شاید مجھے بھوک سے چوتھا روز ہے۔"

"تب تو ہمارے ساتھ آ---- فینٹ نے کہا۔ نادر اس دوران خاموش ہی رہا تھا ویسے وہ اس دوران فینٹ سے کافی حد تک مقامی زبان سیکھ چکا تھا اور اب وہ یہ زبان با آسانی بول اور سمجھ سکتا تھا---- چنانچہ عورت کے اور فینٹ کے درمیان ہونے والی اس گفتگو کو اس نے بخوبی سنا اور سمجھا تھا۔ بہرحال ایک انسان کا معاملہ تھا---- ان کے پاس کھانے پینے کی بے شمار اشیاء موجود تھیں جن سے بھوک پیاس مٹائی جا سکتی تھی' فینٹ نے اس طرح کے بے شمار انتظامات کر ڈالے تھے اور ان سب چیزوں کا خیال وہ خود ہی رکھا کرتا تھا---- چنانچہ عورت کو لئے ہوئے وہ اپنی جگہ پہنچ گئے۔ پھر تھوڑی سی بلندی تک پہنچنے انہوں نے عورت کو سہارا دیا۔ اب انہوں نے روشنی میں عورت کی شکل و صورت دیکھی تھی۔"

وہ مقامی لوگوں کی طرح گہری سیاہ رنگ کی نہیں تھی بلکہ اس کا رنگ کچھ گندمی مائل

تھا اور بالوں کی رنگت بھی کچھ ایسی تھی جبکہ آنکھوں کی سیاہ رنگت مقامی لوگوں کی طرح تھی اور اس کی آنکھیں بہت خوب صورت تھیں۔ اس کی عمر بھی بہت زیادہ نہیں تھی لیکن بہرطور جوانی کے دور سے گزر چکی تھی۔

وہ لوگ اسے سائبان نما چٹان پر لائے' وہاں بٹھایا اور اس کے بعد کھانے پینے کے لئے جو کچھ تھا اس کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا۔

"لے اسے کھا اور اس سے زیادہ بہتر چیز تجھے اور کوئی نہیں ملے گی۔"

"ہاں ——— وہ شے سب سے قیمتی ہوتی ہے جو بھوک کے وقت حاصل ہو جائے' کیا پانی بھی مل سکے گا ———"

"وہ بھی ہے۔"

"تو براہ کرم پہلے مجھے پانی کا ایک گھونٹ دو اور پھر وہ پتھر کا پیالہ جسے فینٹ نے اپنے لئے تیار کیا تھا پانی سے بھر کر عورت کے سامنے لا کر رکھ دیا ——— عورت نے کھانے پینے کی تمام اشیاء چند ہی لمحات میں چٹ کرلیں اور اس کے بعد پانی کے پیالے کو ہونٹوں سے لگا کر گھونٹ گھونٹ پانی پینے لگی ——— اب اس کے انداز میں کچھ سکون پایا جاتا تھا ——— لیکن فینٹ محسوس کر رہا تھا کہ جب بھی اس کی نگاہ فینٹ کی جانب اٹھتی ہے تو اس کی آنکھوں میں عقیدت اور احترام کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ وہ خود بتا چکی تھی۔

ان وادیوں میں توہم پرستی بہت زیادہ تھی اور انہوں نے ہر چیز کو اپنا دیوتا بنا لیا تھا جو ان کی عقل و فہم سے باہر ہو ——— شاید اسی لئے فینٹ اس عورت کا دیوتا بن گیا تھا۔

جبکہ دل ہی دل میں فینٹ ہنس رہا تھا' شرما رہا تھا اور خوش بھی ہو رہا تھا کہ اس دنیا کے بے وقوفوں میں ایک ایسی بے وقوف عورت موجود ہے جو فینٹ جیسے کالی اور بدنما شخصیت کے مالک کو اپنا دیوتا تسلیم کرتی ہے' اور کیا ہی اچھا دیوتا ہوگا وہ جس نے اور کچھ کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن بدصورت شکل والوں کو دیوتا بننے کا موقع فراہم کیا ——— اور فینٹ کی یہ کیفیت بلور بھی محسوس کر رہا تھا اور دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا ——— فینٹ کو دیکھ کر اسے ہنسی بھی آ رہی تھی ———

عورت شکم سیر ہونے کے بعد دیوار سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کرکے بیٹھ گئی ——— اور بلور نے اس سے کہا۔

"ہرچند کہ تو نے ہمیں اپنا نام نہیں بتایا ——— لیکن ہم تجھے اس کے لئے مجبور نہیں

کریں گے۔ اگر تو آرام کرنا چاہتی ہے تو آرام کر' کہیں جانا چاہتی ہے تو ہماری طرف سے تجھے اس کی اجازت ہے جو تیرا دل چاہے کر اور بہتر یہ ہوگا کہ تو اس کا اظہار کر دے کہ تو کیا کرنا چاہتی ہے ———؟"

عورت نے آنکھیں کھولیں دونوں کو دیکھا اور پھر فینٹ کی طرف رخ کرکے بولی "مقدس دیوتا میں تیرے حکم کی منتظر ہوں ———"

"پہلی بات تو یہ ہے کہ عورت کہ میں دیوتا نہیں ہوں' تجھے غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ بات معلوم کرنے کو میرا دل تو چاہتا ہے کہ تو مجھے دیوتا تسلیم کرنے پر کیوں تل گئی ہے۔ لیکن جیسا کہ میرے دوست میرے آقا نے کہا' ہم تجھے کسی بھی ایسی بات کے لئے مجبور نہیں کریں گے جو تیرے لئے ناپسندیدہ ہو' ہماری طرف سے تجھے کوئی حکم نہیں دیا جاتا۔ جانا چاہتی ہے تو ہم تجھے سہارا دے کر نیچے اتار دیں اور تو جنگلوں میں گم ہو جا ——— ہمارے پاس رکنا چاہتی ہے تو ہمارے ساتھ بیٹھ' آرام کرنا چاہتی ہے تو چٹان کے اس طرف جا کر آرام کر سکتی ہے ——— تیری عزت' تیرے احترام کی تجھے ضمانت دی جاتی ہے اور اگر یہ سب کچھ نہ کرنا چاہے تو آرام سے بیٹھ' ہم سے باتیں کر ———

"اصل میں صرف یہ معلوم کرنا ہے مجھے کہ کیا تم رات کے اس حصے میں آرام کرنے کے خواہشمند ہو' جبکہ میں پرسکون ہوں۔ اور جس طرح تم نے میری پذیرائی کی ہے اس سے میں تمہاری شکر گزار ہوں' لیکن اگر تمہیں نیند آ رہی ہو تو تم آرام سے سو جاؤ' میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہارے کھانے پینے کی اشیاء یا دیگر سامان لے کر یہاں سے فرار نہیں ہوں گی۔"

فینٹ نے میری طرف دیکھا اور میں ہنس دیا۔ پھر میں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"محترم عورت اگر تو اس میں سے کچھ اشیاء چاہتی ہے یا یہ سب جو اس میں سے تیری ضرورت ہو تو ہم تجھے اجازت دیتے ہیں کہ یہ سب کچھ سمیٹ اور یہاں سے چلی جا' ہم تیرا راستہ نہیں روکیں گے ——— کیونکہ بہرحال ہم دوبارہ یہ سب کچھ کسی نہ کسی شکل میں حاصل کرلیں گے مگر تو عورت ہے اور تیری ضرورت ہم سے زیادہ ———"

"تو تم مجھے اتنا ناسپاس نہ سمجھو خوب صورت نوجوان' کہ جن لوگوں نے میری اس برے حال میں مدد کی انہیں کوئی نقصان پہنچاؤں ——— اور جہاں تک تمہارے آرام کا مسئلہ ہے جو تم مناسب سمجھو۔"

"نہیں ہماری نیند اچٹ چکی ہے ---- اور اب ہم دونوں میں سے کوئی سونا نہیں چاہتا ----"

"یہ تو اچھی بات ہے' ویسے میں نے تم لوگوں کو اپنا نام نہیں بتایا- میرا نام کوہالہ ہے اور مقدس دیوتا جانتا ہے کہ دور کے پہاڑوں کے دامن میں قبیلہ لوکائیہ آباد ہے ---- اور مقدس دیوتا کا معبد بھی وہیں پہاڑوں کے دامن میں ہے جہاں اس کا پتھر کا مجسمہ موجود ہے اور ہم اس کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی کہانی بھی مقدس دیوتا کو ہی معلوم ہوگی کہ وہ پتھر سے انسان کیسے بنایا انسان سے پتھر ----"

نینٹ نے ایک قہقہہ لگایا اور بولا ---- "سب سے پہلے اپنے دل سے یہ خیال نکال دے کوہالہ کہ میرا تعلق تیرے قبیلے لوکائیہ سے ہے یا میں آسمان سے اترا ہوا دیوتا ہوں میں تو اسی زمین میں اگا ہوں اور بہت فاصلہ طے کر کے یہاں تک پہنچا ہوں اور بالکل تیرے جیسا ---- ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ جو کچھ تو نے کہا اس میں یقینی صداقت ہو یعنی چہرے اور جسامت کبھی کبھی مل بھی جاتی ہے کہ اس سے زیادہ نہ جان ----"

"آہ اگر ایسا ہے تو میں سخت حیران ہوں کیونکہ تجھے دیکھ کر مجھے اپنا ماضی یاد آگیا ---- اور یہ تو بہت پرانی بات ہے جب میں لوکائیہ میں رہتی تھی اور وہاں میرا گھر' میرا کنبہ تھا ---- لیکن اے شخص تو سچ کہتا ہے تو پھر تجھے کس نام سے پکارا جاتا ہے-"

"جو تیرا دل چاہے کہہ سکتی ہے- میری دنیا کے لوگ مجھے نینٹ کہتے ہیں-"

"لیکن لوکائیہ کے دیوتا کو لوگ چھوٹا ہاتھی کہتے ہیں یعنی طاقت کا دیوتا- جو ہاتھیوں کی طرح طاقتور ہے-"

"یعنی کیا مطلب ہے تیرا ----؟"

"مطلب یہ چھوٹے ہاتھی کہ ہم تیری ہی تو عبادت کرتے ہیں ----"

"عظیم آقا لگتا ہے کہ وقت مجھے دیوتا بنانے پر تلا ہوا ہے' کیا خیال ہے تمہارا ---- کیا میں خود کو قبیلہ لوکائیہ کا دیوتا سمجھ لوں ----؟" نینٹ نے کچھ اس انداز سے کہا کہ نادر کو ہنسی آگئی اور بہت عرصے کے بعد نادر کی ہنسی کی آواز سنی گئی تھی- نینٹ نے اس کا اظہار تو نہ کیا لیکن دل ہی دل میں اس نے خوشی محسوس کی تھی کہ اب اس کا دوست غم و اندوہ کی گہرائیوں سے نکلتا چلا آ رہا ہے اور بالآخر ایک دن وقت اس کے چہرے پر مسکراہٹیں بکھیر دے گا ---- اور یہ نینٹ کی دلی خواہش تھی ---- اور اس کا ذریعہ یہ عورت بنی تھی' جسے نینٹ اب دلچسپی کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا- اس نے کہا-

"یہ میرا دوست' میرا آقا' میرا بھائی' میرا سب کچھ اور نام اس کا نادر ہے ----"

"تم دونوں بہت اچھے انسان ہو ---- اگر تم دیوتا نہیں ----؟"

"میں تجھ سے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ یہ خیال اپنے دل سے نکال دے-"

"ٹھیک ہے چھوٹے ہاتھی' میں تیری بات کو تسلیم کرتی ہوں اور میں اسے روشنی والا کہہ سکتی ہوں-"

"کیا مطلب ----؟"

"اس کا خوب صورت چہرہ اس کی روشن آنکھیں' اور اس کا بلند و بالا قد' دل کو یہی احساس دلاتا ہے کہ اس کا تعلق روشنی سے ہے' میں کوئی پیشن گو نہیں ہوں' ناہی' مجھے مقدس علم آتے ہیں' لیکن دل میں کبھی کبھی کچھ ایسے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں جو زبان پر لفظ بن کر آ جاتے ہیں اور میرا دل چاہتا ہے کہ اسے روشنی والا کہوں-"

"وہ تیری مرضی ہے لیکن اب کیا تو اپنے بارے میں بتانا پسند کرے گی کوہالہ ----" نینٹ نے کہا-

"آہ میری کہانی بہت عجیب ہے اور تم لوگ اس بات کے حقدار ہو کہ میں تمہیں اپنے بارے میں بتاؤں ---- لیکن اگر تم پسند کرو کیونکہ کبھی کبھی انسان اپنے دل کی بھڑاس اپنی زبان سے نکالنا چاہتا ہے لیکن مدمقابل کو وہ سب کچھ پسند نہیں آتا اور وہ سوچتا ہے کہ کیا مصیبت مول لے لی ----"

"نہیں ایسا نہیں ہے ہم تیرے بارے میں جاننا پسند کریں گے ----؟" نادر نے کہا-

عورت گہری سوچ میں ڈوب گئی- پھر بولی-

"غور کر رہی ہوں کہ اپنے بارے میں تجھے کہاں سے بتانا شروع کروں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جتنی رات باقی ہے اور جس طرح تو سونے کا ارادہ رکھتا ہے تو اتنی رات میں ---- میں اپنی کہانی یقینی طور پر ختم کر لوں گی ---- اور اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ میں شروع ہی سے تجھے ساری تفصیل بتاؤں' لیکن یہ تفصیل زیادہ طویل بھی نہیں ہے-"

"تو بتا ---- ہم تیری کہانی سن رہے ہیں-"

"تو سن جیسا کہ میں نے تجھ سے کہا کہ میرا تعلق قبیلہ لوکائیہ سے ہے- میں وہیں پیدا ہوئی- پھر لوکائیہ کے رسم و رواج کے مطابق موٹانے مجھے جیت لیا ----"

"جیت لینے سے تیری کیا مراد ہے؟" نادر نے دلچسپی سے پوچھا اور عورت نے ایک بار پھر نینٹ کی طرف دیکھا اور بولی ----

"بار بار بھول جاتی ہوں کہ تو وہ نہیں ہے جو میں سمجھ رہی ہوں ورنہ میرا دل تو یہ
چاہتا تھا کہ میں تجھ سے کہوں کہ چھوٹے ہاتھی چیتے کا مطلب بتا۔

"اور بہتر ہوگا کہ بار بار تو اس کا تذکرہ نہ کر جبکہ میں نے تجھ سے کہہ دیا ہے کہ نہ تو
میں نے زندگی میں کبھی لوکائیہ قبیلہ دیکھا ہے اور نہ ہی میری اوقات دیوتا کہلانے کی ہے۔"

"تو کیسی عجیب بات ہے۔۔۔۔؟"

"نہیں کوئی عجیب بات نہیں ہے' بہرحال میں اسی تاریک براعظم کا باشندہ ہوں اور اگر
میری شکل و صورت یا جسامت کسی سے مل جاتی ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔۔۔۔"

"تعجب کی بات صرف یہ ہے کہ تو ایک دیوتا کا مثل ہے۔"

"بس۔۔۔۔ اب ہم اس موضوع پر بات نہیں کریں گے۔۔۔۔ اور میں نے یہ طے
کرلیا کہ میں دیوتا نہیں ہوں۔۔۔۔ تو پھر ایک ہی بات کرتے رہنا کیا معنی رکھتا ہے۔"

"اچھا ناراض مت ہو چھوٹے ہاتھی میں اپنی کہانی شروع کرتی ہوں۔ لوکائیہ میں جوان
ہوئی اور موٹنا نے مجھے اس طرح جیتا کہ لوکائیہ میں ہر پسند حاصل کرنے کیلئے کچھ کرنا ہوتا
ہے۔۔۔۔ یعنی اگر کوئی لڑکی کسی نوجوان کو پسند کرے تو سردار کے حکم کے مطابق اسے وہ
کرنا ہوتا ہے جو سردار کہے اور نہیں کرپاتی تو اپنے مقصد کے حصول میں ناکام رہتی
ہے۔۔۔۔ اور یہی شرط مردوں کے لئے بھی ہے سو موٹنا نے مجھے چاہا اور نوجوانی کی عمر میں
لوگ کہتے تھے کہ میں خوب صورت ہوں کیونکہ میرا رنگ عام لوگوں کے رنگ سے مختلف
ہے جبکہ لوکائیہ کے رہنے والے گہری کالی رنگت یا پھر مٹیالی رنگت کے مالک ہوتے ہیں۔

"ہاں یہ تو ٹھیک ہے' ہمیں تو یہ محسوس ہوا تھا جیسے تیرا تعلق کسی دوغلی نسل سے
ہے۔۔۔۔"

"نہیں۔۔۔۔ میں دوغلی نسل کی نہیں ہوں میرے ماں اور باپ ایک ہی جیسے تھے تو
میں تجھے لوکائیہ کے بارے میں بتا رہی تھی۔۔۔۔ موٹنا نے مجھے پسند کیا' میری خواہش کی
اور جو ذمہ داری سردار نے اسے سونپی اسے پورا کر دکھایا۔ یعنی مست ہاتھی کا شکار جسے
موٹنا نے آنکھوں میں بھالے مار کر گرا لیا تھا اور پھر کلہاڑے سے اس کی گردن الگ کرلی
تھی۔۔۔۔ اور سونڈ پکڑ کر اسے کھینچتا ہوا سردار کے قدموں تک لے گیا تھا۔۔۔۔ سو مجھے
موٹنا کی بیوی بنا دیا گیا اور ہم دونوں خوش و خرم رہ رہے تھے لیکن آسمان والے نہیں
چاہتے تھے کہ ہماری نسل آگے بڑھے اور چھوٹے ہاتھی دیوتاؤں کا یہ خیال تھا کہ ہم دونوں
ایک دوسرے کی ذات ہی میں رہیں' جبکہ موٹنا اولاد کا خواہشمند تھا اور میں بھی۔ بچے تو مجھے

پہلے ہی پسند تھے لیکن افسوس میں اپنی گود میں اپنا بچہ نہیں کھلا سکی' اور اس سے محروم
رہی' لیکن اس کے باوجود ہم دونوں خوش رہنے کی کوشش کرتے تھے پرانی بات ہے لیکن
بہت زیادہ پرانی بھی نہیں کہ ایک بار ہم یعنی میں اور موٹنا یوں ہی آبادی سے دور نکل گئے
یعنی اس جگہ جہاں بانسوں کے جنگل ابھرے ہوئے ہیں اور نم زمین پر پانی شرل شرل کرکے
بہتا ہے' اس جگہ ہم نے زندگی پائی۔۔۔۔ یعنی ایک ایسی عورت جو تکلیف میں مبتلا تھی
اور اس کا پریشان مرد' اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہ دونوں روشنی جیسی رنگت کے مالک
تھے یعنی گوری چمڑی والے۔۔۔۔ اور ہم انہیں دیکھ کر حیران رہ گئے جبکہ گوری چمڑی والا
مرد خوفزدہ ہوگیا تھا۔۔۔۔ اور اس نے ایک بانس توڑ کر اپنے آپ کو مقابلے کیلئے تیار کرلیا
تھا۔۔۔۔ لیکن میں بھی نرم مزاج تھی اور موٹنا بھی اور موٹنا نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس
سے کہا۔

"تو پریشان نہ ہو اے شخص ہمارے ہاتھوں تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔۔۔۔"

"اگر ایسی بات ہے تو مجھے اسوقت تیری مدد کی فوری ضرورت ہے خاص طور سے اس
لئے کہ تیری عورت بھی تیرے ساتھ ہے۔"

"موٹنا نے پوچھا۔۔۔۔؟"

"بتا تو کیا چاہتا ہے اور یہ عورت۔۔۔۔ یوں لگتا ہے جیسے یہ بیمار ہو۔۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔۔ یہ بیمار ہے۔۔۔۔ ماں بننے والی ہے۔"

"اوہ اگر ایسا ہے تو بے شک کوہالہ اس کی مدد کرے گی۔ موٹنا نے کہا۔۔۔۔ پھر
چھوٹے ہاتھی اور روشنی والے میں نے یوں کیا کہ عورت کو اپنے بازوؤں میں اٹھا کر
نرسلوں کی آڑ میں لے گئی جہاں زمین خشک تھی اور پھر میں اس کی تیمارداری کرنے
لگی۔۔۔۔ واہ کیا خوب صورت عورت تھی اور نام اس کا کیتھرائن تھا جو بڑی مشکل سے
مجھے یاد ہوا۔۔۔۔ اور پھر کیتھرائن نے ایک حسین بچی کو جنم دیا اور یہ بچی اس قدر خوب
صورت تھی کہ دیکھ کر اس پر آنکھیں نہ جم پاتی تھیں۔ بس یہ محسوس ہوتا تھا جیسے چاند
درمیان سے ٹکڑے ہوا اور ایک ٹکڑا زمین پر آگرا۔۔۔۔ لیکن چاند تو پورا ہی ہوتا ہے اور
اس میں سے شاید ایک ننھا سا قطرہ ہوتا ہے جو کبھی کبھی زمین پر آجاتا ہے سو میں نے چاند
زادی کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ میرے دل میں یہ
احساس ابھرا کہ ایسی ہی سہی' میری جیسی رنگت کی سی' لیکن اتنی ہی ننھی سی اتنی ہی خوب
صورت کوئی بچی کاش میرے وجود سے نمودار ہوتی لیکن میں نے اپنے دل میں بچی کیلئے ایک

شدید محبت محسوس کی اور اس لئے جیسے بھی ہو سکا گھاس پھوس سے لپیٹ کر اپنے سینے سے لگالیا—— اور وہ عورت فراخ دل تھی اور محبت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں شکر کے جذبات تھے—— مگر یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ ہماری زبان کیسے جانتے ہیں—— تب عورت نے مجھ سے کہا——

"اے عورت تیرا شکریہ تو نے مجھے اپنا نام نہیں بتایا—— لیکن یہ حقیقت ہے کہ تو نے مجھے بڑی مشکل سے نکال دیا——"

"میرا نام کوہالہ ہے—— میں نے کہا——"

"صحرائے اعظم کی رہنے والی' یہاں کے لوگوں کے بارے میں ہمارے تجربات بڑے تلخ ہیں اور ہمیں ان کی وجہ سے بڑے خوف کا سامنا کرنا پڑا ہے' تو پہلی نرم عورت ہے جس نے مجھے اس انداز میں نہ صرف مخاطب کیا بلکہ میری مدد بھی کی۔"

"ہم تمہاری ہر طرح کی مدد کر سکتے ہیں تم اس کے لئے فکر نہ کرو۔"

"لیکن تیرے قبیلے کے لوگ؟"

"نہیں وہ بھی اس قدر سخت دل اور سخت جان نہیں ہیں۔ بس یوں کروں گی کہ مونٹا سردار کو اطلاع دے دے گا کہ اس طرح دو افراد اسے حاصل ہوئے ہیں اور پھر ایسا ہی ہوا—— ادھر مونٹا نے اس شخص سے دوستی کر لی تھی—— اور آرتھر بذات خود اس کا شکرگزار تھا—— آرتھر یعنی میرا مالک اور وہ جس کی بیٹی میشل تھی——"

"میشل—— نادر نے درمیان میں لقمہ دیا۔"

"ان لوگوں نے اپنی پیدا ہونے والی اولاد کا یہی نام رکھا اور یہ نام بہت آسان تھا اور ہمیں بھی اس کی ادائیگی میں کوئی دقت نہیں ہوتی تھی—— لیکن ہوا یوں کہ جب ہم دونوں کو اپنی آبادی میں لے آئے اور ان کے لئے ایک جگہ منتخب کر دی—— یعنی اپنے جھونپڑے کا ایک حصہ تو کیتھرائن نے میشل کو میری ہی آغوش میں دے دیا اور کہا کہ اگر یہ بچی مجھے پسند ہے تو میں جس طرح چاہوں اسے اپنے ساتھ رکھوں لیکن آرتھر اس بات سے مطمئن نہیں تھا—— یعنی اس بات سے نہیں کہ بچی میری آغوش میں ہے بلکہ وہ ہمارے قبیلے میں ساری زندگی نہیں گزارنا چاہتا تھا—— بعد میں اس نے مونٹا کو اپنی کہانی سنائی اور تم بھی کیا خوب کے روشنی والے کہ کہانی در کہانی سنائی جا رہی ہے—— لیکن جب تم نے کہا کہ میں تمہیں اپنے بارے میں بتاؤں تو پھر یہ تمام باتیں جو اس بات سے متعلق ہیں تمہیں بتانا ضروری ہے۔

"تو اپنی کہانی سناتی رہ کوہالہ' ہمیں تیری کہانی کے کسی حصے پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور ہم دلچسپی سے اسے سن رہے ہیں۔"

"تم بہت اچھے معلوم ہوتے ہو—— اور یہ شخص بھی جو دیوتاؤں کا ہمشکل ہے۔ پھر یوں ہوا کہ ہم لوگ خوب گھل مل گئے اور وہ بچی تو میری زندگی بن گئی تھی۔ میں اسے بڑے پیار سے میشل کہتی تو وہ مسکراتی آنکھوں سے مجھے دیکھتی تھی—— بعد میں جیسا کہ میں نے تم سے کہا آرتھر نے مونٹا کو اپنی کہانی سنائی۔ اس نے بتایا کہ وہ تہذیب کی دنیا کا ایک فرد ہے اور اس کا گھر یہاں سے بہت دور ایک ایسی جگہ آباد ہے جہاں بڑے بڑے پتھروں کے مکانات بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کے درمیان لوہے کے گھوڑے دوڑتے ہیں لیکن ہمیں نہ تو ان مکانات سے کوئی دلچسپی تھی نہ لوہے کے ان گھوڑوں سے جو انسانوں کو اپنی پشت پر سوار کر کے سفر کرتے ہیں۔ میں تو بس اس بچی کو پیار کرتی تھی لیکن مونٹا کو جو اس نے بتایا وہ یوں تھا کہ وہ ایک ڈاکٹر ہے اور مریضوں کا علاج کرتا تھا۔ وہ ایک نیک دل اور نیک فطرت انسان ہے اور اسکی بیوی یعنی کیتھرائن اس کی محبوبہ یعنی شادی سے پہلے وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے اور شادی کرنا چاہتے تھے' لیکن یوں ہوا کہ شادی کے چند ہی سال کے بعد ڈاکٹر آرتھر کے ہاتھوں ایک ایسے بڑے آدمی کی موت واقع ہو گئی' جو بیمار تھا اور جس کے لواحقین یہ چاہتے تھے کہ ڈاکٹر آرتھر اسے زندگی دے دے' لیکن آرتھر کا کہنا تھا زندگی اور موت تو آسمان والے کا کھیل ہے ایسے کھیل وہی کھیلتا ہے ہاں بیماریوں کا علاج دواؤں اور جڑی بوٹیوں سے ضرور کیا جاتا ہے اور وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا لیکن یہ اس کا اصول نہیں۔ تاہم جو شخص ہلاک ہوا تھا اس کے لواحقین آرتھر کی زندگی کے دشمن بن گئے' اور اس پر حملے کئے جانے لگے' اور اسے یہ محسوس ہو گیا کہ اب اس کے لئے اس شہر میں پناہ نہیں ہے۔ اس نے وہاں سے اپنی سکونت ترک کی اور اپنی بیوی کو لے کر چل پڑا لیکن اس کے دشمن اس کے پیچھے لگے رہے اور آرتھر کو انہوں نے اس قدر مفلوج کر دیا کہ اب اسے موت اپنے اردگرد ناچتی محسوس ہونے لگی وہ گھومتا پھرتا ہوا بالآخر یہاں تک پہنچ گیا اور اس نے اپنی دنیا کے لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر صحرائے اعظم میں داخل ہونے کے بعد بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جن میں ایسے قبیلے کے لوگوں کی دشمنی بھی تھی جو سفید چمڑی والوں کو اپنے درمیان پسند نہیں کرتے۔ آرتھر عام سفید چمڑی والوں سے ایک مختلف شخص تھا اور جب اس کی بیوی حاملہ ہو گئی تو وہ زیادہ پریشانی کا شکار ہو گیا اور چونکہ سیاہ لوگ اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے اس

لے وہ اپنی جان بچاتا پھر رہا تھا اور بالآخر بانسوں کے اس جھنڈ تک پہنچ چکا تھا جہاں ہم
اسے ملے پھر یوں ہوا کہ لوکائیہ والے اسے پناہ دینے پر آمادہ ہوگئے اور سردار کو بھی کوئی
اعتراض نہیں تھا وہ بیماروں کا علاج کرنے لگا تھا اور اسے وچ ڈاکٹر کہا جاتا تھا لیکن وہ تسلیم
نہیں کرتا تھا سو کالوں کا یہ مسیحا وہاں خاصے عرصے قیام کئے رہا اور پھر اس نے خواہش کی
کہ وہ یہیں کہیں بستر جگہ آباد ہو جائے اور لوکائیہ میں' چونکہ ان دنوں ذرا اختلافات چل
رہے تھے اور آپس کے اختلافات بے پناہ بڑھ گئے تھے چنانچہ سردار نے بہتر یہی سمجھا کہ
اسے وہاں سے ہٹا دیا جائے۔ ایسے کچھ جانثار جنہیں وہ موت سے زندگی کی جانب لایا تھا
اس کے ہمراہ چل پڑے اور موبکا اور میں بھی ساتھ تھے اور ہم تو بھلا روشنی والے انہیں
چھوڑ ہی نہیں سکتے تھے چونکہ بیشل میری زندگی بن چکی تھی اور میری آقا زادی بھی مجھے
اتنا ہی چاہتی تھی کیونکہ اس نے میری آغوش میں پرورش پائی تھی' ہم نے ایک طویل فاصلہ
طے کیا اور بالآخر دریائے زمباسی کے کنارے ایک جگہ پسند کی گئی اور وہاں کالوں کے مسیحا
نے یعنی میرے آقا یا پھر ہمارے وچ ڈاکٹر نے اپنے لئے مسکن بنانے کا فیصلہ کیا کہ یہاں
بھی قرب و جوار میں چھوٹی چھوٹی بستیاں آباد تھیں اور یہ وہ لوگ نہیں تھے جنہوں نے اسے
نقصان پہنچایا تھا اور پھر جب اس نے ان لوگوں کے جڑی بوٹیوں سے علاج کئے اور انہیں
شفا دی تو وہ لوگ ان کے معتقد ہوگئے۔ دور دور کی بستیوں سے لوگ آئے اور انہوں نے
کالوں کے مسیحا کا کرال تعمیر کیا جو مضبوط بانسوں سے بنایا گیا تھا اور سنگانیہ کے کنارے ایک
بہت بڑا جھونپڑا نظر آنے لگا تھا اور اس میں ہم سب رہتے تھے یعنی وہ بھی جو پہلے تو معتقد
تھے اور پھر یہاں آکر ان کے جانثار بن گئے تھے یعنی آرتھر اور کیتھرائن کے' میاں بیوی اپنی
بچی سمیت سکون کی زندگی بسر کر رہے تھے اور باپ کو یہ احساس پیدا ہو گیا کہ بچی تہذیب
کی دنیا سے دور اس غیر مہذب ماحول میں پرورش پائے گی' وہ فکر میں سرگرداں ہوگیا اور
اس نے سوچا کہ کچھ کیا جانا چاہئے کیونکہ کھانے پینے کی تو اسے کوئی تکلیف نہیں تھی لیکن
وہ کچھ کرنا چاہتا تھا۔ ایسا کوئی عمل جس سے اس کی بچی کا مستقبل تعمیر ہو سکے۔ وہاں یعنی
تہذیب کی دنیا میں اس کے رشتے ناطے کے لوگ بھی موجود تھے' اس نے اور موبکا نے مل
کر ایک فیصلہ کیا اور اس نے ہاتھی دانت کی تجارت شروع کر دی۔ یہ ہاتھی دانت وہ
جنگلوں سے حاصل کرتے تھے اور موبکا اس سلسلے میں اس کا معاون کار تھا' یعنی موبکا ہی نے
بھورے دانے سے وہ شراب بنائی جسے بڑے بڑے ناندوں میں بھر کر رکھ دیا جاتا۔ ہاتھی
آتے اس شراب کو پی کر بدمست ہو جاتے۔ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے اور ان کے

دانت جھڑ جاتے پھر ہوش میں آکر وہ بھاگ جاتے تو موبکا اپنے ساتھی کے ہمراہ وہ ہاتھی
دانت سمیٹ لیتا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی دریائے زمباسی سے بھی فائدہ اٹھایا گیا تھا جو
بہتا ہوا شاید مہذب آبادیوں تک جاتا ہے' بڑی بڑی کشتیاں بنائی گئیں اور اس طرح اس
نے تجارت شروع کر دی اور اس کا بیرونی دنیا سے بھی رابطہ قائم ہوگیا۔ پھر یوں ہوا کہ
بیشل کو ایک طویل عرصے کیلئے مہذب آبادیوں میں بھیج دیا گیا اور میرے آقا' اور چھوٹے
ہاتھی' میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی تھی لیکن میں اس مشکل سے یوں نکلی کہ اس نے مجھے
بھی اس کے ساتھ بھیج دیا اور میں نے تمہاری آبادیاں دیکھیں' وہاں کا انداز بھی واقعی
عجیب تھا جسے دیکھ کر پہلے تو مجھ پر خوف طاری ہوا تھا۔ وہ ناقابل بیان ہے لیکن رفتہ رفتہ
میں اس کی عادی ہوگئی اور وہاں یہ بات بالکل ظاہر نہ کی گئی کہ بیشل ڈاکٹر آرتھر کی بیٹی ہے
لیکن اس کے رشتے داروں نے اس کی خوب پذیرائی کی اور ایک طویل عرصے تک اسے
تعلیم دی جبکہ میں اس کی خادمہ کی حیثیت سے اس کے ساتھ ہی تھی اور موبکا جس سے
میں بہت محبت کرتی تھی میرے بغیر مضطرب رہتا تھا۔ اکثر بیشل مہذب آبادیوں میں چلی
جاتی تھی لیکن بھلا میں اس کا ساتھ چھوڑنے والی کہاں تھی۔ ادھر ڈاکٹر آرتھر یعنی کالوں کا
مسیحا اور موبکا اپنے کام میں مصروف رہے۔ انہوں نے تمام ذرائع تیار کر لئے تھے لیکن پھر
یوں ہوا چھوٹے ہاتھی کہ بیچاری کیتھرائن ایک حادثے کا شکار ہوگئی۔ اسے ایک زہریلے
سانپ نے ڈس لیا تھا اور ڈاکٹر آرتھر بروقت نہ پہنچنے کے باعث اس کی مدد نہیں کر سکا اور
اس حسین عورت نے میری آغوش میں ہی دم توڑ دیا کہ میں اس کے لئے بھی کچھ نہ کر
سکی۔ ایک طرف تو بیشل غمگین ہوگئی دوسری طرف جب ڈاکٹر آرتھر واپس آیا اور اپنی
بیوی کو اس نے زندگی کی بجائے موت کی طرف پایا تو وہ ایک دم سے شمع کی طرح بجھ گیا۔
اس نے اپنی زندگی محدود کر لی اور غمزدہ رہنے لگا۔ ہر چند کہ اس کی دلجوئی کرنے کیلئے بے
شمار افراد موجود تھے۔ موبکا اسے زندگی کی جانب لانے کیلئے مسلسل کوششیں کر رہا تھا لیکن
طویل عرصے تک وہ انہی کوششوں کا شکار رہا اس نے بھورے دانے کی شراب پینا شروع کر
دی تھی۔ اس کے بارے میں موبکا کا خیال تھا کہ وہ اسے صحت مند نہ رہنے دے گی لیکن
وہ اس سے باز نہ آیا۔ بیوی کا غم بھلانے کیلئے اسے وہ شراب بے حد ضروری محسوس ہوئی
تو روشنی والے' پھر یوں ہوا کہ اب سے کچھ عرصے پہلے کی بات ہے یعنی وہ پرانی داستان ختم
ہوئی بیشل اب جوان ہے اور دیوتا آسمان کے رہنے والے اسے ہمیشہ کیلئے زندہ
سلامت رکھیں وہ اس قدر حسین ہے کہ اگر تم نے کبھی اس کو دیکھ لیا تو اپنے ذہنوں پر قابو

نہ پاسکو گے جیسا کہ میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے' اور جب وہ تاریکیوں میں ہوتی ہے' تو اس طرح روشن ہو جاتی ہے کہ دیکھنے والا قرب و جوار کی چیزیں بھی دیکھ سکے اور اس کے تیکھے نقوش اور اس کے سرخ ہونٹ اور اس کی روشن آنکھیں اور اس کی کشادہ پیشانی اور اس کا حسین وجود یوں محسوس ہوتا ہے' جیسے وہ آسمانوں سے اتری ہوئی کوئی دیوی ہو۔ اور آہ۔ وہ اپنے حسن کا ہی شکار ہو گئی۔

"کیسے ——؟" فینٹ نے بے اختیار پوچھا۔

"وہی تو بتانے جا رہی ہوں اور اب سے خاصے دن پہلے کی بات ہے کہ میرے آقا یعنی ڈاکٹر آرتھر یعنی کالوں کے مسیحا مونٹا کے ساتھ اور اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ اپنے کام پر گئے ہوئے تھے یعنی ہاتھیوں کے دانتوں کے حصول کیلئے میں اور میشل اپنے وفاداروں کے ہمراہ اپنے کرال میں موجود تھے اور کچھ عرصے سے ہم نے ایک شخص کی کہانی سنی تھی جو وہاں یعنی ہمارے کرال پر رہنے والے ہمیں سنایا کرتے تھے اور یہ بدباطن شخص ٹورناڈو کہلاتا تھا۔ پتہ نہیں کون سی دنیا کا باشندہ تھا اور میں حیران ہوں کہ آخر بھیڑیے انسانی شکل کیسے اختیار کر لیتے ہیں۔ ٹورناڈو نے سیاہ فاموں کی بستیوں میں تہلکہ مچا رکھا تھا۔ اس کا پورا گروہ کہیں کسی ایسی جگہ رہتا جہاں وہ عام نگاہوں سے محفوظ رہے' وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر بستیوں پر حملہ آور ہوتا' اور بستیوں کی نوجوان لڑکیوں اور ایسے نوجوان لڑکوں کو اٹھا لیتا' جو باآسانی بازاروں میں فروخت ہو جاتے ہیں یعنی تمہاری مہذب دنیا کے لوگ انہیں خرید لیتے ہیں اور وہ یہی تجارت کرتا ہے۔ بستیوں سے اس کی خبریں ملتی تھیں اور وہ لوگ جو ہمارے کرال میں رہتے تھے اکثر اس کے بارے میں بتاتے رہتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ انسانی شکل میں بھیڑیا ہے اور جدھر وہ نکل جاتا ہے ادھر تباہی پھیلتی ہے۔ میرے آقا یعنی کالوں کے مسیحا نے یوں کیا تھا کہ کچھ دھماکے کرنے والے ہتھیار جمع کر لئے تھے اور کچھ لوگوں کو ان کی تربیت دے دی تھی۔ تاکہ اگر کبھی کوئی خطرہ پیش آئے تو وہ اس سے نمٹ سکیں لیکن ہم نے اپنے اطراف یا اس کے علاقوں میں کبھی ٹورناڈو کی آمد کا حال نہیں سنا تھا یعنی وہ انسانی بھیڑیا۔ ڈاکٹر آرتھر مونٹا اور چند افراد ہاتھی دانت کے حصول کیلئے نکلے ہوئے تھے اور میں اور میشل آہ۔ میشل۔ وہ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگی اس کا لہجہ آنسوؤں میں ڈوب گیا تھا اور نادر اور فینٹ اس کی کہانی دلچسپی سے سن رہے تھے۔ اس میں جو واقعات اس عورت نے سنائے ان کی نگاہوں کے سامنے سے گزرے ہوں یا تو یہ اس کا انداز بیان تھا یا اس کی اپنی دلچسپی کہ وہ تصور کی آنکھ سے وہ سب کچھ دیکھ رہے تھے

جو عورت سنا رہی تھی اور نادر کی نگاہوں میں اس لڑکی یعنی میشل کا حلیہ گردش کر رہا تھا۔ لیکن وہ اس کے لئے بے مقصد تھا جب بھی وہ حسن کی تکمیل کو پاتا تو اس کی نگاہوں میں فرخندہ کی صورت ابھر آتی کہ جسے دل سے چاہا جائے پوری دنیا میں سب سے زیادہ حسین ہوتا ہے۔ عورت کچھ لمحے غم و اندوہ میں ڈوبی رہی۔ پھر اس نے کہا۔

"اور آقا زادی میشل تاریکیوں کا چراغ میرے پاس تھی اور ماں سے محروم ہونے کے بعد وہ مجھے ماں کا درجہ ہی دینے لگی تھی' اور میرے دل میں بھی اس کے کیلئے ویسا ہی پیار تھا۔ ہم اپنے بڑے کرال میں رہنے لگے تھے اور کرال کے اندر ہم نے بڑے خوبصورت باغ لگائے تھے جن میں کیلوں کے جھنڈ اور ناریل بڑی بہتات سے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اس کے اطراف میں دریائے سنگانیہ کی نمی سے تیار زمین پر بہت سے کھیت بو دیئے گئے تھے جن سے ضرورت کا اناج حاصل ہوتا تھا۔ وہ دن ایک منحوس دن کی حیثیت رکھتا تھا جب دور سے آنے والے ہمارے کرال کے ایک افریقی شخص زونا نے بتایا کہ اس نے کچھ پراسرار نقل و حرکت قرب و جوار میں دیکھی ہے اور وہ گھوڑے سوار ہیں جن کی تعداد اچھی خاصی ہے اور زونا کا خیال تھا کہ ممکن ہے وہ سفید بھیڑیا ہو یعنی ٹورناڈو جو اس طرف آ نکلا ہو اور اس اطلاع سے بڑا خوف پھیل گیا کیونکہ زونا نے بقیہ افراد کو بھی اس کے بارے میں بتا دیا تھا اور یہاں جو تھے وہ بزدل تھے کہ انہوں نے کوئی انتظام نہیں کیا اور صرف اپنے بچاؤ کی ترکیبیں کرنے لگے۔ رات گئے تک میں اور میشل بیٹھے سفید بھیڑیے کے بارے میں باتیں کرتے رہے تھے اور میشل رات کو سوتے میں کئی بار چونکی تھی' کہ اسے نجانے پہلے سے کیوں احساس ہو گیا تھا کہ کوئی انوکھی بات ہونے والی ہے۔ پھر اس جگہ جہاں سے باہر کے مناظر دیکھے جاتے تھے میں نے دیکھا کہ بہت سے گھوڑے چمکدار سورج کے نیچے دوڑتے چلے آ رہے ہیں اور ان پر بیٹھے ہوئے لوگ شور مچا رہے تھے اور یہ اندازہ ہو گیا کہ ان کا رخ کرال ہی کی جانب ہے سو میں کچھ لمحے کیلئے ساکت رہ گئی تھی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے ادھر دیکھ رہی تھی اور میں نے دیکھا کہ کالے گھوڑے پر جو شخص سوار تھا اس کا چہرہ خونخوار بھیڑیے کی ہی مانند تھا بس یوں محسوس ہوتا تھا جیسے انسان کے بدن پر بھیڑیے کا سر لگا دیا گیا ہو۔ بھیانک شکل کا مالک' یہ بھوری چمڑی والا تھا اور اس کے ساتھ دوسرے بہت سے لوگ جن میں سفید چمڑی اور کچھ ملی جلی نسل کے افریقی بھی تھے لیکن وہ بڑی وحشت خیزی کے ساتھ اس طرف آ رہے تھے اور تھوڑا ہی فاصلہ باقی رہ گیا تھا کہ انہوں نے دھماکے والے ہتھیاروں سے دھماکے کرنا شروع کر دیئے اور کیا ہی

خوف بھری آوازیں تھیں کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ بادل گرج رہے ہوں اور بجلی بار بار گر رہی ہو۔ کرال کے افریقی مکین اپنی جانیں بچانے کیلئے دھماکوں سے خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگ پڑے' اور دھماکے کے ہتھیار جو ان کے پاس ہی موجود تھے' نہ سنبھال سکے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان میں سے بہت سے زمین پر گرنے اور تڑپنے لگے اور بقیہ سفید بھیڑیئے کے ساتھ آنے والوں کے ہاتھوں میں پڑ گئے اور وہ چمڑے کے ہنٹر مار مار کر انہیں ایک جگہ جمع کرنے لگے۔ کچھ ایسے بھی تھے جو وہیں سے فرار ہو گئے تھے۔ میں خوف سے پتھرا گئی تھی کہ میں نے نیچے اپنی آقا زادی کو بھاگتے ہوئے دیکھا اور وہ خوفزدہ تھی اور ادھر ادھر بھاگ رہی تھی۔ آقا زادی کے چہرے کی کیفیت آہ' میرے دل کو اس وقت بھی ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہے۔ اور میں بددعائیں دیتی ہوں اپنے آپ کو کہ جس کا بدن پتھرا گیا تھا اور لمحوں میں طاری ہونے والے خوف نے میرے اعصاب شل کر دیئے تھے میں نہ بول پا رہی تھی نہ ہل پا رہی تھی آہ تم یقین کرو چھوٹے ہاتھی اور روشنی والے میں بھاگ کر اس کے قریب پہنچنا چاہتی تھی لیکن مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میں صرف ایک سوچ ہوں' ایک خیال ہوں اور جس بدن میں داخل ہوں وہ کسی اور کا ہے۔ وہ منظر میری نگاہوں کے سامنے محفوظ تھا۔ سفید بھیڑیا بدشکل اور بدروح جسے میں نے اسکے حلیے سے فوراً پہچان لیا تھا کہ یہ حلیہ بارہا میرے سامنے بیان کیا گیا تھا اور مقامی آبادیاں اس کے نام سے لرزتی تھیں۔ نجانے کتنے عرصے سے یہ انسانوں کیلئے موت بنا ہوا تھا اور مقامی باشندے اس کے نام سے کانپتے تھے اور پتہ نہیں' کہا تو یہی جاتا تھا کہ اس نے دریائے سنگانیہ کے ایک ایسے علاقے میں اپنا مسکن بنا رکھا ہے جہاں تک پہنچنا مشکل ہے اور پھر وہیں سے وہ ان لوگوں کو شہری آبادیوں میں پہنچاتا ہے جنہیں وہ گرفتار کرتا ہے اور شہری آبادیوں سے ان غلاموں کے خریدار آتے ہیں اور انہیں بھر بھر کر وہاں سے لے جاتے ہیں کہ لڑکیاں بڑے لوگ لے جاتے ہیں اور وہ جو انسانوں کو جانوروں کی جگہ استعمال کرنا چاہتے ہیں نوجوان اور طاقتور سیاہ روح لڑکوں کو' وہ سفید بھیڑیا اپنے گھوڑے پر سوار آگے بڑھا اور اس نے آقا زادی کو دیکھا جو کیلوں کے جھنڈ کے پاس کھڑی خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ قریب آ کر وہ گھوڑے سے اتر گیا تو! میں کس طرح اپنی زندگی کھو دوں میں اس وقت بھی اپنی آقا زادی کی مدد نہیں کر سکی تھی۔ دوسروں کو کیا کہوں' خوف نے میرا بدن بھی خشک کر دیا تھا۔ پھر اس نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا اور ہاتھ اوپر اٹھا کر اپنے کچھ ساتھیوں کو قریب بلایا اور کہنے لگا۔

"دیکھو دیکھو جو سنا تھا وہی پایا' کہا یہ جاتا تھا کہ چاند کو آسمان سے اتار کر زمین پر

انسانی شکل میں تراش دیا گیا ہے اور چاند کی تراشی ہوئی دیکھو جو درحقیقت سونے کا ڈھیر ہے آہ بالآخر بہت بڑا خزانہ ہمیں مل گیا۔ آج تک ہم کالے پرندے بیچتے رہے تھے لیکن آج یہ سنہری سرخاب جس کا شاید اس کائنات میں کوئی جواب نہ ہو ایک ایسا نایاب پرندہ جس کے اندر ہیرے چمک رہے ہوں بھلا اس کے لئے جان کی بازی کیوں نہ لگا دی جائے کہ یہ تو دولت کا ڈھیر ہے واہ لڑکی قدرت نے تجھے بڑی فراخدلی سے حسن بخشا ہے اور دیکھنے والے تجھے دیکھیں گے تو اپنی گردنیں کاٹ لیں گے اور اس وقت مجھے جو خزانہ حاصل ہوا ہے وہ میرے تصور سے دور کی چیز تھی لیکن گھبراؤ نہیں' ہم تمہیں کسی ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کریں گے جو تمہارا اصل قدر دان ہے آہ روشنی والے سفید بھیڑیے کی بھیانک آواز فضا میں گونج رہی تھی اور میری آقا زادی خوف سے سمٹ گئی تھی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس بھیڑیے کو دیکھ رہی تھی اور اس شیطان کی باتیں سن کر اس کے ساتھی قہقہے لگانے لگے' لیکن مجھ سے تو وہ بہتر تھی جو معصوم اور نازک تھی اور جس کے بدن میں بہت ننھی سی جان تھی لیکن اس نے غصیلے انداز میں ادھر ادھر دیکھا اور پھر قریب پڑا ہوا ایک نوکدار پتھر اٹھا لیا اور غرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"سن اے شخص تو میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ میرا باپ ہاتھی دانت کا تاجر ہے اور اپنے لئے رزق تلاش کرنے گیا ہے لیکن یہ نہ سمجھنا کہ تو مجھے اس کی غیرموجودگی میں کوئی نقصان پہنچا لے گا یہ نوکدار پتھر تیرا تو کچھ نہیں بگاڑے گا لیکن میں اسے اتنے زور سے اپنے سر میں ماروں گی کہ میرا سر کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے گا سمجھ رہا ہے ناں تو' تیری حسرتیں یونہی رہ جائیں گی اور آقا زادی یعنی چاند سے اتری ہوئی کے یہ الفاظ سن کر سفید بھیڑیئے کے چہرے پر عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور سنجیدگی سے کہنے لگا۔

"نہیں اے حسین لڑکی بھلا یہ عمر تیری موت کی عمر ہے میں تو تجھے کسی ایسے قدردان کے پاس لے جانا چاہتا تھا جو تیری قدر کرے تجھ سے محبت کرے اور بھلا دولت کیا حیثیت رکھتی ہے کہ تجھ جیسی حسین لڑکی کا عوض بن سکے ناممکن ناممکن! دوستو اگر یہ ہمارے ہاتھ نہیں جانا چاہتی تو ہم اسے مجبور نہیں کریں گے۔ بھلا ایسا بھی کسی طرح ممکن ہے۔ نہیں لڑکی مجھے معاف کر دے ایسا نہ ہو گا ۔۔۔۔۔ اور اس کے یہ الفاظ سن کر میں خود بھی دنگ رہ گئی تھی لیکن میں نے سوچا تھا کہ انسانیت کسی کے بھی دل میں ہو اور وہ اس کی موت کے تصور سے افسردہ ہو گیا ہو' اس نے آقا زادی کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا ۔۔۔۔۔

"نہیں لڑکی نہیں تو ایسا نہ کرنا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر آقا زادی کے ہاتھ سے پکڑ لیا اور ایک طرف اچھال دیا لیکن پھر وہ مکار شیطان برق کی طرح پلٹا اور اس نے میری آقا زادی کے دونوں ہاتھ موڑ کر اس کی پشت پر کر لئے۔ آقا زادی کے ساتھ میری چیخ بھی بلند ہوئی تھی۔ اس شخص نے دھوکا دیا تھا۔ وہ مکار تھا اور مکار شیطان نے آقا زادی کو اس طرح اٹھا لیا کہ جیسے کسی سفید پھول کو اٹھا لیا جاتا ہے۔ وہ اسے قبضے میں کر کے قہقہے لگانے لگا اور اس کے ساتھی پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنسنے لگے پھر سفید بھیڑیا کہنے لگا-----"

"اے حسین لڑکی تیرے لئے اس عمر میں مرنا میری زندگی کا سب سے بڑا نقصان ہوگا اور بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں ایسا نقصان برداشت کر سکوں لیکن جب تو میرے ساتھ جائے گی اور میں تیرا مستقبل سنواروں گا تو تجھے احساس ہوگا کہ اپنے باپ کے پاس رہ کر تو اپنی اس حسین زندگی اور جوانی کو بے کار ضائع کر رہی تھی۔ حسن اگر ایک ایسے جھونپڑے میں پڑا ہو جہاں اسے دیکھنے والا کوئی نہ ہو تو بے کار ہوتا ہے۔ حسن کے اصل قدر دان یہاں نہیں ہو سکتے تو اب تجھے میرے ساتھ چلنا ہے۔"

"اے شخص تو نے دھوکے سے مجھ پر قبضہ ضرور جما لیا ہے لیکن میں تجھ سے ڈرتی نہیں اور یہ سن لے کہ بالآخر ایک دن میں تجھ سے آزادی حاصل کر لوں گی اور تو نے جو ان لوگوں کو زندگی سے محروم کیا ہے انہیں تو اس طرح نظر انداز نہ کر، کیونکہ وقت تجھ سے اس کا انتقام لے گا سمجھ رہا ہے نا تو-----"

"اچھی طرح سمجھ رہا ہوں-----" سفید شیطان نے قہقہہ لگایا اور اپنے ساتھیوں کی طرف رخ کر کے بولا۔

"واہ یہ حسن کی دیوی تو شاید اپسرا ہے اور آکاش سے اتری ہے اور آکاش سے اترنے والی ہمارے بارے میں پیش گوئی کر رہی ہے، چلو ٹھیک ہے، اچھا ہے اس کی یہ صفت بھی لوگوں کو بتائی جائے گی تو وہ خوش ہوں گے-----" اور پھر وہ آقا زادی کو گھسیٹتا ہوا اپنے گھوڑے تک لے گیا۔ اس طاقتور شخص نے آقا زادی کو گھوڑے پر بٹھایا اور اس کے بعد ایک بار پھر گولیاں چلائی گئیں اور کچھ ایسے جوان پکڑ لئے گئے جو ان کے لئے کارآمد تھے۔ چنانچہ وہ انہیں ریوڑ کی طرح ہانکتے ہوئے کرال سے باہر نکل گئے اور ان کا رخ دریائے سنگانیہ کی طرف ہو گیا اور اس کے بعد ہی میرے بدن میں زندگی کی لہر دوڑ گئی اور تم یوں نہ سمجھنا کہ میں جھوٹ سے کام لے رہی ہوں ایسا ہی ہوا تھا جبکہ اپنی آقا زادی کیلئے میں ہزار بار زندگی قربان کرنے کیلئے تیار ہوں لیکن بہتر ہی ہوا وہ مجھ بوڑھی عورت کو

فوراً ہلاک کر دیتے کیونکہ میں ان کے ساتھ جانے کے قابل نہیں تھی اور یہ تو بہت اچھا ہوا کہ میں زندہ بچ گئی تاکہ آگے چل کر اپنی آقا زادی کیلئے کچھ کام کر سکوں اور پھر میں نے انہیں تلاش کیا جو زندہ بچ گئے تھے اور اپنی جانیں بچانے کیلئے چھپے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں للکارا اور کہا کہ آقا نے اس لئے انہیں دھماکے کرنے والے ہتھیار نہیں دیئے تھے کہ وہ کونوں اور دیواروں کے پیچھے چھپ جائیں وہ اپنے ہتھیار اٹھائیں اور اس کا پیچھا کریں اور اس پر دھماکے کر کے اس سے آقا زادی کو چھین لائیں لیکن میں نے سب کے چہروں پر خوف کے آثار دیکھے وہ اس قابل نہیں نظر آ رہے تھے کہ اس دلیری کا مظاہرہ کریں----- بلکہ وہ جن کے اپنے مر گئے تھے ان کے لئے رو پیٹ رہے تھے۔ میں نے انہیں بزدلی کے بہت سے طعنے دیئے اور کہا۔

"نمک حراموں، بزدلو جس ڈاکٹر نے تمہارے عزیز اقارب کی زندگیاں بچائیں اور جس نے تمہیں اپنے درمیان اعتماد کر کے جگہ دی تم اسی سے منحرف ہو رہے ہو اور لعنت ہے تم پر۔ ٹھیک ہے تم نہ جاؤ لیکن میں اپنا فرض ادا کروں گی۔ میں اکیلی چلی جاؤں گی اور سنو میں اب رکنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ ہاں اگر تمہاری بزدلی تمہیں اجازت دے تو جس طرح بھی بن پڑے جاؤ اور عظیم آقا کو تلاش کرو۔ اسے یہ بتاؤ کہ یہاں کیا سانحہ ہو گیا ہے۔ کیا تم اتنا بھی نہیں کرو گے۔ وہ اتنے بے غیرت بھی نہ تھے۔ اپنوں کو بے شک وہ رو رہے تھے لیکن انہیں اندازہ تھا، کہ جس کے وہ عقیدت مند ہیں اور جو ان کے بھروسے پر اپنا کرال چھوڑ کر نکل جاتا ہے اس کے لئے یہ فرض سرانجام دینا ان کی ذمہ داری ہے۔ میں نے تو انتظار نہ کیا اور بے یارومددگار برق رفتاری سے دوڑتی ہوئی کرال سے باہر نکل آئی اور ان راستوں پر روانہ ہو گئی جدھر سفید بھیڑیا میری میشل کو لے کر گیا تھا۔ میں گھوڑوں کے ٹاپوں کے نشانوں پر دوڑتی رہی پھر ایک بلند جگہ پہنچ کر میں نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا تو بہت دور وہ لوگ مجھے جاتے ہوئے نظر آ رہے تھے لیکن میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ میری نگاہوں سے غائب ہو گئے۔ آہ میں اپنی زندگی کھو بیٹھی تھی۔ میشل جس کیلئے میں نے اپنا قبیلہ چھوڑ دیا تھا اور جو اب میری اپنی اولاد کی طرح تھی میرے لئے۔ میری نگاہوں سے دور ہو گئی تھی اور وہ بھی اس طرح کہ ناقدر اس چاند کے ٹکڑے کو نجانے کیسے کیسے مشکل حالات سے گزارے گا۔ آہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ میں کیا کروں۔ وہ ذریعہ نہیں تھا میرے پاس۔ کاش میں جادو جانتی۔ جادو کے عمل سے میں اپنی میشل کو اس سے چھڑا لیتی۔ میں نے دور سے دیکھ لیا تھا کہ وہ آقا زادی کو لئے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور اب

وہ میری نگاہوں سے گم ہو گئے تھے۔ میں چلتی رہی اور بہت فاصلہ میں نے طے کیا اور نجانے کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ میں دن اور رات کا سفر کر رہی تھی اور کھانے پینے کو میرے پاس کچھ نہیں تھا۔ بھوک پیاس سے دیوانی ہوئی جا رہی تھی میں۔ لیکن مجھے کہیں بھی میری آقا زادی نظر نہیں آ رہی تھی اور یوں عظیم آقا میں بالاخر یہاں تک پہنچی۔ اب بھوک پیاس میرے قدم روک رہی تھی۔ میں اپنی تمام جسمانی قوتیں کھو چکی ہوں اور کئی دن اور کئی راتوں سے سرگرداں ہوں۔ میری میش۔" اس کی آواز گلوگیر ہو گئی اور آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔ چھوٹا ہاتھی نادر کی طرف دیکھنے لگا۔ نادر بھی بوڑھی عورت کے اس انداز سے متاثر نظر آ رہا تھا۔ اس نے آنسو بھری نگاہیں اٹھائیں اور بولی۔

"وقت نے سب کو مجھ سے دور کر دیا ہے کوئی ایسا ذریعہ نظر نہیں آتا جس کی مدد سے میں اپنی آقا زادی کو حاصل کر لوں۔ راستے میں جو افراد مجھے ملے میں نے ان سے معلومات حاصل کیں اور پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہاں تو سب ہی سفید بھیڑیے سے خوفزدہ ہیں اور اس کے خلاف کوئی بھی قدم اٹھانے کو تیار نہیں لیکن اب نجانے کیوں میرے دل کو ایک احساس ہو رہا ہے۔ دیکھو روشنی والے اور چھوٹے ہاتھی میری بات کا برا نہ ماننا میں اپنا مطلب تم سے بیان نہیں کر رہی' بلکہ ساری کہانی سنانے کے بعد تم سے بھی وہی آرزو کر رہی ہوں۔ بے شک تم مجھے ٹھکرا دینا۔ دھتکار دینا اور کہہ دینا کہ اے بوڑھی بھلا ہمیں کیا پڑی ہے کہ تیری میش کے لئے سرگرداں ہوں' لیکن جو میرے دل میں ہے میں وہ تم سے کہنا چاہتی ہوں۔ میری مدد کرو۔ میری آقا زادی کو سفید بھیڑیے کے چنگل سے رہائی دلا دو۔ دیکھو میں مفلس اور قلاش ہوں میں جانتی ہوں کہ تمہاری دنیا کے لوگ جیساکہ میں نے ان کے درمیان رہ کر دیکھا ہے چمکدار پتھروں اور پیلی دھات کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اگر تم نے میری آقا زادی کو چھڑا لیا تو میں ایسا انعام دوں گی کہ تم زندگی بھر خوش رہو گے۔ میں تمہیں وہ راز بتا دوں گی جو میں نے اپنے آقا ڈاکٹر آرتھر کو بھی نہیں بتایا۔ تم جانتے ہو آہ کاش یہ چھوٹا ہاتھی ہمارا دیوتا ہی ہوتا۔ وہ جس کا مجسمہ لوکائیہ کی عبادت گاہ میں نصب ہے تو میری تصدیق کرتا۔ میری قوم لوکائیہ والوں کا ایک ایسا پوشیدہ راز ہے جو میں تمہیں بتا دوں گی اور یہ راز ایسا ہے کہ تم تصور بھی نہیں کرو گے۔ یعنی دوسرے طبق والے جن کے پاس اتنا بڑا خزانہ ہے کہ تمہاری دنیا میں ایک شہر نہیں بلکہ پورا ملک آباد ہو سکے۔ ہاں نہ میں تمہیں غلط لالچ دے رہی ہوں اور نہ مجھے اس کی ضرورت ہے کہ سچائیاں ہی تو کامیابی کی ضمانت ہوتی ہیں لیکن درحقیقت میں دوسرے طبق کا وہ راز جانتی ہوں اور کیسے جانتی

ہوں اس بارے میں نہ پوچھنا۔ یوں سمجھو کہ یہ سینہ بہ سینہ مجھ تک منتقل ہوا ہے۔ یعنی میرے باپ کا باپ جو ایک نیم دیوانہ آدمی تھا اور جسے لوکائیہ کے لوگ پاگل کہا کرتے تھے اس راز کو جانتا تھا اور اسی نے مجھے اس کے بارے میں اتنی تفصیل بتائی تھی۔" نادر اور فینٹ چونک پڑے۔ فینٹ کو اب اچھی طرح نادر کا مقصد معلوم ہو گیا اور یہ بھی جانتا تھا وہ کہ جن لوگوں نے اس کی زندگی بچائی' یعنی نادر حیات اور قیصر حیات' وہ درحقیقت اپنی کھوئی ہوئی دنیا حاصل کرنے کیلئے ہی سرگرداں تھے اور آج بھی نادر کے دل میں ایک ہی آرزو ہے کہ اگر ممکن ہو سکے تو صحرائے اعظم سے کسی خزانے کا راز معلوم کرنے کے بعد وہ یہ خزانہ حاصل کر سکے۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ یہ عورت جس کا نام کوہالہ تھا شدت غم سے دیوانی ہو گئی ہو۔ بھلا ایسا کوئی خزانہ اور پھر دوسرا طبق' دونوں باتیں۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھیں۔ لیکن عورت کے چہرے پر وحشت اور دیوانگی کے آثار نہیں تھے۔ اس کے برعکس اس کے چہرے پر سچائیاں جھلکتی تھیں لیکن نادر نے بڑبڑاتی آواز میں کہا۔

"تو اب غلط راستوں پر جا رہی ہے۔ اگر ہمیں اسی طرح اپنے مقصد کیلئے آمادہ کرنا تھا تو کم از کم ایسی کوئی بات تو نہ کہتی۔ ہم تو ویسے بھی انسانی رشتوں سے تیری مدد کر سکتے تھے۔ اور سن ہم تو صرف دو افراد ہیں اور بھلا ہم کیا کر سکتے ہیں اس سلسلے میں لیکن خزانے کی بات کر کے تو نے ہمارے ذہن خراب کر دیئے ہیں اور ایسا نہ کر تاکہ ہماری ہمدردیاں تجھ سے ختم نہ ہو جائیں۔"

"تم دونوں اگر کسی خزانے سے دلچسپی نہیں رکھتے تو میں تم سے اس کا تذکرہ نہیں کرتی لیکن حقیقت یہی ہے کہ مقدس گہرائیوں میں ایک عظیم خزانہ چھپا ہوا ہے اور گہرائیاں والے اس کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں اور میں تجھے اس کا پتا بتا سکتی ہوں لیکن ایسا نہیں تو جس حوالے سے بھی تم مناسب سمجھو میری مدد کرو۔"

"ہم صرف دو افراد ہیں اور تو کہتی ہے کہ سفید بھیڑیے کے ساتھ ایک پورا گروہ ہے اور کیا تمہیں یہ بات معلوم ہے کہ وہ کہاں رہتا ہے۔ بتا ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔"

"دیکھو نہ تو میں پاگل ہوں' نہ دیوانی اور جو کچھ میں نے کہا وہ جھوٹ نہیں ہے اور مجھے یہ بھی احساس ہے کہ میں ایک ایسے کام کے لئے تم سے کہہ رہی ہوں جو بہت سے لوگ مل کر بھی آسانی سے نہیں کر سکتے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ اگر کسی کام کا صلہ خواہش کے مطابق ملے تو انسان وہ کام اپنی قوت سے زیادہ بڑھ کر کرتا

ہے۔ چنانچہ میری مدد کرو اور اس کا صلہ میں تم کو دوں گی۔ اگر تم نے کوشش کی اور کامیاب نہ بھی ہوئے تب بھی تمہیں تمہارا انعام مل جائے گا۔ میں تمہیں اس جگہ کا پتا ضرور بتا دوں گی اور وہاں اتنا کچھ ہے کہ تم دس زندگیاں حاصل کرو' تب بھی نہیں حاصل کر سکتے۔"

"عورت بہت آگے بڑھ کر بات کر رہی ہے۔ انعام اور صلے کی بات چھوڑ ہم لوگ بذات خود بھی ایک تکلیف کا شکار ہیں۔"

"سنو میں بہت کچھ سیکھ چکی ہوں اس دوران۔ شاید تمہیں دوران گفتگو یہ بات میں نے نہیں بتائی کہ میرا آقا ڈاکٹر آرتھر ہمارا وچ ڈاکٹر کالوں کا مسیحا' مجھے بڑی اہمیت دیتا رہا ہے اور میرے شوہر مونگا کو بھی۔ اور اس نے ہمیں جڑی بوٹیوں کے ایسے راز بتائے ہیں کہ ہم بہت سی بیماریوں کا علاج خود بھی کر سکتے ہیں۔"

"ہر طرح کے لالچ دے رہی ہے یہ عورت۔ عظیم آقا لیکن ذرا اس کی بات سن بھی تو لو۔ ذرا اس سے پوچھو تو سہی کہ اگر ہم فرض کرو اس کی آقا زادی کی تلاش میں نکل بھی پڑیں تو اسے کہاں سے پا سکتے ہیں----- فینٹ نے کسی خاص خیال کے تحت کہا۔ خزانے کی بات سن کر اس کے دل میں یہ تصور ابھرا تھا کہ ممکن ہے بوڑھی سچ ہی کہہ رہی ہو اور ایسا کوئی کام ہو ہی جائے۔ تو عورت نے کہا۔"

"اور وہ جگہ جو دریائے سنگانیہ کے کسی پراسرار گوشے میں واقع ہے تلاش کرنے سے مل سکتی ہے کیونکہ حوالہ سنگانیہ کا ہے اور جہاں تک یہ دریا جاتا ہے ہم اس سمت سفر کر سکتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں اسے پا ہی لیں گے۔"

"اور تو کیا وہ سمت جانتی ہے۔ جدھر یعنی دریا تو دو رخ کا ہوتا ہے ناں۔ ہم اس کے چڑھاؤ پر بھی جا سکتے ہیں اور جدھر سے وہ آتا ہے ادھر بھی۔ تو تیرا خیال کس طرف ہے۔"

"چڑھائی کی طرف۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ عظیم آقا یعنی کالوں کے مسیحا کا گھونسلہ بھی اسی جانب ہے یعنی وہ کرال' دریا کے ساتھ ساتھ اور میں نے سفید بھیڑیئے کو دریا کے چڑھاؤ کی طرف جاتے ہی دیکھا ہے۔ گویا اپنے گھر کی طرف۔ اور بات وزن دار تھی اور سمجھ میں آتی تھی اور یہ بھی حقیقت تھی کہ بوڑھی عورت کی باتوں سے نادر کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہو گئی تھی اور جس طرح دن کا اجالا آہستہ آہستہ آسمان کی بلندیوں سے نیچے اتر رہا تھا اسی طرح ایک روشنی نادر کے ذہن میں بھی پھیل رہی تھی۔ بظاہر اس کا تجربہ کہتا تھا کہ بوڑھی عورت کے الفاظ غلط نہیں ہیں اور اس نے جن گہرائیوں

والوں کا تذکرہ کیا تھا اگر واقعی وہاں تک رسائی حاصل ہو سکے تو ہو سکتا ہے کہ کچھ کام بن جائے اور پھر اسے یاد آیا جو شاید فینٹ کو یاد نہ رہا تھا۔ فینٹ نے اپنی ماں شروکا کا تذکرہ کیا تھا جس نے خواب میں اسے بتایا تھا کہ ان کی آرزو پوری ہونے کا ذریعہ کوئی عورت بنے گی۔ تو کیا واقعی فینٹ کا خواب سچ تھا اور اس کی ماں شروکا نے صحیح نشاندہی کی تھی۔ یہ بات ذرا سوچنے والی تھی اور صبح کو ناشتے کے لئے اشیاء مہیا کرتے ہوئے فینٹ کو بھی یہی یاد آ گیا اور اس نے حیرانی سے کہا۔

"عظیم آقا کیا تمہیں کچھ یاد آ رہا ہے-----؟"

"کیا-----؟" نادر نے سوال کیا۔

"وہ جو تم نے مجھے جگایا تھا اور میں نے تم سے کہا تھا-----"

"اپنی ماں شروکا کے خواب کے بارے میں-----؟"

"اور کیا میں نے یہ تمہیں نہیں بتا دیا تھا کہ میری ماں نے کہا کہ ہمارے مقصد کی تکمیل ایک عورت کے ذریعے ہو گی۔"

"ہاں' مجھے یاد ہے۔"

"اور کیا ایک ایسی عورت ہمارے درمیان نہیں آ گئی جس نے ہمیں کچھ امیدیں دلائی ہیں۔"

"ہاں کہا جا سکتا ہے۔"

"کہا نہیں جا سکتا' بلکہ یہ تو ایک سچائی ہے----- آو اب تو میرا دل بڑا مضبوط ہو رہا ہے۔ تم خود سوچو' میری ماں نے زندگی میں بھی کبھی مجھ سے جھوٹ نہیں بولا اور سچائیوں سے دور نہیں رکھا تو کیا موت کے بعد وہ اپنے بیٹے کو کوئی غلط بات بتائے گی؟"

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے فینٹ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

"میں بتاؤں عظیم آقا بہتر تو یہ ہو گا کہ ہم اس عورت کے مقصد کے حصول کیلئے کوشش کریں۔ ویسے بھی ایک ایسی لڑکی کی زندگی بچانا ضروری ہے جو برے لوگوں کے چنگل میں پھنس گئی ہے اور شاید برائیوں کی طرف دھکیلی جا رہی ہے----- نادر سوچنے لگا۔ فطرتاً وہ بہت پرعزم نوجوان تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حالات کے زخم اسے مضطرب کرتے رہا کرتے تھے اور پھر سب سے بڑی بات تو قیصر حیات کی جدائی تھی' جو اس کا جسم اس کا بازو تھا اور قیصر حیات نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ اپنے وجود کو اس کے وجود میں ضم کر رہا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ اب اس کی ذمہ داریاں بھی اسے ہی سنبھالنی پڑیں گی۔ اگر کوشش

کرلی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے جبکہ عورت ایک گوشے میں بیٹھی ہوئی اونگھ رہی تھی۔
نجانے وہ کتنی راتوں کی جاگی ہوئی تھی۔ نادر نے لیفٹنٹ سے کہا۔
"اور اپنا سامان میں سمیٹ رہا ہوں کیا تو اپنا بھالہ لے کر شکار تلاش کرے گا۔" اب
تو ہمیں تین آدمیوں کی خوراک درکار ہوگی۔
اس کے لئے تم فکر ہی نہ کرو۔ دوست میں نے ہرنوں کی ایک ڈار دیکھی تھی جو
ہماری اس کیمپ گاہ کے عقب سے کلانچیں بھرتی ہوئی نکل گئی تھی۔
"تو پھر کوشش کر اور کیا میں ہرن بھوننے کی تیاریاں کروں۔" دفعتاً" ہی لیفٹنٹ مسکرا
دیا اور بولا۔

"ہرن بہت تیز رفتار ہوتے ہیں عظیم آقا لیکن آؤ ایک جادو کا کھیل کھیلتے ہیں۔"

"کیا۔۔۔؟"

اگر میں ہرن لے آتا ہوں تو سمجھ کہ ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا اور اگر کوئی ہرن میرے ہاتھ نہیں آتا تو ہم اس مسئلے کو اپنی زندگی کا ایک ناکام مرحلہ قرار دے دیں گے۔

"نہیں ایسا نہ کہہ لیفٹنٹ کیونکہ بہرطور ہم اس عورت کو مایوس نہیں کر سکتے۔"

"وہ ایک الگ بات ہے لیکن اپنے دل میں ہم یہ تصور کیے لیتے ہیں۔"

"ہاں مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔" نادر نے جواب دیا۔ عورت اب بھی گھٹنوں میں سر جھکائے سو رہی تھی۔ بے چاری عورت۔ اگر وہ جھوٹ نہیں بول رہی لیکن پھر وہی بات سامنے آجاتی ہے کہ تجربہ بھی کوئی چیز ہوتا ہے۔ عورت کے چہرے پر جس طرح غم و اندوہ کے آثار نظر آتے تھے وہ یہ ظاہر کرتے تھے کہ اس کی بات میں جھوٹ نہیں ہے۔
نادر تو سامان سمیٹنے سمیٹنے لگا اور لیفٹنٹ اپنا بھالہ لے کر نکل گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد نادر نے اس کی چیخیں سنیں جنہیں سن کر عورت بھی جاگ اٹھی تھی۔ نادر نے دلچسپ نگاہوں سے دیکھا کہ لیفٹنٹ اپنے بھالے کو کندھے پر رکھے ہوئے ہے۔ اور ایک وزنی ہرن اس میں لٹکا ہوا ہے جسے لیفٹنٹ نے ہلاک کرنے کے بعد ہاتھوں اور ٹانگوں سے باندھ کر بھالے میں لٹکا لیا تھا۔ اور عجیب سے انداز میں اسے اپنی کمر پہ لادے اور بھالے کو اپنی بغل میں دبائے چلا آ رہا تھا لیکن یہ تو واقعی حیرت کی بات تھی کہ لیفٹنٹ کو گئے ہوئے ابھی کچھ دیر بھی نہیں گزری تھی۔ عورت بھی دلچسپی سے دیکھنے لگی۔ تو لیفٹنٹ خوشی سے چیختا ہوا آگیا۔

"ہمیں ہمارے مستقبل کا اندازہ ہوگیا' عظیم آقا' ہمیں ہمارے مستقبل کا اندازہ ہوگیا اور مجھے اب خوشیاں منانے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔"

"لیکن اس سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم اس ہرن کو بھوننے کی تیاریاں کر لیں اور کیا تو نے اس کی گردن پر وہ چھری پھیر دی ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ جو میں نے تجھ سے کہے۔"

"ہاں عظیم آقا وہ تو مجھے زبانی یاد ہوگیا ہے اور اب تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں وہ الفاظ ادا کر کے اپنی گردن پر بھی چھری پھیر لوں۔ بڑا ہی لطف آتا ہے۔" لیفٹنٹ خوشگوار لہجے میں بولا۔ اور چند لمحوں کیلئے ایک پر مسرت فضا پیدا ہو گئی لیکن عورت کو انہوں نے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا ہاں تازہ گوشت تیار ہونے کے بعد جب وہ اپنے معدے پر کر لئے تو نادر نے عورت سے کہا۔

"اور اب تو یہ بتا کوہالہ کو ہم کون سا راستہ عبور کر کے اس ندی تک پہنچ جائیں گے جس کا نام سنگانیہ بتایا ہے۔"

"میں تمہاری وہاں سے رہنمائی کروں گی اور جدھر دریا کا چڑھاؤ ہے ہمیں اسی سمت چلنا ہے اور تم اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کر لو۔۔۔۔۔ سامان کے گٹھر باندھے گئے اور ان میں سے ایک گٹھری لیفٹنٹ نے اپنے بھالے میں لٹکا لی اور آگے بڑھ گیا۔ عورت بھی ساتھ تھی۔ اور تینوں احتیاط سے سفر کر رہے تھے۔ نادر نے اپنی بندوق سنبھال کر رکھی ہوئی تھی کیونکہ وقت پر کام آنے کے لئے اس سے بہتر چیز اور کوئی نہیں تھی کہ درندے اس کی آواز سن کر بھاگ جائیں اور مقامی لوگ بھی' لیکن اس کا استعمال بڑی احتیاط سے کیا جا رہا تھا کیونکہ یہی ایک ایسا ساتھی تھا جو ابھی کافی عرصے تک انہیں حوادثات سے محفوظ رکھ سکتا تھا۔ اور لیفٹنٹ بھی یہ سمجھ رہا تھا کہ نادر کے دل میں امید کی شمع روشن ہوگئی ہے۔ وہ بھی خوش تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ عورت اپنے دل میں ایک لگن رکھتی تھی کیونکہ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود اس نے کسی بھی قسم کی کمزوری کا مظاہرہ نہیں کیا تھا اور سارے دن کا سفر طے کر کے وہ بالاخر دور سے اس تیز بہاؤ والے دریا کو دیکھنے میں کامیاب ہوگئے جس کا نام سنگانیہ تھا اور جس کا بہاؤ چڑھائی کی سمت سے آ رہا تھا۔ چونکہ شام کے جھٹپٹے فضاؤں میں اتر آئے تھے اور سردی پھیلتی جا رہی تھی اور کوئی ایسی جگہ درکار تھی جہاں وہ پناہ کے لئے اپنا ٹھکانہ تلاش کر سکیں اور دریا کے کنارے کے چوڑے اور پھیلے ہوئے درخت ان کے لئے ایک بہتر پناہ گاہ تھے۔ انہوں نے ادھر ہی کا رخ کیا۔ اور درختوں کے نیچے ایک ایسی جگہ بنا لی جہاں وہ آرام کر سکتے تھے۔ اپنا سامان' یعنی بھنا ہوا گوشت جو صبح کو تیار کیا گیا تھا اور پانی ایک جگہ رکھنے کے بعد لیفٹنٹ نے خشک لکڑیاں تلاش کرنا شروع کر دیں

اور دور تک نکل گیا اور ایسے کاموں کے لئے وہ کبھی نادر کو تکلیف نہیں دیا کرتا تھا بلکہ خود ہی بھاگ کر سارے کام کر لیا کرتا تھا اور چقماق بھی اس نے اپنے پاس محفوظ کئے تھے تاکہ آگ جلانے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ ویسے سامان میں انہیں بہت سی ایسی چیزیں حاصل ہو گئی تھیں یعنی اس سامان میں جو ان لوگوں کا تھا جو فرار ہو گئے تھے۔ تب اپنے ٹھکانے کے گرد ایک بڑا الاؤ روشن کر لیا گیا تاکہ سردی اور مچھروں سے نجات ملے اور ایسی زہریلی مکھیوں سے بھی جو کہیں سے بھی پرواز کرتی ہوئی آ سکتی ہیں اور جن کا خاص خیال رکھا جانا ضروری تھا۔ پھر انہوں نے تمام انتظامات کئے اور جب رات کی تاریکی فضاؤں میں اتر آئی تو کھانے پینے کا بندوبست کیا گیا۔ تو بوڑھی عورت نے کہا۔

"یہ درخت جو ہمارے سروں پر ہے ایک بڑی اچھی حیثیت کا حامل ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تم مجھ پر اعتبار کرو۔"

"کیا مطلب ـــــــ؟"

"اس کی ٹہنیوں کے نچلے حصے توڑ لاؤ یعنی وہ جہاں سے پتے نکلتے ہیں۔"

"تو اس سے کیا ہو گا ـــــــ؟"

"میں تمہیں ایک ایسی چیز پلاؤں گی جسے پی کر تم مجھ سے اپنا حال بیان کرنا۔"

"آہ کیا اس میں نشہ ہو گا ـــــــ؟"

"نہیں ـــــــ"

"تو عظیم آقا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں ایسا کروں ـــــــ؟"

"دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نادر نے کہا اور بڑے سائز کا بندر درختوں کے تنے سے چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا اور اس نے بوڑھی عورت کی ہدایت کے مطابق وہ ٹہنیاں توڑ لیں اور ان کی ایک اچھی خاصی مقدار نیچے لے کر آ گیا۔ ادھر بوڑھی نے آگ پر برتن رکھ دیا تھا اور پانی اس میں ڈال دیا تھا اور اس کے علاوہ' وہ برتن نکال لئے تھے جن میں یہ سیال ڈال کر پیا جا سکے اور پھر وہ ٹہنیاں اس میں ڈال دی گئیں اور بوڑھی انہیں جوش دینے لگی۔ پھر جب یہ سب کچھ خوب گرم ہو گیا تو اس نے انہیں پیالوں میں انڈیل دیا اور جب لیفٹنٹ نے اس کا مزہ چکھا تو خوشی سے اچھل پڑا۔

"آہ عظیم آقا یوں لگتا ہے جیسے کوہالہ ہمارے لئے بہت بڑی شے ہو۔ یعنی وہ جو آسمانوں سے اترتے ہیں اور برکتیں نازل کرتے ہیں۔ ذرا تم اس کا ایک گھونٹ پی کر تو دیکھو۔" اور نادر نے بھی محسوس کیا کہ کیا ہی کمال کی چیز تھی۔ یعنی وہ درخت جس کی

ٹہنیاں ابالی گئی تھیں۔ ان میں بہت ہی دلکش ذائقہ تھا اور ایک ایسی فطرت' ایسی کیفیت کا حامل جو بدن میں چستی پیدا کر دے۔ یوں محسوس ہوا تھا جیسے ساری تھکن دور ہو گئی ہو تو نادر نے کوہالہ سے پوچھا۔

"کیا ایسے درخت یہاں جگہ جگہ بکھرے ہوئے ہیں ـــــــ؟"

"یہ میں نہیں کہہ سکتی لیکن یہ ایک نایاب اور نادر شے ہے۔ جسے میرے آقا یعنی ڈاکٹر آرتھر نے مجھ سے روشناس کرایا ہے۔ یعنی بدن میں خون کی روانی تیز کر دینے والی چیز۔ اور جسم کے لئے انتہائی طاقتور اور یہ چیز وہ ایسے کمزور غلاموں پر استعمال کرتا تھا جو بیماری سے لاغر ہو جاتے تھے اور یہ تو صرف اتفاق ہے کہ یہ درخت مجھے نظر آ گیا۔ نادر نے کہا۔"

"بزرگ عورت' ہم تیری عزت کرتے ہیں' تیرا احترام کرتے ہیں اور تیرے اس جذبے اور لگن کی تعریف بھی۔ جو تیرے دل میں اپنی آقا زادی کے لئے ہے' اور جسے تو چاند کا ٹکڑا کہتی ہے اور جسے حاصل کرنے کیلئے تو نے ہمیں آمادہ کیا ہے۔ لیکن تو نے کچھ اور بھی کہا تھا ـــــــ"

"کیا ـــــــ؟"

"تو نے کہا تھا کہ اگر ہم اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے یا ناکام بھی رہے تو ہمیں اس جگہ کے بارے میں بتائے گی جسے تو دوسرا طبق یا مقدس گہرائیاں کہتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ وہاں سے ہمیں ایک عظیم خزانہ حاصل ہو سکتا ہے اور یہ بھی کہا تو نے کہ مقدس گہرائیوں کی کہانیاں تجھے تیرے دادا نے سنائی اور کیا تو بتا سکے گی کہ وہ کہانیاں کیا تھیں۔"

"آہ اگر تم نے مجھ سے پوچھا ہے تو بھلا تمہیں نہ بتانے کا کیا سوال ہے؟ اور میری تو دلی آرزو ہے کہ تمہیں کچھ حاصل ہو چونکہ تم خود بھی مخلص ہو اور بڑے خلوص سے تم نے میری مدد پر آمادہ ہونے کا اظہار کیا ہے اور باقی بہت سی باتیں تو ہم تقدیر پر چھوڑ دیتے ہیں کہ جو کچھ بھی تقدیر فیصلہ کرتی ہے وہی ہوتا ہے لیکن وہ جو نمک حلال تھے اور جنہوں نے ڈاکٹر آرتھر کی عنایتوں سے فائدہ اٹھایا تھا' منہ موڑ گئے۔ لیکن تم' تم نے ایسا نہ کیا جبکہ تم پر اس کا کوئی احسان بھی نہیں تھا۔ میں تم سے بے حد متاثر ہوں اور ضروری ہے' ان کے بارے میں بتاؤں' جو گہرائیاں والے کہلاتے ہیں۔" وہ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگی جیسے فیصلہ کر رہی ہو کہ اسے کہاں سے گفتگو کا آغاز کرنا چاہئے اور یہ لوگ بھی منتظر تھے۔ اس

بات کو جاننے کیلئے کہ مقدس گہرائیوں کا خزانہ کیا حیثیت رکھتا ہے۔ آیا وہ حقیقت بھی ہے' یا پھر ایک فرضی کہانی جو کوئی بھی بوڑھا دادا اپنے پوتے یا نانا اپنی نواسیوں کو سنا سکتا ہے۔
کوہالہ نے کچھ لمحوں کے بعد گردن اٹھائی اور بولی۔

"میں نے اپنی تمام تر یادداشت' مجتمع کر لی ہیں اور اسی یادداشت کے سہارے میں تمہیں ان کی یادداشت سنا رہی ہوں جو گہرائیاں والے ہیں اور جن کا قیام دوسرے طبق میں ہے اور جب تم اس سمت کا سفر کرو گے جہاں تین سروں والی پہاڑیاں نظر آتی ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ سب ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں تو ان کے درمیان یعنی اس طویل پہاڑی سلسلوں میں ایک درہ تمہیں نظر آئے گا اور جب تم اس درے سے گزر کر دوسری طرف پہنچو گے تو تمہیں یوں محسوس ہو گا جیسے ایک عجیب و غریب سرزمین میں داخل ہو گئے ہو یعنی گہرائیوں کے نیچے تمہیں مزید گہرائیاں نظر آئیں گی جن پر زمین کی چھت ہے یعنی ان گہرائیوں میں اترتے چلے جاؤ اور بہت دور تک چلے جاؤ اور تمہارے سروں پر ایک چوڑی چھت ہو جیسے آسمان' اور جب یہ گہرائیاں ختم ہو جائیں تو آسمان کی بلندیاں بڑھ جائیں اور اس طرف تمہیں ایسے لوگ آباد نظر آئیں گے جو عام لوگوں سے ذرا مختلف ہوتے ہیں یعنی جہاں کہر چھایا رہتا ہے اور جو عظیم الشان برف کے پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے۔ ان لوگوں کے قد عام لوگوں کے قد سے زیادہ بلند ہوتے ہیں اور یہ لوگ بڑے ظالم ہوتے ہیں۔ اور انہیں کافر کہا جاتا ہے اور کافروں کے درمیان میں رہنے والی عورتیں بے حد خوبصورت ہوتی ہیں اور ان میں ایک عجیب طرح کی مقناطیسی کشش ہوتی ہے' وہ جگہ گہرائیاں کہلاتی ہے یعنی زمین کا دوسرا طبق اور اس قوم کی تاریخ صدیوں کے دبیز پردے میں پوشیدہ ہے۔ البتہ یہ لوگ ایک بے حد قدیم تصور کو پوجتے ہیں یعنی ایک ایسا ہیبت ناک تصور جسے دیکھ کر انسانی آنکھ خوف سے بند ہو جائے ——— اور اس تصور کو انہوں نے اپنی عبادت گاہ میں سجا دیا ہے یعنی ایک پتھر کے مجسمے کی شکل میں اور اس کے قدموں میں وہ انسانی زندگیوں کی قربانی دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اس عبادت گاہ کے قدموں میں ایک زبردست گہرا کنواں ہے' اور اس کنوئیں کے اندر نیچے پانی کے سوتے کھلے ہوئے ہیں یعنی ایک طویل رقبے میں اور اس میں ایک غار بھی ہے جو خشک غار ہے اور اس غار میں وہ رہتا ہے جسے وہ اپنا مقدس دیوتا مانتے ہیں اور وہاں کی داستانوں کے مطابق کہا جاتا ہے کہ اس مقدس دیوتا کی عمر ہزاروں سال ہے ——— یعنی اس وقت سے پہلے وہ وہاں موجود ہے جب گہرائیوں والے وہاں آباد ہی نہیں ہوئے تھے اور وہی ان کا

رہنما ہے اور کیونکہ اسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا بلکہ صرف محسوس کیا ہے اور وہ چیختا ہے اور طلب کرتا ہے انسانی زندگیوں کو ——— اور جب اسے خون اور انسانی جسموں کی بھینٹ دے دی جاتی ہے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے اور گہرائیوں میں رہنے والے اس کی برکتوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔"

"یہ بات تو سمجھ میں آ گئی کہ زمین کے دوسرے طبق میں ایک قوم آباد ہے' جو گہرائیوں والی کہلاتی ہے ——— لیکن تم نے تو کچھ اور بھی کہا تھا بزرگ خاتون ——— نادر نے کہا۔"

"ہاں تم واقعی وہ بات کر رہے ہو جو تمہیں کرنی چاہئے یعنی یہ کہ وہاں خزانے کا کیا تصور ملتا ہے تو سنو میرے دلیر نوجوانوں چھوٹے ہاتھی اور روشنی والے ——— بات یوں ہے کہ ان آبادیوں کے مقدس پیشوا صرف انسانوں کی بھینٹ ہی اپنے دیوتا پر نہیں چڑھاتے بلکہ وہ چمکنے والے روشن پتھر جو رات کی تاریکیوں میں دن کا منظر پیش کر دیتے ہیں اس دیوتا کی نذر کرتے ہیں اور ہوتا یوں ہے کہ اس کے ذریعے وہاں روشنی پھیل جاتی ہے اور یہ پتھر بہت بڑے بڑے اور بہت چھوٹے چھوٹے بھی ہوتے ہیں اور غالباً دریا کی تہہ سے نکالے جاتے ہیں ——— یا اس جگہ سے جہاں پانی بہتا ہے ——— کیونکہ پانی کی رگڑ انہیں مختلف شکلوں میں تراش دیتی ہے اور پھر وہاں کے لوگ اپنے دیوتا پر ان پتھروں کا چڑھاوا دینے کیلئے انہیں خشک ندیوں سے کھود کر نکالتے ہیں لیکن اس جگہ سے صرف وہاں کے مقدس پیشوا ہی واقف ہوتے ہیں ——— ان پتھروں کے ساتھ اور بھی مختلف پتھر نکلتے ہیں جن کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ ہر سال شہر کے منت اور مقدس پیشوا ان پتھروں کو نکالنے کی مہم سرانجام دیتے ہیں اور ان میں جو سب سے بڑا پتھر ہوتا ہے اس کو وہ اس لڑکی کے ماتھے پر باندھ دیتے ہیں جو دیوتا پر بھینٹ چڑھائی جانے والی ہوتی ہے ——— بعد میں اس لڑکی کو بھینٹ چڑھائے جانے سے کچھ دیر پہلے یہ پتھر اس کے ماتھے پر سے کھول کر ایک خفیہ مقام پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس خفیہ مقام میں یہ سارے پتھر جمع ہیں اور صدیوں سے جمع ہوتے چلے آ رہے ہیں ——— چنانچہ وہاں ان پتھروں کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے جس کا تصور بھی کرنا ممکن نہ ہو اور اس کے علاوہ اس بت کی آنکھیں بھی انہی پتھروں کی ہیں' جن کی وہ پوجا کرتے ہیں ——— اور روشنی والے وہاں یہ روایت مشہور ہے کہ زمانہ قدیم میں یہ دیوتا جو موت' اندھیرے اور شیطانی قوتوں کا دیوتا ہے اپنی ماں کو قتل کر کے دیوتا بنا تھا کیونکہ اس کی ماں ایک بہت بڑی جادوگرنی تھی لیکن امن کی دیوی کہلاتی تھی اور جس جگہ اس امن کی دیوی

کو قتل کیا گیا تھا اس جگہ سے اب یہ پتھر ملتے ہیں ---- اور وہاں سے ملنے والے یہ سرخ پتھر اس دیوتا کی ماں یعنی آمن کی دیوی کے خون اور نیلے پتھر اس کے آنسو ہیں اور یہ آنسو اس نے اپنے بیٹے کے سامنے رحم کی درخواست کرتے ہوئے بہائے تھے چنانچہ دیوی یعنی مقدس دیوتا کی ماں یہ سرخ پتھر جو اس کا خون ہے اصل میں اس دیوتا کو خوش کرنے کیلئے اس کی نذر کئے جاتے ہیں ---- اور اس وقت تک یہ پتھر اس کی نذر کئے جائیں گے جب تک کہ اس کی ماں دوسری زندگی نہ حاصل کرلے اور واپس آکر اس دیوتا کی قوتوں کا خاتمہ نہ کردے۔

کوہالہ کی آواز پراسرار ہوتی جا رہی تھی اور نادر اور فینٹ ایک عجیب تصور میں کھو گئے تھے ---- ان کا ذہن بھٹک گیا تھا اور انہیں اپنے وجود میں دھواں ہی دھواں محسوس ہو رہا تھا ---- اور یہ عجیب و غریب کیفیت ناقابل یقین تھی جیسے وہ محسوس کر رہے ہوں کہ وہ اس ماحول اس وادی میں پہنچ گئے ہیں اور سارا ماجرا ان کی نگاہوں کے سامنے ہو ---- اور بہت دیر تک وہ اس تصور میں کھوئے رہے جیسے ان پر جادو کر دیا گیا ہو ---- لیکن پھر نادر سنبھل گیا اور اس کی وجہ اس کی اپنی ذہنی قوتیں تھیں۔ وہ اس طلسم سے نکل آیا لیکن اس کے اثرات اس کی آواز سے ظاہر تھے اور اس کے ہونٹوں کی کپکپاہٹ اور ان پر پھیلی ہوئی ہلکی ہلکی مسکراہٹ اس بات کا اظہار کر رہی تھی کہ اس نے اس کہانی میں بہت زیادہ دلچسپی لی ہے۔ اس نے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کوہالہ کہ تم نے جو کہانی سنائی وہ بڑی ہی دلچسپ ہے اور شاید آج کی رات نے بھی اس دیوتا کی صورت اختیار کرلی ہے لیکن اگر یہ کہانی سچی ہے تو یہ حقیقت ہے کہ دنیا کی سب سے عجیب کہانی ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ ہم ان پتھروں کو حاصل کرنے کیلئے کیا عمل کرسکتے ہیں ---- اور جیسا کہ تم نے کہا ہے کہ یہ پتھر بھی اس شہر کے کسی حصے میں رکھے ہوئے ہیں لیکن کیا انہیں تلاش کرنا ممکن ہوگا ----؟" کوئی ایسی تدبیر ہے جو ان کے حصول کا ذریعہ بن سکے ----

"کیوں نہیں ----؟" میں تمہیں وہ راستے بتا دوں گی۔

"لیکن کب ---- کوہالہ کب بتاؤ گی تم ہمیں وہ راستے" جن کے ذریعے ہم ان چمکتے ہوئے پتھروں تک پہنچ سکیں۔ نادر نے بے چینی سے کہا۔"

"اس وقت جب تم مجھے میری آقا زادی کا ہاتھ تھما دو گے اور میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں ان راستوں تک پہنچا کر دم لوں گی جو زمین کی گہرائیوں میں اترتے ہیں اور پھر میں

تمہیں بتاؤں گی کہ وہاں تمہیں کیا کرنا ہے' لیکن ایسے نہیں' بات اس میں اعتماد کی ہے اور تم اپنے چہروں سے ایسے نہیں لگتے جو اعتماد کو دھوکا دیتے ہوں لیکن پھر بھی تم سمجھ لو کہ جب کسی کام کا صلہ دیا جاتا ہے تو کام کے بعد ہی دیا جاتا ہے۔"

"ٹھیک ہے لیکن ان خطرات کے پیش نظر جو اس کام کے لئے پیش آسکتے ہیں کچھ ایسا ہونا چاہئے کہ ہم بھی اس سلسلے میں غور کر سکیں۔ تم سمجھ رہی ہو نا ----؟"

"ہاں میں سمجھ رہی ہوں ---- اور اگر ایسا ہی ہے تو پھر آخری بات بھی سنو ---- میں اس وقت تک تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گی جب تک کہ میں تمہیں دوسرے طبق میں نہ پہنچا دوں ---- یہ میرا وعدہ ہے ---- اور اگر میں ایسا نہ کر پاؤں تو تم میری آقا زادی کے مالک ہوگے ---- اور یہ وعدہ میں تم سے کرتی ہوں میں تمہیں ان پتھروں کو حاصل کرنے کی ترکیب بتاؤں گی جو میں نے تمہیں ابھی نہیں بتائی جبکہ میرے دادا نے مجھے بتا دی تھی ---- لیکن اب اس سے زیادہ مجھ سے کچھ نہ کہنا' کیونکہ میرے بغیر شاید تم یہ پتھر حاصل نہ کر سکو گے ---- اور میرے بغیر کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس وقت تک تم نے اپنے وعدے پر عمل نہ کیا یعنی وہاں جانے سے پہلے تو تم کبھی وہاں تک نہ پہنچ پاؤ گے۔ پتھر حاصل کرنا تو درکنار' تم اس شہر کے راستے بھی تلاش نہ کرپاؤ گے ---- اور اگر راستے تلاش کر بھی لئے تو وہاں تک نہ پہنچ سکو گے چونکہ گہرائیوں والے بے حد طاقتور ہیں اور ان کے پاس اتنے افراد موجود ہیں کہ ان تک پہنچنا یا انہیں کوئی نقصان پہنچانا ممکن ہی نہ ہو ----

"لیکن اگر تم ہمارے ساتھ گئیں' تو تم وہاں جا کر کیا کرلو گی' کیا تم انہیں فریب دینے کی کوئی حس رکھتی ہو یا وہ عورت یا لڑکی جسے تم چاند کی بیٹی کہتی ہو۔ بھلا اس کا اس معاملے سے کیا تعلق ----!"

آہ یہی تو وہ باتیں ہیں' جو تمہیں ابھی نہیں بتائی جا سکتیں۔ لیکن اس وقت تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا جب تم میری آقا زادی کو رہا کرا لاؤ گے ---- اور سنو بہت ہو گئی ---- اب اس کے بعد میرے ہونٹوں پر مہر لگی رہے گی اور میں اس معاملے میں آگے کچھ نہیں بولوں گی ---- میں نے تم سے وعدہ کیا ہے' اور ایک بار پھر کہتی ہوں کہ ایک تدبیر ہے میرے ذہن میں اور تمہارے لئے فی الحال صرف اتنا ہی جان لینا کافی ہے بس اس سے زیادہ میرے لئے کچھ کہنا ممکن نہیں۔ ہاں اگر تمہیں میری یہ پیش کش منظور نہیں تو مجھے صاف صاف کہہ دو' میں کوشش کروں' کیوں کہ بات اب حد سے آگے بڑھ چکی ہے۔

اور میں نے وہ پیش کش کر دی ہے جو میرے پاس حرفِ آخر ہے۔
نادر نے پرخیال نگاہوں سے نینٹ کی طرف دیکھا اور اسے اندازہ ہو گیا کہ اس سے آگے اس عورت سے کچھ اور معلوم کرنا ممکن نہیں۔ البتہ یہ احساس ضرور کیا جا سکتا تھا کہ یہ عورت اندر سے بھی بہت گہری ہے اور رفتہ رفتہ کھل رہی ہے۔ ہو سکتا ہے اس کی اپنی ذات میں کوئی ایسا راز پوشیدہ ہو جس میں کچھ راز پنہاں ہوں۔ لیکن بہت کچھ سوچنے کے بعد نادر نے کہا۔

"ٹھیک ہے کوہالہ ہمیں یہ شرط منظور ہے۔ لیکن تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو کہ تمہاری آقا زادی بھی ہمارے اس منصوبے میں شریک ہو جائے گی۔ یعنی اسے تو کچھ خبر ہی نہیں ہے کہ تم ہم سے کیا وعدہ کر رہی ہو۔ اور ہم کیا شرائط طے کر رہے ہیں——!"

"بہت سی چیزوں کی ذمہ داری لی جا سکتی ہے اور اس کی ذمہ داری میں لیتی ہوں اور تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ اس کی طرف سے جو وعدہ کیا ہے میں نے وہ اس پر کاربند رہے گی اور سنو روشنی والے، تمہیں یہ کہانی سنا کر اور یہ معاہدہ کر کے میں نے ایک اور خطرہ بھی مول لے لیا ہے۔ چونکہ مجھے گہرائیوں تک تمہاری راہبری خود کرنی پڑے گی اور بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کوئی وہاں پہنچ سکا ہو۔ کیا تم یقین کرو گے اس کہانی پر——کہ بہت سے لوگ وہاں پہنچنے کی کوششوں میں ناکام رہے ہیں۔ لیکن میں تمہیں وہاں لے جا سکتی ہوں اور براہ کرم یہ سوال نہ کرنا کہ میں ایسا کیسے کر سکتی ہوں——اور ہو سکتا ہے میں نے جو تمہیں اپنے بارے میں بتایا ہے اس میں کوئی ایسا نکتہ پوشیدہ ہو۔ ہاں اگر میرے بارے میں شک ہو کہ میں اپنے وعدے سے منحرف ہو رہی ہوں اور یہ لالچ دے کر تمہیں غلط راستوں پر ڈال رہی ہوں تو اس کا حق تمہیں حاصل ہو گا کہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ دیکھو میں اپنی جان خطرے میں ڈال رہی ہوں، کیونکہ مجھے میری آقا زادی جسے میں نے بچپن سے اپنی آغوش میں پروان چڑھایا ہے دنیا کی ہر شے سے زیادہ عزیز ہے——اور اگر میری زندگی ہزار بار اس پر قربان ہو جائے تو میں اس کے لئے تیار ہوں——اور تم یہ بھی سوچ سکتے ہو کہ اگر اتنی ہی محبت تھی مجھے اپنی آقا زادی سے، تو میں نے اس کے باپ یعنی ڈاکٹر آرتھر کو اس خزانے کے بارے میں کیوں نہ بتایا——تو اس کی وجہ تم خود اپنے طور پر اگر اپنی عقل استعمال کرو تو سمجھ سکتے ہو۔ میں نے انہیں ہلاکت میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔ جبکہ تم دولت کے خواہشمند ہو——اور ڈاکٹر آرتھر اپنے طور پر اتنی دولت پیدا کر سکتا تھا کہ اپنی اور اپنی بچی کی زندگی کی حفاظت کرے۔

نینٹ نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔
"میرا خیال ہے عظیم آقا کہ ہمیں کوہالہ سے مکمل اتفاق کر لینا چاہئے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہم خود بھی اپنی زندگی کی بازی لگا کر اس مشن پر نکلے ہیں۔ اور اب تو یہ مشن صرف تمہارا نہیں بلکہ یوں سمجھو کہ میرا ہے اور اگر تم تسلیم نہ کرو تو مجھے افسوس نہیں ہو گا کہ وہ جو اس دنیا سے رخصت ہو گیا ہے جب ایک خواہش اپنے دل میں رکھتا تھا تو میں نے وہ خواہش اس کے وجود سے سمیٹ کر اپنے سینے میں بسا لی ہے یعنی تمہیں اور اسے وہ سب کچھ حاصل کرنے میں مدد دینا، جس کا وہ خواہشمند تھا، میں جانتا ہوں اس سے اس کی روح کو خوشی ہو گی——اور میں اسے خوش کرنا چاہتا ہوں۔

نینٹ کی باتوں پر نادر کی آنکھوں میں آنسو نکل آئے، اسے اپنا بھائی بری طرح یاد آ گیا تھا——لیکن اس نے فوراً ہی خود کو سنبھالا۔ یہ لمحات جذبات میں ڈوبنے کے نہیں تھے، تب اس نے کوہالہ سے کہا۔

"کوہالہ ہمیں تمہاری تمام شرائط منظور ہیں اور ہم پوری ہمت اور محنت کے ساتھ تمہاری آقا زادی کو فورناڈو کے قبضے سے نکالنے کی کوشش کریں گے——"

"آہ اگر میری آقا زادی مجھے مل جاتی ہے تو تم یہ سمجھ لو کہ اس کائنات میں مجھے کسی اور شے کی ضرورت باقی نہیں رہتی——اور اس کے بعد یہ کائنات میں تم پر نثار کر دوں گی۔ یعنی وہ جو میں کر سکتی ہوں۔ لیکن اس کے لئے ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ ہمیں اپنے سفر کا آغاز کر دینا چاہئے تاکہ ہم جس طرح بھی ممکن ہو سکے، اس وقت سے پہلے سفید بھیڑیئے تک پہنچ جائیں کہ کہیں وہ آقا زادی کو کسی اور کے ہاتھوں تک نہ پہنچا دے——سو اس کے لئے تمہیں جلد از اپنے سفر کا آغاز کر دینا چاہئے۔

"تھوڑی سی تیاریاں درکار ہیں اور بس اس کے بعد توں یوں سمجھ کوہالہ، کہ ہم برق رفتاری سے اپنی منزل کی جانب روانہ ہو جائیں گے کیونکہ ایک سمت کا یقین ہے، یعنی دریا کے چڑھاؤ پر اور کسی بھی جگہ وہاں اس کی موجودگی کا امکان——"

جیسے ہی تنہائی میں موقع ملا۔ نادر نے نینٹ سے کہا۔
"نینٹ اس عورت کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے——!"
"بڑی عقل والے تم ہو میرے دوست۔ نینٹ کی عقل اس کے قد و قامت کے مطابق نہیں ہے۔ بس وہ کچھ سوچتا ہے اور کبھی کبھی یوں بھی سوچتا ہے کہ وہ اتنا ذہین نہیں ہے جتنے تم——لیکن اگر تم مجھے اجازت دو تو میں ایک بات تم سے کہوں۔

"ہاں وہی بات میں تم سے سننا چاہتا ہوں۔"

"عورت یعنی کوہالہ' یعنی یہ جو ہمیں ملی ہے اور جو اپنی آقا زادی پر نثار ہونے کا دعویٰ کرتی ہے' جہاں تک میرا خیال ہے عظیم آقا۔ وہ اپنی آقا زادی کے بارے میں تو سچ کہہ رہی ہے۔ لیکن شاید اپنے بارے میں اس نے کچھ فاصلے رکھے ہیں۔

"مثلاً"—— ! نادر نے پوچھا؟"

"مثلاً" یہ میرے آقا کہ وہ خود کو لوکائیہ قبیلے کی فرد کہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہیں سے اس کا تعلق اسی علاقے سے ہو جس کے بارے میں وہ اتنے یقینی انداز میں ہمیں بتا رہی ہے۔

البتہ یہ بات تو ہم جانتے ہیں کہ اس کی کہانی میں سچ ہے اور اگر وہ واقعی اپنی آقا زادی کے حصول کے لئے اتنی ہی بے قرار ہے' تو آخری عمل جو ہم اس سے کراتے ہیں وہ یہ کہ' اسے اس کی آقا زادی کی قسم دیں اور اس سے معلوم کریں کہ کہیں وہ ہمیں خزانے کے حصول کے لئے دھوکا تو نہیں دے رہی—— اور جو کچھ اس نے کہا وہ سچ ہی ہے اور اس کے بعد عظیم آقا ہمیں زیادہ مشکل کا شکار نہیں ہونا چاہئے' کہ یہ ہو گا اور وہ نہیں ہو گا' ویسے بھی ہمارے سامنے کسی عظیم دولت کی پہلی کہانی آئی ہے اور ہمارے علم میں اور کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں سے ہم اپنے مقصد کا حوصلہ پا سکیں' میرے خیال میں اس کے بعد ہر تردد چھوڑ دیا جائے اور اپنے دل و دماغ کو حاضر کر کے اس کوشش کا آغاز کر دیا جائے——

اور بات نادر کی سمجھ میں بالکل آ گئی تھی اس کے علاوہ اور کوئی بات ہی نہیں تھی۔

پھر تیاریاں کی گئیں اور نادر بھی ان تیاریوں میں مصروف تھا۔ بندوق کی صفائی' کارتوس کی حفاظت اور اس کے بعد کھانے پینے کا انتظام' ایسے برتن جو ساتھ لئے جا سکیں' اور ضرورت پر کام آئیں لیکن وزن نہ بنے اور انہیں اس مضبوطی سے اپنے آپ پر منتقل کر لیا جائے جو سفر میں رکاوٹ نہ بنیں۔

ایسے کاموں میں تو نینٹ ماہر تھا اور کوہالہ بھی یہ تیاریاں دیکھ رہی تھی—— لیکن روانہ ہونے سے پہلے نینٹ نے اپنے اصولوں کے مطابق پتھروں سے ایک مقدس نشان بنایا—— اور کوہالہ اس نشان کو دیکھ رہی تھی۔ یہ افریقہ کے تمام قبائیلیوں میں ایک مقدس نشان سمجھا جاتا تھا اور شروکا نے ہمیشہ ہی اس کی پوجا کی تھی اور اس کا احترام کیا تھا—— اور یہی کیفیت کوہالہ کے چہرے پر نظر آئی۔ وہ اس نشان کے سامنے دو زانو ہو

گئی۔ اور اس نے نینٹ سے کہا۔

"ہاں یہ تو نے اچھا کیا—— روشنی والا تو شاید یہ بات نہیں جانتا لیکن افریقہ میں رہنے والے ہر شخص کو اس بات کا علم ہے کہ جب بھی کسی مشکل اور اہم کام کا آغاز کیا جاتا ہے ہم اپنے مقدس دیوتاؤں سے مدد مانگتے ہیں اور میں تیرے ساتھ شریک ہوں۔"

پھر دونوں وہیں بیٹھ گئے اور نادر دور سے انہیں دیکھتا رہا۔ ایسے موقعوں پر اسے نینٹ اجنبی لگتا تھا اور یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ کسی انوکھی نسل کا باشندہ ہے۔

وہ دیکھتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد وہ اس کام سے فارغ ہوئے تو نینٹ نے نادر کو اپنے پاس بلایا اور بولا۔

"عظیم آقا ہم یقیناً ایک ایسی مہم پر جا رہے ہیں جو بڑی اہمیت کی حامل ہے اور ہم نے دیوتاؤں کی مدد مانگی ہے اور ہمارا اعتبار ہوتا ہے کہ اس کے بعد ناکامیاں ہم سے دور رہتی ہیں اور دیوتا مدد کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اگر تمہاری اجازت ہو تو میں کوہالہ سے بھی کچھ کہوں——"

کوہالہ نے چونک کر نینٹ کو دیکھا اور نادر نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر تو کچھ کہنا چاہتا ہے کوہالہ سے تو میری طرف سے اس کی اجازت ہے۔"

"کوہالہ اس مقدس نشان کے سامنے قسم کھا کر یہ بات کہہ کہ کیا تو درحقیقت اس خزانے کے بارے میں جو کچھ بتا رہی ہے وہ سچ ہے—— اور کیا یہ حقیقت ہے کہ تیری آقا زادی ٹورناڈو نامی کسی شخص کے قبضے میں ہے——؟"

"ہاں یہ حقیقت اور سچائی ہے—— اور میں قسم کھاتی ہوں—— کوہالہ نے کہا اور اس کے بعد سارا مسئلہ ختم ہو گیا۔ نینٹ نے حتمی لہجے میں کہا۔

"بس اس سے زیادہ اور کچھ مت پوچھنا عظیم آقا۔ اور ہمیں اپنے سفر کا آغاز کر دینا چاہئے۔"

اعتماد اور اطمینان کے ساتھ اس سفر کے لئے پہلا قدم اٹھا دیا گیا۔

○

نادر بذات خود ایک سنجیدہ مزاج نوجوان تھا۔ اچھی شخصیت کی بنا پر اسے ہمیشہ پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ یہ سنجیدگی شاید بچپن کے کسی دور میں اس پر نہ ہو۔ لیکن بعد میں اسے جن حالات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس نے اسے سکھایا تھا کہ دنیا بہت مشکل اور سخت جگہ ہے۔ اور اس میں گزارا کرنے کے لئے فطرت کی شوخی اور کھلنڈرا پن ہی نہیں آتا بلکہ فطرت میں ایک ٹھہراؤ پیدا کرنا ہوتا ہے۔ لیکن اس سفر کے لئے پہلا قدم اٹھاتے ہوئے ذہن و دل میں جو جذبات کا طوفان تھا۔ اس نے نادر کی فطرت میں یکایک تبدیل پیدا کر دی تھی۔ اور یہ احساس اس کے دل میں ابھرا تھا کہ ایک پرعزم عمل ہی اسے کامیابی سے روشناس کرا سکتا ہے۔ اور دل و دماغ پر اگر دکھوں کی کیفیت طاری کی جائے تو شاید کام نہ بن سکے۔ فطرت میں شوخی کا ایک عنصر بھی لاتا ہو گا۔ چونکہ شوخی' بے باکی' بہادری کو جنم دیتی ہے۔ اس لئے اب اس نے اپنی ذات سے اداسی کا غلاف اتار پھینکا۔ اس دولت کے حصول کے مقصد میں اپنے لئے عیش کی زندگی حاصل کرنے کا کوئی مقصد نہیں تھا۔ بلکہ ایک مشن تھا۔ ایک مقدس مشن۔ جس کی تکمیل کے لئے زندگی ایک حقیقت چیز ہے۔ تھوڑا سا سفر طے کیا۔ پھر چاند افق سے ابھر آیا۔ اور وہ آگے بڑھتے رہے۔ صحرائے اعظم کے اس پراسرار ماحول نے ہر شے پر اپنا تسلط جما لیا تھا۔ اور طے یہ کیا گیا کہ جب تک چاندنی راتیں ہیں وہ راتوں کو سفر کریں گے۔ اور اس سے انہیں ایک فائدہ ہو گا کہ افریقہ کی بھون ڈالنے والی دھوپ اور پگھلا دینے والی گرمی سے محفوظ رہیں گے۔ دوسری بات یہ ہو گی کہ ان کا یہ سفر ایک راز ہی ہو گا۔ اور ان کے ارادوں کی خبر سفید بھیڑیئے تک نہیں پہنچ سکے گی۔ جس نے یقینی طور پر ان جنگلوں میں ایسے انتظامات کر رکھے ہوں گے جن سے اسے اس کے دشمنوں کی نقل و حرکت کا پتا لگتا رہے۔ کیونکہ بہرطور وہ افریقی قبائلیوں سے بھی خوفزدہ ہو گا۔ اس لئے یہ احتیاط لازمی تھی۔ اور یہ بھی طے کیا گیا تھا کہ دن کی روشنی میں وہ پورا دن آرام کریں گے۔ کسی ایسی جگہ جہاں دوسرے انہیں نہ دیکھ سکیں۔ اور اس بات سے کوہالہ نے بھی اتفاق کیا تھا۔ یوں وہ تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگے اور اس کے

بعد ساری رات ایک تیز رفتار سفر جاری رہا۔ کیونکہ اس وقت نہ انہیں تھکن تھی۔ اور نہ ہی وہ کسی بھی شکل میں پریشانی کا شکار ہو رہے تھے۔ تقریباً" چھ دن تک وہ لوگ راتوں کو سفر کرتے رہے۔ راہ میں لاتعداد مشکلات سامنے آئیں شروکا نے اپنے اس اکلوتے بیٹے کی جس طرح سے تربیت کی تھی' اس میں اسے افریقہ سے لاعلم نہیں رکھا گیا تھا۔ یعنی اس کے مادر وطن سے۔ اپنی ماں کی یادداشت کے سہارے نینٹ بہت سے ایسے مرحلوں سے گزر جاتا۔ اور پھر معاون کوہالہ بھی تھی۔ تو بلند وبالا پہاڑ' خطرناک ڈھلان' ابلتی ہوئی دلدلیں اور ندی نالے' جنہیں تیر کر عبور کیا جاتا تھا۔ اور ایسے ایسے کہ بس کچھ سمجھ میں نہ آئے۔ خطرناک' تیز دھارے' لیکن انہوں نے اس دھارے کو بھی عبور کیا۔ اور عورت کی حفاظت بھی کی۔ کئی جگہ تو یوں ہوا کہ نینٹ نے کوہالہ کو اپنی پشت پر بٹھایا۔ اور تیر کر ندی پار کی۔ نادر کو اس نے ایک بار بھی کسی پریشانی کا موقعہ نہیں دیا تھا لیکن خود بھی نینٹ کو سہارا دیتا تھا۔ اس طرح وہ تینوں آگے بڑھتے رہے۔ دوسری الجھنیں بھی تھیں۔ کبھی تو انہیں افراط سے شکار مل جاتا۔ اور کبھی فاقے بھی کرنے پڑتے۔ لیکن فاقوں کی نوبت کم ہی آتی تھی۔ کیونکہ افریقہ کا یہ حصہ اجاڑ اور غیر آباد نہیں تھا۔ اکثر کرال اور چھوٹی بستیاں راستے میں پڑے' جہاں سے وہ اپنی ضرورت کی اشیاء حاصل کر لیتے۔ اور اس کے عوض کھالیں' دے دیا کرتے تھے۔ جو افریقہ کی ان آبادیوں کی ضرورت تھی اور یہ کھالیں راستے کے شکار سے حاصل ہوتی تھیں۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ کوہالہ کے بارے میں ان کا خیال غلط نکلا تھا۔ کہ ایک عورت کی ہمراہی میں انہیں دقتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن کوہالہ نے ایک بار بھی ان سے پیچھے اپنے قدم نہیں رکھے تھے۔ شاید یہ اس کا اندرونی جوش اور جذبہ تھا۔ اور اپنی آقا زادی کو جلد چھڑانے کی دھن' جس کی اس نے قسم کھائی تھی۔ اور اکثر وہ ان سے بھی تیز رفتار ہو جاتی تھی۔ پھر سفر کی آٹھویں رات' انہوں نے ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر قیام کیا۔ چاند ڈوب گیا تھا اور اندھیرے میں سفر کو جاری رکھنا ممکن نہیں تھا' اس کے علاوہ مسلسل سفر سے کچھ تھکن بھی ہو گئی تھی۔ اور اس جگہ ہوا سرد تھی۔ اس لئے تینوں نے اپنے آپ کو خوب اچھی طرح کھالوں میں لپیٹ رکھا تھا۔ اور جھاڑیوں کی اوٹ میں پڑ کر سو رہے۔

صبح کو جب نادر جاگا تو نینٹ کسی اندرونی جوش میں مبتلا تھا۔ اس نے کہا۔

"عظیم آقا۔ دیکھو ہم کیسے سیدھے راستے سے آئے ہیں۔ وہ دیکھو۔ نیچے بڑا دریا ہے۔ اور دائیں طرف سمندر۔ انہوں نے پہاڑ کی چوٹی پر سے نیچے نظر کی' اور دیکھا کہ کچھ فاصلے

پر جھاڑیوں کے ایک میدان کے انتہائی سرے پر سنگانیہ کی وہ شاخ سمندر سے ملتی نظر آ رہی ہے۔ جھاڑیوں کا یہ وسیع و عریض میدان آگے بڑھ کر دلدل میں تبدیل ہوتا جا رہا تھا۔ وہ سنگانیہ کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ اس کی سطح پر دھند منڈلا رہی تھی اور دور مشرق کی طرف سمندر تھا۔ جس میں موجیں اٹھ رہی تھیں۔ اور ان موجوں کے پیچھے سے افریقہ کا سرخ سورج طلوع ہو رہا تھا۔ فینٹ نے کہا۔

"اور عظیم آقا۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ وہ پہاڑ جو اس وقت دھند میں لپٹا ہوا ہے، کچھ گھنٹوں کی مسافت کے بعد دریا کے کنارے پر جھکتا چلا گیا ہے۔ اور ہمیں اسی طرف جانا ہے۔ کیونکہ پہاڑوں کے دوسری طرف آگے کا راستہ ہے۔ عظیم آقا جہاں تک میرا خیال ہے، اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہ ہو گی۔ جہاں سفید بھیڑیا اپنے لئے رہائش گاہ بنا سکے۔ تم سمجھ رہے ہو ناں، میرے دوست۔ سمندر کے راستے وہ لوگ آتے جاتے ہوں گے۔ اور اسی راستے سے وہ دریا میں داخل ہو جاتے ہوں گے۔ جو غلاموں کے خریدوفروخت کے شوقین ہوتے ہیں۔" نادر نے حیرت بھری نگاہوں سے فینٹ کو دیکھا اور بولا۔

"تو اتنا ذہین ہے فینٹ، میں نے یہ نہیں سوچا تھا۔ تو، تو نہایت ہی مناسب فیصلے کرتا ہے۔"

"آقا۔ اس کی وجہ یہ ہے، کہ میں افریقی ہونے کے باوجود تمہاری دنیا میں زندگی گزار چکا ہوں۔ گویا میری دوہری شخصیت ہے۔"

"ہاں۔ مجھے اس کا اندازہ ہے۔" اور اس بات کی تصدیق کوہالہ نے بھی کی۔ یہاں دوپہر تک وہ آرام کرتے رہے۔ اور اس کے بعد شام گذاری۔ پھر چاند طلوع ہونے سے پہلے انہوں نے سفر کا آغاز کیا۔ اور برق رفتاری سے کیا۔ چونکہ اتنے آرام کے بعد وہ تازہ دم تھے۔ اور چاند طلوع ہونے سے پہلے وہ پہاڑ کے جھکے ہوئے سر اور دریا کے کنارے پر کھڑے تھے۔ اور انہیں چاند کے طلوع ہونے کا انتظار تھا۔ کھانے پینے کی اشیاء معدے میں اتارنے کے بعد جب وہ فارغ ہوئے تو انہوں نے ایک عجیب ویران اور ہولناک منظر دیکھا۔ جسے چاندنی نے اجاگر کر دیا تھا۔ پہاڑ کے اس جھکاؤ کے بعد سلسلہ کوہ تھا۔ جسے دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ افق سے جا ملا ہے۔ لیکن اس طرف پہاڑ بلند ہونے کی بجائے بتدریج نیچے ہوتے چلے گئے تھے۔ اور قدرت کے بنائے ہوئے اس چٹانی قلعے میں دریا بہہ رہا تھا۔ جس میں جگہ جگہ، چھوٹے چھوٹے اور شاداب جزیرے بکھرے ہوئے تھے۔ دریا اور کوہ کے

درمیان زبردست دلدلیں پھیلی ہوئی تھیں۔ جن میں سے کچھ دلدلوں میں سے ہلکا ہلکا سا دھواں بلند ہو رہا تھا۔ گویا ان کے نیچے گندھک کی چٹانیں تھیں۔ اور کہیں کہیں دریا اور پہاڑوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا۔ اور کہیں یہ فاصلہ ناقابل یقین حد تک اور ان جگہوں پر دلدلیں ہی دلدلیں تھیں۔ جن میں سخت دلدلوں میں چھوٹے درختوں کے نرسل اگے ہوئے تھے۔ لیکن فضا میں ایک ایسی بو پھیلی ہوئی تھی۔ جو گندھک اور پانی کی نمی سے سڑ جانے والی زمین کی ملی جلی بدبو تھی۔ اس مقام کی ویرانی اور ہولناک منظر دیکھ کر دل حرکت کرنا بند کر سکتے تھے۔ اور یہ احساس کہ ان دلدلوں میں سفر کرنا تو درکنار، انہیں دیکھ کر ہی انسانی جسم میں سانس رک جائے۔ لیکن اس کے باوجود ان دلدلوں پر بھی زندگی کے آثار نظر آ رہے تھے۔ آبی پرندوں کی ڈاریں اپنی غذا حاصل کرنے کے لئے ان دلدلوں کی طرف آتیں، اور ان بدبو دار دلدلوں کی گاڑھی اور کالی کیچڑ میں مگرمچھ اور گھڑیال کروٹیں بدلتے۔ اور دریائی گھوڑے اچھل کود کرتے نظر آ رہے تھے۔ بگلے شور مچا رہے تھے۔ اور نرسلوں کی جڑوں میں پانی کے گھڑوں اور دھنسی ہوئی دلدلوں کے کھڈوں سے مینڈکوں کی مسلسل ٹرٹراہٹ سنائی دے رہی تھی۔ اور فینٹ نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"مقدس دیوتاؤں کی قسم! عظیم آقا۔ میرا دل کہتا ہے کہ راستہ انہی دلدلوں کے درمیان سے گزرتا ہے۔ اور ہمیں ان کے ٹھکانوں تک پہنچنے کے لئے انہی میں سفر کرنا پڑے گا۔"

"مگر دلدلوں پر سفر کیسے کیا جا سکتا ہے؟"

"دیکھنا ہو گا عظیم آقا۔ تم یوں کرو کہ یہاں قیام کرو۔ اور راستے کی تلاش اپنے اس بیکار انسان پر چھوڑ دو۔"

"مطلب۔۔۔۔؟" نادر نے سوال کیا۔

"اگر یہ راستہ انہی دلدلوں سے گزرتا ہے تو میں اسے تلاش کر لوں گا۔ آخر سفید بھیڑیا بھی تو ان راستوں سے گزرتا ہو گا۔ اور ہمیں اس کا علم بھی ہو جائے گا۔ کہ ہم صحیح راستے پر پہنچے ہیں یا نہیں۔"

"لیکن فینٹ، تم جانتے ہو کہ مجھے تمہاری کس قدر ضرورت ہے۔ تمہیں اپنی زندگی کی حفاظت بھی کرنا ہو گی۔"

"کیوں نہیں عظیم آقا۔ میں اس وقت مرنا چاہتا ہوں جب تمہارا مقصد پورا ہو جائے۔ تاکہ جب میری روح عالم بالا میں پہنچے اور مجھے وہ محبت کرنے والا انسان ملے تو میں اسے یہ

تو بتا سکوں کہ اس کے مقصد کی تکمیل کے لئے میں نے بھی اپنے مالک کا حق ادا کیا ہے۔ اور یہ الفاظ نادر کے لئے بڑے قیمتی تھے۔ لیکن کوہالہ نے کہا۔ "دیوتا کا ہم شکل پوشیدہ قوتیں رکھتا ہے اور ــــــ"

"بہتر یہ ہو گا کہ اسے اس کا کام کرنے دیا جائے۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ فینٹ اپنی جگہ سے اترا۔ اور شکاری کتے کی طرح جھاڑیوں میں گھس گیا۔ وہ کبھی نظر آتا اور کبھی گم ہو جاتا۔ ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی میں اور دوسری جھاڑی میں سے تیسری جھاڑی میں۔ لیکن پھر اچانک ہی اس کی آواز سنائی دی۔ اور اس نے کوئی چیز فضا میں لہرائی۔ وہ لوگ صحیح طور پر تو دیکھ نہیں پائے تھے۔ لیکن فینٹ دوڑتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"یہ دیکھو۔ یہ دیکھو عظیم آقا۔ بالآخر میں نے راستہ تلاش کر ہی لیا۔ آہ میری نگاہوں نے دور تک دیکھا ہے۔ دلدل پر گھوڑوں کے قدموں کے نشانات ہیں۔ گویا اگر گھوڑے یہاں سے گزر سکتے ہیں۔ اور وہ بھی انسانوں کو اپنے جسم پر بٹھا کر تو اس کا مطلب ہے کہ ہم بھی گزر سکتے ہیں۔ ہم گھوڑوں سے زیادہ وزن دار تو نہیں ہیں۔"

"یہ کیا ہے ــــــ؟"

"کچھ کپڑے ہیں اور جس جگہ سے میں نے یہ کپڑے اٹھائے ہیں آقا' وہاں دو انسانی جسموں کے پنجر بھی پڑے ہوئے ہیں جو ابھی پوری طرح گوشت سے عاری نہیں ہوئے۔ کپڑے انہی کے پاس تھے۔"

"آہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہی اس درندے کی گزرگاہ ہے۔"

"نشانات صاف بتاتے ہیں عظیم آقا' کہ وہ انہیں گزرگاہوں سے اپنی منزل کی جانب جاتا ہے"۔ پھر ان لوگوں نے وہاں سے قدم بڑھا دیئے۔ اور پہاڑ سے نیچے اترنے کے بعد اس راستے پر چل پڑے۔ اور یہ راستہ کیا تھا۔ بس یوں محسوس ہوتا تھا' جیسے جہنم اسی سمت سے گزرنے کے بعد آتا ہے۔ جگہ جگہ جھاڑیوں کی بیلیں زمین پر لپٹی ہوئی تھیں اور ان کی ٹہنیاں دلدلوں پر بچھی ہوئی تھیں۔ اس طرح وہ دلدلوں سے گزرنے لگے۔ اور وہ انسانی ڈھانچے' جو فینٹ نے دیکھے تھے ان کی نگاہوں سے بھی گزرے۔ کوہالہ نے کہا۔

"انہیں مرے ہوئے زیادہ دن نہیں ہوئے۔ ان کے جسم کا گوشت مکمل طور پر خشک نہیں ہوا۔ اور دلدلوں کی نمی نے انہیں زیادہ بہتر طریقے سے رکھا ہے۔ لیکن یہ سفید بھیڑیے کی نشانیاں ہیں۔ اور ہمیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ وہ آگے بڑھتے رہے۔ اور دو گھنٹے تک یہ سفر جاری رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے۔ جہاں راستہ پانی کے

کنارے تک پہنچ کر ختم ہو گیا تھا۔ اور یہاں رک کر انہیں سوچنے پر مجبور ہونا پڑا۔ جگہ جگہ اونچی اونچی جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔ اور یہ باعث تشویش بات تھی کہ آگے کا راستہ دلدلی نہیں تھا۔ اور وہاں پانی صاف نظر آ رہا تھا۔ اور اکثر ایسا ہوتا کہ اگر وہ کنارے تک پہنچے تو کمزور دلدل ان کے پیروں کے نیچے سے نکل جاتی۔ لیکن یہاں غور کرنے کا مقام تھا۔ سو وہ رک گئے۔ اور فینٹ پر تشویش انداز میں اپنا رخسار کھجانے لگا۔ پھر وہ ایک بار اور مصروفیت عمل ہو گیا۔ جھاڑیوں کے جھنڈ جن کے درمیان حشرات الارض بکھرے ہوئے تھے۔ فینٹ کی تلاش کا مرکز تھے۔ اور وہ جھاڑیوں میں گھستا پھر رہا تھا۔ لیکن ایک بار پھر اس کی زوردار چیخ سنائی دی۔ اور دونوں یعنی' نادر اور کوہالہ یہی سمجھے کہ فینٹ کی زندگی کو کوئی حادثہ پیش آ گیا۔ لیکن پراسرار قوتوں کا مالک اس وقت ان کے لئے ایک ایسا راہبر ثابت ہو رہا تھا کہ وہ سوچتے تھے کہ کوئی بھی اگر یہاں ہوتا تو فینٹ کے برابر باعمل نہ ہوتا۔ وہ خوشی سے دوڑتا ہوا قریب آیا تھا۔ اور اس نے کہا۔

"آہ۔ ان میں سے ہر جھاڑیوں کے پیچھے انسانی ڈھانچے پڑے ہوئے ہیں۔" لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی کشتیاں بھی ہیں عظیم آقا۔ اب اس بات میں ذرا برابر شبہ نہیں رہا ہے۔ اور ہم اس موضوع پر کوئی بات ہی نہیں کریں گے کہ سفید بھیڑیئے کا راستہ یہی ہے اور ہم صحیح منزل کی جانب جا رہے ہیں۔ آؤ ذرا میرے ساتھ آؤ۔ دیکھو میں تمہیں کیا دکھاتا ہوں۔" انہوں نے دیکھا کہ جھاڑیوں کے درمیان واقعی چھوٹی چھوٹی کشتیاں بوسیدہ حالت میں پڑی ہیں۔ ان میں سے کچھ بہتر حالت میں بھی تھیں۔ فینٹ نے کہا۔

"اور وہ بڑی کشتیاں جو اس کے اپنے استعمال میں ہوتی ہوں گی' وہ اپنے ساتھ لے گیا۔ اس کا مقصد ہے کہ وہ اپنے ٹھکانے کی جانب گیا ہے۔ اور یہ چھوٹی کشتیاں عارضی استعمال کے لئے ہوتی ہوں گی یا انہیں ناکارہ سمجھ کر چھوڑ دیا گیا ہے۔ لیکن عظیم آقا' ذرا دیکھو۔ دیکھو' نادر میرے دوست' ان میں سے کئی کشتیاں ایسی ہیں جو قابل استعمال ہو سکتی ہیں۔" اور ان لوگوں نے جائزہ لیا اور غور کیا تو نرسلوں کے بیچ میں انہیں ایک چھوٹا سا میدان نظر آیا۔ اور اس میدان میں کئی انسانی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور ان کے پنجر دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا' کہ ان میں چھوٹے بچوں کی لاشیں بھی ہیں۔ یہ قابل عبرت منظر تھا۔ کوہالہ نے غمناک لہجے میں کہا ــــــ

"اور وہ بدبخت' جنہیں اپنی ضرورت کے مطابق نہ پاتا ہو گا' انہیں یہیں مرنے کے لئے چھوڑ دیتا ہو گا۔ یا پھر ان کی گردنوں پر چھری پھیر کر انہیں یہاں پھینک دیا کرتا ہو گا۔

آہ کیا ہی عجیب و غریب انسان ہے اور یہ دیکھو' بہت سے انسانی پنجر سوکھ کر چٹکنے لگے ہیں۔
بہرحال وہاں کا جائزہ بھرپور طریقے سے لینے کے بعد یہ اندازہ ہو گیا کہ سفید بھیڑیا درندوں
سے زیادہ وحشی ہے۔ اور یقینی طور پر یہیں سے وہ اپنے آگے کے سفر کا آغاز کرتا ہے۔ کم
بخت نے کیا ہی مضبوط اور عجیب جگہ بنائی تھی اپنے قیام کے لئے۔ اور نجانے کس دل و
دماغ کا مالک تھا وہ۔ انسان اگر اس انداز میں اپنے لئے زندگی کے راستے منتخب کر لے تو
ناقابل یقین سی بات ہوتی ہے' کہ ان کا انداز فکر آخر کیا ہے۔ اور وہ کیوں اس طرح سے
کرتے ہیں۔ وہ کہاں سے کہاں تک جانا چاہتے ہیں۔ لیکن بہرحال یہ ساری باتیں سوچنے کے
لئے نہیں ہوتیں۔ برائی کا بھی ایک مرکز ہوتا ہے۔ اور یہ مرکز کسی نہ کسی شکل میں ہوتا
ہے۔ پھر وہ اس کشتی کی جانب متوجہ ہو گئے جو انتہائی بہتر حالت میں تھی۔ اور اندازہ یہ ہو
رہا تھا کہ اس کے ذریعے تھوڑا بہت سفر کیا جا سکتا ہے۔ اس دہشت ناک منظر نے ان
لوگوں پر ایسی کیفیت طاری کر دی تھی کہ وہ سب کے سب خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ نادر
کے دل میں غم و غصے کا طوفان اٹھ رہا تھا۔ اب بات صرف اس ایک عورت کی رہائی کی
نہیں تھی جس کا نام اس کی مالکہ نے چاند زادی لیا تھا۔ اور وہ میشل کہلاتی تھی۔ بلکہ اس
خوفناک انسان سے دل و دماغ میں نفرت کا اتنا بڑا احساس ہو رہا تھا کہ دل چاہتا تھا کہ اسے
تلاش کر کے اس کے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ وہ اس ظالم کو جو بے گناہوں کا خون بہایا
کرتا ہے۔ جلد از جلد اس دنیا سے دور کر دینا چاہتا تھا۔ بہرحال فیصلہ یہ کیا گیا کہ یہاں قیام
کیا جائے۔ اور اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں کہ مکمل طور سے جائزہ لے کر
بالآخر انہی کشتیوں میں سے کسی ایک کشتی کا انتخاب کیا جائے۔ اور یہ کشتی جو انہوں نے
منتخب کی تھی' نہایت ہی بہتر حالت میں تھی اور اس کیفیت میں کہ اسے سفر کے لئے استعمال
کیا جا سکے۔ لیکن فیصلہ یہی کیا گیا کہ ابھی یہاں قیام کیا جائے اور لاشوں اور ہڈیوں کے انبار
کے پاس بیٹھ کر انہوں نے اپنی زندگی کی ضروریات پوری کیں۔ کھایا پیا۔ ان کے دائیں
بائیں اور آگے پیچھے ہڈیوں کے پنجر پڑے ہوئے تھے۔ اور ہر لاش اور ہر ہڈی بے انتقام
تھی۔ گویا زبان حال سے کہہ رہی ہو کہ ہمارا بدلہ لیا جائے۔ ہم بھی کبھی انسان تھے۔ اس
دنیا کے جیتے جاگتے انسان۔ ہم ننھے سے معصوم بچوں کی شکل میں پیدا ہوئے تھے۔ ہم نے
بھی اپنی ماں کی آغوش میں آنکھیں کھولی تھیں۔ اور ماں نے ہمیں محبت کی نگاہوں سے
دیکھا تھا۔ اور پھر ہم نے زندگی کی وہ منزلیں طے کیں جو انتہائی کٹھن اور مشکل ہوتی ہیں
اور ہمارے جسم اس حد تک اپنا مقام حاصل کر سکے۔ لیکن ایک وحشی درندے نے بالآخر

ہمیں ہماری ان تمام خوشیوں سے محروم کر دیا۔ آہ انتقام۔ انتقام۔ دلدلوں پر دھند
چھائی ہوئی تھی۔ ہوا نرسلوں میں گھس کر بھٹکی ہوئی روحوں کی طرح سرگوشیاں کر رہی
تھی۔ اور دھند کو عجیب عجیب بھیانک شکلوں میں تبدیل کر رہی تھی۔ پھر مینڈکوں کی
ٹرٹراہٹ' جو کبھی کبھی ایک کورس میں مسلسل بولنے لگتے اور اچانک ہی خاموش ہو جاتے تو
یوں محسوس ہوتا جیسے فضا کی رفتار ختم ہو گئی ہو۔ آسمان اور زمین کی گردش رک گئی ہو۔
پھر کبھی کوئی گھڑیال اور دریائی گھوڑا کسی بگلے کی نیند میں خلل ڈال دیتا۔ اور وہ نیند سے
چونک کر چیختا اور اس کے بعد فضا میں پروں کی پھڑپھڑاہٹ سنائی دیتی۔ یوں محسوس ہوتا جیسے
اچانک ہی روحوں نے چیخ و پکار شروع کر دی ہو۔ یہ سب آوازیں ایک عجیب و غریب اور
انتہائی خوفناک ماحول پیش کر رہی تھیں۔ بہرحال رفتہ رفتہ وہ اس ماحول کو اپنی عادت بنا
رہے تھے۔ پھر اندھیرا سمٹ کر مغرب کے افق میں پہنچا۔ اور مشرق سے اجالا نمودار ہونے
لگا۔ اور آہستہ آہستہ آسمان روشن ہوتا چلا گیا۔ سورج آہستہ آہستہ اپنا چہرہ اجاگر کر رہا تھا۔
اور اس کی شعاعیں یہاں پڑی ہوئی ہڈیوں اور لاشوں کے انبار پر چمک رہی تھیں۔ یہ لوگ
جو رات کو سوتے جاگتے رہے تھے۔ بیدار ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیر کر
رات کی شبنم جھٹکی۔ پھر ہلکا سا ناشتہ کیا گیا۔ اشیائے خورد و نوش موجود تھیں ان کے پاس۔
لیکن یہاں آنے کے بعد ان کا تصور ذرا سخت ہو گیا تھا۔ کیونکہ جو حشرات الارض یہاں
پائے جاتے تھے۔ وہ قابل استعمال نہیں تھے۔ اور انہیں اپنے اس کھانے پینے کے ذخیرے
کی احتیاط کرنی تھی۔ اور وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا یہ سفر کتنا طویل ہو گا' ویسے انہوں
نے امید کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ کتنا وقت اس میں لگ
جائے۔ اور سب سے بہتر بات تو یہ تھی کہ انہیں منزل کے نشان مل رہے تھے۔ یعنی وہ
راستے جن سے گزر کر سفید بھیڑیا یہاں سے گیا تھا۔ اور جب خوب سورج روشن ہو گیا تو
فیصلہ کیا گیا کہ اب آگے بڑھنے میں دیر نہ کی جائے۔ چنانچہ کشتی کو سنبھال کر انہوں نے
اس بھیانک سفر کا آغاز کیا۔ نہروں اور دلدلوں میں بہت سے جزیرے تھے اور ان جزیروں کی
شکلیں یکساں تھیں اور ماہر سے ماہر انسان بھی ان کے درمیان کوئی تمیز نہیں کر سکتا تھا۔
سب کے سب ایک جیسے اور ہر راستہ ایک دوسرے کی مانند' وہ اس کے درمیان سے گزر
رہے تھے اور انہوں نے صرف امداد غیبی پر تکیہ کیا تھا اور منزل نیک راستوں کی طرف
جاتی تھی۔ اس لئے انہیں یقین تھا کہ وہ اپنی منزل کی جانب صحیح سفر کریں گے۔ دن بھر وہ
کشتی چلاتے رہے۔ یہاں تک کہ شام کے قریب ایک ایسی جگہ نظر آئی جہاں وہ راستہ دو

حصوں میں تقسیم ہو رہا تھا ایک شمال کی جانب اور دوسرا جنوب کی جانب اور یہاں یہ فیصلہ کرنا تھا کہ انہیں کون سے راستے کی سمت سفر کرنا ہے اور بھلا اس موقع پر کون کیا کہہ سکتا تھا۔ چنانچہ بس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اللہ کا نام لے کر ہی ایک رخ اختیار کر لیا جائے اور وہ بائیں طرف نہر جیسی جگہ پر داخل ہو گئے۔ کیونکہ یہ کھاری جو سمندر سے ہٹ جاتی تھی اور یہاں سے جو سفر کیا جاتا تھا اس کے بارے میں ہی یہ فیصلہ کرنا ممکن تھا کہ اس راہ کو اختیار کر لیا جائے۔ اور اگر تقدیر میں وہ سب کچھ نہ ہوا جو وہ چاہتے تھے تو پھر انہیں ان کی منزل نہیں ملے گی۔ بہرحال وہ آگے بڑھ گئے اور فاصلے طے ہوتے گئے پھر اچانک ہی ان کی غیبی مدد ہو گئی۔ کافی فاصلے پر نرسلوں کے ایک جھنڈ کی طرف ایک سفید سی چیز نظر آ رہی تھی' وہ اسکے قریب پہنچنے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے اور کشتی کو تیز تیز چلایا جانے لگا۔ تب قریب پہنچ کر انہوں نے کہا۔

"آہ شاید یہ کسی پرندے یا بگلے کے پر ہیں۔"

"نہیں یہ کاغذ ہے" ——— نادر نے کہا

"ہمیں اس کے قریب پہنچ جانا چاہئے ——— اور اس کے بعد انہوں نے کشتی کو تیزی سے چلانا شروع کر دیا۔ وہ کاغذ کے قریب پہنچ گئے۔ دلدل ویران تھی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ کاغذ کہاں سے اور کیسے آ گیا۔ اس کے قریب پہنچنے کے بعد انتہائی احتیاط کے ساتھ فینٹ نے اس کاغذ کو نرسل سے اتارا جو گیلا اور بھیگا ہوا تھا اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ کوئی اہم ہی کاغذ ہو لیکن اچانک ہی کوہالہ کے حلق سے روتی ہوئی سی آواز نکلی۔"

"آہ دیکھو اس پر تو کوئی تحریر ہے اور یقینی طور پر یہ تحریر اگر میں غلط نہیں سمجھ رہی تو میری آقا زادی نے لکھی ہے۔ یہ حقیقت تھی کہ کاغذ پر سرخ رنگ کی ایک تحریر تھی اور بگڑے ہوئے الفاظ میں اور ہوا کی تیزی نے اسے پھیلا دیا تھا۔ گویا اس تحریر کو اپنے خون سے لکھا گیا ہے اور الفاظ یہ تھے۔

"میں میشل اس طرف لے جائی جا رہی ہوں اگر کوئی ——— بس یہاں یہ تحریر ختم ہو جاتی تھی۔ میشل نے اپنے لئے ایک اشارہ چھوڑا تھا ایک نامعلوم احساس کی بنا پر کہ شاید کوئی اس طرف نکل ہی آئے۔ نادر نے انگریزی کی اس تحریر کو زور سے پڑھا تو کوہالہ چیخ چیخ کر رونے لگی اور ایک عجیب سی کیفیت اس پر طاری ہو گئی۔ وہ ہنس بھی رہی تھی اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھاریں نکل رہی تھیں ———"

"آہ دیکھو قدرت نے ہماری راہنمائی کی ہے۔ اے کاش میں اس تحریر کو پڑھ سکتی۔ یہ

میری میشل کی تحریر ہے۔ لاؤ یہ کاغذ مجھے دو ———" اور پھر وہ اس کاغذ کو لے کر بے تحاشا چومنے لگی۔ اس سے اس کے جذبات کا احساس ہوتا تھا اور یہ اندازہ کہ وہ اپنی آقا زادی کو کس طرح چاہتی ہے۔ وہ روتی رہی اور یہ دونوں اس کے تاثر میں ڈوبے رہے لیکن سب سے زیادہ خوشی اس بات کی تھی کہ نشان منزل ملا تھا گویا اب تک کی جو جدوجہد کی گئی تھی وہ بے مقصد نہیں تھی' اور اس بات نے اس کے حوصلے بہت بڑھا دیئے تھے۔ البتہ کوہالہ اس کاغذ کو پڑھنے کے بعد اور محسوس کر کے یہ تحریر اس کی آقا زادی نے اپنے خون سے لکھی ہے بہت زیادہ نڈھال ہو گئی تھی اور اس کے بعد وہ مسلسل روتی ہی رہی تھی۔ جبکہ ان دونوں نے اس کو سمجھانے کی کوشش کی تو اس نے کہا۔

"تم لوگ میری بات کو زیادہ توجہ سے نہ دیکھو۔ یہ میرے دلی جذبات ہیں جو میرے آنسو تھمنے نہیں دے رہے۔ تھوڑا سے آگے بڑھنے کے بعد ہی کوہالہ کو سخت بخار چڑھ آیا اور وہ خاصی نڈھال نظر آنے لگی اور اس دوران انہوں نے ایک چھوٹا سا آبی جزیرہ بھی دیکھا جو خشک تھا اور جس پر دلدل بھی نہیں تھی۔ البتہ مفید درخت لگے ہوئے تھے کوہالہ کی کیفیت کی بناء پر یہ محسوس کیا گیا کہ اسے کچھ آرام کرنے کا وقت دیا جائے اور فینٹ نے بھی یہی مشورہ دیا لیکن کوہالہ بضد تھی کہ اس سفر کو جاری رکھا جائے۔ البتہ جو کیفیت اس کی نظر آ رہی تھی اس کے تحت یہ فیصلہ آخری شکل اختیار کر گیا کہ جزیرے میں اس درخت کے نیچے قیام کیا جائے اور کوہالہ کو کچھ تھوڑا سا موقع دیا جائے۔ وہ بخار میں بھن رہی تھی وہ کاغذ اس نے اپنے گریبان میں رکھا ہوا تھا اور سخت ذہنی بحران اور بخار کے باوجود وہ بار بار اسے نکالتی اور ہونٹوں سے لگاتی اور آنکھوں سے چومنے لگتی۔"

فینٹ نے کہا۔

"عظیم آقا اس طرح یہ سفر ہمارے لئے بالکل بے مقصد ہو جائے گا اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں تک پہنچنے کے بعد ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ ناکام واپسی کا تصور کریں۔ لیکن تم دیکھو کہ اس عورت سے تو ہماری بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ اگر یہ اپنی اس حالت کو زیادہ شدت سے محسوس کرے اور مر جائے تو پھر بتاؤ کہ ہمارا کیا مقصد رہ جائے گا۔

"میں تجھ سے اتفاق کرتا ہوں فینٹ لیکن کیا کیا جائے۔"

"لیکن عظیم آقا ایک کام کیا جائے۔"

"کیا۔"

"دیکھو یہاں پرندے بھی نظر آ رہے ہیں جو کنارے پر آ کر بیٹھ جاتے ہیں کہ تم یوں کرو کہ کوہالہ کے ساتھ یہاں قیام کرو اور یہ کشتی میرے حوالے کر دو۔ میں ذرا آگے بڑھ کر دیکھتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ یا اگر کشتی مجھے نہ دو تاکہ تم بے دست و پا نہ ہو جاؤ۔ یہ میری ذمہ داری پر چھوڑ دو کہ میں آگے کے راستے کس طرح دیکھتا ہوں۔"

"تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے فینٹ؟ بھلا آگے تو کس طرح جائے گا——"

"عظیم آقا کبھی کبھی کسی انسان کی بات پر بھروسہ بھی کر لیا جاتا ہے اور پھر فینٹ تو تمہارا غلام ہے۔ میں اگر مرا بھی تو تمہارے قدموں میں ہی آ کر مروں گا۔"

"نہیں فینٹ میں تجھے اس طرح آگے جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

"مجھے نہ روکو عظیم آقا' میرا دل کہتا ہے کہ میں کچھ نہ کچھ معلومات حاصل کر کے ہی آؤں گا۔"

"آخر یہ تجھے کیا سوجھی ہے ہم ساتھ ساتھ سفر کر تو رہے ہیں۔ تو بھی تھوڑا سا انتظار کر لے۔"

"عظیم آقا بس کبھی کبھی دل جو راہنمائی کرتا ہے وہ بڑی کار آمد ہوتی ہے۔ اب اگر تم مجھے یہ موقع دے دو تو میں تمہارا دل سے شکر گزار ہوں گا اور وعدہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد تم سے کبھی کچھ نہیں مانگوں گا—— نادر بے بسی کی نگاہوں سے فینٹ کو دیکھنے لگا۔ فینٹ بضد تھا کہ وہ آگے جا کر صورت حال کا جائزہ لے لیکن بہرحال دو صورتیں تھیں۔ پہلی بات تو یہ کہ فینٹ کو کشتی کے بغیر آگے نہ جانے دیا جا سکتا تھا' حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک بہترین تیراک تھا اور نادر دیکھ چکا تھا کہ ہر لمحے پر وہ اپنی ایک الگ حیثیت کا حامل نظر آتا ہے لیکن اگر کوہالہ بچ گئی اور فینٹ آگے جا کر کسی حادثے کا شکار ہو گیا تو کیا کیا جائے گا۔ دوسری بات یہ کہ اگر کشتی اسے دے دی جائے اور فینٹ خدانخواستہ کسی مشکل میں پھنس کر اس کشتی کو ہاتھ سے کھو بیٹھے تو پھر اس چھوٹے سے جزیرے پر موت کتنی خوفناک ہو گی۔ اس کا تصور کیا جا سکتا ہے لیکن فینٹ کشتی لے جانے کو بھی تیار نہیں تھا اور اس بات پر مسلسل ضد کئے جا رہا تھا کہ وہ آگے جائے گا اور اس کی ضد سے مجبور ہو کر نادر نے مجبور لہجے میں کہا۔"

"ٹھیک ہے فینٹ میں بہرحال تیرا آقا تو نہیں ہوں اور نہ ہی تو میرا غلام کہ میں تجھے سختی سے اس بات کی ہدایت کروں کہ تو ایسا کر۔"

عظیم آقا تم سختی سے مجھے ہر بات کی ہدایت کر سکتے ہو لیکن کبھی کبھی دل کے

معاملوں میں تنہا بھی چھوڑ دینا چاہئے۔ نادر نے بالآخر مجبور ہو کر فینٹ کو آگے جانے کی اجازت دے دی لیکن وہ صرف پریشانیوں میں مبتلا تھا تو پھر فینٹ وہاں سے آگے بڑھ گیا اور پانی کے راستے اس وقت تک نظر آتا رہا جب تک کہ نگاہوں نے کام کیا۔ وہ بہت دور نکل گیا تھا اور اندازہ یہ ہو رہا تھا کہ اب وہ خاصا وقت وہاں لگائے گا۔ ادھر نادر کو کوہالہ کی فکر بھی تھی جو بدستور شدید بخار کا شکار تھی اور ذہنی بحران میں مبتلا نادر نے اس کے لئے جس طرح بھی ممکن ہو سکتا تھا حفاظت اور آرام کا بندوبست کیا اور ایک درخت کی جڑ میں اسے لٹا دیا۔ جو کچھ بھی ان کے پاس تھا وہ انہوں نے کوہالہ کے جسم پر لپیٹ دیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں آبی پرندے نظر آ رہے تھے لیکن بندوق کا استعمال بالکل ہی غلط ہوتا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ان راستوں پر کہاں کہاں اور کس جگہ سفید شیطان یعنی تورناڈو کے آدمی بھٹکتے پھر رہے ہوں گے اور فائر کی آواز یقیناً" انہیں متوجہ کر دے گی لیکن اس کے بعد جو نتیجہ ہو گا نادر اچھی طرح جانتا تھا۔ یہاں پڑے ہوئے لکڑی کے ٹکڑوں اور ننھے ننھے پتھروں سے اس نے چند آبی پرندے شکار کئے اور ان معصوم جانوروں کو ذبح کر کے ان کا گوشت بھون کر کھایا اور کوہالہ کو بھی کھلایا۔ پتہ نہیں یہ ان آبی جانوروں کے گوشت کی خوبی تھی یا پھر تقدیر کا ایک تعاون' کہ کوہالہ کی طبیعت بہتر ہوتی چلی گئی۔ پورا دن پوری رات پھر دوسرا دن' کوہالہ دوسرے دن خاصی مطمئن ہو گئی تھی اور اس نے کہا۔

"آہ یہ تم نے غلط کیا۔ دیوتاؤں کی شکل رکھنے والا بڑی خوبیوں کا مالک تھا اور اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ وہ دیوتا نہیں ہے بلکہ انسان ہی ہے لیکن دیوتاؤں جیسی شکل رکھنے والا میں نہیں سمجھتی کہ جن حالات میں وہ یہاں سے گیا ہے واپس آ سکے گا۔ آہ کاش میں ہوش میں ہوتی تو کبھی اس بات کی اجازت نہ دیتی کیونکہ ایسی جگہ دلدلوں میں اکثر مگرمچھ پائے جاتے ہیں اور ان سے زندگی بچانا ایک مشکل ہی کام ہے—— نادر خود بھی کف افسوس مل رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اگر یہ اچھا ساتھی اس سے چھوٹ گیا تو زندگی اس طرح بے مقصد ہو جائے گی کہ زندگی کا تصور ہی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے گا اور اس وقت تو بہتر یہی ہو گا کہ قیصر حیات تو چل ہی بسا ہے وہ بھی اپنی ناکام آرزوؤں کو لے کر زمین کی گہرائیوں میں چلا جائے گا لیکن وہ انتظار کرتے رہے۔ ایک دن دوسرا دن تیسرا دن اور پھر چوتھے دن انہوں نے محسوس کیا کہ ساحل سے کوئی آ کر لگا ہے اور جب وہ ساحل سے باہر آیا تو کوہالہ اور نادر کی خوشی سے چیخیں نکل گئیں۔ وہ فینٹ ہی تھا خوش و خرم لیکن کچھ عجیب سی کیفیت کا شکار دونوں دوڑتے ہوئے اس تک پہنچ گئے۔ اور نادر نے

فینٹ کو سینے سے لگا لیا تھا۔"

"او فینٹ اگر تو واپس نہ آتا تو یقین کر شاید کم از کم میں اس جزیرے سے نکلنے کی کوشش نہ کرتا اور یہیں رہ کر موت کا انتظار کرتا کہ موت جس قدر ممکن ہو سکے مجھ تک پہنچ جائے۔

"اور عظیم آقا مجھے اندازہ تھا اس بات کا کہ میرے بغیر تم مرنا بھی پسند نہیں کرو گے۔ اس لئے میں نے موت سے بھی کہہ دیا کہ خبردار! مجھ تک پہنچنے کی کوشش مت کرنا۔ اور عظیم آقا تم نے مجھے اجازت دی اور میں نے تم سے کہا تھا نا کہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ واپس آؤں گا تو کچھ نہ کچھ لے کر ہی آؤں گا اور یقین کرو کہ میں ان کا پتہ لگا کر آیا ہوں——" اور اس بات کو سن کر کوہالہ اور نادر کے چہرے شدت جوش سے سرخ ہو گئے تھے۔ تب فینٹ نے اپنی کہانی کا آغاز کیا اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ فینٹ پر یقین رکھتے تھے یعنی وہ جو کچھ کہتا ہے غلط نہ کہتا ہو گا اور وہ بے چین تھے کہ فینٹ سے اس بارے میں معلومات حاصل کریں تو فینٹ نے کہا۔

"اور کیا ہی دلچسپ سفر رہا عظیم آقا میرا کہ شاید میں تم سے صحیح انداز میں بیان نہ کر سکوں۔ عظیم آقا میں اس نہر کے راستے تیرتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور یہ نہر بہت طویل ہے لیکن ہمیں اس کی طوالت سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ ہم راستے ہی میں اپنا مقصد پا لیتے ہیں۔ تو عظیم آقا یوں ہوا کہ میں تیرتا ہوا آگے کا سفر طے کرتا رہا اور خاصی مشکل تھی میری منزل، لیکن دیوتاؤں نے اسے آسان کر دیا اور جب میں وہاں پہنچا یعنی یہاں سے کچھ فاصلے پر اس جگہ جہاں ان کا مسکن ہے اور جہاں وہ لوگ رہتے ہیں یعنی سفید بھیڑیا، تو میں نے وہاں کا ماحول دیکھا۔ اس کے بعد وہاں کا جائزہ لیتا رہا۔ البتہ مجھے ایک ایسی جگہ چھپنا پڑا تھا جو بڑی ہی خراب تھی۔ عظیم آقا میں تمہیں کیا بتاؤں، یوں سمجھو مگرمچھوں کا مسکن تھا اور وہ پانی سے تنگ آ کر وہاں خشکی میں بیٹھ جایا کرتے تھے اور جب میں اس علاقے کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو مگرمچھ میرے نزدیک پہنچ گئے اور اس کے بعد میری مجبوری تھی کہ میں وہاں سے فرار حاصل کروں اور میں نے اس جگہ سے پانی میں چھلانگ لگا دی اور غوطہ مارتا ہوا دور تک نکل آیا۔ پھر یوں سمجھ لو کہ میرے اور مگرمچھوں کے درمیان ایک دوڑ شروع ہو گئی تھی۔ میں راستے کے کئی جزیروں پر رکا جہاں نرسل نہ ہوتے وہاں تھوڑی دیر تک دوڑ لیتا۔ یہاں تک کہ میں اس دلدل کو عبور کر کے واپسی کا سفر طے کرتا ہوا خاصی دور نکل آیا۔"

"لیکن فینٹ کیا تم بھوکے پیاسے یہ عمل کرتے رہے۔"

"نہیں عظیم آقا میں جڑیں اور پرندوں کے انڈے کھاتا رہا تھا۔"

"اور کسی گھڑیال یا مگرمچھ نے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا؟"

"کیوں نہیں عظیم آقا ایک مگرمچھ نے میرا پیچھا کیا تھا لیکن پانی میں، میں بہت تیز اور پھرتیلا بن جاتا ہوں شاید تمہیں یقین نہ آئے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اب سے کچھ وقت پہلے کی بات ہے کہ میں اچک کر ایک مگرمچھ کی پیٹھ پر سوار ہو گیا اور چاقو سے اس کی آنکھیں پھوڑ دیں اور چاقو کو اس کی آنکھوں میں اس قدر دور تک پہنچا دیا کہ مگرمچھ کے بھیجے میں اتر گیا اور پھر عظیم آقا میں نے یوں کیا کہ اپنے بدن پر مگرمچھ کا خون مل لیا تم اسے اب بھی محسوس کر سکتے ہو اور اس کے بعد کوئی مگرمچھ میرے قریب تک نہیں آیا کیونکہ شاید وہ مجھے اپنی ہی نسل کا کوئی فرد سمجھ رہے تھے۔"

"خدا کی پناہ تم نے زندگی کو کتنی مشکل میں ڈال دیا تھا فینٹ، لیکن اب ذرا یہ تو بتاؤ کہ وہاں جو کچھ تم نے دیکھا وہ کیا تھا" اور اس کے بعد فینٹ انہیں ساری تفصیلات بتاتا رہا اس دوران کوہالہ بھی خاموشی سے یہ باتیں سنتی رہی تھی اس نے آنسو بھری آواز میں پوچھا۔

"اور کیا تو ان کی بستی میں بھی داخل ہوا تھا فینٹ۔"

"نہیں میں وہاں تک نہیں پہنچ سکا معزز عورت کیونکہ ان میں جانے کا مطلب یہ تھا کہ میں اپنے آپ کو نمایاں کر دوں اور میرے لئے خطرات پیدا ہو جائیں میں نے کافی فاصلے سے انہیں دیکھا تھا۔"

"تو پھر اب یہ بتا فینٹ کہ ہم وہاں پر آسانی سے سفر کر سکتے ہیں۔"

"آسانی تو خیر اس پورے سفر میں کہیں بھی ممکن نہیں ہے عظیم آقا لیکن بہرحال ہم وہاں جا سکتے ہیں اور اب میں وہاں تمہیں زیادہ آسانی سے لے جا سکتا ہوں——" فینٹ کی یہ کوشش جس طرح کارگر ہوئی تھی اس سے نادر کے دل میں امنگوں کے کچھ اور چراغ جل گئے تھے گویا تقدیر واقعی اس کی مدد کرنے پر آمادہ ہے یہ تو خیر بعد کی بات تھی کہ چاند زادی کس طرح انہیں حاصل ہوتی ہے اور اس کے حصول کے بعد جس طرح کوہالہ نے کہا کہ ایک مہم کا آغاز ہو گا جبکہ یہ سب کچھ بہت عجیب سا نظر آتا تھا لیکن بہرحال وہ اس بات پر یقین رکھتے تھے۔ سورج غروب ہوا اور اندھیرا اترنے لگا منصوبے کے مطابق چاند طلوع ہونے کا انتظار کیا جا رہا تھا نرسلوں جھنڈ سے انہوں نے دو مرغابیاں پکڑی تھیں، اور

اب وہ یہ سوچ رہے تھے کہ ان کے بھوننے کیلئے آگ جلائی جائے یا نہیں لیکن سب کا متفقہ فیصلہ یہی رہا کہ آگ نہ جلائی جائے کیونکہ اس کی سرخی اور دھواں دور سے دیکھا جا سکتا ہے اس لئے اس رات کا کھانا خشک گوشت اور پرندوں کے انڈوں پر مشتمل تھا اور یہ اچھا ہی ہوا کہ انہوں نے آگ نہ جلائی بے شک فاصلہ بہت زیادہ تھا لیکن پھر بھی یہاں سفید شیطان کے آدمیوں کی آمد رہتی تھی اندھیرا جب گہرا ہوا تو انہوں نے چپو چلنے کی آوازیں سنیں اور یہ دیکھا انہوں نے کہ، بہت سی چھوٹی چھوٹی کشتیاں ان کے جزیرے کے بہت قریب سے گزر رہی تھیں ان کشتیوں کی تعداد کا وہ اندازہ نہیں لگا سکے تھے ایک لمبی قطار تھی اور ہر قطار کے پیچھے کوئی چیز بندھی ہوئی تھی وہ لوگ باتیں کرتے اور قہقہے لگاتے جا رہے تھے ان لوگوں نے دم سادھ لیا اور یہ اندازہ بھی نہیں ہونے پا رہا تھا کہ ٹورناڈو اس گروہ میں شامل ہے یا نہیں، تاہم انہوں نے اپنی سانسیں تک روک رکھی تھیں تاکہ کسی کو اندازہ نہ ہو سکے اور وہ نرسلوں کے ایک جھنڈ میں اپنے آپ کو چھپائے ہوئے تھے تب انہوں نے دور سے دیکھا کہ تھوڑے ہی فاصلے سے وہ لوگ گزر رہے ہیں اور ایکدوسرے سے کچھ کہتے جا رہے ہیں خطرہ یہ ہوا کہ اس جزیرے پر کوئی رک نہ جائے چنانچہ نادر نے مدہم آواز میں کہا۔

”فینٹ کیا خیال ہے کیا ہم یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں۔“

”عظیم آقا اگر ہم اسی طرح دبکے رہے تو انہیں ہماری موجودگی کا علم نہیں ہو گا کون جانے کتنی دیر یہاں ٹھہریں گے بہتر ہو گا کہ ہم یہیں ٹھہرے رہیں البتہ ایک ترکیب مجھے سوجھی ہے۔“

”کیا ـــــ“ نادر نے سوال کیا اور فینٹ اسے آہستہ آہستہ کچھ بتانے لگا اس کے بعد نادر خاموش ہو گیا تھا وہ نسبتاً بلند مقام پر تھے جبکہ وہ لوگ جن کا تعلق یقینی طور پر سفید بھیڑیے یا ٹورناڈو سے تھا کسی قدر نشیب میں تھے اس لئے نادر اور فینٹ الاؤ کے شعلے دیکھ سکتے تھے اور ان کی آوازیں بھی سن سکتے تھے وہ یہاں کھانا کھا رہے تھے اور اس کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ گذر گیا جب ایک گھنٹہ گزر گیا تو نادر اور فینٹ بھی اٹھ گئے فینٹ نے آہستہ سے کہا۔

”ٹھیک ہے عظیم آقا ہم چلیں۔“

”کہاں ـــــ“ کوہالہ نے آہستہ سے پوچھا۔

”ذرا ان لوگوں کے بارے میں کچھ اندازہ تو لگایا جائے کہ کون لوگ ہیں اور کتنی دیر

تک یہ یہاں موجود رہیں گے۔“

”لیکن۔“

”لیکن تم فکر مت کرو ہم دیکھ کر آتے ہیں۔“

”لیکن خدا کے لئے ذرا احتیاط سے کام لینا ـــــ“ کوہالہ بولی پھر کچھ وقت کے بعد یہ دونوں آہستہ آہستہ اس طرف چل پڑے اور جب وہ ان سے کوئی بیس گز کے فاصلے پر تھے تو اچانک ہی نادر کا پاؤں پھسل گیا اور وہ ایک چھپاکے کے ساتھ پانی میں جا گرا اس کے پانی میں گرنے کی آواز سن لی گئی تھی، اور وہ ہوشیار ہو گئے تھے فوراً ہی فینٹ نے اپنے منہ پر ہاتھوں کا بھونپو رکھا اور دریائی گھوڑے کی سی آوازیں نکالنے لگا یہ آوازیں بڑی کارگر ہوئی تھیں اور وہ لوگ جو چونک کر اٹھ گئے تھے یہ سمجھ کر کہ پانی کا چھپاکا کسی دریائی گھوڑ نے کیا ہے خاموش ہو گئے اور اس کے بارے میں باتیں کر کے قہقہے لگانے لگے نادر نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا اور چند لمحات تک وہ پانی میں ساکت و جامد رہا اور پھر احتیاط سے رینگ کر نرسلوں کے جھنڈ میں داخل ہو گیا اور یہاں سے ان لوگوں کا زیادہ فاصلہ نہیں تھا سو یہ دونوں نرسلوں کے جھنڈ میں گھس کر ان کی گفتگو سننے کی کوشش کرنے لگے الاؤ کے گرد جو لوگ جمع تھے ان کی تعداد اندازے کے مطابق بیس سے پچیس کے قریب تھی ان میں سے ایک جو یقیناً اس گروہ کا افسر تھا نجانے کونسی نسل کا باشندہ تھا یہ افریقی نہیں تھا باقی لوگ زیادہ تر مخلوط نسل کے افراد معلوم ہوتے تھے ان لوگوں کے پاس شراب کے ڈبے بھی تھے جو لکڑی سے بنے ہوئے تھے اور ان میں سوراخ کر کے شراب نکالی جا رہی تھی اکثر کے دماغ پر شراب چڑھ گئی تھی اور ان کی زبانیں کھل گئی تھیں ان میں سے ایک کی آواز ابھری۔

”ٹورناڈو زمین پر رہنے والا کتا جس نے ہم سب کو مصیبت میں ڈال رکھا ہے یہ کرو کہ وہ کرو ہر وقت مصروف رہو اب بتاؤ ہم جشن میں شریک نہیں ہو سکیں گے جبکہ یہ لوگ جشن منائیں گے۔“

”ہاں یہ واقعی ایک افسوس کی بات ہے لیکن بہتر ہو گا کہ تم اسے برا بھلا نہ کہو ـــــ“

”کیوں نہ کہوں تم خود سوچو دنیا عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہی ہے اور ہم یہاں ان ویرانوں میں جی رہے ہیں۔“

”ان ویرانوں میں جینے کا جو فائدہ ہے اس کا اندازہ تم نہیں لگاؤ گے ویسے مجھے اندازہ

ہے کہ تمہارے دماغ کو شراب چڑھ گئی ہے اور پھر ہمیں جشن کے بارے میں بھی علم ہے کہ ابھی تو اس میں کافی وقت ہے کم از کم چار دن مصروفیت میں گزریں گے پہلی بات یہ ہے کہ کشتیاں تیار نہیں ہیں اور دوسری یہ کہ برطانیہ کے جہاز قریب ہی منڈلا رہے ہیں خدا سمجھے ان برطانیہ والوں سے ہمارے کام میں مسلسل دخل اندازی کرتے رہتے ہیں۔"

"لیکن ان کالوں کو کشتیوں میں لادنے کو کون جشن کہتا ہے------" ایک اور شخص نے کہا۔

"مگر اس بار جو نایاب ہیرا ہمیں دریافت ہوا ہے اس کی قیمت تو کچھ عظیم ہو گی اے لوگو تم میں سے کسی کے دل میں یہ خواہش نہیں ابھری کہ اسے چھو کر دیکھیں آہ وہ کتنی سفید ہے کس قدر حسین ہے وہ جب اس کے بال ہوا میں اڑتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے آسمان کی پریاں رقصاں ہو گئی ہوں آہ کاش مجھے صرف اسے ایک بار چھو کر دیکھنے کا موقع مل جائے۔"

"لیکن میں اس مہم میں شریک نہیں جب ٹورناڈو اس لڑکی کو لے کر آیا تھا آخر وہ آئی کہاں سے ہے کیا ٹورناڈو کا سفر آسمانوں تک ممکن ہو گیا ہے اس نے وہیں سے اسے پکڑا ہے۔"

"نہیں وہ اسی زمین کی باشندہ ہے اور ہاتھی دانت کے تاجر کی بیٹی ہے۔"

"اف کیا حسن پایا ہے ظالم نے' کیا آنکھیں ہیں' کیا رنگ ہے' کیا روپ ہے' اور کیسی حسین لگتی ہے وہ جب اس کی آنکھیں آنسوؤں سے صاف ہو جاتی ہیں۔"

"اس کی آنکھوں میں آنسو ہوں تب بھی وہ بہت خوبصورت لگتی ہے بس یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ننھے ننھے چمکدار پتھر کسی آبشار سے گر رہے ہوں۔"

"مگر یہ نیلام آخر ہے کب۔"

"پہلے تو یہ طے ہوا تھا کہ کشتیوں کے روانہ ہونے سے ایک دن پیشتر یہ نیلام کیا جائے گا لیکن ٹورناڈو کا کہنا ہے کہ نیلام بہت جلد کر دیا جائے اور میں جانتا ہوں کہ اس نے یہ کیوں کہا ہے۔"

"کیوں کہا ہے------" دوسرے نے سوال کیا۔

"وہ اس لڑکی سے خوفزدہ ہے اور نجانے کیوں ٹورناڈو کے دل میں یہ احساس بیٹھ گیا ہے کہ اس لڑکی وجہ سے کوئی مصیبت بھی نازل ہو سکتی ہے۔"

"بڑی بیوقوفی کی بات ہے جس جگہ ہم قیام پذیر ہیں وہاں مصیبت کا کیا واسطہ۔"

"نہیں خطرے کو ہمیشہ ذہن سے دور نہیں رکھنا چاہئے اور ضروری ہے کہ خطرے سے بچا ہی جائے۔"

"چلو مجھے کچھ دو------" دوسرے نے کہا۔

"ہاں لو یہ اسکے نام پر------" شاید کوئی جام بڑھایا گیا تھا۔

"کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم نیلام سے پہلے پہنچ جائیں۔"

"ممکن نہیں ہے۔" وہ لوگ نجانے کیا کیا گفتگو کرتے رہے کبھی تو وہ اس حسین لڑکی کے حسن کی تعریف کرتے اور جو تعریفیں وہ کر رہے تھے وہی تعریفیں نادر اور فینٹ نے کوہالہ کی زبان سے سنی تھیں اور انہیں یقین ہو گیا تھا کہ یہ ساری باتیں میشل کے بارے میں ہی کہی جا رہی ہیں بہر حال وہ لوگ اپنی بکواس کرتے رہے اور پھر شراب کے نشے نے سب کو بے خبر کر دیا انہوں نے یہاں کوئی پہرہ وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی کیونکہ ظاہر ہے ان کے علاوہ یہاں اور کون آ سکتا تھا اور اگر کوئی غیر متعلق شخص اس طرف کا رخ بھی کرتا تو دیوانے کے سوا اسے اور کیا کہا جا سکتا تھا پھر اچانک ہی فینٹ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے سرد لہجے میں نادر کے کان کے پاس منہ کر کے کہا۔

"چیف اگر اجازت ہو تو------" اس نے ایک ہاتھ اپنی گردن پر پھیرا اور نادر کسی سوچ میں ڈوب گیا جو تصور فینٹ کے ذہن میں آیا تھا نادر نے بھی ایک لمحے کیلئے اس کے بارے میں سوچا تھا لیکن یہ ایک خطرناک حرکت ہوتی اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ نشے میں تھے اور اس وقت ان کی موت بڑی ہی آسان تھی لیکن نادر یہ کام کر کے کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا اور پھر ہوش اور بے بس پڑے ہوئے لوگوں کا قتل' اس کے لئے کوئی خوشی کی بات نہیں تھی ویسے بھی وہ قتل و غارت گری کی دنیا سے دور کا انسان تھا وہ تو امن و سکون کا آدمی تھا اس لئے یہ سب کچھ کرنا بھی ذرا مشکل ہی کام تھا اس نے فینٹ کو روکتے ہوئے کہا۔

"فینٹ ابھی اس کی ضرورت نہیں پیش آئی اور پھر یہ لوگ ہمارے لئے بے خبر رہیں بے شک ان کا تعلق سفید بھیڑیے سے ہے لیکن ابھی ان کے ہاتھوں ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا انسانوں کی زندگی اس قدر ارزاں نہیں ہوتی کہ ان کو اتنی آسانی سے موت کے قریب پہنچا دیا جائے بہتر ہے کہ اس سلسلے میں خاموشی ہی اختیار کرتے رہو۔"

"تو پھر ایسا کیوں نہ کریں کہ ہم انہیں ان کی کشتیوں سے محروم کر دیں۔"

"مطلب۔"

"تم سمجھتے ہو عظیم آقا کہ یہ لوگ ہمارا تعاقب بھی کر سکتے ہیں اور اتنے لوگ اگر اس جگہ قید ہو کر رہ جائیں تو کیا ہی عمدہ بات ہو گی ظاہر ہے وہ جگہ جو میں دیکھ کر آیا ہوں اتنی قریب نہیں ہے کہ ان کی مدد کو کوئی آسانی سے یہاں پہنچ سکے۔"

"ہاں یہ تدبیر خاصی بہتر ہے ---" نادر نے اس سے اتفاق کیا ابھی انہیں یہاں سے آگے بڑھنا تھا اور ان میں سے اگر کچھ لوگ جاگ گئے اور انہیں کسی قسم کا شبہ ہو گیا تو وہ ان کا تعاقب کر سکتے تھے یہ الگ بات ہے کہ اگر انہیں ان کشتیوں سے محروم کر دیا جائے تو ان کا کام زیادہ آسان ہو سکتا تھا چنانچہ اس فیصلے پر آخری غور کرنے کے بعد وہ سانپ کی طرح رینگتے ہوئے اس جگہ پہنچے جہاں خوفناک لوگوں کی کشتیاں درخت کے تنوں سے بندھی ہوئی تھیں' کئی بڑے ڈونگے تھے جن میں ان لوگوں کے ہتھیار اور کھانے پینے کی چیزیں رکھی ہوئی تھیں لیکن اس وقت انہوں نے ان چیزوں کا لالچ کرنے کی بجائے' چاقو نکال کر رسہ کاٹ دیا کشتیوں کو دھکیل کر دور کر دیا چند ہی سیکنڈ کے بعد کشتیاں دھارے میں پہنچ چکی تھیں اور بہاؤ کے ساتھ ساتھ بہہ کر وہ اندھیرے میں غائب ہو گئی تھیں اس طرف سے فرصت حاصل ہوئی تو وہ رینگتے ہوئے واپس پلٹے اور اس جگہ پہنچ گئے جہاں وہ لوگ ابھی بھی گہری نیند سو رہے تھے لیکن پھر ایک حادثہ ہو گیا نادر تو اپنے صحیح راستے پر چلتا ہوا کوہالہ کی جانب جا رہا تھا اور احتیاط کے پیش نظر اس نے زمین پر رینگ رینگ کر ہی سفر شروع کیا تھا اور یہی کیفیت نینٹ کی بھی تھی لیکن نجانے کیا ہوا نینٹ یا تو تاریکی میں صحیح طور پر دیکھ نہ پایا یا پھر تھوڑا سا راستہ بھٹک گیا وہ رینگتا ہوا سونے والے شخص سے ٹکرایا تھا اور وہ حیرانی سے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا غالباً" یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ وزنی چیز کیا ہے کیا کوئی دریائی گھوڑا اس تک پہنچ گیا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ نینٹ کو دیکھ کر چیخنے کی کوشش کرے نینٹ ہوشیار ہو گیا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے لیکن مضبوط ہاتھوں سے اس شخص کی گردن کو پکڑ لیا ور اسے زور سے دبانے لگا نادر دہشت زدہ ہو کر رک گیا تھا بے شک وہ لوگ نشے میں بھی تھے اور سو رہے تھے لیکن لمحوں کے اندر ان کی آنکھ کھل سکتی تھی اور کسی خطرے کو سر پر دیکھ کر بھلا نشہ کہاں قائم رہتا ہے اور اس کا نتیجہ بڑا بھیانک نکل سکتا تھا لیکن نینٹ جو کچھ کر رہا تھا چند لمحوں کے بعد تو وہ نادر کی سمجھ میں نہیں آیا البتہ اس نے جب ہلکی سی غرغراہٹ سنی جس میں موت کی آواز شامل تھی تو وہ سنبھل گیا اور اس کے بدن میں ایک عجیب سی سنسنی دوڑ گئی ایک بار پہلے بھی نینٹ ایک شخص کو قتل کر چکا تھا اور جس طرح اس نے اس کو قتل کیا تھا وہ ایک انتہائی

وحشیانہ قدم تھا اور اس وقت بھی آن کی آن میں اس نے اپنے مدمقابل کو ختم کیا اور رینگتا ہوا تیزی سے نادر کے پاس پہنچ گیا نادر اسے حیران نگاہوں سے دیکھ رہا تھا پھر وہ سرسراتی آواز میں بولا۔

"کیا تو نے اسے ختم کر دیا۔"

"مجبوری تھی عظیم آقا ---- بالکل مجبوری تھی ---- اور میں اسے ختم نہ کرتا تو یقین کرو وہ چیخنے ہی والا تھا ---- آؤ جلدی آؤ اس کی موت کا ماتم کرنے کی گنجائش نہیں ہے ---- بلکہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے یہاں سے نکل چلو ----"

اور نادر نے گہری سانس لی اور نینٹ کے ساتھ وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

بہرحال یہ سب کچھ تو کرنا تھا ---- اب اتنا تو ممکن نہیں تھا کہ وہ ہر ایک کے لئے اس انداز میں سوچتے ---- اس طرح ان کی اپنی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ---- لیکن بہرحال نینٹ کی شخصیت ابھر کر سامنے آ گئی تھی یعنی وقت پڑنے پر وہ ایک انتہائی خونخوار انسان ثابت ہو سکتا تھا۔

پھر وہ آگے بڑھتے ہوئے اس جگہ پہنچ گئے جہاں کوہالہ بے چینی سے ان کا انتظار کر رہی تھی اس نے ان لوگوں کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تو نادر نے کہا۔

"اور اب ضروری ہے کہ ہم وقت ضائع کئے بغیر یہاں سے آگے بڑھ جائیں۔"

"کیا تم نے ان لوگوں کو قریب سے دیکھا۔"

"نا صرف قریب سے دیکھا بلکہ ان میں سے ایک کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔" نادر نے جواب دیا اور کوہالہ چونک پڑی۔

"او کیا واقعی ---- یہ تو میرے لئے ایک خوشخبری ہے مجھے ان شیطانوں سے اتنی نفرت ہے کہ اگر کوئی ذریعہ میرے ہاتھ آ جائے تو میں ان سب کو خاک و خون میں لپیٹ دوں۔" کوہالہ نے دانت پیس کر کہا۔

"وہ سب خاک و خون میں لپٹ جائیں گے تم ذرا جلدی سے یہ سامان لپیٹو اور یہاں سے نکلنے کی کوشش کرو۔"

پھر جب وہ اپنی چھوٹی سے کشتی کو پانی میں اتار رہے تھے تو نینٹ نے نادر سے کہا۔

"ایک بہت بڑی غلطی ہو گئی عظیم آقا ---- اور ہم اس پر افسوس کریں گے۔"

"کیا ----" نادر نے کشتی کا چپو سنبھالتے ہوئے کہا ---- اور جب کشتی تھوڑی سی آگے بڑھی تو نینٹ نے کہا۔

کر لیتے۔"

"بہتر تو یہ تھا عظیم آقا کہ ہم ان کے سامان میں سے کچھ اشیاء حاصل کر لیتے۔"

"اب تک ہم نے صرف تقدیر پر بھروسہ کیا ہے اور تم نے دیکھا کہ جدوجہد تو بے شک ہمیں کرنی پڑتی ہے لیکن تقدیر نے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا ہے اور ہم بھوکے بہت کم رہے ہیں۔"

"ہاں عظیم آقا اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس سے ہمیں تھوڑا سا فائدہ ہو جاتا۔"

"وہ کیا۔۔۔۔۔؟"

"بس آقا ہمیں آسانیاں حاصل ہو جاتیں۔"

"جو گزر گیا اسے بھول جاؤ۔"

"لیکن تم نے مجھے نہیں بتایا کہ واقعہ کیا ہوا ہے۔"

"واقعہ یہ ہوا ہے کوہالہ کہ ہم نے ان کی کشتیاں پانی میں بہا دی ہیں اور اب تو وہ پانی کے بہاؤ پر اتنی دور نکل گئی ہوں گی کہ وہ یہ تصور نہیں کر پائیں گے کہ ان کی کشتیاں کہاں گئیں۔"

فینٹ نے قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔۔۔۔۔ "ان کشتیاں میں ان خونخوار لوگوں کے ہتھیار اور کھانے پینے کی دوسری اشیاء تھیں ہم نے رسیاں کاٹ کر ان کشتیوں کو دھارے پر دھکیل دیا۔۔۔۔۔ اور اس چھوٹے سے جزیرے پر بے شمار افراد سو رہے ہیں۔ جن میں صرف ایک ایسا ہے جو کبھی بیدار نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ لیکن وہ سب سے بہتر ہے۔"

"کیوں۔۔۔۔۔" کوہالہ نے پوچھا۔

"اس لئے کہ وہ جب بیدار ہوں گے تو کیا دیکھیں گے معزز کوہالہ کہ وہ ایک چھوٹے سے جزیرے پر تنہا کھڑے ہیں کشتیاں اور کھانے پینے کا سامان غائب ہے اور ان کے چاروں طرف گہرا گہرا پانی ہے۔ لیکن وہ اس پانی میں اتر کر تیرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ کیوں کہ میں جو کچھ دیکھ چکا ہوں وہ مجھ سے پہلے وہ سب کچھ دیکھ چکے ہیں اور اسے دوبارہ دیکھنے کی ہمت نہیں کر سکیں گے کیوں کہ یہاں بے شمار مگرمچھ ہیں اور پھر انہیں جزیرے پر کھانے کو کچھ نہیں ملے گا۔۔۔۔۔ کیوں کہ ان کی بندوقیں تو کشتیوں میں بہہ گئیں اور تم جانو مرغابیاں اتنی بے وقوف نہیں ہوتیں کہ ان شیطانوں کے پیٹوں کے قبرستان میں دفن ہونے کے لئے خود بخود ان کے قریب آ جائیں۔۔۔۔۔ اور پھر کیا ہوگا" فینٹ نے پھر قہقہہ لگایا اور بولا۔

"اور معزز عورت وہ پاگلوں کی طرح چیخیں گے لیکن کوئی ان کے قریب نہیں آئے گا کوئی ان کی مدد کو نہیں آئے گا۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ بھوک ان لوگوں کو پاگل کر دے گی اور پھر وہ ایک دوسرے پر جھپٹ پڑیں گے کیا خیال ہے کیا تمہارے دل میں جو آرزو تھی وہ اس شکل میں پوری نہیں ہو جائے گی اس طرح وہ ایک ایک کر کے مر جائیں گے اور جو بچ رہیں گے وہ پانی میں کود پڑیں گے بعض ڈوب کر مر جائیں گے اور کچھ کو مگرمچھ کھا لیں گے۔۔۔۔۔" فینٹ نے ایک ایسا بھیانک نقشہ پیش کیا کہ نادر کا دل ہل گیا۔۔۔۔۔ لیکن بہرحال وہ جو کچھ کہہ رہا تھا وہ ایک حقیقت تھی جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تاہم ان حقیقتوں کو نظرانداز کرنے کے بعد اب انہیں اپنے آنے والے وقت کے بارے میں سوچنا تھا جس کے لئے کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ کیا ہو۔

وہ اس جزیرے سے کافی دور نکل آئے اور جزیرہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ وہ رفتہ رفتہ سفر کرتے رہے اور دن کی روشنی نمودار ہونے لگی۔۔۔۔۔ پھر جب وہ ان راستوں سے گزر کر کافی فاصلے پر پہنچ گئے تو انہوں نے دیکھا کہ سورج کی روشنی آہستہ آہستہ نمودار ہوتی جا رہی ہے اور انہیں ایک ایسی کھاڑی نظر آئی جس میں کشتیاں رکھنے کے لئے پہلے سے جگہ بنی ہوئی تھی۔ یعنی اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جسے یہ کہا جا سکتا تھا کہ یہ سفید بھیڑیے کا مسکن ہو۔

"انہوں نے اپنی کشتی کو اس جانب بڑھا دیا اور نادر نے اس سے پوچھا۔

"فینٹ تیرا کیا خیال ہے کیا یہی وہ جگہ ہے جس کے بارے میں تو کہتا ہے۔"

"ہاں عظیم آقا اور چونکہ ہم دھارے سے بہہ رہے تھے اس لئے رفتار بہت زیادہ تیز ہو گئی کہ ایک شخص کو تیر کر کسی جگہ پہنچنے میں بہت وقت لگتا ہے لیکن اسے نہیں جو کسی ایسی کشتی میں سوار ہو جس میں ہم سفر کر رہے ہیں۔"

نادر نے گہری سانس لی اور بولا۔

"اگر یہ جگہ ان لوگوں کا مسکن ہے تو پھر ہمیں بہت ہوشیار ہو جانا چاہئے کیونکہ یہاں اطراف میں لوگ ہو سکتے ہیں۔"

"ممکن ہے عظیم آقا اور میں اس سے انکار نہیں کرتا۔"

انہوں نے یہ سوچا کہ جاگنے والے تو اس وقت جاگتے ہوں گے جب سورج پوری طرح روشن ہو جاتا ہے اور اس موقع سے انہیں فائدہ اٹھانا چاہئے چنانچہ جلدی سے انہوں نے اس کشتی کو ایک ایسی جگہ باندھا جہاں دوسری بہت سی کشتیاں بھی رسوں سے باندھی

ہوئی تھیں۔ گویا اگر کوئی اسے دیکھے تو یہ نہ کہہ سکے کہ اس میں ایک کشتی کا اضافہ ہوا ہے۔ پھر وہ اپنی جگہ سے نیچے اترے اور تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد انہیں ایک ایسی جگہ نظر آئی جو مٹی اور گھاس پھونس سے بنائی گئی تھی اور انہوں نے اپنے آپ کو جھاڑیوں میں پوشیدہ کر لیا کہ جھاڑیوں کے جگہ جگہ اگے ہوئے جھنڈ انہیں محفوظ رکھ سکتے تھے ——— جب انہیں کوئی آواز کوئی سرگوشی نہ سنائی دی اور دور دور تک انہیں کوئی نظر نہ آیا تو نادر نے فینٹ سے کہا۔

"تیرا کیا خیال ہے فینٹ وہ جگہ جہاں سفید بھیڑیے کا مسکن ہے یہاں سے کتنے فاصلے پر ہو گی۔"

"تم اونچی پہاڑ کی دیوار کو دیکھ رہے ہو عظیم آقا بس اس کے دوسری طرف سفید بھیڑیا اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ رہتا ہے گویا ہمیں صرف اتنا سفر طے کرنا ہے اور یہ جھاڑیاں وہاں تک پہنچنے میں ہماری مدد کریں گی۔"

"یہاں شاید کشتیوں کے محافظ رہتے ہوں گے ———" نادر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے مگر چھوڑو بہت دیر ہو گئی ہمیں یہاں اور ہم وقت ضائع کرنے کے بالکل شوقین نہیں ہیں۔ اگر تم مجھے اجازت دو تو میں ذرا جا کر اس مکان میں جھانکوں۔"

"کیا یہ خطرناک نہیں رہے گا۔"

"ہو سکتا ہے ——— لیکن پھر بھی تمہاری اجازت ضروری ہے عظیم آقا۔"

"احتیاط سے اگر تو چاہئے تو یہ بندوق لے سکتا ہے۔"

"نہیں عظیم آقا بندوق سے زیادہ مضبوط میرے پاس یہ چاقو ہیں۔ یہ میرے کام آ سکتے ہیں ———" فینٹ نے کہا اور اس کے بعد وہ جانوروں کی طرح چلتا ہوا اس مٹی اور گھاس پھونس سے بنے ہوئے جھونپڑے کی جانب بڑھنے لگا وہ نہایت چالاکی سے قرب و جوار میں لگی ہوئی جھاڑیوں کا سہارا لے رہا تھا اور یہ اس کے لئے بڑی ہی اچھی بات تھی جھاڑیاں اتنی وافر تعداد میں تھیں کہ انہوں نے فینٹ جیسے دیو ہیکل کو باآسانی اپنے اندر چھپا لیا تھا اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ اس مکان کی آڑ میں غائب ہو گیا۔

نادر اور کوہالہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے ——— کوہالہ نے آہستہ سے کہا۔

"یہ شخص مجھے پراسرار قوتوں کا مالک معلوم ہوتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ وہ لوکائیہ کا دیوتا نہیں ہے لیکن اگر تم کبھی لوکائیہ کی عبادت گاہ میں جاؤ اور اس سنگی بت کو دیکھو تو یہی سمجھو گے کہ یہ شخص پتھر بن کر کھڑا ہو گیا ہے آہ میں ابھی تک اسی شک کا شکار ہوں کہ کیا

فیصلہ کروں اور کیا نہ کروں مجھے تو یہ دیوتا ہی معلوم ہوتا ہے ——— اور دیوتا ہی ہر وہ عمل کر لیتے ہیں جو انسانوں کے بس سے باہر ہو۔"

"بوڑھی کوہالہ کا بولنا اس وقت نادر کو برا لگ رہا تھا اس کی نگاہیں یہ جائزہ لے رہی تھیں کہ فینٹ کیا کر کے آتا ہے اور یہ بات تو وہی جانتا تھا کہ سمندری جہاز میں جس شخص کا اپنی ماں کے ساتھ ان سے ٹکراؤ ہوا وہ کوئی دیوتا نہیں ہو سکتا یہ الگ بات ہے کہ اس نے اپنے بارے میں تمام تفصیلات بتا دی تھیں کہ وہ اسی علاقے کا باشندہ تھا جہاں یہ لوگ سفر کر رہے تھے ——— اور یہاں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جانتا تھا ——— اور ایک عمل کا آدمی تھی جو ہر خطرے میں کود پڑتا تھا ———"

اور پھر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ انہیں فینٹ دوڑتا ہوا آتا نظر آیا ——— وہ ماحول سے اس قدر بے پرواہ ہو چکا تھا کہ اب جھاڑیوں کی آڑ لے کر یہاں تک نہیں آ رہا تھا بلکہ اس کے ہونٹوں سے ہنسی پھوٹی پڑ رہی تھی ——— اور وہ اس تیز رفتاری سے دوڑ رہا تھا کہ جیسے مشین لگی ہو اس کے پیروں میں ——— اور ان کے پاس پہنچنے میں اس نے دیر نہ لگائی پھر اس نے کہا۔

"کوئی نہیں ہے عظیم آقا ——— جب انسان کو شامت گھیرتی ہے تو وہ اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ ان علاقوں میں آنے کے بعد سفید بھیڑیے نے ہر قسم کے حفاظتی اقدامات نظر انداز کر دیئے ہیں اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ بھلا یہاں کون آ سکتا ہے یہ تو اس کی مملکت ہے اور کیا خوب مملکت ہے عظیم آقا ——— ذرا دیکھو تو سہی کائی ولد میں بھنبھناتے ہوئے مچھر اور ٹرٹراتے ہوئے مینڈک ——— واہ ———" فینٹ نے پھر ایک قہقہہ لگایا کوہالہ اور نادر مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"اور عظیم آقا ہمارے لئے انہوں نے اس بند مکان میں جو کچی مٹی اور گھاس پوس سے بنا ہوا ہے بہت کچھ چھوڑا ہے ذرا آؤ تو سہی ذرا دیکھو تو آقا کیا ہی عمدہ لوگ ہیں واہ ———"

"کیا ہے وہاں ———"

"نہیں آقا میرے کہنے سے کچھ نہیں ہو گا ——— ذرا آؤ ———" اور وہ ان دونوں کے ہاتھ پکڑ کر کھینچنے لگا ——— نادر بھی مسکرانے لگا تھا اور کوہالہ بھی اور بہر حال اب ماحول ایسا تھا کہ کوئی چھوٹی سے چھوٹی خوشی ہو بس خوش ہونے کیلئے کوئی خاص بات ضروری نہیں تھی کہ غموں سے اتنا اکتا گئے تھے کہ بس ہنسنے کا کوئی بہانہ ہی نہیں ملتا تھا اور وہ اس

مکان کے دروازے سے اندر داخل ہوگئے---- وہاں کھانے پینے کا کافی سامان موجود تھا۔ بھنا ہوا گوشت ' بسکٹ ' سلاد ' نارنگیاں اور کیلے اس کے علاوہ ایسے ڈرائی فروٹس جو پلاسٹک کے تھیلوں میں پیک تھے۔ گویا سفید بھیڑیے نے غلاموں کی خریداری کے لئے آنے والوں کو ہدایت کر دی تھی کہ جب وہ مہذب بستیوں سے آئیں تو اس کے لئے وہ تمام چیزیں لائیں جو ان ویران آبادیوں میں نہیں ملتیں۔ یعنی کافی کی شیشیاں ' خشک دودھ ' چائے کی پتی اور میٹھا کرنے کیلئے شکر اور یہ سب کچھ یہاں موجود تھا اور برتن بھی تھے---- پھر دوسری چیز ہتھیار ' یعنی تیز دھار تلواریں جو چمڑے کے لباس پہنے ہوئے تھیں ' رائفلیں ' چوڑے چوڑے کھانڈے جنہیں طاقتور لوگ استعمال کرتے تھے اور جن میں سے بعض بہت ہی بڑے بڑے تھے۔ پھر بازو کی پٹیاں اور جو سب سے بڑی چیز تھی یہاں ' وہ کپڑوں سے بھرے ہوئے بکس تھے جنہیں فینٹ نے کھول دیا اور ان میں سے کپڑے نکال نکال کر اپنے بدن پر سجانے لگا نا صرف یہ بلکہ اس کے ساتھ ہی سونے کے سکوں کے چمڑے کی تھیلیاں بھی تھیں جنہیں پیٹیوں کے ذریعے کمر سے باندھ لیا جاتا ہے---- فینٹ نے کہا۔

"ذرا دیکھو معزز عورت بڑی ماں اور تم بھی جوان آدمی ' کیا یہ لباس میرے بدن پر فٹ نہیں ہے---- اور واقعی موٹے کپڑے کا ایک ایسا لباس جسے شاید آدمی پتلون کے طور پر استعمال کیا جاتا ہوگا لیکن ایک چوڑے چکلے آدمی کیلئے اور واقعی وہ فینٹ کے بدن پر بالکل فٹ تھا اور قمیض بھی بالکل اس کے ناپ کی تھی۔ جب وہ لباس فینٹ نے اپنے بدن پر سجایا تو سنجیدہ رہنے والی عورت یعنی کوہالہ کے حلق سے بھی ایک پر زور قہقہہ نکل گیا اور نادر بھی ہنسا۔ پھر وہ پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنسے اور فینٹ خوشی کی نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔"

"اور اس لباس کی قیمت کوئی میرے دل سے پوچھے جو رونے والوں کو ہنسا دیتا ہے واہ کیا ہی عمدہ بات ہے---- اور پھر فینٹ نے لباس پر ایک چوڑی پٹی باندھی اور ہنس کر کہنے لگا۔"

"مجھے تو خوشی ہے اس شخص پر ' اور شاید میں اسے اپنے ہاتھوں سے قتل نہ کر سکوں جس کا یہ لباس ہے اور اس کا پورا لباس میرے بدن کے مطابق۔ ذرا دیکھو تو عظیم آقا---- یہ پٹی بھی جس میں پستول لگا ہوا ہے میری کمر پر فٹ آجاتی ہے اور میں تو بہت ہی خوش ہوں----"

نادر ہنستا رہا اور واقعی اسے اپنی ہنسی پر خود بھی تعجب تھا کہ عموماً یہی ہوتا تھا کہ جب

بھی کبھی ہنسنے کی بات آئی اس کے دل میں اپنا ماضی گردش کرنے لگتا اور مسکراہٹ غموں کے سائے میں آجاتی---- لیکن وہ لمحات بڑے دلچسپ تھے۔ اس نے ایک لباس نادر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اور اگر مجھے بھی خوش ہونے کا موقع دینا چاہو میرے پیارے دوست تو اسے اپنے بدن پر پہن لو ' اس میں یہ لباس بہت سے عیب اور بہت سی خوبیاں چھپا لیتا ہے---- یعنی ڈھیلے ڈھالے لباس کے نیچے کچھ بھی چھپا لو اور پھر درحقیقت وہ لوگ جو یہاں نظر آئے ' ان میں سے میں نے بہت سے لوگوں کے جسموں پر ایسا لباس دیکھا گویا اس لباس کا استعمال یہاں عام ہے اور عظیم آقا تم پر تو یہ خوب ہی سجے گا ذرا دیکھو---- اور فینٹ نے ایک لباس نادر کی طرف بڑھایا---- وہ موٹے اون کا عربی لباس تھا اور درحقیقت اس جسامت کا کہ نادر کے بدن پر ٹخنے تک مکمل تھا۔ کمر میں باندھنے والا پٹہ اور اس کے بدن پر سجانے والے ہتھیار ' پھر یوں انہوں نے سارے کام کئے اور عورت کا کوئی لباس یہاں موجود نہیں تھا۔ پتہ نہیں کیوں---- حالانکہ یہاں عورتیں بھی ہوں گی---- اور فینٹ نے یہ سوال بھی کر ڈالا----"

"عظیم آقا کیا ان لوگوں کے ہاں عورتیں نہیں ہوتیں----؟"

"مگر یہاں بھلا عورتوں کا کیا وجود---- اگر ہوتی بھی ہوں گی تو ان کے کڑلوں میں جہاں وہ عورتوں کے ساتھ رہتے ہیں۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔"

وہ ساری چیزیں ان کے لئے مناسب تھیں انہوں نے اپنے قبضے میں لے لیں اور سونے کے سکے بڑی احتیاط سے نادر نے اپنے لباس کے اندر پوشیدہ کر لئے کہ اسے دولت کی طلب تھی اور شاید یہ سکے کسی مناسب وقت کام آسکیں اور یہاں کھانے پینے کی جو اشیاء تھیں انہیں بڑی احتیاط کے ساتھ استعمال کیا گیا۔ اس طرح کہ نادر رائفل لے کر باہر کھڑا ہوگیا کہ کوئی اگر نظر آئے یا تو اسے ختم کر دے یا اندر آواز دے دے کہ کوئی آ رہا ہے---- اور باقی ذمہ داری اس نے ان دونوں کے سپرد کر دی تھی۔ چنانچہ کھانے پینے کی اشیاء میں سے بہت عرصے کے بعد کچھ ایسی چیزیں تیار کی گئیں جو یہ لوگ کھانا بھول گئے تھے یعنی سفر کے دوران اور جب خوب شکم سیری ہوئی اور بہترین کافی کی پیالیاں پی گئیں تو انہیں زندگی ایک نئے انداز میں لگنے لگی---- اور اب وہ بالکل چست و چالاک تھے اور دلچسپ بات یہ تھی کہ اس طرف کسی کا گذر بھی نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ اب انہیں ان

دلدلوں سے گزرتا تھا۔۔۔۔ اور یقینی طور پر آگے جانے کا ایک مناسب راستہ ضرور ہوگا جس سے صرف وہی لوگ واقف ہو سکتے تھے جو یہاں سے گزرتے ہوں گے لیکن جیسا کہ فینٹ نے بتایا کہ وہ بھی سخت مشقت کرکے بالآخر ان کیڑلوں تک پہنچ چکا ہے تو فینٹ اس وقت بہترین رہنما ثابت ہوا۔ دن آہستہ آہستہ گرم ہوتا جا رہا تھا۔۔۔۔ وہ لوگ وہاں نہ رکے اور مناسب انتظامات کرنے کے بعد جھلسا دینے والی گرمی میں آگے کا سفر طے کرنے لگے لیکن ایک بات ان کیلئے بڑی دلدوز اور شرمندگی کا باعث تھی۔۔۔۔ اب تک وہ خشکی کے جن راستوں سے بھی گزرے تھے وہاں انہیں نرسلوں کے جھنڈوں میں پکڑے جانے والے افراد کی لاشیں اور ہڈیاں پڑی ہوئی ملیں۔۔۔۔ اور ان راستوں پر قدموں کے بے شمار نشانات تھے اور یوں لگتا تھا جیسے قافلے ادھر سے گزرتے رہتے ہوں' خچروں اور گھوڑوں کے قدموں کے نشانات بھی واضح تھے اور اتنے گہرے تھے کہ یہاں سے بہت کم وقت پہلے ایک قافلہ گزرا ہے۔

بالآخر طویل سفر طے کیا گیا۔۔۔۔ اور جب سورج غروب ہونے کے لئے تیار تھا تو' انہوں نے دور سے دیکھا کہ وہ کیرال ان کی نگاہوں کے سامنے بکھرے ہوئے ہیں' جن کا علاقہ بے حد وسیع تھا۔ ایک طویل و عریض علاقے میں جو یقینی طور پر اس جزیرے کا ایک حصہ تھا۔ تقریباً کافی حصہ خشک تھا جس پر انسان آرام کر سکتا تھا' باقی حصے نرسلوں سے ڈھکے ہوئے تھے اور نرسلوں سے ڈھکی ہوئی دلدل شمالی اور مشرقی ساحلی حصوں سے شروع ہو کر عمارتوں کے اس جھنڈ تک چلی گئی تھی' جس کے تین طرف گہری چکنی دلدلیں تھیں۔۔۔۔ اور بلاشبہ یہ جگہ ایسی تھی کہ اگر بہت سے جنگی جہاز بھی اس طرف نکل آئیں تو دور سے تو گولہ باری کر سکیں لیکن انہیں عبور نہ کر سکیں اور سفید بھیڑیئے نے اپنے لئے کیا عمدہ جگہ منتخب کی تھی۔۔۔۔ گویا اس نے ایک مضبوط قلعہ بنا لیا تھا جس میں کسی کا گزر ممکن نہیں تھا۔

رہی سہی کسر انسانوں نے پوری کر دی تھی۔ غلاموں کے کیمپ جگہ جگہ نظر آ رہے تھے اور ایک نہر درمیان سے گزر رہی تھی جس کے کنارے یہ کیمپ بنائے گئے تھے۔ ہر چند کہ یہ نہر زیادہ گہری اور چوڑی نہیں تھی۔۔۔۔ لیکن اس کی تہہ میں کیچڑ اتنی چکنی اور نرم تھی کہ اسے عبور کرنا ناممکن ہی ہو جائے۔۔۔۔ اور نہر کے دوسرے کنارے پر مٹی کا ایک خطہ تھا لیکن اس خطے پر بھی چڑھنا ممکن نہیں تھا کیونکہ اس کی ڈھلان اور چوٹی پر افریقہ کی بدترین خاردار جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔

یہ تھا سفید بھیڑیئے کا مسکن۔۔۔۔ اور اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ اگر اس کیلئے کوئی باقاعدہ منصوبہ بندی کی جاتی تو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا بہرحال آگے کا منظر کچھ مختلف تھا۔۔۔۔ یہ جگہ تین حصوں میں منقسم تھی اور ہر حصے کو ایک دیوار دوسری دیوار سے جدا کرتی تھی۔۔۔۔ ان تینوں حصوں میں وہ حصہ جو مشرق کی طرف تھا اصلی جگہ تھی یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ پورے کیمپ کا مرکز۔ اس حصے میں پھوس کی چوکور چھت والی ایک لمبی عمارت کھڑی ہوئی تھی جو بانسوں' لکڑی کے چوڑے چوڑے تختوں اور کہیں کہیں چکنی مٹی سے بنائی گئی تھی۔ اس عمارت کے سامنے مغرب کی طرف کھلا میدان یا صحن تھا اور اس صحن کے فرش کو بڑا سخت اور ہموار بنا دیا گیا تھا۔۔۔۔ گویا یہاں مزدوروں سے اس جگہ کو مکمل کرنے کا کام بھی لیا گیا تھا۔۔۔۔ پھر اس کے بعد دور اور جگہیں نظر آ رہی تھیں۔ یہ بھی بانسوں کے بڑے بڑے سائبان بنے ہوئے تھے جو چاروں طرف سے تو کھلے ہوئے تھے لیکن ان کی دیواریں نہیں تھیں۔ یہی وہ جگہ تھی جہاں ایک چوڑا چبوترہ بنا ہوا تھا اور چبوترے پر غالباً خرید و فروخت ہوتی تھی۔ گویا مہمان سامنے کے راستوں سے سمندری راستے سے گزر کر اس کھاڑی میں داخل ہوتے اور یہاں سے اس جگہ پہنچتے اور پھر اپنی پسند کے انسان خرید لئے جاتے۔

یہ دور جو جدید دور کہا جا سکتا ہے اور جس میں نجانے کیا کیا سائنسی آسائشیں انسان کو حاصل ہو چکی ہیں اس جگہ زمانہ قدیم کی وہی شکل پیش کرتا تھا جب غلاموں کی باقاعدہ تجارت ہوا کرتی تھی اور انسانوں میں ایک نسل ایسی بھی تھی جو جانوروں سے بدتر۔۔۔۔

بہرحال کچھ اور عمارتیں اس سے الگ نظر آ رہی تھیں ان میں ٹین کی چھتیں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ بارود خانہ تھا اور ان عمارتوں کے اردگرد جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں اور یہ جھونپڑیاں گویا مہمان خانے تھے جس میں آنے والے تاجر ٹھہرا کرتے تھے اور بقیہ جھونپڑیوں میں مقامی لوگ۔۔۔۔ یعنی سفید بھیڑیئے کے اپنے ساتھی۔ اور گھوڑے بھی نظر آ رہے تھے۔۔۔۔

اور کتنے ہی خوفناک راستوں سے گزار کر ان گھوڑوں کو یہاں تک لایا جاتا ہوگا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر جانور اپنے راستے کا عادی ہو جاتا ہے۔

دوسرا احاطہ غالباً ان لوگوں کیلئے تھا جہاں گرفتار شدہ غلام رکھے جاتے تھے۔ اس عمارت میں کوئی اور عمارت نہ تھی البتہ پھوس کے کئی سائبان یا جاڑے نظر آ رہے تھے جہاں غلاموں کی خرید فروخت کی جاتی تھی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ یہ سائبان بہت لمبے لمبے

اور بڑے تھے اور ان میں ایک سرے سے آخری سرے تک آہنی سلاخیں یا کھونٹے گڑے ہوئے تھے اور ان کھونٹوں میں زنجیریں پڑی ہوئی تھیں اور ان زنجیروں سے انسانوں کو باندھا جاتا تھا جو اس وقت تک آہنی زنجیروں میں قید رہتے جب تک کہ فروخت نہ ہو جاتے۔

بہرحال یہ پوری جگہ ایسی تھی کہ انسان اپنے ذہن پر قابو نہ پا سکے' وہ نہر جو درمیان سے گزر رہی تھی اس پر لکڑی کا ایک ایسا پل تھا جسے ضرورت کے وقت اٹھا دیا جاتا ہوگا۔۔۔ یہ پل غلاموں کے احاطے کے عین سامنے تھا اور اس کے تحفظ کیلئے ایک نیچی سی دیوار بنی ہوئی تھی۔۔۔ پھر وہ دروازہ تھا جس پر خاردار جھاڑیاں تھیں۔ اس طرح سفید بھیڑیے نے ان کی حفاظت کا انتظام بھی کر لیا تھا۔

اور یہاں چند افراد بھی نظر آ رہے تھے جن کے ہاتھوں میں رائفلیں موجود تھیں۔ لیکن وہ لاپرواہی سے یہاں موجود تھے۔۔۔ اس میں ان پہرے داروں کی ویسے تو یہاں ضرورت نہیں تھی لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زندگی سے تنگ آئے ہوئے وہ لوگ جنہیں گرفتار کر کے ان کی بستیوں سے لایا جاتا تھا کبھی سر اٹھانے کی کوشش کریں تو ان پر آگ اور موت برسا دی جائے۔

یہ ساری حفاظتی تدبیریں غلاموں کی بغاوت کے خوف سے کی گئی تھیں' کیونکہ یہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں شاید ہی کوئی دشمن پہنچ سکے۔ یہاں یہ الگ بات ہے کہ گھر کے رہنے والے ہی اگر کبھی گھر کو برباد کرنے پر تل جائیں تو صورتحال خراب ہو جائے اور اس صورتحال کی خرابی کیلئے یہ تمام انتظامات کئے گئے تھے۔

"کیا ہی بھیانک جگہ ہے" نادر نے پیشانی مسلتے ہوئے کہا۔۔۔ وہ سب اتنے گم سم تھے کہ نادر کی بات کا کسی نے جواب نہیں دیا تھا۔ ان کی نگاہیں جو کچھ دیکھ رہی تھیں اس پر ششدر تھیں۔۔۔ یوں ایک طویل خاموشی نے کچھ دیر کیلئے ماحول پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے طلسمی باب کھل گیا ہو اور انسان درندگی کے اس جادو کے سامنے بے بسی سے کھڑا خلاف پر نگاہیں جمائے ہوئے ہو۔۔۔"

○

یہ تینوں جس جگہ موجود تھے اسے ایک محفوظ پناہ گاہ نہیں کہا جا سکتا تھا اور کسی بھی لمحے دیکھ لئے جانے کا خطرہ موجود تھا اور یہاں پہنچ کر انہیں جو طلسمی سرزمین نظر آئی تھی اسے دیکھ کر ان کے ہوش و حواس رخصت ہوئے جا رہے تھے اور اس عظیم الشان کارخانہ

حیات میں وہ اپنے آپ کو بالکل اسی طرح پاتے تھے جیسے وسیع و عریض سمندر میں کوئی کشتی پتوار کے بغیر ہچکولے کھا رہی ہو۔ ساحل کو تسخیر کرنا ان کیلئے ناممکن نظر آ رہا تھا اور یہ سب کچھ دیکھ کر تینوں ہی کے حوصلے پست ہو گئے تھے جس کا اظہار ان کے چہروں سے ہوتا تھا اور وہ سقاط تھے اور ہوا ان پر سے گزر رہی تھی لیکن جب ان تمام مناظر کو دیکھ کر نادر حیات کی آنکھیں بند ہو گئیں تو بند آنکھوں کے سامنے ایک جھولا سا جھولنے لگا جس طرح ایک گھومنے والے چرخے کے مختلف مناظر آنکھوں کے سامنے سے گزرتے ہیں اسی طرح مختلف تصویریں نادر حیات کی آنکھوں سے گزرنے لگیں۔ یوسف حیات' قیصر حیات' فرخندہ اور وہ طنز کرنے والے' جو اب یہ سوچتے ہوں گے کہ اس طرح یوسف حیات کی کہانی ختم ہوئی کہ اس کی شاندار حویلی غیروں کے قبضے میں آ گئی وہ خود مر گیا اور اس کے بیٹے دنیا سے رخصت ہو گئے یا پھر منہ چھپا کر کسی ایسے گوشے میں جا بیٹھے' جہاں سے اب ان کی واپسی ممکن نہ ہو اور دفعتاً" ہی نادر کی بند آنکھیں کھل گئیں۔ ان آنکھوں میں خون کی سرخی لہرا گئی تھی۔ ان دونوں میں سے کوئی نہ سن سکا لیکن خود نادر کے کانوں نے اپنی آواز سنی۔

"ایسا تصور اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ موت میرے چاروں طرف تاریکی نہ بکھیرے دے۔ میں کسی چیز کو خاطر میں نہیں لاتا اور یہ سب کچھ جو میرے سامنے ہے' درندگی کا ایک ایسا مظاہرہ ہے جس کی مثال ممکن نہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اپنی ذات کیلئے تو ہزاروں غم پال لئے جاتے ہیں اور ہر غم انسان کو یہ احساس دلاتا ہے کہ وہ دنیا کا مظلوم ترین آدمی ہے لیکن یہ سیاہ اور سفید لوگ جو ان درندوں کے قیدی ہیں کیا زندگی گزار رہے ہیں؟ کم از کم میری زندگی آزاد تو ہے موت کا استقبال بھی کروں گا تو کھلی فضاؤں میں اور وہ جن کے پیروں میں غلامی کی زنجیریں پڑی ہوئی ہیں اور شاید وہ خوبصورت لڑکی جس نے اپنے ارمانوں کے تاج محل بنائے ہوں بالکل فرخندہ کی طرح اور وہ اس وقت بے یارومددگار ہے کہ اسے کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے اور وہ حسن کی دیوی اس کی غلامی کرے گی اپنی مرضی اور اپنے مزاج کے مطابق سو ایسے کسی نیک کام کیلئے جان کی بازی کیوں نہ لگا دی جائے جس سے کم از کم اور کچھ نہ ہو تو روحانی سکون تو ملے اور یہ توقع ہو کہ ان نیکیوں کے عوض شاید کوئی کام بن جائے اور اگر اس کوشش میں موت بھی آ جائے تو کم از کم یہ دکھ نہ رہے کہ ایک ناکامی کی موت حاصل ہوئی' ویسے تو صحرائے اعظم افریقہ کے کسی بھی ایسے حادثے سے دوچار ہوا جا سکتا تھا مثلاً خوفناک درندے مثلاً کالا بخار یا پھر زہریلی مکھیوں کے کاٹنے سے واقع ہونے والی موت۔ موت کا تصور بھی اگر اپنی مٹھی

میں آ جائے تو کیا ہی دلچسپ بات ہوگی اور اس احساس نے اس کے دل و دماغ میں آگ روشن کر دی۔ انتقام جوش اور کچھ کر ڈالنے کی آگ تو اس نے نئی نگاہوں سے سامنے کے ماحول کو دیکھا اور پھر ان دونوں سے کہا۔

"دیو قامت نینٹ' اور معزز عورت' اب تجھے ایک بوڑھی اور ناکارہ عورت نہیں کہوں گا کہ اب تک کے سفر میں تو نے جس قدر ہمت اور مردانگی کا ثبوت دیا ہے وہ ناقابل یقین ہے اور ایسا کہ اگر کسی سے کہا جائے تو وہ تسلیم نہ کرے! اگر تم یہ سب کچھ دیکھ کر بدحواس ہو گئے ہو تو اپنی اس بدحواسی کو اپنے ذہنوں سے نکال پھینکو ہم جانتے ہیں کہ اتنے عظیم الشان گروہ کو قبضے میں کرنا مشکل ہے لیکن ہم تو اپنی کوششیں کرنے کیلئے آئے ہیں اور سنو معزز کوہالہ' اور میرے عظیم دوست نینٹ' میں تم لوگوں سے صرف اتنا کہوں گا کہ انسان کے عزم کے آگے سمندر بھی زیر ہو چکے ہیں اور اپنی وہ روایات کھو بیٹھے ہیں اور ایسا ہی خلاؤں میں ہوا ہے کہ جدید دور میں تم نے دیکھا کہ آسمان پر پرندے اڑتے رہتے ہیں اور ان کے ساتھ انسان بھی' اور سمندر کی گہرائیاں اب انسانی نگاہوں سے دور نہیں ہیں تو وہ انسان ہی تو ہیں اور ہم بھی انسان ہیں سو کوشش کر لیتے ہیں۔ عقل اور ذہانت سے کام لے کر اور ایسی منصوبہ بندی کرتے ہیں کہ کچھ ہو جائے ہاں اس پر مشورہ ضروری ہے۔ چنانچہ پہلا عمل ہمارا یہ ہونا چاہئے کہ ہم اپنے لئے محفوظ جگہیں تلاش کریں۔ ان دونوں نے چونکی ہوئی نگاہوں سے نادر کو دیکھا پھر بوڑھی کوہالہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

"بہت بڑے اور عظیم دل کے مالک ہو تم نوجوان' درحقیقت میں اپنی ہمتوں کا وزن کرنے لگی تھی اور سوچ رہی تھی کہ کیا ان حالات کو دیکھ کر میں اپنا عزم برقرار رکھ سکوں گی لیکن تمہارے الفاظ نے میرے اندر نئے حوصلے جگا دیئے ہیں۔"

"اور عظیم آقا میرے بارے میں تو تم سوچنا ہی چھوڑ دو اب یوں سمجھو کہ میں تمہارے وجود کا تیسرا ٹکڑا ہوں یعنی ایک تم ایک ہم دونوں کا دوست اور ہمارا بھائی جو اب بظاہر اس دنیا میں نہیں ہے لیکن اس کی روح ہمارے جسموں میں سرایت کر گئی ہے اور اگر تم اس کالے سیاہ فام اور بدصورت انسان کو اپنے وجود کا ٹکڑا تسلیم کرو تو میں یعنی نینٹ تو میں وہی کچھ سوچوں گا جو تم سوچو گے اور اس سے ذرا بھی الگ نہیں ہوں میں کیونکہ اب میری کائنات میں تمہارے سوا اور کچھ نہیں ہے ـــــ نادر اس شخص کے الفاظ سے بہت متاثر ہوا تھا۔ اس نے نینٹ کا ہاتھ پکڑ کر اسے چومتے ہوئے کہا ـــــ

"نہ تو کالا ہے نہ بدصورت ـــــ اور نینٹ کی آنکھوں میں ایک لمحے کیلئے نمی آئی لیکن سیاہ فام دیوزاد رونا نہیں جانتا تھا چنانچہ آنکھوں میں آ جانے والے پانی کو اس نے فوراً واپس آنکھوں میں دھکیل دیا اور اس کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا کہ کوئی ایسی مناسب جگہ تلاش کریں جہاں سے وہ اس ماحول کا بہتر طریقے سے جائزہ لے سکیں۔ وہ راستہ جس پر یہ تینوں چل رہے تھے انہیں اس نہر پر لے آیا۔ جو انتہائی شمال میں تھی یہ نہر سب سے بڑی تھی اور اس سے دوسری نہریں نکالی گئی تھیں اور تاحد نگاہ یہ نہر پھیلی ہوئی تھی پھر اس کا ایک حصہ اس دروازے کے عین سامنے نظر آیا جو اس عظیم الشان رہائش گاہ کو اور بھی مضبوط بنا رہا تھا لیکن ہو سکتا ہے کہ ایسا شخص ان کے قریب نکل آئے جو یہاں موجود لوگوں کو زیادہ سے زیادہ جانتا ہو اور پھر وہ ان سے ایسے سوالات نہ کرے جن کا وہ اطمینان بخش جواب نہ دے سکیں اور ایسا کوئی خطرہ مول لینا بھی ممکن نہیں تھا پھر جب وہ دروازہ تھوڑے فاصلے پر رہ گیا تو اچانک ہی نینٹ نے ایک جانب اشارہ کیا اور نادر اور کوہالہ نے ادھر دیکھا تو انہیں لمبی لمبی جھاڑیاں نظر آئیں اور وہ ان جھاڑیوں کو محفوظ سمجھ کر ان میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ ان جھاڑیوں کا سہارا لے کر جن کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا وہ اس نہر کے عین کنارے پر پہنچ گئے تو نینٹ نے کہا ـــــ

"عظیم آقا میرا خیال ہے ہم مناسب جگہ آ گئے ہیں اور دیکھو وہ اس طرف سفید بھیڑیئے کا گھر ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں آغاز کہاں سے کرنا چاہئے۔"

"ابھی ذرا بہتر ہے کہ ہم یہاں کا بھرپور جائزہ لے لیں یہاں تک کہ جس حفاظت کے ساتھ پہنچ گئے ہیں وہ اگر ہم خود بھی اس پر غور کریں تو ایک ناقابل یقین عمل معلوم ہوتا ہے لیکن جب غیبی قوتیں ہماری مدد کر رہی ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آگے بھی ہمارے لئے بہتری کے راستے ہیں یہ زیادہ مناسب ہے کہ پہلے ہم مطمئن ہو جائیں کہ کہاں سے کیا کریں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ یہ افریقہ کے ظالم ترین لوگوں کی بستی ہے اور اس پر قبضہ کرنا آسان نہیں ہوگا یعنی صرف تین افراد کیلئے جن میں سے ایک عورت ہے خیر یہ تو ساری بات اپنی جگہ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہی جگہ ہمارے لئے مناسب ہے دوسری بات یہ کہ اگر ہم یہاں سے کوشش کریں تو کیا صرف اس لڑکی کو یعنی جس کا نام میشل ہے نکالا جائے باقی بھی تو ہماری امداد کے مستحق ہیں ـــــ نادر سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے کہا ـــــ"

"نہیں یہ سب ہمارے لئے اتنے ہی محترم ہیں جتنی میشل اور میں کسی بھی طرح

صرف ایک لڑکی کی بازیابی کی کوشش نہیں کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں یہ ایک گناہ ہوگا اور میں گناہ نہیں کرنا چاہتا۔ انسان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں۔ دفعتاً" ٹینٹ نے اپنے سر پر ہاتھ سے طبلہ بجاتے ہوئے کہا۔

"مقدس آقا اور معزز عورت ایک اور تصور میرے ذہن میں آیا ہے آہ کیا ہی عمدہ بات ہے لیکن محنت طلب۔۔۔۔ وہ دونوں اس کی صورت دیکھنے لگے اور ٹینٹ اپنے خیال پر مسکرانے لگا پھر اس نے کہا۔"

"عظیم آقا تم نے بالکل ٹھیک کہا یہ سب ہی ہماری توجہ اور مدد کے مستحق ہیں لیکن یہ بھی تم نے کہا کہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر دنیا کا کوئی کام نہیں ہوتا تو کیا یہ اپنی آزادی کیلئے ہاتھ پاؤں نہیں ہلائیں گے۔"

"مطلب۔۔۔۔ نادر نے سوال کیا۔۔۔۔؟"

"اگر ہم انہیں اپنی مدد پر آمادہ کرلیں اور انہیں بتائیں کہ ہم ان کی آزادی کیلئے یہاں پہنچے ہیں تو کیا یہ سب کچھ مناسب نہیں ہوگا۔۔۔۔ نادر نے حیرت سے ٹینٹ کو دیکھا ت و کوبالہ بھی اس طرح اسے دیکھنے لگی جیسے کالے آدمی کا دماغ خراب ہوگیا ہو پھر وہ آہستہ سے بولی۔۔۔۔"

"چھوٹے ہاتھی تیرا مطلب کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔"

"ذرا غور کرو بوڑھی عورت اگر ان غلاموں کو کسی طرح آزادی دے کر ان کے ہاتھوں میں اسلحہ تھما دیا جائے تو کیا ان خطرناک لوگوں سے مقابلہ کرنے والے تین آدمی ہوں گے نہیں بلکہ یہ سب جو زندگی کے خواہشمند ہوں گے ہمارے ساتھی ہوں گے اور واہ کیا ہی عمدہ ترکیب ہے۔۔۔۔ نادر ہنسنے لگا پھر بولا۔

"تو کیا تو اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ لے کر آیا ہے اپنے ساتھ۔۔۔۔"

"ارے نہیں مقدس آقا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے مگر کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ ان سب کے پاس اسلحہ موجود ہے۔۔۔۔ نادر گہری نگاہوں سے ٹینٹ کو دیکھنے لگا اور پھر اس نے کہا۔

"لیکن اس کا حصول۔"

"اصل کوشش اسی کے لئے کی جائے تو بہتر رہے گا اور عورت نے کہا۔"

"لیکن یہ تو بہت طویل منصوبہ ہوگا۔۔۔۔"

"جلد بازی اچھی نہیں ہوتی اور ہمیں سوچ سمجھ کر ہی کام کرنا ہوگا۔۔۔۔ تو پھر اپنے

اس نئے منصوبے پر ذہن دوڑانے کے بعد ٹینٹ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کرکے کہا۔

"یہ درخت خاصا گھنا اور بلند ہے اگر مناسب ہو تو اس پر چڑھ کر ہم یہاں کا بھرپور طریقے سے جائزہ لیں بلکہ اسی کو اپنی پناہ گاہ بنائیں جو بہتر رہے گی اور اس بات کو بھی دونوں نے پسند کیا تھا چنانچہ عورت کو سہارا دے کر درخت کی ایک ٹہنی پر پہنچایا گیا اور تنے کا فاصلہ طے کرکے باقی سفر اس نے خود ہی کیا اور ایسی گھنی جگہ حاصل کرلی جو محفوظ بھی تھی یعنی کچھ ایسی شاخیں جو آپس میں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی تھیں اور کسی انسان کو گرنے سے بچانے میں معاون ثابت ہو سکتی تھیں۔ کوبالہ کو سب سے محفوظ مقام پر پہنچایا گیا۔ اور اس کے بعد نادر اور ٹینٹ بھی درخت پر چڑھ گئے اور گھنی ٹہنیوں کے پیچھے سے انہوں نے دوسرے مناظر دیکھنے کا فیصلہ کیا تو نیچے پورا کیمپ گویا نقشے کی طرح بکھرا ہوا تھا اور وہ شاخوں سے لپٹے اشارہ کرکے ایک دوسرے سے سرگوشیاں کر رہے تھے یعنی ان کا محل وقوع دیکھا جا رہا تھا اور یہ اندازہ لگایا جا رہا تھا کہ کام کس طرح مناسب ہو سکتا ہے۔ وسیع و عریض احاطے میں لوگ گھوم پھر رہے تھے۔ ان کا تعلق دنیا کے مختلف ملکوں سے تھا۔ ان کے جسموں کے لباس بھی مختلف تھے اور یہ سب کالے پرندوں کی تجارت کرتے تھے۔ یعنی وہ انسان جو ان کے قیدی تھے۔ خاصی بڑی تعداد تھی ان لوگوں کی اور وہ زندگی کے ہر عیش سے لطف اندوز ہوتے تھے یقینی طور پر انہیں ہر طرح کی آسائش اسی جگہ حاصل ہو جاتی تھیں پھر وہ لوگ ادھر ادھر نگاہیں دوڑاتے رہے اور زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ اچانک ہی کوبالہ کی سرد آواز ابھری ادھر دیکھو۔"

"کیا ہے کوبالہ۔" نادر نے سوال کیا۔

"آہ وہی ہے وہی سفید بھیڑیا دیکھو وہ جو بڑی شان سے باہر آ رہا ہے۔"

تب ان کی نگاہیں اس جانب اٹھ گئیں وہ اسے غور سے دیکھنے لگے۔ درحقیقت اگر کسی بھیڑیے کو انسانی شکل دے دی جائے یعنی کسی بھیڑیے کا چہرہ اور انسان کا جسم تو اس وقت سفید بھیڑیا وہی نظر آ رہا تھا اور جس نے بھی اس کا نام سفید بھیڑیا رکھا کیا خوب رکھا چنانچہ وہ اپنی جگہ سے نکلا اور ان قیدیوں کا معائنہ کرنے لگا جو زندگی سے محروم مصیبتوں کا شکار تھے اور اس کی نگاہیں ان کا جائزہ لیتی رہیں پھر دفعتاً" ہی پیتل کا ایک بڑا سا برتن بجایا گیا اور وہ چونک کر دیکھنے لگے پھر اندازہ ہوا کہ بڑے بڑے برتن لائے جا رہے ہیں غالباً ان تمام قیدیوں کیلئے کھانا جا رہا تھا۔ کھانا لانے والے کے ساتھ جو برتن اٹھائے ہوئے تھے

دوسرے آدمی بھی تھے جو لمبے لمبے چمڑے کے ہنٹر لئے ہوئے تھے اور پھر وہ اس خندق کے کنارے پہنچے جو اس علاقے کو غلاموں کے علاقے سے جدا کرتی تھی وہاں کھڑے ہو کر انہوں نے آوازیں دیں اور وہ پل گرانے کیلئے کہا جس پر سے گزر کر وہ غلاموں کے احاطے میں پہنچ سکتے تھے۔ پھر یہ تمام مناظر ان کی نگاہوں کے سامنے آتے رہے اور انہوں نے دیکھا کہ ان قیدیوں کو بالکل جانوروں کی طرح کھانا دیا جا رہا ہے نجانے کیا چیز تھی اس کھانے میں پھر اچانک ہی کچھ گڑبڑ ہوئی اور کھانا دینے والوں نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ پانی دینے والوں نے برتن پیچھے کئے اور کچھ باتیں کرنے لگے پھر ایک اور دیوہیکل شخص جو بھوری نسل کا تھا دریائی گھوڑے کی کھال کا ہنٹر لئے نمودار ہوا اور زمین پر پڑے ہوئے ایک قیدی پر ہنٹر برسانے لگا۔ زمین پر پڑا ہوا قیدی جسے وہ لوگ صرف ایک کالے دھبے کی شکل میں دیکھ سکتے تھے بے حس و حرکت تھا یعنی چمڑے کے ہنٹر سے جس شخص کے جسم پر جنبش نہ ہوئی ہو اس کی کیا کیفیت ہے سو پھر دیکھا کہ انہوں نے اس کی زنجیریں کاٹیں اور ان میں سے ایک نے اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے گھسیٹا اور پھر وہ اس اونچے پشتے پر لے گیا اور اس پشتے کی ڈھلان پر چوٹی سے پانی تک کا چھوٹا سا پلیٹ فارم جس کے عین نیچے ایک بہت بڑی اور گہری نہر بہہ رہی تھی۔ انہوں نے اس قیدی کو پلیٹ فارم سے نہر میں دھکیل دیا تھا اور ان تینوں کی آنکھیں کرب سے بند ہو گئیں گویا ایک شخص کو زندگی سے محروم کر دیا گیا تھا لیکن کچھ ہی لمحوں کے بعد فینٹ نے کہا ـــــ

"اور وہ وقت آگیا ہے عظیم آقا جب ہم انہیں فنا کر دیں گے لیکن ٹھنڈے دل اور ٹھنڈے دماغ سے کام لے کر ـــــ نادر نے خونی نگاہیں اٹھا کر فینٹ کو دیکھا اور کہا ـــــ"

"ان کی زندگی ہر حالت میں ختم ہونا ضروری ہے۔ اور کہہ دینے والے الفاظ تو بہت آسان ہوتے ہیں اور کرنا بے حد مشکل۔ یہ بات سبھی جانتے تھے۔ عارضی طور پر جو کیفیت نادر کے دل پر طاری تھی اس نے خود ہی تھپک تھپک کر سلا دیا بنیاد یہ تھی کہ وہ جانتا تھا کہ کام آسان نہیں ہے اور جو کچھ ان کی نگاہوں نے دیکھا تھا اس کے بعد تو یہ مشکل ہی تھا کہ آسانی سے کام کیا جا سکے اور سوچنا بے حد ضروری تھا۔ پھر بہت دیر سوچنے کے بعد نادر نے کہا ـــــ"

"فینٹ جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اس سے ہمیں یہ اندازہ تو ہوتا ہے کہ ہم آسانی سے ان حالات پر قابو نہیں پا سکتے پھر ایسا کیا جائے کہ ہم ایک طویل منصوبہ بندی کریں جو کچھ

ہم سوچ رہے ہیں اس کا سوچنا بے حد آسان ہے لیکن کرنا بے حد مشکل ہے ـــــ"

"سچ کہا تم نے عظیم آقا ـــــ"

"اور معزز خاتون تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے ـــــ"

"میں صرف ایک بات جانتی ہوں اپنے آپ کو بے بس نہیں کہتی تم اگر مجھ سے کہو کہ میں ہاتھ میں تمہاری بندوق لے کر ان لوگوں کے درمیان چلی جاؤں اور ان پر دھماکے کر دوں تو میں اس کے لئے اسی وقت تیار ہوں نتیجے میں میری جان ہی جائے گی' میں کم از کم یہ تو سوچوں گی کہ اپنی آقا زادی کی زندگی بچانے کیلئے میں نے اپنی زندگی قربان کر دی لیکن ان تمام چیزوں کو دیکھ کر میرا ذہن خود یہ سوچنے سے قاصر ہے کہ بھلا یہ کیسے ہو گا ـــــ"

"اور صرف تین افراد ـــــ فینٹ نے کہا۔"

"نہیں تم مجھے ان میں تلاش نہ کرو۔"

"تو پھر میرا فیصلہ یہ ہے فینٹ کہ معزز خاتون کو یہیں چھوڑ دیا جائے۔ ایک طویل عرصے کیلئے اور یہ کوشش کی جائے کہ ہم لوگ کسی طرح ان میں شامل ہوں کام آہستہ آہستہ ہی ہو گا اور یہ سب آسان نہیں ہے ـــــ"

"معزز آقا اگر مناسب سمجھو تو ذرا تنہائی میں مجھ سے گفتگو کر لو۔"

"تنہائی۔"

"ہاں۔"

"یعنی اس معزز عورت کے بغیر۔"

"ہاں۔"

"تم مجھے بے ضرر پاؤ گی کوئی ایسی بات نہ سوچو ویسے بھی یہاں میں زندگی کی انتہا تک پہنچ چکی ہوں بھلا یہاں سے کہاں جاؤں گی ـــــ" اور بات ان لوگوں کی سمجھ میں آگئی جو کوہالہ نے کہی تو فینٹ کہنے لگا۔"

"دیکھو آقا یہ تو ایک سچائی ہے کہ ہم نے جو اتنی کوشش کی ہے اس میں ہمارا ایک مقصد بھی شامل ہے یعنی کوہالہ کے ذریعے اس مقام تک پہنچنا جہاں سے ہمیں دولت حاصل ہو اور اس کے بعد عظیم آقا ایسا کرنا ہے ہمیں کہ اس معزز عورت کی زندگی بچانا بے حد ضروری ہے اور اس کا مقصد پورا کرنا بھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی ہمیں اس سفید بھیڑیے کو اس روئے زمین سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روانہ کرنا ہے کیا خیال ہے

تمہارا۔۔۔۔"

"بالکل ٹھیک کہتے ہو تم۔۔۔۔"

"تو اب سوچو کہ جیسا کہ تم نے کہا کہ ہمیں ایک طویل منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔"

"بالکل اور میں یہ چاہتا ہوں نینٹ کہ یہاں کھانے پینے کی تمام اشیاء جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہیں اس درخت پر محفوظ کر دی جائیں اور اس وقت تک کے لئے کوہالہ کو اپنی حفاظت خود کرنے کی ذمہ داری سونپی جائے جب تک کہ ہم کوئی موثر منصوبہ بندی نہ کر لیں۔"

"میں اس کے لئے تیار ہوں۔۔۔۔" کوہالہ نے کہا۔

"تمہیں یہاں اپنا تحفظ کرنا ہوگا۔"

"ہاں میں کروں گی۔"

"اور اس لئے بھی کہ اپنی آقا زادی کو تم یہاں سے لے کر جاؤ۔"

"بے شک۔۔۔۔ عورت نے جواب دیا۔

"تو پھر کیا تم اس کی ذمہ داری لیتی ہو کہ تم یہاں اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکو گی۔"

"میں مکمل اس کی ذمہ دار ہوں۔"

"اور خود بھی زندہ رہو گی۔"

"ہاں ایسا ہی ہوگا۔"

"تو پھر ٹھیک ہے اچھا نینٹ اب صورتحال یہ ہے کہ اپنی اپنی ذہانت آزمائی جائے مطلب یہ کہ میں ایک الگ سمت کا رخ کروں اور تم الگ سمت۔ اور اس طرح ہم اپنے اپنے طور پر کوشش کریں۔ تمہارا منصوبہ یہ ہونا چاہئے کہ اپنے آپ کو جس طرح بھی ممکن ہو غلاموں میں لے جاؤ یعنی ان قیدیوں میں جو یہاں سے فرار چاہتے ہیں اور اس طرح کی زندگی کی بازی لگا دیں۔ یہ کام تم کس طرح کرتے ہو یہ تم جانتے ہو۔۔۔۔"

"عظیم آقا نے اگر یہ ذمہ داری مجھے سونپی ہے تو میں اسے آخری سانس تک نبھانے کی کوشش کروں گا۔ لیکن تم۔۔۔۔"

"میں الگ راستوں پر جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے کیا کر سکتا ہوں۔۔۔۔"

"میں اس کے لئے خلوص دل سے تیار ہوں عظیم آقا۔"

"اور کوئی ایسی رائے جو معزز عورت، تو دینا چاہتی ہو۔"

"نہیں ابھی نہیں البتہ ایک بات میں کہنا چاہتی ہوں۔"

"کیا۔۔۔۔؟"

"یہ کہ تم لوگ ایک طویل وقت کیلئے مجھ سے جدا ہو رہے ہو تو ایک بات کا فیصلہ کرو۔"

"ہاں بولو۔"

"تم میں سے جس کو بھی جس وقت بھی موقع ملے گا یہاں اس درخت پر آئے گا اور مجھے صورت حال سے آگاہ کرے گا۔"

"اس کا وعدہ ہے بلکہ یہ ضروری ہے کہ ہم لوگوں کو ایک دوسرے کی زندگی کی خبر رکھنے کیلئے اس درخت سے رابطہ قائم کرنا چاہئے۔"

"یعنی عظیم آقا میں یہاں آؤں تو نہ صرف اس معزز عورت کی خیریت معلوم کروں بلکہ یہ بھی بتا جاؤں کہ میں خیریت سے ہوں۔"

"ہاں۔"

"اور تم آؤ تو۔"

"میں بھی۔"

"ٹھیک ہے۔"

"پھر تھوڑا سا وقت انتظار کر لو اس کے بعد ہم اپنے اپنے مقصد کیلئے روانہ ہوں گے" پھر جب رات گہری ہوتی چلی گئی اور اب انہوں نے محسوس کیا کہ قرب و جوار میں تمام لوگ سو رہے ہیں اور احساس انہیں مستقل ہو رہا تھا کہ بے شک یہاں پہرے داری بھی ہے اور باقی تمام انتظامات بھی مکمل ہیں لیکن پھر بھی تھوڑی سی لاپرواہی برتی جاتی ہے یعنی یہ کہ وہ سوچتے ہیں کہ کوئی غیر متعلق آدمی بھی یہاں آ ہی نہیں سکتا اور حقیقت تو یہی تھی کہ ان دلدلوں کو اور خوفناک راستے کو عبور کر کے وہ یہاں تک پہنچے تھے اس طرح تو کوئی بھی اس طرف کو نہیں آ سکتا تھا ہاں وہ دریائی راستہ جو سمندر کے ذریعے یہاں تک پہنچتا تھا اور سنگانیہ کی تیز رفتار بندی ضرورت مندوں کو یہاں تک پہنچاتی تھی اور سارے کا سارا ان کے ذہن اور ان کے علم میں تھا، اور ساری توجہ پہرے داری کی اسی جانب کی جاتی تھی جب خوب رات گہری ہو گئی تو وہ دونوں بوڑھی عورت کو خدا حافظ کہہ کر درخت سے نیچے اتر آئے۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو خدا حافظ کہا اور دو مختلف سمتوں میں چل پڑے۔ طور نے وہ رخ اختیار کیا تھا جو بیرونی نہر کے ساتھ کنارے کنارے جھاڑیوں سے ہوتا ہوا

اندرونی حصے کی طرف جاتا تھا گو یہاں بھی پہرے داری تھی لیکن اتنی مستحکم نہیں اور جہاں نادر نے پہرے داروں کو دیکھا وہ مستی کی نیند سو رہے تھے اور ان کے پاس ایسی چیزیں رکھی ہوئی تھیں جو انہیں نشے میں مبتلا کر دیں۔ کچھ ایسی جگہیں بھی نظر آئیں جہاں پہرے دار جاگ رہے تھے لیکن دوسرے ہی انداز میں یعنی ان کے پاس قیدی عورتیں موجود تھیں۔ نادر کے دل میں غم و غصہ پرواز کر رہا تھا۔ لیکن پھر ایک سنسان جگہ اس نے بیٹھ کر اپنے آپ کو سمجھایا اور کہا۔

"نادر تمہاری زندگی کے سامنے ایک مقصد ہے اور صرف ایک ہی مقصد نہیں بلکہ اس کے دو حصے ہو گئے ہیں۔ صرف وہ عورت یعنی میشل ہی نہیں بلکہ قیدی عورتوں کے ساتھ یہاں جو سلوک ہو رہا ہے اسے دیکھنے کے بعد کوئی بھی ایسا شخص جو اپنے آپ کو انسانوں کی صف میں شمار کرتا ہے اپنے آپ کو باز نہیں رکھ سکتا۔ زندگی قربان کر دینے کیلئے ہوتی ہے میرا بھائی بھی اس مقصد کیلئے قربان ہو گیا اور اگر میں بھی اس مقصد کیلئے اس دنیا سے چلا جاتا ہوں تو یہ گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔ چنانچہ اپنے دل و دماغ پر قابو رکھو اور یہ کوشش کرو کہ اس مقصد میں کامیابی حاصل کر کے یہاں سے واپس لوٹو اور کچھ ہوا جیسے نادر کے اندر اس کے دوسرے وجود یعنی قیصر حیات نے یہ بات کہی ہو اور نادر کو سمجھایا ہو کہ بیٹے زندگی اس طرح نہیں گزاری جاتی کہ جوش میں آکر اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دو بلکہ ہر لمحہ زندگی بچانے کیلئے وقف کر دینا چاہیے۔ اپنی بھی اور دوسروں کی بھی اور نادر نے قیصر حیات کے ان الفاظ کو دل سے محسوس کیا۔ جب اس نے کہا تھا کہ میں مر نہیں رہا بلکہ میں تو اپنا وجود تمہارے وجود کو سونپ رہا ہوں اور درحقیقت اس وقت اس نے یہ محسوس کیا کہ وہ دوہرے دماغ سے سوچ رہا ہے۔ پھر یوں ہوا کہ اس نے ایک دروازہ تلاش کیا اور جو دروازہ اس راستے سے گزرتا تھا پہرہ دار بے شک وہاں موجود تھے لیکن آرام کی نیند سو رہے تھے۔ اس احاطے کے پتھروں سے چنی ہوئی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا وہ آگے بڑھنے لگا۔ اب اس کے دل میں خوف کا کوئی جذبہ نہیں تھا۔ البتہ اس نے یہ سوچ رکھا تھا کہ ضرورت پڑنے پر وہ انسانوں کو بے دریغ قتل کرے گا۔ یعنی انہیں جو اس قید خانے کے محافظ ہیں کیونکہ وہ انسان نہیں ایسے درندے تھے جن کی ہلاکت ضروری ہوتی ہے اور جنہیں موذی جانوروں میں شمار کیا جاتا ہے اور اس کے لئے بندوق مناسب نہیں تھی سو اس نے اپنی بندوق ایک طرف پھینک دی کہ اب وہ ایک بے مقصد چیز تھی۔ اور اس کا استعمال فوری طور پر کسی طرح ممکن نہیں لیکن لمبے لمبے دو خنجر اس نے اپنے لئے حاصل کر

لئے تھے اور انہی سے وہ اپنا کام کرنا چاہتا تھا اور یہ خنجر اس نے اس طرح اپنے لباس میں پوشیدہ کر لئے تھے کہ اگر اس کی تلاشی لی جائے تو بڑی مشکل سے دستیاب ہو سکیں پھر جو لباس اس نے پہنا ہوا تھا وہ بھی اس کے لئے بڑا کار آمد تھا اور کالے شخص نے کہا تھا کہ عظیم آقا یہ لباس تمہیں بہت سی مصیبتوں سے بچائے رکھے گا۔ اس کا دھندلا رنگ رات کی سیاہی میں ڈوبا ہوا تھا اور وہ ایک آوارہ روح کی مانند مختلف فاصلے طے کر رہا تھا اور تقدیر شاید اس پر مہربان تھی یا پھر وقت اتنا ہو چکا تھا کہ جاگنے والے ہوش و حواس سے عاری ہو چکے تھے اور گہری نیند میں مبتلا تھے۔ وہ احاطے عبور کرتا ہوا نجانے کہاں کہاں مارا مارا پھرتا رہا۔ غلاموں کے باڑے دیکھے اس نے، جہاں غلام بدبختی کی نیند سو رہے تھے۔ ان کے پیروں میں زنجیریں بندھی ہوئی تھیں اور جگہ جگہ ان میں اس طرح کے تالے لگائے گئے تھے کہ وہ ایک دوسرے سے منسلک رہیں اور ان تالوں میں گھنٹیاں بھی باندھ دی گئی تھیں کہ اگر کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش کرے تو یہ گھنٹیاں رات کو پہرے داروں کو جگا دیں۔ بڑا ہی انوکھا انتظام کیا تھا انہوں نے۔ پھر اس نے عورتوں کا باڑا دیکھا اور یہاں کچھ عورتیں جاگ رہی تھیں۔ ان میں سے کچھ رو رہی تھیں اور سسکیاں لے رہی تھیں۔ نادر ایک جگہ رک گیا اور ان کی آوازیں سننے کی کوشش کرنے لگا۔ اسے بہت سی آوازیں سنائی دیں۔ وہ ایک دوسرے سے بین کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں کہ آخر وہ اس عذاب کی زندگی کس وقت تک برداشت کریں گی۔ نادر نے دل میں سوچا کہ عورتو! بے فکر رہو تھوڑا سا وقت اور گزر جانے دو۔ یا تو تمہیں موت سے ہمکنار کر دیا جائے گا یا پھر تمہیں آزادی دے دی جائے گی۔ یہ بے کسی کی زندگی تم پر سے ختم ہو جائے گی۔ میں تم سب کو ہلاک کر دوں گا اگر آزاد نہ کرا سکا۔ اور اس عزم کو لے کر وہ آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ رات آہستہ آہستہ بیتتی رہی اور اس وقت اسے ایک عمارت میں داخل ہونے کا موقع مل گیا۔ جب صبح کی روشنی نمودار ہو رہی تھی اور اب اس کے لئے ضروری تھا کہ اپنے آپ کو کسی محفوظ پناہ گاہ میں پہنچا دے۔ عمارت کے اندرونی کمروں کا جائزہ لیتے ہوئے اس نے اس عمارت میں مختلف چیزیں دیکھیں یعنی کھانا پکانے کی جگہ جسے باورچی خانہ کہا جا سکتا ہے۔ اور یہاں سے اس نے اپنے لئے کچھ ایسی چیزیں حاصل کیں جو زندہ رہنے میں اس کی معاون ہو سکتی تھیں کہ عقل و ہوش سے کام لیتے ہوئے یہ ازحد ضروری تھا اور اس کے بعد وہ اس کمرے میں داخل ہو گیا جس میں بستر لگے ہوئے تھے یعنی مسہریاں، لیکن ان مسہریوں پہ کوئی موجود نہیں تھا یا تو سونے والا اٹھ کر کہیں چلا گیا تھا یہ نادر کے لئے بہترین

جگہ تھی۔ اونچی مسہری کے نیچے اس نے تھوڑے سے صندوق وغیرہ رکھے ہوئے دیکھے اور
ان صندوقوں کے پیچھے اپنے لئے اتنی جگہ بنا لی کہ دن کی روشنی کو گزار سکے۔ پانی اور
کھانے کی اشیاء اس کے پاس موجود تھیں چنانچہ سب سے پہلے اس نے تھوڑی سی شکم
سیری کی۔ اور اس کے بعد سوچا کہ اب ذرا سو جائے۔ دن کی روشنی سونے کیلئے ہی زیادہ
مناسب ہے کیونکہ اس میں خطرات زیادہ ہوتے ہیں اور پھر وہ سونے کے لئے لیٹ گیا۔ ایسی
گہری نیند آئی اسے کہ غالباً شام کا سورج جھک چکا تھا اور فضاؤں میں اندھیرے اترنے لگے
تھے۔ تب اس کی آنکھ کھلی لیکن کمرے کے بارے میں اسے ایک لمحے میں یہ اندازہ ہو گیا
کہ کوئی یہاں داخل نہیں ہوا ہے۔ یہ بہتر بات تھی اور اس کمرے کے جائے وقوع کو ذہن
میں رکھنا بے حد ضروری تھا' کیونکہ یہ ایک بہتر پناہ گاہ ثابت ہو سکتا تھا۔ لیکن ابھی کوئی
ایسا منصوبہ اس کے ذہن میں نہیں تھا جس پر وہ عمل کر سکے۔ یہ اسے صرف ایک پناہ گاہ
کی تلاش تھی جو مکمل ہو گئی تھی۔ اور اگر ذہانت سے کام لیا جائے تو اس پناہ گاہ میں کافی
وقت گزارا جا سکتا ہے۔ کسی ایسے منصوبے کی تکمیل کے لئے جو موثر ثابت ہو سکے۔ پھر
اس نے سوچا کہ کم از کم یہاں کا جائزہ تو لینا چاہئے جس انداز میں یہ کمرہ تیار کیا گیا تھا وہ
بھی قابل حیرت تھا۔ کمرے میں ایک اور دروازہ تھا جو یا تو کسی ایسی جگہ کا تھا جو ضروریات
کے لئے استعمال کی جاتی ہو یا پھر ممکن ہے وہ راستہ کسی اور سمت جاتا ہو اور پھر یہی ہوا
جب نادر نے دروازہ کھول کر دوسری طرف جھانکا اسے ایک لمبی سی سرنگ جیسی جگہ نظر
آئی جسے راہداری کہا جا سکتا تھا لیکن درحقیقت وہ راہداری نہیں تھی کیونکہ وہ تنگ اور بے
موقع ہی معلوم ہوتی تھی لیکن اس کا اختتام ایک عجیب و غریب جگہ جا کر ہوا تھا۔ یعنی ایک
ایسی چوڑی جگہ جہاں ایک سوراخ نظر آ رہا تھا اور اس سوراخ کے نیچے پانی بہنے کی آواز۔
اس جگہ کی تعمیر کچھ میں نہیں آئی۔ لیکن بعد میں اندازہ ہوا کہ صرف اس جگہ کو محفوظ کیا
گیا ہے یعنی یہ کہ یہاں جو تعمیر کی گئی وہ اس انداز میں کہ یہ جگہ ایسی شکل اختیار کر جائے
اور پانی بہنے کی آواز' یقینی طور پر وہ نہر کی آواز تھی۔ جو ان علاقوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ یہ
ایک بے مقصد اور بے مصرف جگہ تھی۔ ہاں ایک صورتحال پر غور کیا جا سکتا تھا اور وہ یہ
کہ اگر اس سوراخ سے نیچے اتر کر نہر کے ساتھ ساتھ تیرنے کی کوشش کی جائے تو فاصلہ
کافی طے کیا جا سکتا ہے اور ممکن ہے کوئی اور ایسی بہتر جگہ دستیاب ہو جائے لیکن بہرحال یہ
ایک خوفناک عمل تھا اور تقریباً بے مقصد۔ چنانچہ نادر وہاں سے ہٹ آیا۔ اب وہ یہ سوچ
رہا تھا کہ رات گہری ہو جائے تو وہ آگے کے لئے کوششیں کریں اور اس نے ایسی بہت سی

چیزیں دیکھیں جنہیں وہ ضرورتاً اپنے لئے استعمال کر سکتا تھا۔ مثلاً ایک چھوٹا سا اسٹور'
جہاں مختلف کشتیاں موجود تھیں اور کچھ کاٹھ کباڑ بھرا ہوا تھا۔ اس نے ان اشیاء کا جائزہ
لیا۔ بظاہر بے مقصد ہی تھیں یعنی کچھ ایسے لباس جو استعمال کئے جا چکے تھے۔ لکڑی کا کچھ
ذخیرہ۔ چند ایسی بوتلیں جنہیں شاید شراب کی بوتلیں کہا جا سکتا تھا۔ اس نے انہیں سونگھ
کر دیکھا اور نفرت سے ہونٹ سکوڑ کر بند کر دیا۔ غالباً یہ بہت پرانی شراب تھی جو یہاں
محفوظ کی گئی تھی۔ یہ تمام چیزیں اس کے لئے بے مقصد تھیں اور وہ ہاں سے واپس چلا
آیا۔ پھر اچانک ہی اسے دروازے کے قریب آہٹیں سنائی دیں۔ اس وقت رات ہو چکی
تھی۔ اور وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اب جس طرح بھی ہو یہاں سے باہر نکلنے کی کوشش کرے۔
پھر یوں ہوا کہ وہ بھاگ کر اپنی کمین گاہ میں یعنی مسہری کے نیچے پہنچ گیا جہاں وہ دم سادھ
کر لیٹ گیا اور اس کا اندازہ درست ہی نکلا تھا چند افراد کمرے میں آئے تھے اور کمرے کا
دروازہ اندر سے بند کر دیا گیا تھا پھر مسہری پر وزن سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک کرسی
گھسیٹنے کی آواز۔ پھر کسی کہا۔

"بیتھولاسن میں تو بری طرح تھک گیا ہوں۔"

"ہاں کارسن واقعی آج کا دن تو شدید مشقت میں گزرا۔"

"یہ افسر مہانداری ہونا بھی ایک عذاب ہے۔"

"مجھے علم ہوا ہے کہ کوئی آ رہا ہے۔"

"ہاں وہی ہوس پرست جو اس لڑکی کے سلسلے میں یہاں آنے والا ہے۔"

"کون ــــــ؟"

"وہی شیخ بدر جمال۔"

"اوہو وہ پھر آ رہا ہے۔"

"تقریباً ہر تیسرے چوتھے مہینے آ جاتا ہے۔ پتا نہیں یہ اتنی ساری لڑکیوں کو جمع کرکے
کیا کرے گا۔ دونوں ہنسنے لگے تھے لیکن نادر بڑے غور سے سن رہا تھا۔ دوسرا شخص جسے
کارسن کے نام سے مخاطب کیا گیا تھا اور جو مسہری پر موجود تھا۔ کہنے لگا۔"

"کل پورا دن اس کے ساتھ مصروفیت میں گزرے گا جبکہ آج کا دن سخت مشقت کا
تھا۔"

"یار معاف کرنا کارسن میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ یہ روکھی پھیکی اور بے مزا زندگی آخر
کس کام کی۔ ٹھیک ہے ہمیں مسٹر ٹورناڈو کی طرف سے مناسب معاوضہ ملتا ہے لیکن تم ذرا

غور تو کرو ہماری زندگی کس قدر غیر انسانی ہے۔"

"یہ بات ہمیں اس وقت سوچنا چاہئے تھی لاسن جب ہم اس کے ساتھ شامل ہوئے تھے۔"

"آہ وہ سنہری چمک تھی جو ہماری آنکھوں میں لہرا رہی تھی لیکن کبھی کبھی تو دل چاہتا ہے کہ چیختے ہوئے یہاں سے بھاگ نکلو۔ انسانی زندگی پر جو مظالم توڑے جاتے ہیں کبھی کبھی دل میں یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ غلط ہے بالآخر ہمیں بھی موت کی طرف روانہ ہونا ہے۔"

"یہ سوچو گے تو مر جاؤ گے۔"

"میں مر رہا ہوں ڈیر کارسن۔"

"ایسا نہ کہو لاسن ایسا نہ کہو۔ بہرطور جینا ہے۔"

"یہاں اس طرح کیا ہمیں کبھی اپنے وطن جانا نصیب نہ ہو گا۔"

"کیا کہا جا سکتا ہے اب تو یہی ہمارا وطن ہے۔"

"ہونہہ وطن کوئی بھی تو نہیں ہے ہمارا یہاں اپنا۔ بس ان لوگوں کو رقومات بھیج دیا کرتے ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ ہم نہایت معزز اور باعزت زندگی بسر کر رہے ہیں۔"

"میرا ذہن خراب نہ کرو۔ لاؤ مجھے شراب دو۔" پھر کھڑکھڑاہٹیں اور شیشے بجنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ نادر ان تمام الفاظ پر غور کر رہا تھا۔ شراب پیتے ہوئے وہ پھر گفتگو کرنے لگے۔

"تو یہ شیخ بدر جمال کل کس وقت آ رہا ہے۔۔۔۔؟"

"کسی بھی وقت اس کی موٹر بوٹ پہنچنے والی ہے۔"

"تو تم اس کا استقبال کرو گے۔۔۔۔؟"

"ظاہر ہے۔"

"اور وہ اس لڑکی کا کیا نام ہے۔۔۔۔؟"

"میشل بتاتی ہے وہ اپنا نام۔"

"ہاں وہ اسی کے لئے آ رہا ہے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت واقعی چاند کا ٹکڑا اس کے ہاتھ لگا ہے لیکن اس کے آنسو مجھ سے نہیں دیکھے گئے کس طرح بلک بلک کر رو رہی تھی بے چاری۔"

"خدا ہم پر رحم کرے۔"

"کیسی بات کرتے ہو کیا ہم خدا کی نگاہوں میں قابل رحم ہیں۔ کارسن نے کہا اور تھوڑی دیر کے لئے خاموشی طاری ہو گئی۔ پھر کارسن کہنے لگا۔"

"میرا دل چاہتا ہے کہ دو کام کروں یا تو خودکشی کر لوں یا پھر خود کو شراب کے نشے میں ڈبوتے رہوں۔"

"دونوں کام بے حد مشکل ہیں کیونکہ ہم جن لوگوں کو اپنے آپ سے دور چھوڑ آئے ہیں ان کے لئے ہمیں یہ سب کچھ کرنا ہو گا۔"

"خیر اب کیا کیا جا سکتا ہے سوائے اس کے کہ اپنے ان تصورات کو شراب میں ڈبو دیں۔" اور پھر انہوں نے وہی کیا اور وہی کرتے رہے۔ پھر اس کے بعد لاسن نے کہا۔

"تو پھر کل تم سے ملاقات نہیں ہو گی۔"

"مشکل ہے مجھے جانا ہو گا۔"

"ہونہہ چلو ٹھیک ہے اب تم آرام کرو۔"

"ہاں میں آرام کر رہا ہوں تم جاؤ۔۔۔۔" اور اس کے بعد دوسرا آدمی دروازے سے باہر نکل گیا جبکہ پہلے آدمی نے جس کا نام شاید کارسن تھا اور جس کی یہ رہائش گاہ تھی آگے بڑھ کر دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ نادر کا دل کنپٹیوں میں دھڑک رہا تھا۔ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ یہ تو بڑی کام کی بات ہوئی۔ کچھ غور کرنے کا موقعہ ملا۔ یعنی ایک شخص جس کا نام بدر جمال ہے اور جو کہیں دور سے آ رہا ہے یہاں اس لڑکی میشل کی خریداری کے لئے کوشش کرے گا لیکن یہ تو پتا ہی نہیں کہ وہ بدر جمال ہے کیا چیز؟ اور کہاں سے آ رہا ہے۔ نادر بہت دیر تک اپنے ذہن میں منصوبے بناتا رہا اور پھر اس کے دل میں ایک احساس جاگا۔ جو کچھ بھی ہے۔ اب کچھ کرنا ہو گا۔ یہ ایک بہتر موقعہ ہے۔ یعنی ہاتھ پاؤں ہلانے سے کوئی ذریعہ تو سامنے آیا۔ چنانچہ اس نے بہت دیر تک انتظار کیا۔ اور جب مسہری کے اوپر سے ہلکے ہلکے خراٹے ابھرنے لگے تو وہ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا اپنی جگہ سے نکلا اور اس نے دل میں تہیہ کر لیا تھا کہ اس وقت وہ جو کچھ کرے گا وہ زندگی میں نہ کبھی کرنے کے بارے میں سوچا اور نہ شاید کر سکا اور پتا نہیں کر بھی سکے گا یا نہیں لیکن بہرحال دل میں اس وقت ایک عجیب و غریب احساس جنم لے رہا تھا اور وہ اپنے اللہ سے معافی مانگ رہا تھا کہ جو کچھ وہ کرنے جا رہا ہے وہ بے شک ایک برا عمل ہے لیکن ایک اچھے عمل کے حصول کے نتیجے کیلئے" اور پھر وہ مسہری کے نیچے سے نکل آیا۔ اس نے بستر پر سوتے ہوئے لمبے چوڑے

آدمی کو دیکھا تقریباً اسی کی جسامت کا مالک تھا۔ اور اس وقت شب خوابی کے لباس میں ملبوس۔ بہرحال نادر نے چند لمحات ادھر ادھر کا جائزہ لیا اب اس کے ہاتھ میں اس کا خنجر لہرا رہا تھا۔ پھر قریب پہنچ کر اس نے اس شخص، جس کا نام کارسن تھا کے بال پکڑے اور اسے پوری قوت سے موڑ کر اپنی جانب کر لیا۔ کارسن حیرانی سے جاگ گیا۔ کچھ نشے کی کیفیت میں تھا۔ اور کچھ نیند کی۔ لیکن پھر بھی اس کے حواس جاگ اٹھے اور اس نے اپنے سامنے کھڑے شخص کو خوفزدہ نگاہوں سے دیکھا۔ جس کے ہاتھ میں چمکدار خنجر لہرا رہا تھا۔ سو نادر نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"سب سے پہلی ہدایت جو تمہیں دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ بے مقصد کوئی آواز اپنے حلق سے نہ نکالنا ورنہ یہ چھری نکڑی تک کاٹ دیتی ہے۔۔۔۔ کارسن نے خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولا۔۔۔۔۔

"کون ہو تم۔۔۔۔؟"

"فرشتہ موت۔"

"انسانی شکل میں۔۔۔۔؟"

"یہی سمجھ لو۔"

"مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو۔"

"ہاں۔۔۔۔"

"کیا میرا وقت آگیا۔۔۔۔؟"

"یہی سمجھو۔"

"تو بہتر ہے بہت بہتر ہے کیونکہ اب زندگی اتنی ہی تلخ ہوگئی ہے میں شاید اپنے طور پر اپنی موت نہ مر سکتا لیکن اگر میری موت آگئی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے اوپر احسان ہے۔"

"اگر تم یہ سمجھتے ہو تو زندگی میں جتنے گناہ کئے ہیں تم نے، تمہیں ان کا احساس ہے۔"

"ہاں ہے۔"

"اور اگر احساس ہے تو پھر یہ بتاؤ کہ کیا تم ان کی تلافی کرنا چاہتے ہو۔۔۔۔"

"نہیں۔۔۔۔ اس نے غیر متوقع جواب دیا۔

"کیا مطلب۔"

"مطلب یہ کہ ایک ایسا کام کرنے کا وعدہ کیوں کروں میں جو میں نہیں کر سکتا۔"

"اس کا کیا سوال ہے۔"

"کیوں۔۔۔۔؟"

"اس لئے کہ تم آگئے ہو۔۔۔۔"

"تمہیں زندگی کے لئے موقعہ بھی دیا جا سکتا ہے۔۔۔۔"

"وہ بھی میرے اوپر ظلم ہوگا۔۔۔۔"

"عجیب بات نہیں کر رہے تم۔۔۔۔"

"کیوں اس میں کیا عجیب بات ہے؟"

"ایک طرف تم موت کو گلے لگانے کے لئے تیار ہو اور دوسری طرف اپنے گناہوں کا ازالہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔"

"یہ ایک فلسفہ ہے میرے دوست۔ اس سلسلے میں بات مت کرو جو ذمہ داری تمہیں سونپی گئی ہے وہ پوری کرو۔ کارسن عجیب آدمی تھا۔ نادر نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر اس نے کہا۔

"کارسن ہے ناں تمہارا نام۔۔۔۔"

"ہاں بھلا تم سے زیادہ اور مجھے کون جان سکتا ہے۔۔۔۔؟"

"اور تم نشے میں ہو۔۔۔۔؟"

"شاید۔"

"جب ہی ایسی باتیں کر رہے ہو۔"

"کیا مطلب۔۔۔۔؟"

"کیا چھری سے کسی انسان کو موت کے فرشتے نے ہلاک کیا ہے۔۔۔۔؟"

"ایں۔۔۔۔ وہ سوچنے میں مصروف ہوگیا پھر اس نے کہا۔"

"ہاں بات تو ٹھیک ہے شاید میں نیند میں ڈوبا ہوا ہوں اس لئے کوئی صحیح فیصلہ نہیں کر پا رہا۔"

"تو بہتر ہے تم اٹھ کر بیٹھ جاؤ۔"

"ہاں لیکن اسی شرط پر۔"

"کیسی شرط۔۔۔۔؟"

"حلق سے آواز نہ نکلے۔۔۔۔ دفعتاً" ہی یوں محسوس ہوا جیسے کارسن ہوش میں آگیا ہو۔ اب تک جو اس نے بات کی تھی وہ نیم غنودگی اور نشے کی حالت میں کی تھی۔ لیکن

اب اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی نظر آ رہی تھیں۔ پھر اس نے کہا۔"

"نہیں تم فرشتہ موت نہیں ہو سکتے۔"

"کیوں۔۔۔؟"

"میں سمجھتا ہوں مگر تم کون ہو اور یہاں کیسے گھس آئے۔۔۔۔"

"اب تم چیخنے کی کوشش کرو گے۔"

"نہیں۔ میں ایسی کوئی کوشش نہیں کروں گا۔"

"تو پھر ٹھیک ہے اب مجھے ذرا اپنے بارے میں بتاؤ۔"

"کیا۔۔۔؟"

"کون ہو تم۔۔۔؟"

"تم میرے نام سے پکار سکتے ہو مجھے۔۔۔۔"

"ہاں مجھے تمہارا نام معلوم ہے اور یہ بھی پتا ہے کہ تم افسر مہمانداری ہو۔ کیا سفید بھیڑیے کی طرف سے۔"

"ظاہر ہے میں یہاں رہتا ہوں اسی کے ساتھ رہتا ہوں۔ اسی کی غلامی کرتا ہوں اور انسانوں کو اس طرح موت کے گھاٹ اتارتے ہو۔"

"نہیں وہ میرا کام نہیں ہے۔"

"تو پھر۔۔۔؟"

"یہ کام دوسرے لوگ کرتے ہیں۔"

"تم ان دوسروں کے شریک کار تو ہو۔"

"میں صرف ٹورناڈو کا ملازم ہوں۔"

"اور ٹورناڈو کون ہے۔"

"تو وہ جہنم کا فرشتہ ہے تمہیں تو ایک دوسرے کو پہچاننا چاہیے۔۔۔۔ کارسن نے کہا اور مسکرانے لگا۔ عجیب بے جگر آدمی تھا۔ ان حالات میں بھی وہ خوفزدہ نہیں تھا لیکن شاید حیرت زدہ بھی نہیں تھا۔ نادر اس کی فطرت کا اندازہ لگا رہا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ آدمی کافی خطرناک ہے پھر اس نے کہا۔"

"دیکھو کارسن میں اس شخص کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں جس کا نام بدر جمال ہے۔"

"وہ ایک عربی نسل کا شیخ ہے اور یہاں غلاموں کی خریداری کے لئے آتا رہتا ہے۔"

"کیا وہ ٹورناڈو کا شناسا ہے۔۔۔؟"

"نہیں ٹورناڈو اس سے کبھی نہیں ملا۔"

"مگر تم تو کہتے ہو کہ وہ آتا رہتا ہے۔"

"ہاں لیکن وہ یہ خلیج عبور کر کے یہاں تک نہیں آتا۔"

"تو پھر۔۔۔؟"

"اس کے مختلف نمائندے یہاں تک آتے ہیں جو اس کے لئے خریداری کرتے ہیں۔"

"وہ یہاں خود کیوں نہیں آتا۔"

"یہ اس کا اپنا مسئلہ ہے۔"

"لیکن وجہ تو کوئی ہو گی۔۔۔۔"

"صرف یہاں وہ اپنی زندگی کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا کیونکہ یہاں درندے آباد ہیں اور کسی بھی وقت کوئی غلط حرکت ہو سکتی ہے مگر اب تو تم اپنے بارے میں بتاؤ تم کون ہو۔ کیا تم کہیں اور سے آئے ہو؟"

"تمہیں بتا چکا ہوں فرشتہ موت۔"

"جھوٹ بول رہے ہو اگر تم فرشتہ موت ہوتے تو ایسے سوالات نہ کرتے۔"

"چلو ٹھیک ہے تو یہ بتاؤ کہ تمہیں اس نمائندے سے کہاں ملنا ہے یعنی بدر جمال کے نمائندے سے۔"

"یہ میں تمہیں نہیں بتاؤں گا۔"

"لیکن میرا خیال ہے تمہیں مجھے بتانا ہو گا۔"

"کیوں۔۔۔؟"

"اس لئے کہ اس کے نتیجے میں تمہارے جسم پر زخم ہی زخم لگا دوں گا اس طرح نادر نے خنجر کی نوک اس کے سینے پر چبھائی۔ اور اس کے حلق سے ایک کربناک آواز نکلی لیکن نادر نے اس پر سوار ہو کر اس کا منہ بھینچ لیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خوف کے آثار نظر آئے۔ سینے سے خون بہنے لگا تھا۔ وہ دہشت زدہ انداز میں گردن گھمانے لگا۔ غالباً بہت ہی بزدل آدمی تھا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ظالموں کا ساتھ دینے والے سب سے زیادہ بزدل ہو جاتے ہیں۔ اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں التجا کی کہ نادر اسے چھوڑ دے۔ وہ اسے سب کچھ بتا دے گا اور نادر نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔ تو وہ بولا۔

"نہیں آہ موت بڑی خوفناک چیز ہوتی ہے۔ انسان جذبات میں آکر اس کا تصور بھی کر لیتا ہے اور اسے طلب بھی کرلیتا ہے لیکن۔ لیکن۔ آہ تم نے میرا سینہ زخمی کر دیا۔۔۔۔"

"یہ تمہاری اپنی کوششوں کا نتیجہ ہے۔۔۔۔" نادر غرایا۔ پھر بولا۔

"مجھ سے میرے بارے میں سوال نہ کرو صرف وہ جواب دو جو میں مانگ رہا ہوں۔"

"وہ ساحل جو دریائے سنگانیہ کا ساحل ہے وہاں پر وہ آنے والا ہے۔"

"جب تم اس کا استقبال کرو گے تو تمہارے ساتھ کون کون ہوگا؟"

"زیادہ افراد نہیں صرف میں اور کچھ اور لوگ جو میری معاونت کریں گے۔"

"پھر کیا ہوگا۔۔۔؟"

"ہم لوگ اسے لے کر یہاں آئیں گے اس کے لئے ایک آرام گاہ منتخب کر دی گئی ہے وہ وہاں قیام کرے گا اور پھر مسٹر ٹورناڈو اس لڑکی کو جس کے لئے اسے یہاں دعوت نامہ دے کر بلایا گیا ہے اس کے سامنے پیش کریں گے پھر اس کی قیمت کا تعین ہوگا۔ اور اگر سودا ممکن ہوگیا تو لڑکی اس کے حوالے کر دی جائے گی۔"

"کیا وہ دوسرے غلام بھی خرید کرلے جائے گا؟"

"نہیں وہ صرف لڑکی کیلئے آرہا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اگر شیخ بدر جمال نے اسے کچھ اور ہدایت کی ہیں لیکن یہ اسی سے معلوم ہوگا مگر تم۔۔۔۔"

"فضول بکواس۔۔۔ کیا تم اپنے اس زخم کو مزید گہرا دیکھنا چاہتے ہو؟"

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ خدا کے لئے میرے اوپر سے تو ہٹ جاؤ۔"

"جواب دیئے بغیر ممکن نہیں کیونکہ تم نے اپنی فطرت بتا دی ہے۔"

"آہ میرا دم گھٹ رہا ہے۔"

"یہ بہت ضروری ہے یہ بتاؤ بدر جمال خود کہاں ہوتا ہے؟"

"سمندر کے اس حصے میں جہاں سے دریائے سنگانیہ ایک جانب مڑ جاتا ہے اور اس کی ایک شاخ سمندر کی طرف جاتی ہے۔"

"وہاں وہ کیوں ہوتا ہے؟"

"اس جگہ وہ اپنا جہاز لنگر انداز کرتا ہے جو اس کا ذاتی جہاز ہے پھر موٹر بوٹ کے ذریعے وہ اپنے نمائندوں کو یہاں بھیجتا ہے اور یہی اس کا طریقہ کار ہے۔"

"ٹھیک اچھا یہ بتاؤ یہ تمہاری رہائش گاہ ہے۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔"

"اور تمہاری رہائش گاہ کی وہ راہداری جو ہے اس میں ایک سوراخ ہے جو نہر میں اترتا ہے یہ نہر کہاں جاتی ہے۔"

دریائے سنگانیہ سے مل جاتی ہے۔"

"یعنی وہ جگہ جہاں موٹر بوٹ لنگر انداز ہوتی ہے۔"

"ہاں عین اسی جگہ۔۔۔۔"

"ٹھیک اور اب یہ بتاؤ کہ تم کتنے عرصے زندہ رہنا چاہتے ہو۔۔۔؟"

"کیا مطلب۔۔۔۔؟"

"مطلب یہ کہ زندگی سے تمہیں کیا دلچسپی ہے؟"

"اس کا تو اندازہ ہو رہا ہے یعنی اب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ انسان سوچ کچھ بھی لے زندگی بڑی قیمتی چیز ہوتی ہے۔"

"اور تم ٹورناڈو کے ساتھ شامل ہوئے اور بے شمار زندگیاں ٹورناڈو نے اپنے لئے قربان کیں تو اس میں شریک تھے۔"

"ہاں۔۔۔ میں شریک رہا ہوں۔۔۔"

"تو کیا تم نے اس کے نتیجے پر غور نہیں کیا تھا۔۔۔؟"

"اکثر لیکن بہت بعد میں۔۔۔"

"اور افسوس اب میں تمہیں زندگی کا زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔۔۔؟"

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"مطلب یہ کہ میرے ساتھ آؤ میں تم سے کچھ اور ضروری گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا۔۔۔؟" اس نے سوال کیا اور نادر نے اسے پھر بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور خنجر اس کی گردن پر رکھتا ہوا بولا۔۔۔۔

"آواز نہ نکلنے پائے آؤ۔ اور نادر اسے لئے ہوئے قتل گاہ کی جانب چل پڑا۔ جسے وہ دیکھ آیا تھا پھر اس نے وہ دروازہ کھولا تو کارسن تھر تھر کانپنے لگا۔ اس نے کہا۔"

"مجھے نہ مارو میں واقعی ابھی نہیں مرنا چاہتا۔"

"اور وہ بھی نہیں مرنا چاہتے ہوں گے جنہیں تم نے ہلاک کر دیا۔"

"میں آئندہ۔ آئندہ۔"

"آئندہ کے لئے وقت نہیں ہے' نہ میرے پاس نہ تمہارے پاس۔" نادر نے کہا اور اسے گھسیٹ کر اس پتلی سی سرنگ نما جگہ لے گیا اور پھر اس نے اپنی زندگی میں سب سے

پہلا وحشیانہ قدم اٹھایا یعنی ایک انسان کی گردن کو نرخرے کے پاس اس طرح کاٹ دینے کا عمل کر انسان کیلئے ممکن نہ ہو سکے اور خون کی دھاریں ابلنے لگیں اس نے کسی کی موت کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھنے کا فیصلہ کیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ تب وہ شخص تڑپتا رہا اور اس کے نرخرے سے خون بہتا رہا۔ اس کے اچھلتے ہوئے بدن کی آوازیں اس خاموشی اور سناٹے میں ابھر رہی تھیں اور جب یہ آوازیں بالکل معدوم ہو گئیں تو نادر نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ اور اب اسے دوسرا بدنما عمل کرنا تھا۔ چنانچہ وہ اسے بالوں ہی سے گھسیٹتا ہوا اس چھوٹے سوراخ تک لایا اور اس کے بعد بڑی مشکل سے اس کی لاش کو اس سوراخ سے نیچے اتارنے لگا۔ یہ وحشیانہ عمل اس نے اپنی زندگی میں کبھی سوچا بھی نہ ہو گا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ پہلا خون بہانے کے بعد انسان کے اندر خون بہانے کی جرات پیدا ہو جاتی ہے اور شاید نادر کے اندر وہ چیز پیدا ہو چکی تھی۔ چنانچہ اس نے اس کے جسم کو مکمل طور سے پانی کی گہرائیوں میں اتار دیا۔ اور جب اس کام سے فارغ ہو گیا تو اس نے جھانک کر دیکھا۔ شرر شرر کی آوازیں صاف ستھری سنائی دے رہی تھیں اور رات پڑی ہوئی تھی۔ پوری رات جو پہلے اسے اس نہر میں بہا کر دریائے سنگانیہ تک لے جائے گی اور اس کے بعد دریائے سنگانیہ کا بہاؤ نجانے کہاں سے کہاں اور اس کے کان اس بہاؤ کا بھی جائزہ لے رہے تھے کہ اس کی سمت کدھر ہے اور جو کچھ بھی اسے معلوم ہوا تھا اس کے تحت وہ ذہانت سے کام لے کر صحیح طور پر اندازے قائم کر رہا تھا۔ ایک شخص کی زندگی تو لے لی تھی اس نے اپنے ایک جذبے کے تحت۔ لیکن اس کے بعد اپنی زندگی بھی داؤ پر لگائی تھی اور اس کے لئے نادر نے اپنے آپ کو پورے طور پر تیار کر لیا تھا۔ زندگی کی ایک خطرناک مہم شروع ہو چکی تھی لیکن دولت کے حصول کیلئے بلکہ اب دولت کا حصول ایک لمحے کے لئے پس پشت چلا گیا تھا اور کچھ دوسرے ہی مقاصد سامنے تھے۔ اس لئے وہ ان پر عمل کرنے کا خواہشمند تھا۔ وہ واپس آیا اور مدھم روشنی میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر اس نے ان لباسوں میں سے ایک لباس نکالا جو وہاں موجود تھے اور اسے اپنے بدن پر چڑھانے لگا۔ لباس بہت زیادہ بہتر نہیں تھا لیکن پھر بھی اس کے لئے کافی تھا' اور وہ عبا جو وہ پہن کر آیا تھا اور وہ سارا لباس اس نے اتار کر گٹھری کی شکل میں لپیٹا اور اسی کباڑ خانے میں ڈال دیا جہاں دوسرا بہت سا سامان پڑا ہوا تھا۔ اس کے دل میں اب جو جذبے پروان چڑھ رہے تھے ان میں قربانی کا جذبہ سرفہرست تھا۔ اور اگر عمل قبول ہو جائے تو پھر کامیابی کی جانب کئی قدم بڑھ سکتے تھے لیکن ایسے موقعوں پر کوئی دوسری

سوچ ذہن پر حاوی نہیں ہونی چاہیے۔ بس ایک عمل، صرف ایک عمل اور ایک ایسی جدوجہد جو دیوانگی تھی لیکن دیوانگی ہی تو اسے یہاں تک لے آئی تھی اور اگر دیوانگی کا یہ دور ختم ہو جائے تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے۔ چنانچہ اپنے آپ کو مکمل طور پر درست کرنے کے بعد اس نے اپنے لئے دعائیں مانگی اور اس کے بعد یہاں سے نکل آیا۔ پھر وہ خود بھی اسی راہداری میں جا رہا تھا جہاں بہت سارا خون اس کے پیروں میں چپچپاہٹ بن رہا تھا۔ لیکن وہ آگے بڑھتا ہوا اس سوراخ تک پہنچا۔ نیچے دیکھا اور اس کے بعد آنکھیں بند کر کے اللہ کا نام لیا اور خود بھی اس سوراخ میں نیچے اتر گیا۔ سوراخ شروع میں تو خاصا نیچا معلوم ہوتا تھا لیکن جب وہ اس سے گزر کر پانی میں پہنچا تو اسے محسوس ہوا کہ کئی فٹ کا فاصلہ طے کرنا پڑا ہے اسے۔ اس کے بعد پانی میں چھپاکہ ہوا اور نادر نے خود کو پانی کے ایک طویل سفر کے لئے تیار کر لیا۔ اپنے ذہن کی قوتوں کو مجتمع کر کے اس نے خود کو حوصلہ دیا۔ ہر چند کہ یہ ایک خوفناک عمل تھا۔ نہر دور تک پہاڑی عمارتوں کے نیچے سے گزرتی تھی اور اوپر سے سایہ ہونے کی وجہ سے یہاں بھیانک تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں لیکن اسے خوف نہیں تھا۔ یہ ایک آبی راستہ تھا جو خود سمت کا تعین کرتا تھا یاں اگر یہ راستہ نہ ہوتا تو ان ہولناک تاریکیوں کا سفر ناقابل عبور ہوتا۔ تب اللہ کا نام لے کر اس نے خود کو پانی کے بہاؤ پر چھوڑ دیا۔ ابھی اپنی جدوجہد کی ضرورت نہیں تھی اس لئے ذہن کو پر سکون چھوڑ دینا ضروری تھا۔ ہاں جب نہر سنگانیہ میں شامل ہوگی تو اصل جدوجہد کا آغاز ہوگا۔

تین انسانوں نے ایک پورے شہر کو تباہ و برباد کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اور سننے والے کان اور دیکھنے والی آنکھ اس منصوبے کو سن کر صرف تشویش ہی کر سکتی تھی کیونکہ شیطانوں کے شہر میں یہ عمل جتنا مشکل تھا اسے اس انداز میں کامیابی سے منسوخ کر دینا ایک معجزہ خیز بات ہی ہو سکتی تھی لیکن بہرحال ایک طرف نادر اپنی اس خطرناک مہم پر روانہ ہو چکا تھا اور بظاہر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس نے اس مہم کا پہلا مرحلہ صحیح انداز میں شروع کر دیا ہے تو دوسری طرف بیچاری کوہالہ' ایک درخت پر زندگی کے ناقابل یقین دن گزارنے میں مصروف ہو گئی تھی۔ اور ادھر پہاڑ جیسے بدن اور فرشتوں جیسے دل رکھنے والا فینٹ اپنی مہم پر چل پڑا تھا۔ اس کے پرنور دل میں صرف ایک آرزو تھی عظیم آقا کو اور اس کی جو دنیا چھوڑ گیا ہے اور جو بہت مہربان اور اچھی فطرت کا مالک تھا اور جس کے دل میں مستقبل کے لئے ایک آرزو تھی اور جس نے یہ کہہ کر اپنے بھائی کو مطمئن کر دیا تھا کہ اب وہ اس کے وجود میں اپنی آرزو کی تکمیل کے لئے منتظر ہے۔ یہ سارے کام پورے کرنے کے لئے جس شخص نے جو ذمہ داری قبول کی تھی' وہ اسے سرانجام دینے کیلئے سرگرم عمل تھا اور فینٹ چونکہ ان بے شمار مقامی لوگوں کا ہم شکل تھا جو یہاں اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے اور اس وقت بڑی ذہانت سے وہ اپنا عمل کر رہا تھا۔ چنانچہ اس نے انہی جیسے لباس میں بڑی کامیابی حاصل کی۔ اور ان لوگوں میں داخل ہو گیا۔ پیچ در پیچ راستے اور پھر دشمنوں کی وسیع آبادی' اگر انسان دل کا استعمال کرے تو دل کی حرکتیں بند ہو جائیں اور پھر ایسے بھیانک لوگ جو زندگی کو ایک مذاق سمجھتے تھے اور انسانوں کو کسی مچھر کی طرح چٹکی بجاتے قتل کر دیا کرتے تھے۔ کوئی بھی ایسا لمحہ آ سکتا تھا جو زندگی کا آخری ہو۔ لیکن جب انسان اپنا کوئی مشن تصور کر لیتا ہے تو زندگی کا تصور دوسرے نمبر پر آ جاتا ہے۔ اور فینٹ تو ویسے ہی ایک دلیر جانباز تھا۔ اور اپنی کارروائیاں خوش اسلوبی سے کرنے کے لئے مستعد۔ کئی پیچ در پیچ راہداریوں سے ہوتا ہوا وہ رات کے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں ایک شخص ایک چھوٹے سے کیبن نما کمرے میں بیٹھا ناجائز شے سے شغل کر رہا تھا۔ برتن اس کے سامنے سجے ہوئے تھے اور وہ بدمست تھا۔ فینٹ نے پسندیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔ یہ شخص تو اس کے لئے بڑا کارآمد ثابت ہو سکتا ہے بشرطیکہ یہ کسی طرح ہاتھ لگ جائے لیکن فینٹ کے ذہن میں جو منصوبہ تھا اس کی تکمیل کے لئے اسے کچھ اور جگہیں بھی درکار تھیں۔ اور سب سے بڑی کوشش یہی ہو سکتی تھی کہ وہ اپنے مطلب کی جگہ تلاش کر لے اور مطلب کی یہ جگہ ایک گہرے کھڈ کی شکل میں تھی جو گہرائیوں سے

جاتا تھا اور جس جگہ فینٹ اس وقت موجود تھا۔ بڑی ہولناک تھی وہ عمارت جہاں سے اس نے جھانک کر اس کیبن نما کمرے کو دیکھا تھا۔ جس میں وہ شخص اپنی میز سجائے بیٹھا ہوا تھا لیکن فینٹ جس جگہ موجود تھا وہاں سے صرف فٹ کے فاصلے پر گہرے ڈھلان تھے جو کھلی ہوئی نہر پر جا کر ختم ہوتے تھے اور اگر ذرا سی مٹی کھسک جائے یا انسان کا پاؤں بہک جائے تو پھر ان گہرے کھڈوں کو عبور کر کے نہر میں جا پڑے۔ سب سے آسان کام تھا وہ کھڑکی جس سے فینٹ نے اسے دیکھا تھا چوڑی اور کھلی ہوئی تھی لیکن جب فینٹ اس کھڑکی میں اپنے بدن کو داخل کر کے اندر کودا تو وہ شخص جو نشے میں بدمست تھا نشیلی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر اس نے آنکھوں کو زور زور سے بھینچا اور انہیں کھولتا ہوا بولا۔

"بے وقوف' گدھے' یہ اندر آنے کا کون سا راستہ ہے اور کیا کہا تھا۔ میں نے' تجھ سے' کہاں ہے وہ' کیا تیرے عقب میں اور ادھر ہی سے اندر کودنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ پھر وہ خود ہی خود ہنسا اور بولا ــــــ"

"لیکن تو سمجھ دار ہے ارے واہ میں تو سمجھا ہی نہیں تھا کہ تیری سوچ کیا ہے۔ یقینی طور پر تو دوسروں کو اس بارے میں بتانا نہیں چاہتا ہو گا کہ میں نے تجھ سے کیا طلب کیا ہے مگر یہ قیدی عورتیں یہ تو ہماری مملکت ہیں۔ ہماری گھاس۔ یہ الگ بات ہے کہ سفید بھیڑیا وہ چمار وہ گدھا جو اپنے لئے ہر شے کو جائز سمجھتا ہے دوسروں کے لئے اس پر پابندی لگا دیتا ہے۔ کہتا ہے اس طرح عورتوں کی صحیح قیمت وصول نہیں ہوتی لیکن ہم بھی تو انسان ہیں اپنی دنیا چھوڑ کر یہاں آباد ہیں کیا ہمارے لئے یہ آسائشیں نہیں ہونی چاہیں جو خود اس نے اپنے لئے مخصوص کر لی ہیں مگر وہ ابھی تک کھڑکی سے کیوں نہیں کودی' کہاں ہے وہ ــــ؟"

"میں تمہیں اس کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں ــــ" فینٹ نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کوئی ایسی راز کی بات ہے جو تو مجھے بتانا چاہتا ہے۔"

"ہاں ــــ"

میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہارا کیا نام ہے؟"

"تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا۔ اوہو میں سمجھ گیا تو نشے میں ہے اور یقیناً نشے ہی کے عالم میں اس کھڑکی سے کود کر آیا ہے۔ گویا میں نے تیرے بارے میں جو کچھ سوچا غلط۔"

"نہیں یہ بات نہیں ہے۔ وہ پوچھتی ہے تمہارا نام کیا ہے؟"

"ایں ــــ وہ شخص چکرا گیا پھر بولا۔"

"وہ کیوں پوچھتی ہے اور وہ کون ہے----؟"

"جسے تم نے طلب کیا تھا----"

"اے بیوقوف میں نے کسی خاص سمت اشارہ نہیں کیا تھا- میں نے تجھے بس اپنی پسند کی علامات بتائی تھیں اور کہا تھا کہ جا میری رات کو رنگین بنانے کیلئے کسی ایسی مہ جبین کو لے آ جو مجھے ایک حسین رات بخش سکے-"

"اور میں نے ایسی ہی مہ جبین کا انتخاب کیا ہے لیکن وہ پوچھتی ہے تمہارا نام کیا ہے؟"

"تو کیا وہ تیرے ساتھ نہیں آئی----؟"

"بس آنا ہی چاہتی ہے لیکن نام تو بتا دو اپنا----"

"اور تو بھی میرا نام نہیں جانتا-"

"افسوس مجھے یاد نہیں رہا-"

تب تو ضرور نشے میں ہے- میرا نام ڈاؤلن ہے- ڈاؤلن سمجھا-"

"اوہو مسٹر ڈاؤلن چلو ٹھیک ہے اب وہ آسانی سے تمہیں اپنے ساتھ لے جائے گی-"

"کون----؟"

"موت----" فینٹ نے جواب دیا اور اس کے بعد اپنے چوڑے بازوؤں کو پھیلا کر اس کی گردن پر دونوں کلائیاں ملادیں اور یہ ایک عجیب و غریب داؤ تھا- یعنی شہہ رگ دونوں سمت سے دب جائے اور اس قوت سے دبے کہ جیسے کسی شکنجے میں جکڑ گئی ہو تو خودبخود حواس کھو بیٹھتا ہے- اور پھر یہ شخص تو بڑا ہی بدنصیب تھا- کہ فینٹ اس پر اپنی قوت کو آزماتے ہوئے یہ غور نہ کر سکا کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے وہ کس قوت کا حامل ہے- اس کی آنکھیں کھلی اور پھر چہرے پر مردنی چھاتی چلی گئی- پھر وہ اپنی جگہ سے بیٹھا اور زمین پر دراز ہوگیا تو فینٹ اسے تعجب سے دیکھتا رہا- پھر بولا-

"واہ ماسٹر تم تو ایک ہی وار میں لمبے ہوگئے حالانکہ تم اچھی خاصی جسامت کے مالک ہو آخر ایسا کیوں ہوا----؟" اور پھر فینٹ جھک کر اس کے سینے سے کان لگانے لگا- اور اس کے بعد اس نے اپنا سر کھجایا-"

"اصل بات کیا ہے؟ کیا میرے ہاتھوں کی قوت واقعی بے پناہ ہے یا پھر تم شراب کے نشے میں اس طرح غرق ہو چکے تھے کہ---- کہ تم نے اپنی قوتیں ہی کھو ڈالیں- آہ تم تو مرگئے اس کے علاوہ اور کچھ نہ بتا سکے مسٹر ڈاؤلن- کہ تم یہاں کرتے کیا ہو----؟" پھر

فینٹ اس طرح اس کے بارے میں باتیں کرنے لگا جیسے وہ اس کا کوئی بہت ہی قریبی عزیز ہو- اس نے کہا-

"ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ پہلے میں تم سے متعدد باتیں معلوم کرتا اور اس کے بعد تمہیں اس دنیا سے رخصت کرتا لیکن بے وفا اور کمزور شخص تو میری ان خواہشوں کی تکمیل نہیں کر سکا البتہ، تیرا یہ لباس اور یہ گول نشان واہ اس پر تو کوئی خاص نشان بنا ہوا ہے----

فنٹ اس نشان کو دیکھنے لگا اور اس کے بعد اس نے دروازے کی جانب دیکھا- پھر خوفزدہ لہجے میں بولا-"

"ارے واہ اس نے شخص کو اس لئے بھیجا تھا کہ یہ کسی حسینہ کو لے کر اس کے پاس آ جائے اور اب امکان ہے اس بات کا کہ وہ شخص آ جائے- اس سے پہلے ہی مجھے کچھ کر لینا چاہئے----" فینٹ خوفزدہ ہوگیا اور اس کے بعد اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ کمرے میں اندھیرا کر دیا اور اس کے بعد انتہائی پھرتی سے اس نے اس شخص کا موٹا کمبل جیسے کپڑے کا لباس اتار کر اپنے بدن پر پہنا کیونکہ اسی پر وہ نشان بنا ہوا تھا اور یہ لباس پہننے کے بعد اس نے وہ ٹوپی اوڑھی جو اس شخص کے سر پر تھی اور اسے بالکل بے لباس کر دیا- اپنا لباس اس نے اس کمبل نما موٹے لباس کے نیچے چھپا لیا تھا- لیکن یہ بھی کوئی ایسی بات نہیں تھی، کیونکہ اس کے اپنے بدن پر بھی مقامی محافظوں کا ہی لباس تھا البتہ اس بدن سے پیچھا چھڑانے کے لئے اس نے برق رفتاری سے عمل کیا اور اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا، کہ پہلے وہ اس کھڑکی سے اس کے بدن کو دوسری جانب پھینکے اور اگر وہ کہیں درمیان میں اٹک جائے تو اسے اس ڈھلان پر پہنچا کر نیچے نہر کی گہرائیوں تک اتار دے، اور اس کام میں سخت جدوجہد کی گئی- لیکن وہ اس بات کے تصور سے خوفزدہ تھا کہ کہیں مسٹر ڈاؤلن کا مقصد پورا کرنے والے اس کام کی تکمیل سے پہلے نہ آ جائیں اور جب اس نے مسٹر ڈاؤلن کے بدن کو نہر میں گرتے اور پانی کو اچھلتے دیکھا تو سکون کی گہری سانس لی- اب یہ تو اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ نہر کہاں کہاں سے گزر رہی ہے اور کس جگہ سے مسٹر ڈاؤلن کو دیکھ لیا جائے گا لیکن پہلے اس بات کے خوف سے چھٹکارا پا کر دوسرے مرحلے کا انتظار کرنا تھا اور کھڑکی کے ذریعے دوسری بار اندر آنے کے بعد اس نے اس جگہ قبضہ جما لیا جہاں میز پر برتن رکھے ہوئے تھے- اور کیا ہی خوبصورت وقت متعین ہوا تھا یعنی جب وہ بیٹھا تھا تو دروازے پر آہٹیں سنائی دیں- پھر دروازہ کھلا اور کوئی آواز سنائی دی-

"مسٹر ڈاولن۔"

"ہاں ——— فینٹ نے بھاری آواز میں کہا۔"

"آپ نے اندھیرا کیوں کر لیا ہے ———؟"

"میری مرضی یہ سوال پوچھنے کا تمہیں کیا حق ہے؟" فینٹ نے گلاس بجاتے ہوئے کہا
تاکہ آنے والا یہ سمجھ لے کہ اب تک وہ شراب کے نشے میں ڈوب گیا ہے۔

"اس کا نام سونا ہے۔ اور یہ بہت دلکش لڑکی ہے۔ میں دروازہ بند کر رہا ہوں۔"

"جاؤ بھاگ جاؤ ——— فینٹ نے کہا اور اس کے بعد وہ چلا گیا تب فینٹ نے اس
پراسرار سائے کو دیکھتے ہوئے کہا جو دروازے کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا۔"

"لڑکی دروازہ بند کر دو۔ اور چند لمحات کے بعد فینٹ کو دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی
دی۔"

"اب یہ روشنی جلا دو ——— فینٹ نے پھر کہا اور چند لمحات کے بعد کمرے میں
روشنی ہو گئی۔ وہ ایک سیاہ فام لڑکی تھی۔ مرجھائے ہوئے چہرے والی لیکن خوبصورت، دلکش
خدوخال اور دلکش بدن کی مالک۔ فینٹ نے اسے نشیلی آنکھوں سے دیکھا اور بولا۔"

"ادھر آ جاؤ ——— لڑکی آہستہ سے چلتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر فینٹ کے اشارے پر
اس جگہ بیٹھ گئی جہاں فینٹ نے اس سے کہا تھا۔ پھر فینٹ نے اسے دیکھا اور بولا۔"

"تمہارا نام سونا ہے؟"

"ہاں ———"

"میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں تیار ہوں۔"

"سونا کیا اس سے پہلے بھی تمہیں یہاں کسی سرکاری میرا مطلب ہے مسٹر ٹورناڈو کے
آدمی نے اپنی عیش گاہ میں طلب کیا ہے ———؟"

"نہیں میرے ساتھ یہ پہلی بار ہوا ہے۔"

"کیا تمہیں علم ہے یہاں ایسا ہوتا ہے۔"

"ہاں میری ساتھی لڑکیاں اکثر وہاں گئی ہیں۔"

"اور ان کے ساتھ یقینی طور پر وحشیانہ سلوک ہوا ہو گا۔"

"ہاں ایسا ہوتا ہے۔"

"تم اس وقت کیا محسوس کر رہی ہو ———؟"

"میں ایک کہانی یاد کر رہی ہوں۔"

"کیسی کہانی؟"

"میری بستی، میری آبادی کی کہانی۔ لڑکی کے لہجے میں غم کا احساس تھا۔"

"بھلا وہ کہانی کیا ہے؟"

"بہت پرانی بات ہے اس کا نام گمورا تھا۔"

"کس کا ———؟"

"ایک نوجوان تھا وہ بہت مفلس، بہت غریب جبکہ میرا باپ سینگوں کی تجارت کرتا تھا
اور بڑی حیثیت کا مالک سمجھا جاتا تھا۔"

"تو پھر ———؟"

"گمورا نے کہا سونا میں غریب ہوں لیکن اگر تو میری زندگی میں شامل ہو جائے تو میں
سخت محنت کر کے درختوں کی چھال سے رسیاں بنانے کا کام کروں اور امیر ہو جاؤں گا لیکن
تنہا میں یہ سب کچھ نہیں کر سکتا تو میں نے اس سے کہا کہ بیوقوف تو مجھے جانتا ہے میں کون
ہوں اور میرے وجود کی کیا قیمت ہے؟" اس نے کہا۔

"لیکن میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔"

"میں اسے نہیں مانتی میرے لئے وہی سب کچھ مہیا کر دے جو میرے باپ کے گھر میں
ہے تو پھر میں تیرے بارے میں سوچوں گی۔"

"اس کے لئے مجھے وقت دے۔"

"نہیں وقت کسی کے قابو میں نہیں آتا۔"

"مگر دیکھ میں تیرے بغیر زندہ نہیں رہ سکوں گا۔"

"تو مر جا ——— میں نے بے دردی سے کہا اور اس کے بعد اس نے بارہا کوشش کی
کہ وہ میرا التفات حاصل کر لے لیکن میں خود پر مغرور تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ گمورا
تو اس قابل نہیں ہے سو پھر اس نے خودکشی کر لی لیکن خودکشی کرنے سے پہلے اس نے
کہا۔"

"اور میں تجھے بددعا دیتا ہوں کہ تیرا وجود کسی ایسے شخص کے ہاتھوں پامال ہو جس کے
لئے تیرے دل میں نفرت کے سوا کچھ نہ ہو ——— اور میں ہنس کر خاموش ہو گئی۔ وہ مر گیا
اور اس کے بعد میں نے کبھی اسے یاد نہ کیا لیکن آج سوچتی ہوں کہ اس کی بددعا کس طرح
میری زندگی کی قاتل بن گئی۔ آہ ٹھیک ہے میں نہیں جانتی کہ وقت مجھے کہاں کہاں پہنچایا

جائے گا کس کس کے ہاتھوں مجھے پامال ہونا پڑے گا لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ایسا ہونا چاہئے کیونکہ جس بے دردی کا مظاہرہ میں نے کیا تھا اور جس طرح میں نے اس کی زندگی کو موت کی طرف دھکیل دیا تھا اس کے بعد یہی ہونا چاہئے تھا——— فینٹ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"گویا تو یہاں آنے سے ناخوش ہے۔"

"کتے درندے تو جو چاہے کر لے میرے ساتھ میں مدافعت نہیں کر سکتی لیکن اگر تو یہ سوچتا ہے کہ اس میں میرا تعاون تجھے حاصل ہو گا تو یہ تیری حماقت ہے۔ تب فینٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

"نہیں میں تیرے ساتھ کچھ نہیں کروں گا تو ذرا مجھے یہاں کے بارے میں بتا۔" وہ حیرت سے فینٹ کو دیکھنے لگی پھر بولی۔

"کیا پوچھنا چاہتا ہے——؟"

"یہ نشان دیکھ۔"

"کیسا نشان——؟"

"یہ جو میرے سینے پر ہے۔"

"ہاں میں دیکھ رہی ہوں۔"

"یہ کیسا نشان ہے——؟"

"تیرا' تیرا نشان ہے یہ بھلا عام لوگ یہ جرات کہاں کر سکتے ہیں کہ کسی کو باڑے سے نکال کر لائیں اور اس طرح کسی کے سامنے پیش کر دیں۔ یا اپنے لئے حاصل کر لیں۔"

"مطلب——؟"

"مطلب یہ کہ تو کرالہ ہے۔ نگران' نگرانوں کا افسر۔"

؟یہ نشان ہر افسر کے سینے پر ہوتا ہے۔"

"تو واقعی بہت زیادہ نشے میں معلوم ہوتا ہے۔ مجھ سے زیادہ تو تو جانتا ہے اس بارے میں۔"

"لڑکی اگر اپنی عزت و عصمت اس بار بھی بچانا چاہتی ہے اور یہ سوچتی ہے کہ گمورا کی بددعا پوری نہ ہو تو مجھے میرے سوالوں کے جواب دے۔"

"کیا پوچھنا چاہتا ہے تو——" وہ حیرت سے بولی۔

"یہاں کے بارے میں اور کچھ وہ باڑا جہاں سے تجھے لایا گیا ہے کیا وہاں صرف لڑکیاں

اور عورتیں ہوتی ہیں۔"

"ہاں۔"

"اور مردوں کے باڑے الگ ہوتے ہیں۔"

"ہاں۔"

"جس جگہ تیرا کیمپ ہے وہاں کتنی لڑکیاں ہیں۔"

"چودہ۔"

"کیا سب کی سب تیری نسل کی باشندہ ہیں؟"

"میری نسل سے تیری کیا مراد ہے؟"

"افریقہ کی رہنے والی۔"

"تو اور کہاں کی ہو سکتی ہیں؟"

"نہیں سنا ہے کہ ان میں ایک سفید لڑکی بھی لائی گئی ہے۔"

اکثر آ جاتی ہیں۔ کچھ تو وہ ہوتی ہیں جو صحرائے اعظم میں سونے کی تلاش میں بھٹکتی ہوئی ادھر آ نکلتی ہیں اور سفید بھیڑیا انہیں اغوا کر لیتا ہے اور کچھ باہر کی دنیا سے لائی جاتی ہیں۔ ان کی قیمت سفید بھیڑیئے کو زیادہ بہتر وصول ہوتی ہے اور کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود اغوا شدہ لڑکیوں کے لواحقین انہیں بھاری قیمت پر خریدنے کے لئے آ جاتے ہیں اور سفید بھیڑیا انہیں ان کے حوالے کر دیتا ہے مگر تو مجھے مسلسل حیران کئے جا رہا ہے۔ کیا تجھے یہ باتیں نہیں معلوم۔ چونکہ تو کرالہ ہے۔"

"جو کچھ میں پوچھتا ہوں صرف اس کے جواب دے۔ تیرا باڑا یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے۔"

"زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔"

"اور مردوں کے باڑے وہاں سے کہاں کہاں ہیں؟"

"ہمارے باڑوں کے برابر ہی اور کچھ دور تک بکھرے ہوئے ہیں——— وہ حیرت زدہ انداز میں بولی۔"

"اچھا اب اگر میں تجھے یہاں سے جانے کی اجازت دے دوں تو کیا تو تنہا اپنے باڑے تک جا سکتی ہے؟"

"ہاں کیوں نہیں؟"

"اور راستے میں اگر کوئی تجھے روکے تو——؟"

"اس کا خطرہ ہے۔"

"کیا مطلب۔۔۔۔؟"

اور کسی اکیلی لڑکی کو اتنی رات کیمپ سے نکل کر کہیں
"وہ سب وحشی بھیڑیے ہیں اور پھر میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ کیا
جاتے ہوئے دیکھ کر ان کے منہ سے پانی ٹپکنے لگے گا
ہوگا۔۔۔۔؟"

"گویا یہ فرض مجھے ہی سرانجام دینا ہوگا۔"

"کون سا فرض۔۔۔۔؟"

"تجھے واپس تیرے باڑے تک پہنچانے کا۔۔۔۔ لڑکی حیرت سے اسے دیکھنے لگی اور پھر بولی۔"

"تو مجھے عجیب سی کیفیت میں مبتلا کر رہا ہے۔"

"لڑکی سن۔ زندگی بہت قیمتی چیز ہے تجھے تیری مرضی کے خلاف تیری بستی سے کہیں دور بھیج دیا گیا تو کیا تو خوش رہ سکے گی۔"

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔"

"کیا۔۔۔۔؟"

"یہی کہ ایسا ہونے سے پہلے ہی اپنی زندگی دے دوں گی۔"

"کیوں۔۔۔۔؟"

"اس لئے کہ میں اپنی سرزمین سے باہر نہیں جانا چاہتی۔"

"ہو سکتا ہے یہ لوگ تجھے یہاں سے لے جائیں وہ تجھے زیادہ بہتر طریقے سے رکھیں۔"

"اگر تیری کوئی بہن ہوتی یا تیری بیٹی ہوتی اور تو اس کے بارے میں یہ سوچتا تو تیرا تصور کیا ہوتا۔۔۔۔؟" نیفٹ خاموش ہو گیا۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں سننا چاہتا تھا۔ حالانکہ نہ اس کی کوئی بہن تھی نہ بیٹی لیکن ہر وہ لڑکی اس کی بہن اور اس کی بیٹی تھی جو مظلوم ہو۔ اس نے خاموشی اختیار کر لی کہ لڑکی کی تلخ زبان سے کوئی اور بات نمودار نہ ہو جائے تو اس نے کہا۔

"تو گویا کرالہ ہر جگہ آ جا سکتا ہے۔"

"پاگل دیوانہ۔ یہ سوال تو مجھ سے کیوں پوچھ رہا ہے۔۔۔۔؟"

"دیکھ لڑکی اب میں تجھ سے ایک بہت اہم سوال کرنا چاہتا ہوں اور تو مجھے غور کر کے

اس کا جواب دے۔"

"ہاں پوچھ ظاہر ہے اس طرح کم از کم میری عزت تو تھوڑی بہت دیر تک بچی ہوئی ہے۔"

"اگر تیری ساتھی لڑکیوں سے یہ کہا جائے کہ ان لوگوں کے چنگل سے نکلنے کے لئے زندگی بچانے کیلئے وہ یہ کوشش کریں کہ یہاں سے نکلیں اور اس کے لئے انہیں موقع مہیا کیا جائے تو کیا وہ اس کے لئے تیار ہو جائیں گی۔"

"اگر کوئی ان سے کہے کہ ان کا ایک ہاتھ کاٹ لیا جائے اور ان کے بدن کا ایک حصہ ایسا جس کے بغیر وہ چل پھر سکیں تو وہ خوشی سے اپنا وہ ہاتھ اور بدن کا وہ حصہ اس کے حوالے کرنے کو تیار ہو جائیں گی جو انہیں یہاں سے نکالنے پر آمادہ ہو۔"

"تیرے باڑے کی تمام لڑکیاں۔۔۔۔؟"

"ہاں اور وہ جنہیں میرے باڑے سے دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا ہے۔"

"گویا ان کے دلوں میں یہ تصور موجود ہے کہ وہ یہاں سے آزادی حاصل کریں۔"

"کون یہ بات نہیں چاہتا؟"

"تو اب کھڑی ہو جا میں خود تجھے تیرے باڑے تک چھوڑنے جا رہا ہوں۔۔۔۔ لڑکی نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر ہنس پڑی۔"

"ہنس کیوں رہی ہو۔۔۔۔؟"

"آہ دیکھو یہ نشہ بھی کیا عظیم شے ہے کبھی کبھی یہ انسان کو شیطان بنا دیتا ہے اور کبھی انسان۔ چلو اگر تم ایسا کرنا چاہتا ہو تو آؤ۔ میں تمہیں محبت بھری دعائیں دوں گی۔" اور نیفٹ مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ لڑکی کیا سوچ رہی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ یہ شخص نشے میں اس قسم کی اول فول باتیں کر رہا ہے لیکن بہرحال نیفٹ اسے لے کر باہر نکل آیا۔ اس کے یہاں رکنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ چنانچہ لڑکی کو اس نے اس کے باڑے تک پہنچایا اور یہ دیکھا اس نے، کہ دو پہرے دار جو باڑے کے سامنے موجود تھے اسے دیکھ کو مودب ہو گئے اور انہوں نے گردنیں خم کر کے اپنی جگہ چھوڑ دی گویا کسی کرالہ کے لئے یہ گنجائش تھی کہ اس کی عزت کی جائے۔ تب نیفٹ نے ان میں سے ایک کو اشارہ کیا اور وہ چابی لے کر اس کے پاس پہنچ گیا اور پھر اس نے تالا کھولا اور لڑکی کو اندر دھکیل دیا گیا۔ نیفٹ وہاں سے واپسی کے لئے مڑ گیا تھا لیکن ایک بار اس نے پلٹ کر دیکھا تو لڑکی اپنے سلاخوں والے جنگلے کے سامنے کھڑی عجیب سی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

ہنستا مسکراتا ہوا وہاں سے آگے بڑھ گیا۔"

○

نادر اپنی زندگی کا بھیانک ترین سفر طے کر رہا تھا۔ نہر جس طرح پہاڑ کے نیچے سے گزر رہی تھی وہ بھی ایک ناقابل یقین سا عمل تھا۔ یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ قدرتی نہر ہے یا پھر انسانی ہاتھوں نے اس کی تکمیل کی ہے۔ لیکن بہرحال جو کچھ بھی تھا یہ ایک بھیانک سفر تھا اور پھر مہیب تاریکی جسے دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ لمحوں میں اسے نگل لے گی البتہ اس بات کے امکانات نہیں تھے کہ نہر میں مگرمچھ یا دریائی گھوڑے نظر آئیں۔ ان کا خطرہ تو اس وقت شروع ہوگا جب یہ نہر دریا میں جا گرے گی۔ پھر یوں ہوا کہ تاریکیاں چھٹ گئیں اور تاروں بھرا آسمان سر پر نظر آنے لگا۔ تازہ ہوا کے جھونکے زندگی بخش تھے اور نادر نے یوں محسوس کیا کہ اگر کچھ لمحے اور وہ تازہ ہوا اپنے پھیپھڑوں میں نہ سمیٹ سکتا تو شاید زندگی کا خاتمہ ہی ہو جاتا۔ زندگی آخر ہے کیا چیز؟ وہ کسی بھی شکل میں ختم ہو سکتی ہے۔ ایک پھندا لگے اور سانس بند ہو جائے۔ کھاتے ہوئے غذا حلق میں اٹک جائے یا پھر ایک ٹھوکر لگے پھر اگر یہ ناپائیدار چیز اتنی ہی بیکار اور بے مقصد ہے تو اس کے لئے فکر کرنے سے کیا فائدہ اور ایسا احساس دل کو اپنی جسامت سے بہت بڑا کر دیتا تھا۔ پھر جب نہر دریا میں داخل ہوئی تو اسے سنبھلنا پڑا۔ اب اس کی جسمانی قوتوں کی صحیح آزمائش کا وقت آیا تھا اور دریا بہرحال تیز رفتار تھا اور اسے اندازے کی سمت سے اپنا اصل رخ اختیار کرنا تھا۔ جو اس کی معلومات کے مطابق تھا پھر وہ دریا کے بہاؤ پر تیرتا ہوا آگے بڑھنے لگا اور اب اس کی نگاہیں اصل جگہ کو تلاش کر رہی تھیں۔ کیونکہ صحیح مقام کا اسے صحیح علم نہیں تھا۔ یہ جان لیوا سفر بڑی خوفناک کیفیتوں کا حامل تھا کہیں کہیں سرکنڈوں کی بیلیں پانی میں رنگ آئی تھیں' اور ان کے الجھاؤ سے بچنا ایک مشکل کام تھا' کہیں دریائی گھوڑا سر ابھارتا اور اپنا دیوہیکل منہ پھیلاتا تو یوں محسوس ہوتا جیسے انسان سیدھا اس کے حلق میں پہنچ جائے گا۔ دریائی گھوڑے تو اس قدر خوفناک نہیں تھے جتنے وہ گھڑیال جنہیں دیکھ کر دہشت ہوتی تھی اور جو کسی خشکی کے تودے کی طرح نظر آتے تھے۔ اور اس بھیانک سفر سے اگر بچ کر نکل جایا جائے تو بڑی بات ہے لیکن جب انسان اپنے دل میں اٹل ارادے کر لیتا ہے تو صورتحال بہت مختلف ہو جاتی ہے۔ اسے دور سے روشنیاں نظر آئیں اور پانی میں یہ روشنیاں ذرا مختلف انداز کی حامل تھیں لیکن کم از کم نادر جیسے شخص کو جو ان علاقوں کا باشندہ نہیں تھا جو تہذیب کی روشنی سے محروم تھے اور جس کے پاس عقل ذرا وافر مقدار

میں تھی صورتحال کو سمجھ سکتا تھا۔ اس نے اندازہ لگایا کہ پانی پر جھومتی ہوئی یہ روشنیاں سو فیصدی موٹر بوٹ ہی کی ہو سکتی ہیں۔ اور یہ احساس کر کے اس کا دل خوشی سے اچھل پڑا کہ وہ مرحلہ جو اگر صرف گفتگو میں لایا جائے تو ناقابل عمل محسوس ہوگا لیکن جب عمل کی منزل سے گزرا جائے تو مشکلات خودبخود آسان ہو جاتی ہیں۔ یعنی وہ نہر کا اور دریا کا سفر طے کر کے بالآخر اپنی منزل پر پہنچ گیا تھا۔ اور احساس بڑی عجیب چیز ہوتی ہے۔ گویا انسانی جسم میں روح کی تحریک کا ضامن۔ اس وقت اس نے جس رفتار سے اس موٹربوٹ تک پہنچنے کی جدوجہد کی وہ بھی قابل دید تھی اور پھر جب موٹربوٹ کا لنگر اس کے ہاتھ میں آیا تو اس نے خوشی سے آنکھیں بند کر لیں اور لنگر کی زنجیر پکڑ کر دیر تک اپنے آپ کو پرسکون کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اور جب حواس بحال ہوئے اور اس نے محسوس کیا کہ اب دریائی پانی میں اسے زیادہ دیر تک نہیں رکنا چاہئے تو وہ لنگر کی زنجیر پکڑ کر آہستہ آہستہ اوپر چڑھنے لگا۔ موٹربوٹ اچھی خاصی بڑی تھی اور اس بات کے امکانات تھے کہ اس کے بدن سے وہ زیادہ ہچکولے نہیں کھائے گی۔ کم از کم اس وقت تک جب تک وہ اس کے کنارے تک نہ پہنچ جائے۔ لیکن چڑھنے کی رفتار بھی اس نے اس انداز کی رکھی تھی کہ موٹربوٹ کو زیادہ جھٹکے نہ لگیں اور جب اس کے کنارے پر پہنچا تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے زندگی کا آخری سفر تک طے کر لیا ہو اور اب اس کے بعد کوئی فکر نہ ہو۔ یہ احساس اس نے اپنے دل میں سموئے رکھا تھا لیکن پھر اس سے بھی نکلنا پڑا کیونکہ اسے قدموں کے آہٹیں سنائی دی تھیں۔ گویا ایک یا دو افراد ایسے ضرور تھے جو رات کے اس پہر بھی جاگ رہے تھے اور موٹر بوٹ کی حفاظت کر رہے تھے۔ یہ یقینی طور پر شیخ بدر جمال کے آدمی ہوں گے جنہیں یہاں کے بارے میں مکمل معلومات ہوں گی کہ کس طرح یہاں وقت گزارا جا سکتا ہے۔

کنارے پر ٹھہر کر اب آرام کرنے کا وقت نہیں تھا بلکہ پہلے اپنے لئے کوئی ایسی بہتر پناہ گاہ تلاش کر لی جائے جس سے کم از کم ان پہرہ دینے والوں سے محفوظ رہا جا سکے۔ موٹر بوٹ بہت خوبصورت تھی لیکن اس میں چھپنے کیلئے ایک بہتر جگہ موجود تھی یعنی موٹی رسیوں کے وہ ڈھیر جو ایک گولے کی شکل میں پڑے ہوئے تھے اور ان کے درمیان خاصی جگہ موجود تھی۔ سب سے پہلے نادر حیات انہی کی جانب بڑھا پھر ان کے درمیان اتر کر اس نے بڑا سکون محسوس کیا۔ یہ ایک بہتر پناہ گاہ تھی اور تھوڑی ہی دیر کے بعد اس نے قدموں کی آواز سنی اور دو افراد کو دیکھا جن کے ہاتھوں میں جدید ساخت کی رائفلیں تھیں اور وہ ٹہلتے ہوئے موٹر بوٹ کا چکر لگا رہے تھے۔ نادر حیات کے پورے بدن سے پانی بہہ رہا تھا۔ اس

نے سوچا کہ بہتر ہے بدن بھی تھوڑا سا خشک ہو جائے تو اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ آگے کیا کرنا ہے۔ ویسے اس نے اپنا خنجر محفوظ رکھا تھا اور ضرورت کے وقت اسے استعمال کرنے سے دریغ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ یہ رات بھر کی مہم تھی اگر بقیہ رات میں اس نے اپنا مقصد نہ پالیا تو اس کے بعد دن کی روشنی اس کی موت بن جائے گی۔ گویا قدم قدم پر زندگی کیلئے خطرات موجود تھے اور بدن کا ایک عمل تھا جسے جاری رہنا تھا۔ جس حد تک بھی ممکن ہو سکا اس نے کیا اور پھر اس کی نگاہیں اس کیبن کی جانب نگراں ہو گئیں جس میں روشنی تھی روشنی پردوں کے دوسری طرف سے ہی جھلک رہی تھی پھر جب وہ اپنی جگہ سے نکل کر اور ان لوگوں کو جو پہرہ دے رہے تھے غافل پا کر اس کیبن کے دروازے پر پہنچا تو اس نے کیبن کا دروازہ کھلا ہوا ہی دیکھا تھا اور جھانک کر اس نے اندر دیکھا کہ ایک قوی ہیکل شخص اسے بستر پر دراز نظر آیا جو گہری نیند سو رہا تھا اور اس کے خراٹے ابھر رہے تھے۔ اندازہ یہ ہوتا تھا کہ موٹر بوٹ میں یہ شخص بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ بقیہ اور کتنے افراد یہاں موجود تھے اس کا صحیح طور پر اندازہ نہیں ہو سکا تھا اور نادر دبے قدموں اندر داخل ہو گیا اور مسہری کے قریب پہنچ کر اس شخص کو دیکھنے لگا پھر اس نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”اے شخص مجبوری ہے ایک بڑے کام کیلئے چھوٹی برائیاں کرنی پڑتی ہیں اور تو بھی کوئی اچھا انسان نہیں ہے“ تو جو فرائض سرانجام دے رہا ہے وہ کسی طور بہتر حیثیت کا حامل نہیں گویا تو ایک بے غیرت اور بے ضمیر انسان ہے جو ایک لڑکی کی خریداری کیلئے اپنے مالک کے اشارے پر یہاں پہنچا ہے چنانچہ اگر تجھے زندگی سے محروم کر دیا جائے تو یہ برا نہ ہوگا اور اس کے بعد نادر نے کوئی ایسا عمل نہ کیا جو اسے وقت ضائع کرنے پر مجبور کر دے۔ اس نے قریب رکھا ہوا ایک تکیہ اٹھایا اور اس کے بعد جلدی سے اچک کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا۔ اس نے تکیہ اس کے منہ پر ڈھک دیا اور پوری قوت سے اسے دبا لیا۔ کچھ لمحے تو کوئی حیرت نہ ہوئی۔ اس کے بعد جب اس شخص کا دم گھٹا تو اس نے اپنے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیئے اور شدید جدوجہد کی کہ نادر کو اس پر قائم رکھنا اپنے آپ کو بمشکل ہو گیا لیکن بہرحال وہ ایک سوتا ہوا شخص تھا اور نادر کو اپنی اس بزدلانہ حرکت پر دکھ بھی ہو رہا تھا۔ اگر کسی سے جنگ ہی کرنی ہے تو کم از کم اسے ہوشیار کر کے کی جائے لیکن بعض جگہ ایسا عمل کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے اور اس وقت نادر نے خود کو ایسے خیالات سے آزاد کرنا ضروری سمجھا پھر جب اس کے بدن میں تحریک ختم ہو گئی تو نادر نے تکیہ ہٹا کر

اسے دیکھا وہ مر چکا تھا لیکن جو قابل افسوس تھا پھر اس کے بعد وہ کھوئے کھوئے انداز میں اسے دیکھتا رہا پھر اس کی نبض دیکھی سانسوں کی آمدورفت کا جائزہ لیا اور یہ اندازہ ہو گیا اسے کہ ایک سوتا ہوا شخص سوتے ہی میں عالم فانی سے کوچ کر چکا ہے۔ اس کے بعد جدوجہد اور عمل شدید جدوجہد اور شدید عمل، نادر نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنا پانی بھرا لباس اتارا اور اس کی گٹھری بنا کر اسے اچھی طرح لپیٹ لیا۔ دوسرا عمل اس نے یہ کیا کہ اس شخص کا ایک لباس تلاش کر کے اپنے جسم پر پہن لیا۔ ظاہر ہے اب اسے بے لباس کرنا بے معنی تھا۔ اس کے بعد دوسرے کام کرنے تھے اور نادر آوارہ روح کی مانند تاریکیوں میں نکل آیا کہ یہ تاریکیاں اس وقت اس کی بڑی معاونت کر رہی تھیں اور اس نے ایک ایسا چھوٹا لنگر تلاش کر لیا جو لوہے کے گولے کی شکل میں تھا اور اس میں زنجیر بندھی ہوئی تھی لیکن ایسی کہ اس میں تالا بھی لگایا جا سکے شاید یہ غلاموں کو قید کرنے کیلئے ایک وزن تھا یقینی طور پر ایسی ہی بات تھی اور اس وقت وہ جو کرنے والا تھا خود شکار ہو رہا تھا ممکن ہے اس شخص نے جس نے یہ سب کیا ہو کبھی کسی ایسے شخص کو اسی انداز میں زندگی سے محروم کیا ہو جس طرح یہ شخص خود محروم ہو رہا ہے۔ پھر اس کے سینے پر اس نے زنجیر باندھی وزنی گولے کو اس نے پہلے ہی کنارے پر پہنچا دیا تھا اور زنجیر میں لٹکایا اور اس کے بعد اس شخص کو، اور چھپاکے کے ساتھ وہ پانی میں جا گرا وزنی گولا اسے دریا کی گہرائیوں میں لے جا رہا تھا۔ اس وقت یہ خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا تھا کہ اس کی لاش کو اسی طرح پانی میں پھینک دیا جائے ممکن ہے وہ کسی کو دستیاب ہو جائے اور اگر ایسا ہو گیا تو سارا کام بگڑ جائے گا۔ نادر بار بار ایسے خطرات مول لینا نہیں چاہتا تھا جب اسے اس بات کا اطمینان ہو گیا کہ ایک شخص رخصت ہو گیا ہے تو وہ واپس پلٹا لباس تو اس نے تبدیل کر ہی لیا تھا اور اس کے بعد کیبن میں داخل ہو کر اس نے دوسری جگہوں کی تلاشی لی یہاں خاصا اسلحہ موجود تھا اور جو شے اسے ایک آہنی بکس میں ملی وہ سونے کے سکوں کی بہت سی تھیلیاں تھیں جن کی تعداد تقریباً بارہ سے لے کر پندرہ تھی اور اتنا سونا دیکھ کر نادر کے منہ میں پانی بھر آیا وہ لالچی نہیں تھا لیکن دولت ہی تو اس کا سب سے اہم مقصد تھی پھر اس نے سوچا کہ ابھی راستے میں رکنا مناسب نہیں ہے۔ یہ سونے کی تھیلیاں یقینی طور پر اس کے کام آ سکتی ہیں لیکن وہ عمل درمیان میں رک جائے گا جو اس کی ذات سے منسوب کر دیا گیا ہے اس کا لالچ نہیں کرنا چاہئے۔ اور یہ اندازہ لگا لیا اس نے کہ سونے کی یہ تھیلیاں یہاں کیوں موجود ہیں لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ بقیہ افراد جو اس شخص کے ہمراہ

یہاں آئے تھے ان میں سے دو پہرے پر موجود تھے اور اس کے لئے نادر نے ایک عمدہ طریقہ کار سوچ لیا۔ چنانچہ رائفل لوڈ کرنے کے بعد وہ اپنے دوسرے مرحلے کیلئے تیار ہو گیا۔ لیکن اس کے لئے اسے وقت کا انتظار کرنا تھا اور جائزہ لینا تھا کہ کتنے افراد یہاں موجود ہیں۔ پھر جب وہ اس مہم پر نکلا تو اس نے اس چھوٹی سی موٹر بوٹ کا جائزہ لیا تو وہاں چھ افراد کو پایا جن میں سے دو پہرے پر فروکش تھے لیکن موٹر بوٹ کے سامنے والے حصے میں اس نے دیکھا تو وہاں بھی اسے بہت سے لوگ نظر آئے لیکن یہ سیاہ فام تھے اور وہ جو سفید بھیڑیے کے ساتھی تھے یعنی جہاں موٹر بوٹ قیام ہوئی تھی وہاں ایک چھوٹا سا کیمپ بنا لیا گیا تھا جس میں وہ لوگ موجود تھے جنہیں ان معزز مہمانوں کی پذیرائی کرنی تھی اور بالآخر انہیں سفید بھیڑیے کے سامنے پہنچانا تھا کہ یہ بدر جمال کے آدمی تھے اور نادر کو تو یہ بہتر ہی موقع محسوس ہوا اور اس نے سوچا کہ اب ان خونخوار بھیڑیوں کو ٹٹولنا چاہئے لیکن اس وقت جب سورج کی روشنی نمودار ہو جائے اور یہ سب جاگ کر اپنی زندگی کے عمل میں مصروف ہو جائیں تو اس کے لئے ایک طویل انتظار ضروری تھا اور رات آنکھوں میں کٹ گئی۔ بدن کی تھکن کا تو کوئی جواب ہی نہیں تھا۔ انگ انگ ٹوٹ رہا تھا لیکن ایسے موقعوں پر ہی تو ثابت قدمی عمل کی دنیا میں کامیاب کرتی ہے تو پھر وقت نے اسے موقع فراہم کیا اور وہ چھ افراد ایک جگہ جمع ہو گئے اور آپس میں کچھ گفتگو کرنے لگے جبکہ دوسری جانب سفید بھیڑیے کے مسلح آدمی بھی موجود تھے اور نادر نے اپنے لیئے ایک بہترین مورچہ بندی کی اور اس کے بعد رائفل سنبھال لی پھر وہ ان لوگوں کا نشانہ لینے لگا جو دریا کے ساحل پر اپنے کاموں میں مصروف تھے پھر فائرنگ کی آواز آئی اور ان میں سے تین افراد شدید زخمی ہو کر زمین پر تڑپنے لگے لیکن وہ چھ اچھل پڑے تھے اور یہ اندازہ نہیں لگا پائے تھے کہ فائرنگ اس سمت سے ہوئی ہے یا اس سمت سے' لیکن وہ جو دریا کے دوسرے کنارے پر تھے اپنے آدمیوں کو اس طرح تڑپتے دیکھ کر برافروختہ ہو گئے اور اسکے بعد ادھر سے بھی حملہ شروع ہو گیا نادر نے اپنی جگہ تبدیل کر دی اور عقبی حصے میں آ گیا اس نے رائفل ایک جانب پھینک دی تھی گویا وہ اس کے ہاتھوں تک پہنچی ہی نہیں تھی لیکن ادھر سے ہونے والی فائرنگ نے ادھر موجود چھ افراد کو گولیوں سے بھون ڈالا اب وہ سب بوٹ میں گر کر تڑپنے لگے نادر یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا اور اس کے ہونٹوں پر آسودہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی وہ ہو گیا جو اس نے کرنا چاہا تھا اور یہ اندازہ تو اسے ہو ہی چکا تھا کہ یہ صرف چھ افراد ہیں دوسری طرف سفید بھیڑیے کے جو آدمی اپنا عمل کر چکے تھے سخت بپھرے ہوئے نظر آ رہے تھے اور

انہوں نے شدید فائرنگ کر کے موٹر بوٹ کو خاصا نقصان پہنچایا تھا لیکن سب سے بڑا نقصان ان چھ افراد کی موت کا تھا جو دیکھتے ہی دیکھتے لقمہ اجل ہو گئے تھے بمشکل تمام ادھر سے فائرنگ بند ہوئی اور نادر ہوشیار تھا اور اپنے اگلے قدم کیلئے منتظر' تو دوسری طرف خاموشی چھائی رہی اور جب ادھر سے اور کوئی کوشش نہ ہوئی تو وہ لوگ آہستہ آہستہ اس عارضی پل سے آگے آنے لگے جو ان کے اور موٹر بوٹ کے درمیان خصوصی طور پر رسیوں کے ذریعے بنایا گیا تھا کیونکہ موٹر بوٹ بہرحال تھوڑے سے پانی میں لنگر انداز تھی دو افراد رائفلیں سنبھالے آگے آ رہے تھے کچھ چیختے چلے آ رہے تھے جبکہ بقیہ افراد ان کے پیچھے رائفلیں تانے کھڑے ہوئے تھے کہ اگر مزید کوئی کوشش ہو تو وہ اس کا بھرپور جواب دیں آنے والے چیخ رہے تھے کہ اے بیوقوفو اے احمقو کیا بات ہو گئی آخر پتہ تو چلے دیکھو ہم تم سے جنگ کرنے نہیں آئے بلکہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کون سی غلط فہمی تھی جس کی بنا پر تم نے ہمارے تین آدمی ہلاک کر دیے اور نتیجے میں خود زخمی ہوئے پھر رسیوں کا پل عبور کر کے وہ موٹر بوٹ پر آ گئے تو نادر نے چیخ کر کہا۔۔۔۔۔۔

"تم لوگوں نے میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے اور میں تنہا ہوں جو زندہ بچا ہوں لیکن خبردار اب اس کے بعد کوئی گولی نہ چلانا ورنہ اس کا جواب تمہیں اپنے آقا ٹورناڈو کو دینا پڑے گا سوچ لینا سمجھ لینا میں اس موٹر بوٹ کا وہ شخص بول رہا ہوں جو سب میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور میں تنہا رہ گیا ہوں چونکہ تم نے میرے چھ افراد کو قتل کر دیا ہے۔" آنے والے اس کے قریب پہنچ گئے اور انہوں نے چیخ کر کہا۔

"ہم تجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ واقعہ کیا ہوا اور خبردار ہم میں سے کسی کو اپنے انتقام کا نشانہ بنایا۔۔۔۔۔۔" تو پھر نادر آہستہ آہستہ ان کے سامنے آ گیا وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے نادر کو دیکھ رہے تھے نادر نے کہا۔

"آہ یہ تم نے یہ کیا کیا اور کیوں کیا ہم تو تمہارے مہمان تھے اور سفید بھیڑیے یعنی ٹورناڈو سے تو بدر جمال کے تعلقات بہت اچھے تھے لیکن ایسا کیسے ہوا۔۔۔۔۔۔" "یہ سب حماقت کا نتیجہ ہے اس جلد بازی کا جس کے بارے میں سمجھا نہ گیا یہ قابل افسوس واقعہ ہے اور یقینی طور پر اس کے بعد یہاں جو لوگ موجود ہیں ٹورناڈو انہیں زندہ نہیں چھوڑے گا کیونکہ بہرحال تم ان کے مہمان تھے لیکن تم یہ بتاؤ کہ تم نے آخر ہم پر فائرنگ کیوں کی۔"

"اے بیوقوفو میں تو گہری نیند سو رہا تھا میں نے فائرنگ کی آواز سنی تو جاگا اس کے بعد

میری ہمت نہ پڑی کہ تمہاری گولیوں کی بوچھاڑ میں آجاؤں مگر تم بتاؤ کہ کیا ہوا-----"

"پہلے تمہاری کشتی سے ہم پر گولیاں چلائی گئیں اور وہ جو پہرے پر موجود تھے انہیں علم نہیں تھا کہ ان گولیوں کے جواب میں انہیں کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے بھی اندھا دھند فائرنگ کر ڈالی جس کے نتیجے میں دلدوز واقعہ پیش آیا-----"

"آہ اب میں اپنے آقا کو کیا جواب دوں گا میرا مالک بدر جمال بہت غصہ والا انسان ہے اور میں خود بھی کسی سے کم نہیں ہوں دل چاہتا ہے کہ تم لوگوں کو میں اپنی رائفل سے بھون ڈالوں لیکن میرے آقا کا حکم نہیں ہے اب جلدی کرو کہ مجھے تمہارے آقا یعنی تورناڈو سے ملنے کا موقع مل سکے اور یہ افسوسناک واقعہ آہ میں اپنے آقا کو کیا جواب دوں گا-----" نادر نے افسوس بھرے لہجے میں کہا اور وہ جانتا تھا کہ وہ کوئی ایسا شخص نہیں جو اس کا شناسا ہو چنانچہ وہ بے فکری سے ساری گفتگو کر رہا تھا اور اس نے درحقیقت ان لوگوں کو مشکل میں ڈال دیا تھا دونوں آنے والے اسے دلاسا دے کر واپس لوٹ گئے پھر وہ اپنے لوگوں سے مشورہ کرنے لگے آخر میں انہوں نے پھر یہاں واپس آ کر کہا۔

"ہم فوری طور پر اس واقعے کی اطلاع تورناڈو کو پہنچا رہے ہیں تاکہ وہ تمہارے بارے میں مناسب فیصلہ کرے۔"

"میں انتظار کر رہا ہوں میں انتظار کر رہا ہوں-----" نادر متفکر شکل بنا کر بیٹھ گیا لیکن فکر صرف اس بات کی تھی کہ بقیہ مرحلہ کس طرح طے ہوتا ہے یہ دیکھا جائے-----

○

گویا دونوں ہی اپنے اپنے طور پر بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے تھے نیٹ نے یہاں کا باشندہ ہونے کے باوجود مہذب دنیا میں پرورش پائی تھی اور جب اسے دماغ کے استعمال کا موقع ملا تو اس نے اس پر پورا پورا زور ڈال رکھا تھا اور اس رات میں اس نے جو کارنامے سرانجام دے وہ شاندار تھے یعنی اس نے اپنے لباس پر بنے ہوئے نشان سے فائدہ اٹھا کر غلاموں کے بہت سے باڑے دیکھ ڈالے اور پھر ایک جگہ اس نے رات کے آخری مرحلے میں ایک زبردست کام سرانجام دیا یعنی اپنا لباس بڑی احتیاط سے اتار کر وہ غلاموں کے باڑے میں اس جگہ پہنچ گیا تھا جو کھلا ہوا تھا اور وہاں پہرے داری نہیں تھی یعنی وہ خود غلاموں میں شامل ہو گیا تھا بس اتنا سا فرق تھا کہ اس نے اپنے لباس کو الٹا کر کے پہن لیا تھا اور وہ عباء چھپا دی تھی جس پر وہ نشان بنا ہوا تھا۔ یہ کام اس نے اتنی مہارت سے کیا

تھا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی تھی پھر جب روشنی پھوٹی تو وہ بھی انہی غلاموں کے درمیان اسی طرح لیٹا ہوا تھا جیسے دوسرے یہاں تک کہ غذا تقسیم کرنے والے آ گئے اور ان کی آنکھوں پر چربی چھائی ہوئی تھی کہ وہ ایک نئے شخص کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکے لیکن وہاں جو لوگ موجود تھے ان میں سے کچھ نے اسے اجنبی نگاہوں سے دیکھا اور ایک شخص جو ذرا لمبا چوڑا اور طاقتور نظر آتا تھا اس کے قریب بیٹھ کر اپنی صبح کی غذا کھانے لگا تو اس نے پوچھا۔

"کونسے قبیلے سے تیرا تعلق ہے-----" نیٹ نے غمناک نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولا-----

"آہ میں انہی ویرانیوں کا باشندہ ہوں مگر تو کون ہے تیرا کیا نام ہے-----"

"پھوتان اور شائد تو نیا آیا ہے یہاں-----"

"ہاں میری بدقسمتی مجھے یہاں لے آئی ہے-----"

"حالانکہ تو ایک توانا انسان ہے اور تو نے جدوجہد نہ کی ہوگی-----"

"مجھ سے زیادہ تو توانا تو ہے پھوتان تو نے جدوجہد کیوں نہ کی-----"

"مجھے بے خبری میں پکڑا گیا تھا-----"

"ہو سکتا ہے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہو-----"

"اور افسوسناک بات تو یہ ہے کہ یعنی وہ لڑکیاں جو ہمارے قبیلوں کی کمزور مخلوق ہیں آہ ہم ان کی حفاظت نہ کر سکے-----" جواب میں پھوتان کی آنکھوں میں قہر نمودار ہو گیا اس نے کہا-----

"اور ہمیں خود کو سزا دینی چاہیے یعنی غلاموں کی طرح فروخت ہو کر بے عزتی کی زندگی برداشت کرنی چاہیے کیونکہ ہم میں مقابلے کی سکت نہ تھی-----"

"لیکن تو کہتا ہے کہ بے خبری میں پکڑا گیا۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے دوسرے تو تجھے بھی بے خبری میں نہ پکڑے گئے اور سفید بھیڑیا ان پر جا پڑا اس نے ہماری عورتوں کو بھی نہ چھوڑا اور ہمارے قبیلے میں آگ لگا دی-----"

"آگ-----------" نیٹ کے ذہن میں ایک شعلہ سا بھڑکا اور وہ سوچ میں ڈوب گیا جبکہ پھوتان گہری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا نیٹ نے سرد لہجے میں کہا۔

"اور ہم میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ ہم انہیں شعلوں میں غرق کر دیں۔"

"وہ نہیں یہ زنجیریں ہمارے پاؤں کو جکڑے ہوئے ہیں اور یہ دیکھو ان میں لگے ہوئے تالوں کی چابیاں ہمارے پاس نہیں ہوتیں لیکن اگر ایسا ہوتا بھی تو کیا تو یہ سمجھتا ہے پھوتان کہ تم آزادی حاصل کر سکتے تھے۔"

"نہیں ہمیں آزادی نہیں چاہئے ہمیں اپنی زندگیاں ختم کرنے کی آرزو ہے۔"

"کیا مطلب——"

"ہم بخوشی موت کو گلے لگانے پر تیار ہیں بس ہمیں موقع مل جائے کہ ہمارے ہاتھ کھل جائیں ہم میں سے ہر ایک بخوشی اپنی زندگی قربان کر دے گا صرف ان لوگوں کو فنا کرنے کیلئے تاکہ یہ آئندہ ہماری آبادیوں کو ہماری بستیوں کو اور ہماری بیٹیوں کو نقصان نہ پہنچا سکیں——" پھوتان کی آنکھوں میں چھپا ہوا جوش بتاتا تھا کہ وہ اس وقت کس کیفیت کا شکار ہے اور فینٹ کو اس سے مسرت ہوئی تھی پھر اس نے کہا۔

"لیکن پھوتان یہ تو صرف تیرا خیال ہے اور تیرے ساتھی——"

"ہاں میں بھی یہ چاہتا ہوں——"

"تو یہ سمجھ کر احاطوں میں جتنے قیدی ہیں وہ سب یہی چاہتے ہیں——"

"یہ تو کیسے کہہ سکتا ہے——"

"جس سے دل چاہے پوچھ لے۔"

"گویا تیرے ہاتھوں کی اور پیروں زنجیریں کھل جائیں اور ہتھیار تجھ تک پہنچ جائیں تو" تو یہ سمجھتا ہے کہ یہاں غلام بغاوت کر سکتے ہیں۔"

"تو ایک بار یہ خواب پورا ہو جائے صرف ایک بار یہ خواب پورا ہو جائے۔"

"تو پھر سن میرا نام فینٹ ہے اور میں کوشش کرتا ہوں کہ تمہیں یہ حیثیت حاصل ہو جائے۔"

"ایسی باتیں نہ کر جو صرف حسرت بن کر رہ جائیں۔"

"حسرتیں پوری بھی ہوتی ہیں——" فینٹ نے مدہم لہجے میں کہا پھر بولا۔

"پھوتان ابھی جلدی نہ کرنا ذرا سا وقت کا انتظار کر لے میں کوشش کروں گا کہ یہ سب کر سکوں" اور پھر فینٹ اس کے پاس سے ہٹ آیا تھا لیکن ایک خوشی ایک جذبہ لئے ہوئے اور در حقیقت کیا ہی خوبصورت تصور تھا یہ کہ ان بستیوں کو آگ لگا دی جائے اور کچھ ایسا ہو جائے جس کی بناء پر وہ آزادی حاصل کر کے اس سارے کھیل کو ہی ختم کر دیں اور یہی تو ان کا مقصد تھا یہی ان کا مشن لیکن کاش نادر بھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو

جائے فینٹ نے سوچا تھا پھر اس کے بعد وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ یہ تو سب کچھ عارضی تھا اپنا لباس لے کر وہ وہاں سے ہٹا اور ایک بار پھر ایک پوشیدہ جگہ تلاش کر کے وہاں فروکش ہونے میں کامیاب ہو گیا یہاں تک کہ رات کو وہ ایک پر اسرار روح کی مانند باہر نکلا اور اس نے اپنے دوسرے مقصد کی تلاش شروع کر دی یہ ایک طویل کام تھا لیکن زندگی کا خطرہ مول لئے بغیر یہ سب کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ اب ہتھیاروں کی تلاش میں سرگرداں تھا اور بہت ہی آسان کام ثابت ہوا یہ بات وہی تھی کہ سفید بھیڑیے کے ساتھی بے شک اپنی ذمہ داریوں پر مستعد ہوا کرتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اس بات سے بالکل بے خبر تھے کہ کوئی دوسرا ان کے درمیان آ سکتا ہے اور انہیں کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے کافی قدو کاوش کے بعد دوسری رات فینٹ نے یہ مسئلہ بھی حل کر لیا اور ہتھیاروں کا وہ عظیم ذخیرہ اس کے سامنے تھا جس میں آگ لگانے والا بارود گولیاں اگلنے والی رائفلیں چھوٹے پستول وغیرہ سب کچھ یہاں موجود تھے فینٹ نے ان کے جائے وقوع کا جائزہ لیا اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اس نے طریقہ کار بھی سوچا اور یہاں کے ماحول پر پوری پوری نظر رکھنے لگا لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ پہلے نادر سے ملاقات کی جائے اور اپنے اس مسئلے کی تفصیل اس سے بیان کر دی جائے اس کے لئے اس نے ہمت کی اور پھر ایک مشکل راستہ طے کر کے بوڑھی کوہالہ تک جا پہنچا اور کوہالہ کو اس درخت پر رہتے رہتے بالکل غیر انسانی شکل اختیار کر گئی تھی اس نے اپنی کمر کو سہلاتے ہوئے کہا۔

"آہ کتنا مشکل کام ہے میں تو یہ سوچتی ہوں کہ جو جانور درختوں پر بسیرا کرتے ہیں وہ کیسے جیتے ہوں گے——" فینٹ ہنسنے لگا اس نے کہا۔

"واقعی بوڑھی اماں تم اس وقت کسی جانور ہی کی حیثیت اختیار کر چکی ہو۔"

"بلکہ اس سے بھی یہ بدتر۔"

"خیر اب یہ بتاؤ نادر یہاں پہنچا یا نہیں۔"

"نہیں—— یہاں نہیں آ سکا۔"

"اوہ پھر مجھے فیصلہ کرنا پڑے گا سوچنا پڑے گا آہ کاش وہ ان لوگوں کے درمیان پھنس کر نہ رہ جائے اور ایسا نہ ہو کہ میرا کام دیر اختیار کر جائے اور بڑا مشکل مسئلہ تھا یہ اور فیصلہ کرنا انتہائی دشوار اب فینٹ نے یہ سوچا کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے نادر کو تلاش کیا جائے کوہالہ کے پاس سے ہٹ کر وہ اس کام میں مصروف ہو گیا نادر کہاں جا سکتا ہے کیا کر سکتا ہے وہ ویسے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس تمام وقت کے دوران یعنی وہ سفر جو ان

تمام تر کوشش کی گئیں نادر ایک شاندار
لوگوں نے ایبک کیا اور اس کے بارے میں یقین تھا کہ عظیم آقا کسی بھی
شخصیت کا مالک ثابت ہوتا رہا تھا اور فینٹ کو نجانے کیوں لیکن اس کی تمام
طرح مشکل کا شکار نہیں ہو سکے گا بلکہ وہ حالات پر قابو پانا جانتا ہے
کوششیں ناکام ہی رہیں نادر اسے دستیاب نہیں ہو سکا تھا البتہ اس قسم کے ذرائع حاصل ہو
گئے تھے۔ جس سے اس کا کام آسان ہو جائے یعنی سب سے پہلی بات تو یہ کہ وہ کنجیاں جو
عظیم ذخیرے کی شکل میں ایک جگہ جمع رہتی تھیں اور ضرورت پڑنے پر ان میں سے ایک
آدھ کنجی نکال کر کسی غلام کے ہاتھ پاؤں کھولے جاتے تھے اسے حاصل ہو گئیں ذخیرہ یعنی
ہتھیار تو وہ دیکھ ہی چکا تھا لیکن ایک جو بہت دلچسپ بات اس نے دیکھی وہ یہ کہ کبھی کبھی
سامان کی ادھر سے ادھر منتقلی کیلئے ان کالے غلاموں کو استعمال کیا جاتا تھا اور وہ اپنے شانوں
پر بہت سی چیزیں لاد کر ایک قطار کی شکل میں کسی نہ کسی نشان والے کے ساتھ سفر کیا
کرتے تھے اور نشان والوں کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ ضرورت کے مطابق ان قیدیوں کو
حاصل کرلیں تو فینٹ یہ سوچنے لگا کہ طریقہ کار بہت مناسب ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا
ہے کہ نادر سے رابطے کا ذریعہ کیا ہو لیکن تھوڑا سا ضروری تھا تاکہ جب اس کام کا آغاز کیا
جائے تو نادر کے علم میں ہو' یوں نہ ہو کہ فینٹ تو کامیاب ہو جائے اور نادر ناکام رہے
نہیں اس سے ملے بغیر یہ سب کچھ مناسب نہیں ہو گا اس نے آخری فیصلہ کیا ------

○

اور ادھر نادر اپنی زندگی کی سب سے عجیب مہم سے گزر رہا تھا اور اپنی کوششوں میں
مصروف تھا تو بات چونکہ آگے بڑھ چکی تھی اور صورت حال ایسی تھی کہ نادر کو اس پر عمل
کرنا اب بہت ضروری ہو گیا تھا کیونکہ ضائع ہونے والا وقت قطعی طور پر غیر مناسب تھا
تھوڑی سی غلط فہمیاں دور ہوئیں بات شائد کسی نہ کسی شکل میں سفید بھیڑیے تک پہنچائی
گئی کیونکہ وہاں سے جو لوگ یہاں آئے تھے وہ بڑی عجیب سی کیفیت میں مبتلا تھے یہاں پہنچ
کرانھوں نے نادر سے ملاقات کی اور کہا۔

"بدر جمال کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ہے وہ بڑا ہی افسوسناک ہے اور بات بالکل سمجھ
میں نہیں آئی کہ ایسا کیوں ہوا لیکن جب غلط فہمیاں ہوتی ہیں تو ایسی پریشانیاں لاحق ہو جاتی
ہیں اور ہمیں اس کا بہت افسوس ہے جس کا اظہار ٹورناڈو نے کیا ہے اور کہا ہے کہ عزت
کے ساتھ تجھے اس تک لایا جائے تو کیا تو وہاں چلنے کیلئے تیار ہے اور نادر نے آمادگی کا اظہار
کر دیا تب وہ لوگ اسے لے کر چل پڑے اور نادر ایکبار پھر اسی خوفناک جگہ جانے لگا جسے

چھوڑ کر وہ یہاں پہنچا تھا اور اس کے لئے ان لوگوں نے خاص انتظام کیا تھا اسے اس کل
سے گزرنا پڑا جو اٹھا لیا جاتا تھا اور پھر وہاں سے آگے بڑھ کر وہ مختلف راستے طے کرنے لگا
جہاں سے گزر کر وہ پہنچ سکتا تھا چاند طلوع ہو گیا تھا اور چاندنی بکھرنے لگی تھی اور نادر کو
لانے والے بڑے صبر و سکون سے اسے لے جا رہے تھے یہاں تک کہ وہ عظیم سائبان کے
نیچے پہنچے جسے بڑے عجیب سے انداز میں سجایا گیا تھا اور نادر نے وہاں مختلف لوگوں کو دیکھا
یہ مخلوط نسل کے لوگ تھے کسی کا تعلق غیر ممالک یعنی سفید ملکوں سے تھا کچھ پرتگالی تھے
اور کچھ افریقہ کے ممالک کے سیاہ فام لیکن سارے کے سارے خوفناک شکلوں کے مالک
ان کی آنکھوں سے سنگدلی عیاں تھی اور یہ لوگ انسانی خون کو پانی سے زیادہ ارزاں سمجھتے
تھے ہر ایک کے چہرے سے مکاری ٹپک رہی تھی گویا یہ شیطانوں کا گروہ تھا جو گوشت اور
خون کا بیوپار کرتا تھا زیادہ تر لوگ بری حالت میں تھے اور ان کے درمیان وہ شخص کھڑا ہوا
تھا جس کا نام ٹورناڈو تھا جو ان سب کا تربیت کنندہ تھا اور شائد ان سب سے بڑا شیطان
تب کسی نے اس کے سامنے پہنچ کر اسے کہا۔

"ہمارا آقا ہمارا رہنما ------" نادر نے اسے پہچان لیا تھا لوگ جو اسے گھیرے کھڑے
تھے اور اعلیٰ درجے کے لباسوں میں ملبوس تھے اور اس کے قریب سے ہٹ گئے وہ ان سے
ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا تو نادر نے اسے قریب سے دیکھا وہ اچھی جسامت کا مالک تھا
اس کی آنکھیں کالی اور چھوٹی تھیں اور عیاری اس کی آنکھوں میں گردش کر رہی تھی عجیب
سی ٹھنڈی کیفیت اس کی آنکھوں میں جھلک رہی تھی یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ بہت پر
سکون ہے اور دنیا کی کوئی فکر نہ رکھتا ہو لیکن نادر کو دیکھ کر اس نے اپنے چہرے کو سنجیدہ
بنایا اور آگے بڑھ کر ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔

"اے شخص اور مجھے افسوس ہے کہ جو واقعہ ہوا وہ میرے اور بدر جمال کے
درمیان مشکل کا باعث بن سکتا ہے۔ لیکن سن ایسا جو کچھ بھی ہوا کچھ غلط فہمی ہی میں ہوا
اور یہ بتانے والے موجود نہیں ہیں کہ ایسا کیوں ہوا اور بہت پریشانی کی بات ہے' یہ اور میں
اس کے لئے افسردہ ہوں اور اگر ممکن ہو سکے تو میری اس افسردگی کا اظہار تو اپنے آقا اور
میرے دوست یعنی بدر جمال سے بھی کر دینا بہر حال یہ تو ابتدائی باتیں ہوئیں اور میں چاہتا
ہوں کہ تو زیادہ عرصے یہاں قیام نہ کر اور اپنا مقصود لے کر یہاں سے روانہ ہو جا کیونکہ
میں بہت جلد اسے اپنے آپ سے دور کر دینا چاہتا ہوں مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ
میرے درمیان بنائے فساد بن جائے گی کیونکہ وہ اس قدر حسین ہے کہ خود میرے گروہ کے

بہت سے لوگ جنہوں نے زندگی بھر میرے ساتھ رہ کر کمائی کی ہے اس کی خریداری کے خواہاں ہیں اور اگر میں انہیں منع کروں گا کہ مجھے خوف ہے کہ اس کی وجہ سے خون خرابا نہ شروع ہو جائے" نادر نے کہا۔

"افریقہ کے مہذب انسان میرے مالک بدر جمال نے مجھے اختیارات دیئے کہ میں تجھ سے سودا کروں اور تیری ہر بات کو قبول کر لوں لیکن میرے ساتھ جو لوگ آئے تھے وہ یہاں سے رخصت ہو گئے اور میں ان کے لئے غمزدہ ہوں اور بہت پریشان کہ آخر کار کیا کروں اور مجھے اپنی موٹر بوٹ لے کر واپس بھی جانا ہے جس کے لئے میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو میری موٹر بوٹ کو واپس میرے مالک کے جہاز تک پہنچا دے ------"

"اس کی تو فکر ہی نہ کر میں تجھے ایک ایسا آدمی فراہم کر دونگا جو یہ کام کرے گا۔"

"تو پھر میں اب اور کیا کہوں------"

"تیری ذمہ داری ہے کہ تو اپنے آقا کو وہ صورت حال بتا دے جو میرے لئے بھی اجنبی ہے اور میں واقعی اس سلسلے میں ایک بے گناہ انسان ہوں یعنی میرے علم میں بھی نہیں تھا کہ ایسی کوئی بات ہو سکتی ہے اور بس اس قدر معذرت کافی ہے کہ اس سے زیادہ میں کسی سے معذرت نہیں کرتا یہ بدر جمال کا اپنا ذاتی فعل ہو گا کہ آئندہ وہ مجھ سے رجوع کرے یا نہ کرے لیکن یہ صرف ایک اتفاقیہ واقعہ ہے جس میں خود میں ملوث نہیں ہوں------"

"میں جانتا ہوں اور اس کا تذکرہ میں اپنے مالک سے بے شک کر دوں گا۔"

"تیرا شکریہ تو بتا کہ کیا تو اس زہرہ جمال کو دیکھنا چاہتا ہے جس کے حسن کا کوئی ثانی نہیں۔"

"ہاں اگر ایسا ہو تو بڑی اچھی بات ہے چونکہ یہی میرے مالک کا حکم ہے------"

"ہاں اور ہمارے درمیان ایسا ہی ہوتا ہے چونکہ مختلف لوگ آتے رہتے ہیں اور ان کے آنے کے بعد ہمارے درمیان یہ سودے طے ہو جاتے ہیں۔"

"تو پھر تو مجھے بتا کہ کیا کیا جائے۔"

"بہتر یہ ہے کہ اسے طلب کر لیا جائے۔"

"بہت مناسب ابھی میں انتظام کرتا ہوں جاؤ اس لڑکی کو یہاں لاؤ------" اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا اور وہ لوگ وہاں سے چل پڑے قرب و جوار کے لوگ اب ساقط ہوئے جا رہے تھے اور نادر محسوس کر رہا تھا کہ وہ سب میشل کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں'

اور اسے دیکھنے کیلئے بے قرار ہیں۔ خود نادر بھی اس کیفیت سے باز نہیں رہ سکا تھا کیونکہ اس نے بھی کوہالہ کی زبانی اپنی آقا زادی کے بارے میں بہت سی باتیں سنی تھیں وہ لوگ جو اسے لینے گئے تھے کچھ دیر کے بعد واپس آئے اور دور ہی سے دیکھا گیا کہ سفید کپڑوں میں ملبوس لڑکی آ رہی ہے اور چند مسلح افراد اسے اپنی حراست میں لئے ہوئے تھے لڑکی سر جھکائے چل رہی تھی یہاں تک کہ وہ برآمدے کے سامنے پہنچ گئی اور اب نادر نے پہلی بار میشل کو دیکھا خوبصورت دراز قامت کی لڑکی جس کے جسم کا تناسب بے مثال تھا اس کے بال گہرے کالے' اور اس کی صراحی دار گردن' میں جوڑے میں بندھے ہوئے تھے ناک پتلی اور ستواں چہرہ کتابی اور رنگت سرخ و سفید پھر جب وہ اور قریب آئی تو نادر نے اسے قریب سے دیکھا وہ ایک عجیب و غریب پرکشش شخصیت کی مالک تھی اس وقت اس کا رنگ صحیح انداز میں معلوم نہیں ہو پا رہا تھا خوبصورت آنکھوں پر پلکوں کی جھالر پڑی ہوئی تھی بہر حال دیکھنے والے اسے سرد نگاہوں سے دیکھتے رہ گئے اور بہت سے چہروں پر التجا ابھری جیسے وہ خواہش کرنا چاہتے ہوں کہ انہیں اس کی قربت کا موقع دیا جائے لیکن سفید بھیڑیا جو موت کا علمبردار تھا ان سب کے لئے خوف کا باعث بنا ہوا تھا تب لڑکی نے نرم اور مدہم لہجے میں کہا۔

"مجھ یہاں کیوں لایا گیا ہے اور اے ظالم شخص اب تو کیا چاہتا ہے۔"

"آہ اس بات کا تو مجھے پہلے سے علم تھا حسین لڑکی کہ تو میرے لئے سونے کا پہاڑ ہے اور دیکھ آج اس پہاڑ کا سونا میری ملکیت بن رہا ہے اور بار بار مجھ سے تو پوچھتی ہے اس شخص کو دیکھ کر یہ تیرا مالک نہیں بلکہ تیرے مالک کا ہرکارہ ہے اور جانتی ہے وہ شخص جس کے پاس ایک خوبصورت جہاز ہے اور ایسے جہاز کی آرزو تو دلوں میں مقبرہ بن جاتی ہے جیسا جہاز اس کے پاس ہے اس میں حسین کیبن بنے ہوئے ہیں جن میں اطلس اور حریر کے پردے پڑے ہوئے ہیں اور ان کیبنوں میں جو مسہری ہے وہ سونے سے بنی ہوئی ہے اور اس پر جو حسین بستر بچھا ہوا ہے وہ ایسا ہے کہ انسان اس میں ایسے ڈوب جائے جیسے سمندر میں اور بھلا سوچ کہ تو ایسے شخص کی ملکیت بننے والی ہے تو تیری خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ------"

"تجھ پر ہزاروں بار لعنت ہو سفید بھیڑیے کہ تو انسانوں کو کس طرح ان کی زندگی سے محروم کر دیتا ہے لیکن میں نے تو تیرا کچھ نہیں بگاڑا میں بے کس مجبور ہوں میں تجھ سے التجا کرتی ہوں کہ مجھے جانے دے یہاں سے۔"

"تو یہاں سے جائے گی لیکن ایک ایسی شخصیت بن کر کہ جس کی مثال لوگ دیا کریں گے اور یہ شخص تیرے لئے آیا ہے لیکن سوچ لے کیونکہ تجھے اس سے تعاون کرنا ہو گا۔"

"تو اپنی بکواس بند کر' لیکن اے شخص تو بھی سن جبکہ تو ایک اچھی صورت اور شریف سیرت فطرت کا مالک معلوم ہوتا ہے میں تم لوگوں سے نہیں ڈرتی کیونکہ میں نے اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا ہے میں اب بھی تم سے یہ کہتی ہوں کہ تم مجھ پر جتنا چاہو ظلم کر لو لیکن خدا کے انصاف کے آگے تمہاری کچھ نہ چلے گی دیکھ لینا کہ کیا تباہی نازل ہوتی ہے تم پر اور میں تم سے یہی کہے دیتی ہوں کہ انتظار کر اب ہونا وہی ہے جو میں کہہ رہی ہوں۔"

"اور سن اگر تو یہ چاہتی ہے کہ میں تیرے ساتھ پہلی بار ظلم کا سلوک کروں تو تو اس کے لئے مجھے مجبور کر رہی ہے ورنہ اپنی زبان بند رکھ اور اس شخص کو پہچان کہ یہ تیرے مالک کا خادم اور آنے والے وقت میں تیرا خادم ہو گا" تب میشل کی نگاہیں نادر کی جانب اٹھیں اور نادر خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر عجیب سے آثار تھے پھر وہ گردن خم کر کے بولا۔

"میرے لئے کیا حکم ہے مجھے بتا ٹورناڈو کہ اب مجھے کیا کرنا ہے۔"

"چونکہ ایک واقعہ ہو چکا ہے اور ایسا جو ناخوشگوار ہو اس لئے اس وقت میں تجھ سے سودے بازی تو نہیں کروں گا اور چونکہ بدر جمال ایک اچھا تاجر ہے اور ہیروں کی قدر جانتا ہے تو اس کے لئے جو کچھ لایا ہے وہ میرے حوالے کر اور ذرا بتا کہ سونے کے کتنے سکوں کی تھیلیاں تیرے ساتھ ہیں" اور نادر نے وہ سب کچھ اس کے سامنے کر دیا جو اسے موٹر بوٹ میں ملا تھا اور اسے دیکھ کر سفید بھیڑیے کی آنکھوں میں ہوس کی چمک لہرانے لگی اور اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہر چند کہ یہ سب کچھ اس کے آگے نہ ہونے کے برابر ہے سمجھ رہا ہے نا تو لیکن بات بدر جمال کی ہے اور میں اس کی خواہش سے انکار نہیں کر سکتا' اب یہ تیری ملکیت ہے اور میں تجھے تیرے مالک کیلئے مبارکباد دیتا ہوں ــــــــ"

"شکریہ ــــــ اور یوں اس لڑکی کا سودا ہو گیا اور نادر نے اس مسئلے کو اپنی فتح سمجھا کہ کم از کم اور کچھ نہیں تو ایک کام کا آغاز تو ہوا دیکھنے والے ساکت تھے اور بری نگاہوں سے نادر کو دیکھ رہے تھے لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ بھلا یہ شخص کیا حیثیت رکھتا ہے تو پھر سفید بھیڑیے نے کہا۔

"اور اب تو یہ بتا کہ تیری واپسی کب تک ہو گی۔"

"جلد از جلد کیونکہ میرا مالک میرا منتظر ہو گا۔"

"تو ایک رات تجھے یہاں قیام کرنا ہو گا تاکہ تو اس لڑکی کو اپنے مالک کے بارے میں ساری تفصیلات بتا دے اور خیال رکھنا بدر جمال کی امانت میں خیانت کرنے کا کیا مطلب ہوتا ہے۔"

"میرے آقا کے بارے میں یہ بات تم مجھے بتا رہے ہو ٹورناڈو۔"

"ہاں کیونکہ میرا اور اس کا قدیم ساتھ ہے۔"

"میں اپنے مالک کا وفادار ہوں اور ہونے والی مالکہ کے لئے جانتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔" ٹورناڈو نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا کہ ان کے لئے بہتر جگہ قیام کا بندوبست کیا جائے اور انہیں اس جگہ پہنچا دیا جائے لیکن لڑکی کی آنکھوں میں نفرت کے آثار تھے پھر وہ اس جگہ پہنچا دیے گئے جہاں انہوں نے بڑی ہی عمدگی سے آرائش کی تھی اور نادر نے ہنس کر سوچا کہ عورت مجھ سے بھلا تیرا کیا تعلق تو تو ایک امانت ہے کسی کی اور لاکھ حسین سہی لیکن جس کا قیام میرے دل میں ہے وہ میں کبھی نہیں بھلا سکوں گا اور اس کی جگہ شائد اپنی زندگی کے آخری سانس تک کسی کو نہ دے سکوں۔ پھر انہیں تنہائی حاصل ہوئی اور کچھ غلاموں کو ان پر متعین کر دیا گیا یعنی وہ جو سیاہ فام تھے اور قیدی نہیں تھے بلکہ ٹورناڈو کے لئے کام کرتے تھے اور ان میں سے بہت سوں کے سینوں پر مخصوص قسم کے نشان تھے جو بری حیثیت کے حامل اور انہیں وہی کرنا تھا جو ان کی ہدایت کر دی گئی تھی لیکن اس وسیع و عریض غار نما کمرے میں جہاں سجاوٹ کا ایک ایک سامان موجود تھا اور ایک عمدہ مسہری جس پر اس لڑکی کو بٹھا دیا گیا تھا جو چہرے سے متفکر اور مغموم نظر آ رہی تھی اور نادر جب اس کے سامنے پہنچا تو لڑکی کی آنکھوں میں قہر و غضب کی بجلیاں کوندنے لگیں اس نے زہریلی مسکراہٹ سے کہا۔

"کیا نام ہے تیرا ــــــ؟"

"تیرا غلام تیرا خادم۔"

"تو جو کوئی بھی ہے کیا کوئی گھرانہ بھی رکھتا ہے اپنا ــــــ" نادر خاموش رہا تو وہ پھر بولی۔

"بول کیا تیری ماں ہے۔"

"نہیں۔"

"بہن تو ہو گی۔"

"وہ بھی نہیں ہے۔"

"تو بے غیرت تو تو اس دنیا میں کیوں موجود ہے------" اس نے کہا اور نادر اسے دیکھتا رہا------ وہ بولی۔

"لیکن تو جس شکل و صورت کا مالک ہے اس کے بعد یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ صورتیں اتنا دھوکہ کیوں دیتی ہیں لوگ اندر سے اتنے برے ہوتے ہیں تو ان کے چہرے اتنے نرم ملائم کیوں ہوتے ہیں آہ تو نے کبھی غور سے اپنے آپ کو آئینے میں نہیں دیکھا جن لوگوں کی تو غلامی کر رہا ہے وہ برے لوگ ہیں تجھے انسانوں کی مدد کرنا چاہئے ہر شخص کو اپنی اپنی قبر نصیب ہوتی ہے تجھے بھی اپنی قبر میں جانا ہے کیا تو ایسی بے بس لڑکی کو اس طرح کسی کی تحویل میں پہنچائے گا کہ وہ اس کی زندگی کو پامال کر دیں دیکھ میرا یہ منصب یہ مقام نہیں ہے میں تو ایک ایسے غریب شخص کی زندگی میں شامل ہونا چاہتی تھی جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو بس وہ محبت سے مجھے دیکھے لیکن تیرا مالک جو ہر خوبصورت چیز کو اپنی تحویل میں رکھتا ہے اور اس کے بعد اس تلف کر دیتا ہے کیا میرا مالک بننے کے قابل ہے------" نادر نے ادھر ادھر دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔

"اور اس کے جواب میں صرف چند الفاظ کہوں گا میں تجھ سے۔"

"کیا کہے گا کوئی جھوٹی سچی بات کوئی ایسی بات جو مجھے مطمئن کرنے کیلئے ہو۔"

"تو مجھ سے کیا چاہتی ہے میشل۔"

"صرف اتنا کہ مجھے میرے باپ تک پہنچا دے۔"

"اور اگر میں تجھ سے کوہالہ کا نام لوں تو۔"

"کیا۔"

"کوہالہ۔"

"یہ نام یہ نام۔"

"اور اگر میں ڈاکٹر آرتھر کی بات کروں تو۔"

"وہ میرے باپ ہیں۔"

"اور اگر میں موننا کا تذکرہ کروں یا ہاتھی دانت کی تجارت کرنے والے اس شخص کا جو اپنی بیٹی کیلئے بہت پریشان ہو گا اور جو اس وقت موجود نہیں تھا۔"

"تیرا مطلب کیا ہے ان باتوں سے۔"

"کیا میری زبان سے یہ باتیں سن کر تجھے حیرانگی نہیں ہوئی۔"

"بھلا اس میں حیرانی کی کیا بات ہے تو سفید بھیڑیے کا ساتھی اور تجھے میرے بارے میں ساری معلومات حاصل ہوں گی۔"

"آہ میرا خیال تھا کہ میں اپنے ان الفاظ سے تیرے ذہن میں ایک تجسس جگا دوں گا لیکن ایسا ممکن نہیں ہو پا رہا۔"

"کہنا کیا چاہتا ہے۔"

"نہ میں کسی بدر جمال کا نمائندہ ہوں اور نہ ہی کسی اور سے میرا تعلق ہے میں ایک اجنبی آدمی ہوں اور تیری محبت کرنے والی بوڑھی پرورش کنندہ یعنی کوہالہ مجھ تک پہنچی اور اس نے مجھ سے مدد مانگی' میں اور میرا ایک اور دوست فینٹ کوہالہ کے ساتھ تیری مدد کو یہاں آئے اور کوہالہ یہاں سے زیادہ فاصلہ پر نہیں ہے لیکن اگر تو مجھ سے تعاون کرے تو یہ سمجھ لے کہ ہم لوگ بہتر طریقے سے اپنے مقصد کی تکمیل کر پائیں گے اور جو وقت یہاں گزر رہا ہے وہاں تک اپنے آپ کو سنبھالے رکھ لیکن اپنے انداز میں کوئی تبدیلی نہ پیدا کر اگر تو واقعی خدا پر اتنا بھروسہ رکھتی ہے جس کا اظہار تو کر چکی ہے تو اسی حوالے سے میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تیرے لئے کوئی مشکل نہیں ہے میں تیری زندگی بچانے کیلئے اور ان لوگوں سے تجھے بچانے کیلئے اپنی آخری سانس تک صرف کر دوں گا اس کے بعد میرے پاس کہنے کیلئے کچھ نہیں ہے اگر تو اب بھی میری بات پر یقین نہ کرتی تو پھر تو جان اور تیرا کام" اور نادر نے لڑکی کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار دیکھے تھے۔

○

ادھر یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور ادھر ایک اور ہی کھیل کا آغاز ہو گیا تھا فینٹ جو اپنی کاوشوں میں مصروف تھا اور اس نے تقریباً" اپنے انتظامات مکمل کر لیئے تھے یعنی وہ چابیاں پھوتان کو پہنچا دی گئیں تھیں جن سے وہ اپنی اور اپنے باڑے کے غلاموں کی زنجیریں کھول سکے اور اس کے علاوہ پھوتان کے ساتھ ملکر ایک منصوبہ بندی کر لی گئی تھی یعنی یہ بتا دیا گیا تھا اسے کہ اسے کیا کرنا ہے اور اپنے جیسے غلاموں کو کس طرح کھولنا ہے یہ تمام کام تقریباً" مکمل ہو چکے تھے اور وہ اس عورت سے بھی مل چکا تھا جس کا نام کوہالہ تھا اور جس بیچاری کو درخت پر ایسا چڑھایا گیا تھا کہ اب کوئی اسے وہاں سے اتارنے کیلئے تیار نہیں تھا لیکن فینٹ کو اب سب سے مشکل مرحلہ جو درپیش تھا وہ اس کی تلاش تھی جو اس کا آقا تھا اور جسے وہ اب دنیا میں سب سے زیادہ چاہتا تھا وہ اپنی کاوش میں مصروف رہا اور وہ جانتا تھا کہ ہوشیار نادر ضرور کسی ایسی کاروائی میں مصروف ہو گا جو اسے کامیابی سے ہمکنار کر دے اور

اس کا اندازہ بالکل درست ہی نکلا تھا' فینٹ اپنی انھی کاوشوں میں مصروف رہا اور اس نے کوشش کی کہ جس طرح بھی بن پڑے سفید بھیڑیے کی قربت اختیار کرے تاکہ زیادہ سے زیادہ معلومات اسے حاصل ہوں اور وہ مناسب وقت پر اپنے عمل کا آغاز کرے تو پھر ایسا ہوا کہ اس نے اس سائبان کے نیچے کسی خاص بات کا اہتمام محسوس کیا اور جب وقت کافی گزر گیا اور وہ خود بھی ایسے خادموں میں شامل ہو گیا کہ جن کے سینوں پر سرخ نشان تھے تو اس نے سفید بھیڑیے کو یعنی ٹورناڈو کو دیکھا جو اپنے کچھ بے تکلف ساتھیوں کے ہمراہ سائبان کے نیچے جا رہا تھا اور چونکہ یہاں بہت سے لوگ انتظامی کاروائیوں میں مصروف تھے تو خود فینٹ بھی ان میں شامل ہو گیا اور جب فینٹ نے آگے کے مناظر دیکھے تو وہ شدت سے حیران ہوا کیونکہ کچھ وقت کے بعد اس نے جس شخص کو وہاں دیکھا اسے دیکھ کر اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"رب عظیم کی قسم یہ تو میرا آقا ہے اور بھلا میری آنکھیں اسے دیکھ کر بھلا دھوکے کا شکار ہو سکتی ہیں یہ تو سو فیصدی نادر ہے میرا دوست میری روح جس کے بغیر اب اس دنیا میں میرے لئے کچھ بھی نہیں ہے اور اب اس کے بعد بھلا فینٹ کو وہاں سے کون ہٹا سکتا تھا اس نے اپنے لباس میں پستول بھی چھپائے ہوئے تھے اور خنجر بھی کہ جب کوئی ایسا موقع آ جائے جب اسے زندگی قربان کرنی پڑے تو وہ با آسانی اپنا فرض پورا کر دے پھر اس نے وہیں پر اس حسین لڑکی کو دیکھا جسے ایک نگاہ دیکھنے کے بعد ہی کوہالہ کے الفاظ کی تصدیق ہو جاتی تھی اور بھلا اس جیسی کوئی دوسری کہاں اور فینٹ پر جو کیفیت طاری ہوئی وہ ناقابل بیان تھی شائد زندگی میں پہلی بار اس نے اپنے کالے سینے کے اندر سفید دل میں کسی ایسے وجود کی تصویر پائی جو کبھی نہ مٹ سکے اور اس تصویر کو اپنے دل میں منعکس کر سکے وہ کچھ مضمحل سا ہو گیا لیکن فوراً" ہی اسے خیال آیا کہ اس وقت کسی کیفیت یا جذبات میں ڈوبنے کی گنجائش نہیں ہے یہ تو ایک بہت ہی عجیب بات ہوئی یعنی اس کا آقا بھی اسے نظر آیا اور وہ لڑکی بھی اور اس کے بعد فینٹ نے ان سے زیادہ سے زیادہ قریب رہنے کی کوشش کی' اس نے یہ معلوم کر لیا کہ سونے کی ان تھیلیوں کے عوض اس لڑکی یعنی میشل کو خرید لیا ہے اور خریدار نادر کے سوا کوئی نہیں ہے وہ دل ہی دل میں بولا۔

"آہ مسٹر نادر میرے عظیم آقا تم نے جو کچھ کر دکھایا ہے اس کی توقع انسانوں سے تو نہیں کی جا سکتی اور اگر میں اتنا عرصہ تمہارے ساتھ نہ گزارتا تو یہی سوچتا کہ تم دیوتاؤں کا کوئی نیا روپ ہو جو اس شکل میں دنیا میں آ گیا ہے اور میں جانتا ہوں اور اسے بھی جو تم

سے جدا ہو گیا تم دونوں بھائی واقعی شہری زندگی میں ایسی ذہانت لے کر آئے ہو جس کی مثال کہیں ملنا مشکل ہو" تب میشل جو اس کے حوالے کی گئی اور جس جگہ انہیں قیام پذیر کیا گیا وہاں فینٹ نے بھی اپنی ذمہ داریاں قبول کر لی تھیں اور اسی جگہ موجود تھا جہاں چند اور اس جیسے یہ کام سرانجام دے رہے تھے بس اس کی دلی آرزو تھی کہ جیسے ہی موقع ملے وہ کسی نہ کسی طرح نادر سے ملاقات کرے اور اس سے پوچھے کہ اب کیا کرنا ہے اور اسے اپنے بارے میں بتائے کہ وہ اس دوران کیا کر چکا ہے اس کی کوشش تھی کہ وہ کسی طرح اندر کے حالات کا بھی جائزہ لیتا رہے اور ذرا یہ معلوم کرے کہ عظیم آقا کیا ایک عورت سے محبت کرنے لگا ہے یا وہ اسے اسقدر پسند کرتا ہے یا پھر یہ ایک اتفاق ہے اور وہ اس کی قربت اس لئے اختیار کئے ہوئے ہے کہ اس نے کوئی گہری چال چلی ہے لیکن اب اس کا آگے کا ارادہ کیا ہے اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عظیم آقا اب اس کی تلاش کیلئے کوشش کرے گا اور کیا ہی اچھی بات تھی کہ اسے اس کے لئے محنت نہ کرنا پڑے گی۔ اس وقت وہ ایک کھڑکی کے قریب تھا جو اس جگہ کھلتی تھی جہاں وہ دونوں موجود تھے اور اس نے اندر کان لگا کر ساری باتیں سنی تھیں اور ششدر رہ گیا تھا گویا نادر نے کوئی ایسی چال چلی تھی جو ابھی فینٹ کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی لیکن یہ ہوا تھا کہ نادر اس لڑکی کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا اب یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ لڑکی مکمل طور سے بات سمجھ سکی ہے یا نہیں اچانک فینٹ کو اپنے عقب میں قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی اور اس نے دیکھا کہ اسی جیسا ایک شخص لمبی چوڑی جسامت کا مالک اور خوفناک چہرے والا اس کے قریب موجود ہے اور اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ہیں تو اس نے اشارے سے فینٹ کو اپنے قریب بلایا اور فینٹ حیران حیران سا اس کے پاس پہنچ گیا وہ بولا۔

"جسے میں نہیں جانتا لیکن ہم دونوں اپنے سفید آقا کے غلام ہیں یعنی ٹورناڈو کے' تو نے سنا وہ لوگ کیا باتیں کر رہے تھے رب عظیم کی قسم دیوتاؤں کی قسم یہ شخص غلط آدمی ہے اور وہ نہیں ہے جو ہمارا آقا یعنی سفید بھیڑیا سمجھ رہا ہے یہ تو کوئی بہت ہی شاطر شخص ہے جس نے نجانے کہاں سے سونا حاصل کر کے اس حسین لڑکی کو خرید لیا ہے اور سن میرا نام ڈیفو ہے تو مجھے جانتا ہی ہو گا میں اپنا فرض پورا کرنے جا رہا ہوں تو ان لوگوں پر نگاہ رکھ سمجھ رہا ہے ناں ٹورناڈو کو یہ بتانا ضروری ہے کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے اور یہ خطرناک آدمی اس سفید لڑکی کو لے کر نکل جانا چاہتا ہے آہ اس نے بے شک اس کی قیمت ادا کی ہے لیکن کون جانے سونا ہی نقلی ہو چنانچہ یہ سب کچھ بہت خطرناک ہے اور ایسا ہوتا

نہیں چاہئے سمجھ رہا ہے نا تو۔"

"ہاں ــــــ" نینٹ نے خوفزدہ انداز میں گردن ہلائی اور جب وہاں سے چلا گیا نینٹ کے پورے بدن نے پسینہ اگل دیا آہ یہ تو عظیم آقا کیلئے سخت خطرہ پیدا ہو گیا اور اب اگر اس وقت عظیم آقا کو اس بارے میں خبر نہ کی گئی تو یہ سمجھ لیا جائے تو غلط نہیں ہو گا کہ حالات بہت زیادہ بگڑ گئے ہیں اور اب صورت حال کو سنبھالنا ممکن نہیں ہے چنانچہ وہ بے چینی سے اس جگہ کے چاروں طرف گھومنے لگا کوئی ایسا موقع تلاش کر کے اندر داخل ہونا چاہتا تھا جب کسی بھی طرح جیسے ہی ممکن ہو وہ نادر کو اس صورت حال سے آگاہ کرے۔

○

○

میشل کچھ دیر حیران نگاہوں سے نادر کو دیکھتی رہی پھر اس نے کہا۔

"اے شخص سب سے زیادہ تو مجھے یہ تعجب ہے کہ تو جس کے بارے میں مجھے یہ اندازہ اور علم ہوا ہے کہ کسی ایسے شخص کا نمائندہ ہے جو میری خریداری سے دلچسپی رکھتا تھا لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ تیری زبان سے میں نے وہ نام سنے ہیں جو عام لوگوں کے علم میں نہیں اور میں حیران ہوں۔"

"نہ صرف تجھے حیران ہونا چاہئے بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں تجھ سے کہ مجھ پر تو مکمل بھروسہ کر کیونکہ میں نے تیرے لئے جن مشکلات کا سامنا کیا ہے وہ کسی انسان کے بس میں نہیں ہے اور میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ کوہالہ بہت قریب موجود ہے اور جب ہم یہاں سے واپسی کا سفر کریں گے تو کوہالہ ہم سے الگ نہیں ہو گی وہ یہاں تک ہمارے ساتھ آئی ہے۔"

"آہ میری ماں وہ بے شک میری ماں کی مانند ہے جس نے ہمیشہ ہی میرے لئے مشکلات اٹھائی ہیں اور مجھے ہر مشکل سے دور رکھا لیکن تو مجھے جن حسرتوں میں مبتلا کر رہا ہے وہ میرے لئے بڑی تعجب خیز ہیں کیا واقعی ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ میری تقدیر کے ستارے اس طرح رخ تبدیل کر دیں۔"

"ایسا ہی ہوا ہے میں نے اب تک جو کچھ کیا ہے اس کی کہانی اس وقت تجھے تفصیل سے نہیں بتا سکتا لیکن آنے والے وقت میں تجھے ساری باتیں خود بخود معلوم ہو جائیں گی۔"

"اب تو مجھے بتا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

"بہت جلد ہمیں یہاں سے روانہ ہونا ہے اور ایک موٹر بوٹ دریا پر لنگر انداز ہے بس ایک مشکل ہے------" نادر سوچ میں ڈوب گیا لیکن زیادہ وقت نہیں ہوا تھا کہ اس نے اس کمرے کے دروازے سے ایک شخص کو اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا تھا جو مقامی لباس میں ملبوس تھا اور بہت عجیب نظر آ رہا تھا لیکن اسے دیکھ کر نادر کے حلق سے دبی دبی چیخ نکل گئی اور وہ خوشی کے عالم میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"آہ فینٹ میرے دوست میرے جانثار میرے وفادار۔"

"عظیم آقا محبت کے اظہار کیلئے بہت وقت پڑا ہے لیکن میں تمہیں بتا دوں کہ تم لوگوں کے درمیان جو گفتگو ہو رہی تھی وہ چھپ کر سن لی گئی ہے اور سننے والے سفید

ایک شخص جس کا نام ڈیفو ہے سفید بھیڑیے کو بھیڑیے کے ساتھی تھے اب ان میں سے وہ خطرناک لوگ ہیں اور تیرے لئے اطلاع کرنے گیا ہے کہ جو لوگ اس کے مہمان ہیں مشکلات کا باعث بننے والے ہیں' تو عظیم آقا یہ صورت حال بہت خوفناک ہے اور اب مشکل وقت ہے کہ ہاتھ میں ہتھیار اٹھالیں اور سن میں نے جو کیا ہے اس کی مختصر تفصیل میں تجھے بتائے دیتا ہوں میں نے غلاموں کے باڑوں میں چابیاں پہنچا دی ہیں جن سے اب تک وہ اپنی زنجیریں کھول چکے ہوں گے اور اس بات کے منتظر کہ میں انہیں اطلاع دوں کہ اب وہ نکلنے کی کوشش کریں اور عظیم آقا ایسا ہو جائے گا اور پھر وہ نسلوں میں چاروں طرف آگ لگا دیں گے اور جس قدر بھی ممکن ہو سکا قتل و غارت گری کریں گے اور اس کے بعد یہاں سے نکل بھاگنے کی کوشش' اور شاید سفید بھیڑیے کا آخری وقت آگیا ہے چونکہ بے شک اس کے ساتھ مسلح افراد موجود ہیں جو اس کا دفاع کریں گے لیکن شاید غلام اب ان پر قابو پالیں کیونکہ میں نے غلاموں تک ہتھیار بھی پہنچا دیئے ہیں لیکن اس افراتفری سے پہلے ہمارا یہاں سے نکل جانا ضروری ہے تو میں تجھے خصوصی طور پر یہ ہدایت کرتا ہوں کہ اب صرف یہاں سے بھاگ جانے کی کوشش کر اور جیسا کہ اس شخص کے ساتھ میں نے بھی سنا کہ تیرے پاس ایسے انتظامات ہیں کہ تو یہاں سے نکل سکتا ہے" نادر نے کہا۔

"فینٹ میں انتظام کر چکا ہوں اور سن تیرے لئے میں ایک ہدایت چھوڑتا ہوں میں جس بھی طرح بھی بن پڑا میشل کو لے کر یہاں سے نکلوں گا اور پھر دریائے سنگانیہ کے راستے راستے ایک طویل سفر اختیار کروں گا جو سیدھا سامنے کی سمت جاتا ہے اور پھر سیدھا موٹر بوٹ کے پاس پہنچوں گا جو دریا میں لنگر انداز ہے اور اس کے بعد جس طرح بھی بن پڑا ہم اسے لے کر روانہ ہو جائیں گے لیکن تو کوہالہ کو ساتھ لے کر آ اور خبردار جذباتی کیفیت کا شکار مت ہونا ہم نے ان لوگوں کیلئے یہ سامان پیدا کر دیا ہے لیکن بہر حال باقی کام کرنا تیرا فرض ہے۔"

"ٹھیک ہے عظیم آقا بس تو یہاں سے نکل اور میں اپنے کام کی تکمیل کیلئے نکلتا ہوں اور اے خوبصورت عورت تو بھی میرے لئے دعا کرنا کہ آنے والے وقت میں ہم بہت اچھے دوست ثابت ہوں گے تو آقا مجھے اجازت اور اگر میں یہ کام نہ کر سکا تو پھر تجھے اختیار ہے کہ جس طرح بھی تو چاہے اپنے' اور اس حسین لڑکی کے تحفظ کا بندوبست کر-------" فینٹ نے کہا اور انتظار کے بغیر وہاں سے باہر نکل گیا تب نادر نے میشل کی طرف دیکھا اور

بولا۔

"اور اب کیا تو تیار ہے۔"

"ہاں۔" "تو پھر آ-------" نادر اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا اور اس نے اپنے لباس سے پستول نکال لئے پھر ایک پستول میشل کی طرف بڑھا کر بولا۔

"اس کا استعمال بہت زیادہ مشکل نہیں ہے کیا تو نے اس سے پہلے۔"

"ہاں میں پستول اور رائفل کا استعمال بخوبی جانتی ہوں۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے تو پھر ہم آگے بڑھتے ہیں-------" اور اس کے بعد نادر اللہ کا نام لے کر اپنی اس کمین گاہ سے باہر نکل گیا اور اب اس کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں تھا کہ وہ اندھا دھند اپنے راستے میں آنے والوں کا خاتمہ کرتا چلے' اگر کوئی اسے روکنے کی کوشش کرے' لیکن اس وقت جب اس کے راستے میں مزاحمت کی جائے' لیکن جب وہ باہر نکلا تو بے شک اس کے ارد گرد انتظام کرنے والوں نے اسے حیرت سے دیکھا لیکن یہ سوچ کر خاموش ہو گئے کہ شاید وہ سیر کیلئے باہر نکلا ہے۔ نادر نے کافی فاصلہ اس انداز میں طے کیا اور اس کے بعد وہ وہاں سے آگے بڑھ گیا وہ جانتا تھا کہ اسے طویل و عریض راستے طے کرنے ہیں کیونکہ یہاں پہنچنا ہی بہت مشکل کام ثابت ہوا تھا۔ پھر پہلا راستہ ایک ایسے طویل القامت شخص نے روکا جس کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں تھا کہ وہ کون ہے یہ ایک دیو ہیکل آدمی جو ایک طرف خاموش تھا انہیں جاتے دیکھ رہا تھا پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے نادر کا راستہ روکتے ہوئے کہا۔

"میں جو اپنے دل میں تیرے لئے بہت سے منصوبے بنا رہا تھا اب جبکہ تو خود ہی باہر نکل آیا ہے تو یہ کہے بغیر نہ رہ سکوں گا کہ میری اپنی ساری زندگی کا سرمایہ جو میں نے یہاں سے حاصل کیا ہے بے شک اتنا نہیں ہے جتنا تو نے ٹورناڈو کو پیش کیا لیکن میں اسے تیرے حوالے کر کے لڑکی کا ہاتھ اپنے لئے مانگتا ہوں-------" نادر جو صورت حال سے واقف تھا اور جلد از جلد نکل جانا چاہتا تھا کچھ سوچے سمجھے بغیر اس پر پل پڑا اس نے اپنے دائیں ہاتھ کا گھونسہ اس شخص کی ٹھوڑی کے نیچے لگایا اور گھونسا اتنے زور سے پڑا تھا کہ وہ لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹا اور پھر کٹے ہوئے درخت کی طرح نیچے گر پڑا نادر نے میشل کا ہاتھ پکڑا اور اس کے بعد دوڑنا شروع کر دیا وہ تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا لیکن عقب سے کچھ لوگ ہنسنے لگے وہ اس شخص کا مذاق اڑا رہے تھے جو نادر کے گھونسے سے نیچے گرا تھا ان میں سے کسی نے کہا۔

"واہ کیا زور دار ہاتھ مارتا ہے یہ باہر کی دنیا سے آنے والا تو زبردست ہے اور تو' تو بالکل ہی بزدل نکلا لیکن وہ شخص جو نیچے گرا تھا رقابت اور غصے کی آگ میں بھر کر نادر کے پیچھے دوڑ پڑا تب وہ زور سے چیخا۔

"روکو اسے روکو——" اور پھر بہت سے لوگ نادر کے پیچھے دوڑ پڑے جس طرح کتے خرگوش کے پیچھے دوڑتے ہیں نادر خاصی تیز رفتاری سے بھاگ رہا تھا لیکن اسے ذرا سا سنبھلنا پڑ رہا تھا چونکہ نازک اندام میشل اس کا اس رفتار سے ساتھ نہیں دے سکتی تھی ابھی وہ کوئی سو قدم آگے بڑھا ہو گا کہ چند غلام اس کے سامنے پہنچے ان کے ہاتھوں میں چاقو چمک رہے تھے انہوں نے نادر کو مقابلے کیلئے للکارا اور اس کی آنکھوں کے سامنے چاقو لہرانے لگے تب مجبوری تھی' نادر نے پہلی بار اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول کا استعمال کیا اور ان چھ کے سینوں میں چھ سوراخ کر کے وہاں سے آگے بڑھنے لگا تھوڑے فاصلے پر احاطے کا پل تھا اور نادر نے پل کو عبور کرنے کی کوشش شروع کر دیں اور برق رفتاری سے وہاں سے آگے دوڑ پڑا لیکن وہ دیکھ رہا تھا کہ ان کے پیچھے وہ آ رہے تھے جو نئے آئے تھے اور غالباً" ساتھیوں کی موت سے بری طرح بپھر گئے تھے۔ نادر نے میشل کا پستول اپنے ہاتھوں میں لیا اور اسے کارتوس دیتے ہوئے بولا۔

"اپنا پستول پھر سے بھر لو جبکہ تم اس کے بارے میں جانتی ہو——" میشل نے فوراً" ہی عمل شروع کر دیا اب چاروں طرف سے آوازیں ابھرنے لگیں تھیں اور نادر کو ہر سمت سے گھیرا جا رہا تھا وہ دوڑ رہا تھا اور شاید وہ لوگ میشل کی وجہ سے اس پر ہتھیاروں سے حملہ نہیں کر پا رہے تھے لیکن ان سب کی یہی کوشش تھی کہ کسی طرح انہیں گھیر کر پکڑ لیں پھر دفعتاً" ہی نادر نے ایک اونچی جگہ سے چھلانگ لگائی اور میشل کو اپنے ہاتھوں میں سنبھال لیا میشل اسے پستول بھر بھر کر دے رہی تھی لیکن ابھی زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ اچانک ہی فضا میں دھواں سا بکھرنے لگا اور اس دھوئیں کو دیکھ کر ان لوگوں نے کچھ دیر کیلئے نادر کو نظر انداز کر دیا وہ حیرانی سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے لیکن دھواں شعلوں کی زبان میں تبدیل ہو گیا اور پھر چاروں طرف سے آگ ابل پڑی اور پھر وہ شور قیامت برپا ہوا کہ کانوں کے پردے پھٹنے لگے غلاموں کے ہاتھوں میں ہتھیار آ گئے تھے اور ان کی زنجیریں کٹ گئی تھیں نادر اس وقت جن حالات سے گذر رہا تھا اس میں کہیں رک کر فینٹ کا انتظار بھی نہیں کر سکتا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس خوفناک جگہ کو جس طرح دو انسانوں نے ایسا نقصان پہنچایا تھا اس کی مثال شاید ہی روئے زمین پر ممکن ہو سکے نادر اب

بھی دوڑ رہا تھا اور ایسے منتخب راستوں کی طرف جہاں سے وہ باہر نکل سکے پھر شدید خوفناک حالات میں وہ وہاں سے گذرا کہ گولیاں ان کے آس پاس سے گذر رہی تھیں اور جگہ جگہ انہیں ان لوگوں پر فائر کرنے پڑ رہے تھے تب نادر کو وہ حصہ نظر آیا جہاں پہنچ کر وہ دریا کے کنارے کنارے دوڑ سکتا تھا اور چونکہ اب چاروں طرف افراتفری مچ گئی تھی اور اس جہنم کدے میں رہنے والے اپنی جان بچانے کی فکر میں سرگرداں تھے۔ یہ تمام صورت حال نادر کے حق میں کچھ دیر کیلئے ایک بہتر شکل اختیار کر گئی تھی اور وہ آہستہ سے میشل سے بولا۔

"دوڑتی رہو میں جانتا ہوں تم نازک طبع ہو لیکن اس وقت دوڑتے رہنا ہی ہمارے لئے کام کا ثابت ہو گا——" تبھی اچانک نادر نے دو سایوں کو اپنے پیچھے دوڑتے ہوئے دیکھا اور پھر ایک آواز سنی۔

"میں آ گیا ہوں عظیم آقا یہ تم ہی ہو اس لڑکی کو دیکھ کر میں نے دور سے پہچان لیا تھا——" اور ایک لمحے کیلئے نادر کے قدم ٹھٹھک گئے' اس نے کوہالہ کو دیکھا جو اس وقت بھی ہمت کے ساتھ دوڑ رہی تھی اور فینٹ واقعی ایک عظیم الشان کام سرانجام دے کر یہاں تک پہنچ گیا تھا لیکن قریب پہنچنے کے بعد کسی جذباتی منظر کا موقع اور وقت نہیں تھا چنانچہ وہ ایکبار پھر دوڑنے لگے اور برق رفتاری سے اپنے پیچھے آنے والوں پر فائرنگ کرتے رہے اور سب سے بڑا کام فینٹ نے یہ کیا تھا کہ وہ شاندار رائفلیں اٹھا لایا تھا جو اب ان کے کام آ رہی تھیں اور پلٹ پلٹ کر ان لوگوں پر زبردست فائرنگ کر رہا تھا سفید بھیڑیا مصیبت میں گرفتار ہو گیا تھا اور شاید اسے احساس ہو گیا ہو کہ اب اس کے گناہوں کے حساب کا وقت آ گیا ہے ہر طرف شور شرابا مچا ہوا تھا فینٹ نے دوڑتے ہوئے کہا۔

"آہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم ان لوگوں میں سے اور کالی عورتوں میں سے کسی ایک کو بچا سکیں لیکن ہم نے اس کے لئے موقع فراہم کر دیا ہے اب یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ اپنے لئے زیادہ سے زیادہ کیا بہتری تلاش کر سکتے ہیں——" غرضیکہ وہ لوگ دریا کے کنارے کنارے دوڑ رہے تھے اور اس وقت بڑی مشکل کا شکار تھے کہ ہر طرف گولیوں کی زبانیں لپک رہی تھی اور کئی بار یہ چمکدار چنگاریاں ان کے قریب سے گزری تھیں اور آنے والا کوئی بھی لمحہ ایسا ہو سکتا تھا جو ان کو موت کے گھاٹ اتار دے۔ اس سنگین صورت حال سے نادر کچھ پریشان ہو گیا اور اس نے کہا۔

"فینٹ میرا خیال ہے ہمیں آگے کا راستہ ترک کر کے یہاں کوئی چھپنے کی جگہ تلاش

کرنی چاہئے کیونکہ گولیاں چاروں طرف سے برس رہی ہیں اور کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

"عظیم آقا میں اس کے لئے تیار ہوں" اور پھر انہوں ایک پشتہ دیکھا جو خاصی محفوظ جگہ تھی اور وہ اس کے قریب پہنچ گئے پھر وہ پشتے کی آڑ میں لیٹ گئے اور یہ ضروری تھا' ورنہ واقعی اس وقت جو سنگین صورت حال تھی اس کے پیش نگاہ زندگی موت کے قریب سے گزر رہی تھی لیکن یہاں پہنچ کر کوہالہ بے اختیار ہو گئی وہ گھٹنوں کے بل جھکی ہوئی اپنی آقا زادی کو بے اختیار چوم رہی تھی اور اس پر نثار ہوئی جا رہی تھی وہ پاگل ہو گئی تھی اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح میشل کو اپنے سینے میں چھپا لے۔ بندوقیں بیدار رہی تھیں اور گولیاں اب بھی ان کے سروں کے اوپر سے گذر رہی تھیں وہ اس خوفناک جنگ کو دیکھ رہے تھے لیکن اب انہیں یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ سفید بھیڑیے کا آخری وقت ہے اور بپھرے ہوئے غلام جن کی باتیں کم از کم فینٹ سن چکا تھا' ان کے دلوں میں اپنی زندگی بچانے کا کوئی تصور نہیں تھا وہ تو بس اس شیطانی کار خانے کو روئے زمین سے ملیامیٹ کر دینا چاہتے تھے وہ مسلسل آگ برسا رہے تھے اور اب ان کی اپنی کوششیں بھی اس کے حصول میں شامل ہوں گی دھواں فضا میں بلند ہو رہا تھا اور بڑھتا ہی جا رہا تھا چنانچہ فضا میں بڑی خوفناک آوازیں ابھر رہی تھیں اور انسانی چیخیں آسمان کو پھیرے دے رہی تھیں سائبان کے نیچے اور چاروں طرف آگ اپنا ڈیرہ جماتی جا رہی تھی زسلوں کا سنسان جنگل جس میں بارہ بارہ اور پندرہ پندرہ اونچے زسل تھے دھڑ ادھڑ جل رہا تھا اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے آگ کا ایک دریا نمودار ہو گیا ہو جو ٹھاٹھیں مارتا ہوا اس خوفناک انسانی رہائش گاہ کی جانب بڑھ رہا ہو زسلوں کے چٹخنے کی آواز آ رہی تھی اور اس کی گرج آہستہ آہستہ آگے بڑھتی جا رہی تھی جو ہوا اور آگ کی آمیزش سے پیدا ہو رہی تھی اور ہوا نے بھی خوب کام دکھایا تھا وہ زسلوں کو جلدی جلدی اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی اور جب گیلے زسل جل کر سلگنے لگے تو کالے کالے بادل کے بل کھاتے ہوئے ستون آسمان کی نیلاہٹوں کی طرف ابھرتے ہوئے نظر آئے اور دھوئیں کے بادل چاروں طرف پھیلنے لگے اس طرح کچھ وقت کیلئے گولیاں چلنے کی آوازیں بند ہو گئیں بس فضا میں شعلے بلند ہو رہے تھے چنگاریاں بکھر رہی تھیں اور دھوئیں کے اندھیرے آسمان میں سرخ سرخ تارے چمک چمک کر بجھ رہے تھے اب وہ سب کچھ جل رہا تھا جو ان لوگوں نے بنایا تھا تب نادر نے کہا۔

"یہ بہتر وقت ہے آؤ اب ہم آگے بڑھیں ------" وہ آگے بڑھنے لگے اور بہت دور

تک پہنچ گئے اب ان کے پیچھے جلے ہوئے زسل اور جگہ جگہ اٹھتا ہوا دھواں نظر آ رہا تھا یہاں تک کہ انہیں وہ موٹر بوٹ نظر آئی جسے وہ لنگر انداز چھوڑ گئے تھے سفر کی رفتار کچھ اور بڑھائی گئی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ موٹر بوٹ تک پہنچ گئے اس وقت یہاں کوئی بھی ایک انسان نہیں تھا اور موٹر بوٹ دریا کے پانی پر ہلکے ہلکے ہچکولے کھا رہی تھی یہاں پہنچے کے بعد نادر نے کہا۔

"فینٹ اور کوہالہ اپنی آقا زادی کو آرام سے لٹا دو اور فینٹ تم میرے پاس آؤ اس موٹر بوٹ کو اسٹارٹ کرنے کی کوشش کرتے ہیں آہ کاش میں اسے چلانے کا طریقہ جانتا۔"

"ہر طریقہ سمجھ میں آ جاتا ہے آقا اور بہتر تو یہ ہے کہ تم انہیں دیکھو میں یہ کوشش کر سکتا ہوں۔"

"کیا تم۔"

"ہاں زیادہ تو نہیں جانتا لیکن جب میں اپنے آقا یعنی تم سمجھ رہے ہو ناں میں کس کی بات کر رہا ہوں کہ ساتھ سمندر پر جاتا تو اکثر میں ان کی موٹر بوٹ چلاتا تھا یعنی ان کے ساتھ مددگار کے طور پر رہتا تھا۔" نادر خوشی سے کھل اٹھا اس نے کہا۔

"تم اسے اسٹارٹ کر کے تھوڑا سا آگے بڑھا لو تو بس میں یہ سمجھوں گا کہ ہم آگے بڑھ سکتے ہیں ------" کوہالہ نے تو آقا زادی کو سنبھال لیا تھا اور میشل اس کی آغوش میں اس طرح ساکت پڑی تھی جیسے اس کی روح پرواز کر گئی ہو اور فینٹ نے بڑا کام یہ کیا کہ موٹر بوٹ اسٹارٹ کر لی تھی اور اس کے بعد اس کا اسٹیرنگ بھی سنبھال لیا تھا تو موٹر بوٹ آگے بڑھتی چلی گئی اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے اپنے جس مشن کو انہوں نے ناممکن سمجھا تھا اس کی تکمیل آخری مرحلے میں پہنچ گئی ہے۔ موٹر بوٹ مناسب رفتار سے دریا کا سینہ چیرتی ہوئی ایک نامعلوم منزل کی طرف بڑھنے لگی یعنی ادھر جدھر اس کا رخ تھا پیچھے وہ لوگ ایک جلتا ہوا شہر چھوڑ آئے تھے جس کے نشانات اب بھی ان کے ساتھ ساتھ سفر کر رہے تھے یعنی دھوئیں کے وہ بادل جو ہوا کے ساتھ اپنی رفتار بڑھاتے ہوئے ان کے سروں سے گذرنے لگے تھے ادھر میشل اور کوہالہ ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی پڑی تھیں اور کوہالہ میشل کو اپنی داستان سنا رہی تھی اس نے میشل کو ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ کس طرح یہ دو جوان رہبر بنے اور کس طرح انہوں نے ایک خطرناک مہم سر انجام دے کر بالآخر اپنا وہ وعدہ پورا کر دکھایا اور اسی گفتگو کے دوران کوہالہ نے میشل سے کہا۔

"اور آقا زادی اپنی دیوانگی میں میں ایک ایسے کھیل کا آغاز کر چکی ہوں جس کے

بارے میں اگر تجھے بتاؤں یا میرے آقا ڈاکٹر آرتھر کو معلوم ہو یا میرے شوہر موئنا کو تو وہ مجھے بہت ہی بری نگاہ سے دیکھیں۔"

"ایسی کونسی بات ہے جس کے بارے میں تو اس قدر فکر مند ہے کوہالہ ـــــــ" اور کوہالہ مدہم مدہم آواز میں نادر اور فینٹ سے کئے ہوئے اس وعدے کے بارے میں بتانے لگی تو میشل نے تعجب سے کہا۔

"لیکن کیا تو نے انہیں فریب دیا تھا یعنی ایک ایسی بات کہی جس سے وہ اس کام کیلئے آمادہ ہو جائیں۔"

"نہیں یہ فریب نہیں تھا حقیقت یہ ہے کہ جہاں زمین اور آسمان آپس میں ملتے ہیں اور بلند و بالا پہاڑ آسمان کی بلندیوں کو چھوتے ہیں وہیں ان کے نیچے دوہری دنیا کا آغاز ہو جاتا ہے یعنی زمین کا دوسرا طبق جس کی گہرائیوں میں اترنے کے بعد نہیں کہا جا سکتا کہ انسانی زندگیوں کو کیا واقعات پیش آئیں اور وہ جو اندھیرے والے ہیں وہ اپنی روائیت رکھتے ہیں ان میں بڑی سچائی ہے۔"

"مگر اس کے بارے میں تجھے کیسے معلوم اور اس سے پہلے کوہالہ' تو نے مجھ سے اس بارے میں تذکرہ کیوں نہ کیا۔"

"آہ اس کے پس منظر میں بھی ایک ایسی داستان ہے جو مجھے سنانے کیلئے منع کیا گیا ہے اور بہتر ہے میں اسے نہ سناؤں اور تو اسے نہ پوچھو میں نے زندگی میں کبھی کوئی بات نہیں چھپائی لیکن یہ ایک ایسا موقع ہے کہ میں اس کے لئے مجبور ہو گئی ہوں۔" میشل تعجب سے اسے دیکھنے لگی پھر اس نے کہا۔

"اگر یہ تیرا کوئی عہد ہے تو میں اس کے لئے تجھے مجبور نہیں کروں گی لیکن ان لوگوں نے جس طرح ہمارے لئے جانثاری کی ہے اس کے بعد ہمیں ایسا تو نہیں چاہئے کہ اپنے ارادے سے پھر جائیں۔"

"آہ میں بھی یہی سوچتی ہوں اور یہ بھی سوچتی ہوں کہ میں نے یہ معاہدہ تیری طرف سے بھی کر لیا ہے لیکن کیا تو اسے پسند کرے گی۔"

"جس طرح میری عزت اور میری زندگی ان لوگوں نے بچائی ہے اس کے بعد میں اس کے لئے مجبور ہوں کہ تیرے کئے ہوئے وعدے کی پابندی کروں۔"

"آہ میری آقا زادی ممکن ہے میرے مالک ڈاکٹر آرتھر اسے پسند نہ کریں۔"

"لیکن ہم ڈیڈی کے پاس تو جائیں گے ناں ان سے ہماری ملاقات تو ہو گی ناں اس

کے بعد ہی اس مہم کا آغاز ہو گا۔"

"ہاں یقیناً" ہو گا تو ایسا ہی۔"

"تب میں انہیں بھی مجبور کروں گی کہ وہ اپنی بیٹی کے نجات دہندہ کیلئے وہ کام کریں جو شاید وہ پسند نہ کریں ـــــــ" پھر اسی وقت انہیں نادر کی آواز سنائی دی۔

"کوہالہ اور میشل یہ کشتی اس جہاز تک جاتی ہے جس میں ایک شخ جس کا نام بدر جمال ہے اپنے ساتھیوں کا منتظر ہے اور جب یہ کشتی کھلے سمندر میں پہنچے گی تو وہ اس کے استقبال کیلئے دوڑ پڑیں گے اور ہم ایک نئی مشکل کا شکار ہو جائیں گے سو میں نے اور فینٹ نے یہ طے کیا ہے کہ ہم اس کا سفر درمیان میں ہی ختم کئے دیتے ہیں یعنی اس جگہ وہ دیکھو وہ سامنے ایک کرال سا نظر آ رہا ہے ہم وہاں سے اپنے راستوں کا تعین کریں گے جو بے شک دشوار گذار ہیں لیکن وہی ہماری نجات کا باعث بن سکتے ہیں تو کوہالہ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"آہ تو تم ایسا ہی کرو ورنہ ہم تو بڑی مشکل کا شکار ہو جائیں گے بر وقت سوجھی تمہیں' ورنہ اگر ہم اگر کھلے سمندر تک پہنچ گئے ہوتے تو ایک اور سفید بھیڑیے کے ہاتھ لگ جاتے" چنانچہ فینٹ اور نادر نے ملکر کشتی کا رخ تبدیل کیا اور کچھ دیر کے بعد بعد وہ سائید پر اتر گئے گویا ایک نئی زندگی کا آغاز ہو گیا تھا اور اس نئی زندگی کے آغاز کا یہ پہلا قیام تھا۔

○

جیسا کہ کوہالہ نے اپنی آقا زادی کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا کہ رات کی تاریکی میں اس کا وجود روشنی کر دیتا ہے تو یہ بات دل سے تسلیم کی گئی تھی اور نادر خود بھی اس حسن بے مثال کا معترف تھا لیکن جس طرح اس کی زندگی بچائی گئی تھی اور جس طرح اسے تباہ و برباد ہونے سے روکا گیا تھا اس کی بناء پر نادر کے دل میں اس کے لئے ایک محبت کا مقام پیدا ہو گیا تھا لیکن صرف ایسی محبت جو یگانگت اور لگائے ہوئے کسی پودے سے ہوتی ہے البتہ اس نے یہ محسوس کیا تھا کہ میشل نے کئی بار اسے بھرپور نگاہوں سے دیکھا ہے لیکن جس طرح جس وقت سے گذر کر وہ یہاں تک آئے تھے اس کے بعد یہ گنجائش نہیں تھی کہ ایک دوسرے کے معترف ہونے کا کوئی موقع ہو وہ اس کرال تک پہنچنا چاہتے تھے جب وہ اس کرال تک پہنچے تو وقت بہت مدہم تھا اور شام کے سناٹے فضاؤں میں اترنے لگے تھے۔ پورا دن انہیں گذر گیا تھا اور اب شام ہو رہی تھی لیکن وہ کرال ان کے لئے بہت

بستی کا باعث ہوا تھا چونکہ یہ بھی انہی لوگوں کا ایک مسکن تھا اور بھلا ان علاقوں میں کسی اور کی کیا مجال تھی کہ اپنے لئے کوئی جگہ بناتا اور ان کے ہر مسکن میں ان کے لوٹ کا سارا سامان موجود تھا یعنی ضروریات زندگی کی وہ ساری چیزیں جو کسی انسان کیلئے ضروری ہوتی ہیں' اور یہاں پہنچنے کے بعد وہ اپنے آپ کو بہت تھکا ہوا محسوس کر رہے تھے غالباً" یہاں جو افراد موجود تھے' وہ شیطان کے ٹھکانے سے دھواں اٹھتا ہوا دیکھ کر صورت حال معلوم کرنے کیلئے دوڑ پڑے تھے اور ان کی واپسی آسانی سے ممکن نہیں تھی لیکن اپنے پیچھے جو اشیاء وہ چھوڑ گئے تھے یہ ایکبار پھر ان کی ضرورت کیلئے بہت بہتر ثابت ہوئیں کھانے پینے کا سامان لباس ہتھیار اور وہ تمام چیزیں جو سفر میں کام آسکتی تھیں سوائے ذریعہ سفر کے یعنی وہاں نہ تو خچر موجود تھے اور نہ گھوڑے لیکن یہ بات سب سے آخر کی تھی اور جب رات بھر کے قیام کے بعد وہ وہاں سے آگے بڑھے تو انہیں کچھ نئے سفر کی مشکلات کا شکار تھا ضروریات زندگی کی تمام چیزیں ہونے کی بناء پر وہ زیادہ فکر مند نہیں تھے اور اب اس بات کی امید بھی نہیں تھی کہ وہ خوفناک لوگ ان کا تعاقب کریں گے چنانچہ سفر اتنا مشکل محسوس نہیں ہوا یہ الگ بات ہے کہ میشل جگہ جگہ خوف کا شکار نظر آ رہی تھی اور فینٹ تو اپنے قومی ترانے گا رہا تھا اور رات کو جب خوب رات ہو جاتی تو وہ کسی مناسب جگہ اپنے گیت شروع کر دیتا اور اس وقت میشل اور کوہالہ کے ہونٹوں پر بھی ہنسی آ جاتی فینٹ بہت خوش تھا لیکن ابھی تک ان دونوں نے کوہالہ سے اپنے مقصد کا اظہار نہیں کیا تھا اور نہ ہی یہ کہا تھا کہ اب کوہالہ ان کے کام کا آغاز کر دے۔ یہ دونوں شریف آدمی جن کے بارے میں کوہالہ اپنی آقا زادی سے کہتی بھی رہتی تھی کہ آہ دیکھو کتنے اچھے انسان ہیں یہ کہ اپنی طرف سے کوئی مطالبہ نہیں کرتے لیکن میشل کہتی کہ کیا ہم اپنے ٹھکانے کی طرف ہی واپس جا رہے ہیں آہ میرے باپ کا کیا حشر ہوا ہو گا میرے بغیر' لیکن قصور میرا بھی تو نہیں تھا اور پھر یہ سفر ہفتوں جاری رہا بس انہیں نشانات ملتے جا رہے تھے اور تقدیر ان کی رہبری کر رہی تھی چنانچہ بہت دن گذرنے کے بعد ایکدن پہاڑوں کی بلندی سے انہوں نے وہ جگہ دیکھی جہاں بانسوں کے کرال بنے ہوئے تھے گویا دریائے سنگانیہ کا وہ سرا جس کا سہارا لے کر وہ یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے اور اس وقت کوہالہ سجدے میں گر گئی اور اس نے اپنے آسمانی دیوتاؤں کو پکارا جنہوں نے اس کی مدد کی تھی اور میشل دور بیٹھے ہوئے ان دو افراد کو دیکھ رہی تھی جن میں ایک سیاہ تھا اور ایک سفید اور اس کی آنکھوں میں نجانے کیوں محبت کی شمعیں روشن ہوئی جا رہی تھیں اور نہ نادر کو پتہ تھا اور

نہ فینٹ کو کہ ایک عورت کے دل میں کیا مقام پیدا ہوتا جا رہا ہے اور وہ یہ فیصلہ کرنے سے قاصر تھے کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا بہر حال وقت اسی طرح گذرتا رہا اور پھر سفر کچھ اور آگے بڑھا اور پھر وہ رفتہ رفتہ اس کرال کے نزدیک پہنچتے چلے گئے جس کے اطراف میں ویرانی پھیلی ہوئی تھی اور نجانے کیوں اسے دیکھ کر کوہالہ کے دل کو ایک دھکا سا لگا وہاں جو خاموشی پھیلی ہوئی تھی وہ کسی اور ہی کہانی کا پتہ دیتی تھی اور کچھ ایسی خاموشی وہاں طاری تھی جیسے کوئی انسان موجود نہ ہو اور یہ چاروں کے چاروں اس کرال میں داخل ہو گئے تبھی بے قرار میشل کی آواز ابھری۔

"ڈیڈی تم ڈیڈی تم کہاں ہو------" وہ زور زور سے چیخنے لگی تھی اور پھر کرال کے اندرونی حصے میں وہاں جہاں ان کی قیام گاہ تھی کوئی متحرک سایہ نظر آیا اور کوہالہ چیخ پڑی۔

"موٹا------" وہ موٹا ہی تھا جو پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا پھر اس کے حلق سے چیختی ہوئی آواز نکلی۔

"میرے آقا میرے مالک ڈاکٹر آرتھر آ گئی وہ آ گئی تمہاری بیٹی ڈاکٹر آرتھر خبردار ابھی موت کو گلے نہ لگانا موت سے کچھ وقت اور مانگ لو ڈاکٹر آرتھر میشل واپس آ گئی ہے------" کوہالہ ساکت رہ گئی تھی اور پھر میشل کو دوڑتے دیکھ کر وہ خود بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑی نادر اور فینٹ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے تھے لیکن جو کچھ ان کے کانوں نے سنا تھا بڑا سنسنی خیز تھا کیا ڈاکٹر آرتھر کی حالت بہت زیادہ خراب ہے اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے کرال میں داخل ہو گئے اور اندر پہنچ کر ایک بڑے سے کمرے میں انہوں نے بستر پر ایک ہڈیوں کا ڈھانچہ دیکھا جس کی آنکھوں میں اگر روشنی نہ ہوتی تو وہ سمجھتے کہ وہ مر چکا ہے وہ ڈاکٹر آرتھر تھا جو اپنی بیٹی کے غم میں پاگل ہو چکا اور طویل عرصے سے اس نے نہ کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا۔ بس موٹا تھا جو اس کی خدمت گاری کرتا تھا میشل دوڑ کر اپنے باپ سے لپٹ گئی اور پھر زارو قطار رونے لگی اس نے کہا۔

"آہ ڈیڈی یہ کیا حالت بنالی ہے آپ نے اپنی------" ڈھانچے میں تحریک پیدا ہوئی اور اس کے حلق سے ایک کھڑکھڑاتی ہوئی آواز نکلی۔

"تو زندہ ہے تو واپس آ گئی ہے آہ شاید موت میری بہترین دوست ہے اس نے مجھے اتنا موقع دیا کہ میں اپنی آنکھوں سے تجھے دیکھ لوں تو آ گئی میشل مجھے اس کی امید نہ تھی۔"

"مگر مگر میرے آقا میرے مالک تم نے یہ اپنی حالت کیا بنالی ہے۔" کوہالہ ڈاکٹر آرتھر

کے پیروں سے اپنی آنکھیں رگڑتی ہوئی بولی اور آرتھر نے اس کی طرف اشارہ کیا جیسے وہ کوہالہ کو قریب بلانا چاہتا ہو۔

"تیرا شکریہ کوہالہ مجھے بتا یہ کہاں سے آگئی مجھے یہ علم تو ہو چکا تھا کہ سفید بھیڑیا میری بیٹی کو لے گیا ہے اور تو جانتی ہے کہ اس کے سوا میری زندگی میں رکھا ہی کیا ہے آہ کاش میں اسے اس کی دنیا میں واپس بھیج دیتا وہ وہیں رہتی اور اس کی حالت یہ نہ ہوتی لیکن تو ٹھیک ہے نا میشل۔"

"ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں ڈیڈی اب تم بھی ٹھیک ہو جاؤ دیکھو ان دو فرشتوں نے کیا سلوک کیا تمہارے ساتھ یعنی تمہاری بیٹی کی زندگی بچالی اور اسے سفید بھیڑیے کے چنگل سے نکال لائے نہ صرف یہ بلکہ زرا جا کر دیکھو وہاں کیا ہوا ہے۔"

"کہاں۔"

"وہاں جہاں سفید بھیڑیا ہوتا تھا اب وہاں لاشوں کے انبار ہیں جلے ہوئے کرال ہیں اور سلگتی ہوئی لاشیں ہیں وہ سارے غلام آزاد ہو گئے جو اس نے گرفتار کر رکھے تھے اور انھوں نے اپنا انتقام لے لیا سفید بھیڑیے سے لیکن ان کی وجہ سے جو نجانے کون سی دنیا سے آئے ہیں اور یہاں رہنے والوں کیلئے فرشتہ بن گئے۔"

"آہ ان کی خاطرمدارت کرو تمہارے جانے کے بعد مونٹا نے میری بڑی خدمت کی باقی سارے لوگوں کو میں نے یہاں سے بھگا دیا چونکہ مجھے تمہارے آنے کی امید نہیں تھی میں نے مونٹا سے بھی کہا کہ وہ چلا جائے کہیں بھی اپنا ٹھکانہ کر لے لیکن یہ وفادار شخص میرے پاس سے نہ گیا اور وہ لوگ ہیں جنہیں میں نے زبردستی اپنے پاس سے ہٹا دیا لیکن وہ کچھ فاصلے پر جا کر بستیوں میں آباد ہو گئے اور روزآنہ میری خبرگیری کیلئے آتے ہیں آہ جب انھیں پتہ چلے گا کہ تم آگئی ہو تو وہ کتنے خوش ہوں گے ––––" اور پھر اس کے بعد بڑے دلدوز مناظر دیکھنے میں آئے ڈاکٹر آرتھر واقعی زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا اور فینٹ نے نادر سے کہا۔

"عظیم آقا یہ شخص تو مرجائے گا اب اس کے بعد کیا کرو گے۔"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"پتہ نہیں بوڑھی عورت نے اس لڑکی کو اپنے معاہدے کے بارے میں بتایا یا نہیں۔"

"یہ بعد کی بات ہے۔"

"نہیں آقا ہمارا اصل مقصد تو یہی ہے اور جو کچھ ہم نے کیا ہے۔"

"نہیں فینٹ اس کا تذکرہ نہ کر، جو کچھ ہم نے کیا اس کا ثواب ہمیں ہر حالت میں ملے گا۔ تو ذرا سوچ صحرائے اعظم میں بسنے والے ان لاتعداد معصوم انسانوں کی زندگی پر سے موت کے سائے اٹھ گئے اور یہ سفید بھیڑیے کے ظلم سے محفوظ ہو گئے کچھ وہ بھی ہوں گے جو وہاں اس کے چنگل سے بچ نکلے ہوں گے۔ وہ ایک الگ مسئلہ ہے اور بات صرف ہماری اپنی ذات کی ہے۔ دیکھ فینٹ میں اپنے دل میں آرزوں کا ایک طوفان لئے اس مہم پر نکلا ہوں اور تو بھی جانتا ہے کہ کتنی بار یہ زندگی موت سے ہمکنار ہوئی ہے اور کون جانے آنے والے وقت میں کسی لمحے موت سے ہمارا پھر سامنا ہو جائے اور ہر بار تو یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم اس سے پنجہ کشی میں جیت جائیں۔ انسانوں کی بھلائی کے لئے جو کچھ کر دیا اسے اپنے حساب میں درج نہ کیا جائے ہاں یہ الگ بات ہے کہ اگر یہ عورت جس کا نام کوہالہ ہے ہمیں صرف بیوقوف نہیں بناتی رہی ہے اور اس نے جو کہا وہ سچ ہے تو پھر اگر یہ تیار ہو جائے تو ہم اپنے مقصد کے لئے آگے بڑھ جائیں گے۔ یہ نہ تیار ہوئی اور اس نے ہم سے روگردانی کی تو اب حالات ایسے ہیں کہ ہمیں ان سے کچھ کہنا بھی نہیں چاہیے۔ ہم یہاں سے آگے روانہ ہو جائیں گے۔" فینٹ نے محبت بھری نگاہوں سے نادر کو دیکھا اور پھر بولا۔

"تم عظم ہو آقا اور تمہاری یہی عظمت باربار مجھے تمہارے قدموں میں جھکنے پر مجبور کر دیتی ہے تم ٹھیک کہتے ہو۔ وہ میری نسل کے لوگ تھے اور خصوصاً" مجھے ان سے ہمدردی ہونی چاہیے تھی لیکن یہ کام تم نے کیا–––––– آہ–––––– تم عظیم ہو۔" پھر وہ خاموش ہو گئے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہاں آنے کے بعد کوہالہ اس کے شوہر مونٹا اور حسین چاند زادی نے ان کی بہت دیکھ بھال اور خدمت کی لیکن میشل اپنے باپ کے لئے بہت زیادہ فکر مند تھی اور یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ ڈاکٹر آرتھر ہوا کے روش پہ جلتا ہوا چراغ ہے اور ہوا کا کوئی بھی جھونکا اس سے کسی بھی لمحے روشنی چھین سکتا ہے تو پھر ایک رات ایسا ہی ہوا اور آرتھر کی زندگی کا چراغ گل ہو گیا پھر ظاہر ہے ان کے لئے یہاں کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ جو یہاں رہتے تھے بے مقصد ہی تھا۔ ان کا اس عظیم الشان کرال میں قیام اور ڈاکٹر آرتھر کی قبر اسی احاطے کے ایک گوشے میں بنائی گئی اور میشل پر ایک مکمل خاموشی طاری ہو گئی۔ وہ جیسے دنیا سے گم ہو گئی ہو۔ اس کے لئے اب اس کائنات میں کون کی منزل تھی۔ یہ کوئی نہیں جانتا تھا اور خاموشی سے دن گذرنے لگے۔ قرب و جوار سے

سیاہ فام اپنے دیوتا کے درشن کے لئے آتے تھے اور خاموشی سے اپنی رسومات کے مطابق اس کے گرد حلقہ بنا لیتے تھے لیکن ان میں سے بے شمار ایسے بھی تھے جو اس کرال کے ارد گرد اپنے چھوٹے چھوٹے کرال بنانے لگے تھے اور انہوں نے موٹنا سے کہا تھا۔

"اس سے نے ہمیشہ ہماری خبر گیری کی اور ہم نے اس کا خیال نہ کیا لیکن اب یہ کرال ایک یادگار ہے اور ہم اس کے محافظ و پجاری ہیں----- کاش وہ ہمارے درمیان ہوتا اور اس وقت ہم یہ عمل کرتے-----" گویا انہوں نے اپنی خدمات یہاں رہنے والوں کے لئے پیش کر دی تھیں اور ڈاکٹر آرتھر کی موت کے بعد اس کرال کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے شانوں پہ قبول کی تھی۔ سو حالات ہی ایسے ہو گئے تھے کہ اب بھلا اس بات کے کیا امکانات تھے کہ نادر ان لوگوں سے کہے کہ وہ اپنا مقصد پورا کریں۔ ہاں اسے ایک الجھن ضرور ہوا کرتی تھی۔ وہ یہ کہ میشل کی نگاہیں اس کی جانب اٹھیں۔ ان میں محبت کا ایک پیغام ہوتا بار بار یوں لگا جیسے وہ اس سے کچھ کہنا چاہتی ہو لیکن نادر نے اس کی پذیرائی نہیں کی وہ جو کچھ کہنا چاہتی تھی۔ نادر اس کے لئے تیار نہیں تھا۔ زندگی میں ایک دھاگہ باندھا تھا اس نے اپنے دل سے ایک دل تک اور یہ دھاگہ اتنا مضبوط تھا کہ دل ہی ٹوٹ جائے تو بات ہو ورنہ جب تک فرخندہ کی آنکھیں اسے اپنے تصور میں منتظر نظر آتی تھیں۔ وہ کسی اور آنکھوں میں اپنے لئے گھر نہیں بنا سکتا تھا اور پھر ایک دن فینٹ نے اس سے کہا۔

"عظیم آقا ایک بات کہوں اگر برا نہ مانو-----"

"کیا بات ہے فینٹ۔"

"آقا یہ لڑکی اب تنہا ہے بے شک وہ عورت یعنی کوہالہ اس کی نگراں اور ایک طرح سے اس کی ماں کی مانند ہے اور وہ موٹنا جو عمر رسیدہ ہونے کے باوجود بے حد وفادار ہے اس کی نگرانی کرتے ہیں لیکن آقا تمہاری دنیا کی ایک لڑکی جس کا اب یہاں کوئی ٹھکانہ نہیں ہے کیا وہ یہیں رہے گی۔"

"مطلب-----؟"

"آقا----- اس کی نگاہوں میں تمہارے لئے محبت کا پیغام ہے۔"

"فینٹ اپنے بارے میں مختصر الفاظ میں تجھے بتا چکا ہوں۔ میرے دل میں یا میری آنکھوں میں کوئی جگہ باقی نہیں ہے۔ یہ سب کچھ کسی کے لئے مخصوص ہو چکا ہے اور بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں کسی کی جگہ کسی اور کو دے دوں ناممکن ہی ہے فینٹ بالکل ناممکن ہے۔"

"ہاں یہ بات تو ہے-----" فینٹ نے عجیب سی اداسی کے ساتھ کہا لیکن نادر اس کی اس اداس آواز پر غور نہیں کر سکا تو پھر نادر نے کہا۔

"اب بہت وقت ہم یہاں صرف کر چکے۔ اب تک کی تمام مشکلات کی تھکن دور ہو گئی تو کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ اب ہم ان سے آگے جانے کی اجازت مانگیں-----" فینٹ نے عجیب سی نگاہوں سے نادر کو دیکھا پھر بولا۔

"تم آقا ہو----- جیسا فیصلہ کرو-----" اور اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔

"تو جانتا ہے فینٹ کہ میں تیرا آقا نہیں ہوں میں نے تجھے کبھی نہیں روکا اور تیرا جو دل چاہتا ہے مجھے کہتا رہتا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ تو صرف میرا بہترین دوست ہے اور تیری دوستی ہی میرے لئے سب سے قیمتی ہے۔"

"یہ تمہاری محبت ہے عظیم آقا ورنہ میں تمہارا کیا لگتا ہوں۔" فینٹ نے کہا اس کے لہجے میں ایک اداسی گھلی ہوئی تھی۔

"تو اداس ہے فینٹ" نادر نے کہا۔

"ارے نہیں میرے دوست تم ساتھ ہو اب میرا اس دنیا میں اور کون ہے بس تمہارے ساتھ ہی میری زندگی اور موت ہے اس کائنات میں صرف میری ماں تھی جو اب نہیں ہے اور میں۔

نادر سر جھکا کر خاموش ہو گیا تھا۔

○

پھر مزید کچھ وقت گذرا اس دوران بہت سے چھوٹے چھوٹے واقعات پیش آ چکے تھے. اور ہر واقعے میں یوں محسوس ہوتا جیسے میشل اب نادر کی زندگی کا سہارا چاہتی ہے لیکن نادر بھی اپنی جگہ اٹل تھا بھلا فیصلے بولنے کے لئے تو نہیں ہوتے۔ وہ اپنے بھائی کی قربانی دے چکا تھا۔ اس کے بعد بھلا اس بات کی کیا گنجائش تھی کہ وہ کسی اور الجھن میں پھنسے سو پھر ایک دن شام کے وقت جب وہ کرال کے بیرونی حصے میں بیٹھے خاص قسم کا قہوہ پی رہے تھے نادر نے کہا۔

"معزز بزرگ خاتون----- بہت وقت ہو گیا۔ ہمیں یہاں کیا اب آپ ہمیں یہاں سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دیں گی ہم جانا چاہتے ہیں-----" سبھی نے چونک کر نادر کو دیکھا کچھ لمحے کی خاموشی رہی کوہالہ کے چہرے پر عجیب سی ہچکچاہٹ کے آثار نظر آ

رہے تھے لیکن اس کی یہ ہچکچاہٹ نادر نے خود ہی دور کر دی۔

"نہیں ــــــ ہمیں ہماری محنت کا معاوضہ مل گیا اور اس سے اچھی بات کیا ہے کہ میشل ان وحشی درندوں کے چنگل سے نکل آئی اور جو معاہدہ ہمارے درمیان ہوا تھا میں خود اسے منسوخ کرتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں اب حالات ایسے نہیں کہ کوہالہ تم اپنے وعدے کو پورا کرنے کی کوشش کرو تمہیں اور مونٹا کو میشل کی نگرانی کرنی ہے بلکہ میں تمہیں ایک بہتر مشورہ دیتا ہوں یہاں جو قیمتی سامان موجود ہے اسے سمیٹو اور سمیٹنے کے بعد بہتر ہے کہ دریائے سنگانیہ کے راستے انہی آبادیوں کا رخ کرو جہاں میشل کے عزیز و اقارب رہتے ہیں اور اس کے بعد میشل کو تہذیب کی زندگی دو کیونکہ ڈاکٹر آرتھر کے بعد اب یہاں میشل کا قیام ناممکن ہے۔" تب میشل نے نگاہیں اٹھا کر نادر کو دیکھا اور بولی۔

"مسٹر نادر کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ایک معاہدے ایک مقصد کے لئے ہی آپ نے میری رہائی کے لئے جدوجہد کی تھی اور اس معاہدے میں جہاں تک کوہالہ سے مجھے علم ہوا ہے۔ میری شمولیت بھی درج کی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ میں آپ لوگوں کا ساتھ دوں گی اور کوہالہ نے اس کے لئے آپ سے بھرپور وعدہ کیا تھا۔"

"بات پرانی ہو گئی جب میں خود اس معاہدے سے کوہالہ کو آزاد کر رہا ہوں میس میشل تو پھر اس کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔"

"معاہدے پورے کرنے کے لئے ہوتے ہیں اور اب یہاں سے روانگی کا فیصلہ ہے تو ہم لوگ بخوشی اس مہم کو سرانجام دینے کے لئے تیار ہیں جس کا وعدہ آپ سے کوہالہ نے کیا تھا ــــــ" مونٹا خوشی کا نعرہ لگا کر بولا۔

"اور میرے مالک کی بیٹی اتنی ہی پروقار اور شریف ہے کہ وہ کسی معاہدے کو توڑنا نہیں چاہتی اور ویسے بھی مالک کے بغیر ہم یہاں اپنے آپ کو بالکل بے کل سمجھتے ہیں۔ تو میں اپنی بیوی کی طرف سے پیش کش کرتا ہوں کہ ہمیں آگے بڑھنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے اور مقدس آقا تم ذہنی طور پر اپنے آپ کو تیار کر لو وعدے کی تکمیل ہو گی۔ معاہدہ اسی طرح زیر عمل آئے گا۔ جس طرح وہ کیا گیا ہے ــــــ" پھر ان دونوں کی ایک نہ چلی حالانکہ ڈھکے چھپے الفاظ میں فینٹ نے بھی یہی کہا تھا کہ اب کوہالہ کو میشل کی نگرانی کرنی چاہئے لیکن نہ تو کوہالہ اور نہ میشل اس بات کے لئے تیار ہوئے بلکہ میشل اس سلسلے میں زیادہ مستعد نظر آ رہی تھی۔ اس کے چہرے کی پراسرار خاموشی بتاتی تھی کہ وہ اپنے فیصلے میں کوئی لچک پیدا کرنے میں تیار نہیں ہے تب ساری باتیں ختم ہو گئیں اور مونٹا کو ذمہ

داری سونپی گئی کہ وہ سنگانیہ میں سفر کا انتظام کرے کہ اسی کے راستے سفر زیادہ موثر ہو سکتا تھا اور مونٹا ان سیاہ فاموں کے ساتھ مصروف عمل ہو گیا اور چودہ دن کی سخت جدوجہد کے بعد اس نے وہ تمام انتظامات کر لئے اور یہ حقیقت تھی کہ ڈاکٹر آرتھر کا دست راست تھا اور تمام انتظامی امور اس نے سنبھالے ہوئے تھے اور انہی کی وجہ سے ڈاکٹر آرتھر کی آنکھوں کا تارا تھا اور وہ اس کے بغیر کوئی عمل نہیں کرتا تھا چنانچہ مونٹا نے جو انتظامات کئے وہ ناقابل یقین تھے۔ بہترین کشتی بنائی تھی اس نے اور اس نے پندرہ ایسے آدمیوں کو منتخب کیا تھا جو بہترین کارکردگی کے مالک تھے۔ سیاہ فام جو بندوقیں چلانا بھی جانتے تھے اور دوسرے ہتھیار بھی۔ گویا ایک مضبوط فوج بنا لی تھی اس نے اور پھر یہ چھوٹا سا قافلہ وہاں سے چل پڑا اور کچھ اور کشتیاں بھی ان لوگوں کے لئے مخصوص کی گئی تھیں اور کیا ہی عمدہ انتظامات کئے تھے کہ وہ کشتیاں قریب بھی رہیں اور جب چاہیں دور ہو جائیں اس کے بعد وہ کشتی جس میں آرام کا تمام بندوبست کر دیا گیا تھا اور دوسری کشتیاں جن میں کھانے پینے کی اشیاء وافر مقدار میں موجود تھیں دریائے سنگانیہ کی لہروں پر آگے بڑھنے لگیں اور وہ لوگ خاموشی سے سفر کرتے رہے لیکن وہ کہانی آج بھی نہیں کھل سکی تھی یعنی یہ کہ کوہالہ زمین کے دوسرے طبق کی جانب سفر کرنے کی کیا واقفیت رکھتی تھی اور وہ جگہ جو رات والی کہلاتی تھی یعنی اندھیرے کی سرزمین۔ اس کے بارے میں صرف بقول کوہالہ کے اس کے دادا جان کی راہنمائی تھی لیکن کوہالہ اتنی ذمہ داری کے ساتھ ادھر کا سفر کیسے کرتی تھی۔ بہر حال کشتیوں کا سفر جاری رہا اور وہ بہاؤ کے ساتھ ساتھ بہتی رہیں پھر کوہالہ کے اشارے پر سنگانیہ کی ایک شاخ جو اب تک انسانی نگاہوں سے محفوظ رہی تھی ان کی توجہ کا مرکز بنی اور وہ اس شاخ میں داخل ہو گئے۔ تین ہفتے تک یہ سفر جاری رہا اور وہ ایک سلسلہ کوہ کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے چلے گئے اس شاخ میں اتنی رفتار اور اتنی تیزی نہیں تھی کیونکہ اس کے پانی کا بہاؤ زیادہ تیز نہیں تھا۔ پھر جگہ جگہ بڑے بڑے پتھر سطح آب پر ابھرے ہوئے تھے اور اکثر پانی کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ جن میں کبھی کبھی ان کی کشتیاں پھنس جاتیں بالآخر وہ لوگ دریا کے اوپر پہنچ گئے لیکن یہ اتار اتنا خطرناک اور پانی کا بہاؤ اتنا تیز تھا اور اتنی دور تک چلا گیا تھا کہ مجبوراً" انہیں کشتیاں چھوڑ کر پیدل سفر کرنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ اس پانی کے سفر میں خطرات بہت زیادہ تھے۔ جن سے ان مسافروں کا سابقہ پڑنے والا تھا لیکن وہ خطرات خشکی کے سفر کے خطرات کے مقابلے میں کوئی وقعت نہیں رکھتے تھے۔ سفر کی اصل منزل اب شروع ہوئی تھی کیونکہ پہلے کشتیوں میں سفر کرتے ہوئے انہیں

اپنے جسموں کو جنبش نہیں دینا پڑتی تھی لیکن وہ جگہ ایسی ہی تھی کہ اگر وہ اس کا سہارا لیتے تو یقینی طور پر ان میں سے کچھ ضرور پانی کی گہرائیوں میں چلے جاتے۔ پھر ہر شخص اپنی ذمہ داری پوری کرنے لگا کالے غلاموں نے سامان کے تھیلے اپنی پشت پر باندھ دیے تھے اور اب وہ جس خطے کو عبور کر رہے تھے اس میں انسان نام کی کسی شے کا وجود نہیں تھا۔ جبکہ جنگلی جانوروں کے ریوڑ کے ریوڑ بھٹکتے نظر آتے تھے وہ اس غیر آباد خطے میں آگے بڑھتے رہے۔ ایک کے بعد دوسرا میدان سامنے آتا رہا۔ ایک میدان کے بعد دوسرا ویرانہ اور دوسرے ویرانے کے بعد تیسرا میدان ----- یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دنیا کا اختتام اسی علاقے پر آکے ہو جائے گا۔ پھر جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے گئے آب و ہوا خشک اور پھر سرد ہوتی گئی اب وہ ایک ایسے خطے میں تھے جہاں اس سے پہلے شاید کسی انسان کا گذر نہیں ہوا ہو گا اور جو جنوبی افریقہ کو وسطی افریقہ سے جدا کرتا تھا۔ اس خطے کی ویرانی اس قدر خطرناک اور دہشت ناک تھی کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور اکثر کالے غلاموں کا کہنا تھا کہ وہ دنیا کے آخری سرے پر پہنچ گئے ہیں البتہ اس خطے میں کچھ ایسی خاص باتیں بھی تھیں جو سمجھ میں آتی تھیں وہ سطح سمندر سے اتنا بلند تھا کہ افریقہ کا مشہور بخار ان پر حملہ نہ کر سکا اور نہ ہی یہاں حشرات الارض اور وہ خوفناک چیزیں یعنی زہریلی مکھی یا زہریلی چیونٹیاں یہاں موجود نہیں تھیں۔ اب اگر کوہالہ کا کہنا درست مان لیا جاتا تو اس کے بعد وہ پہاڑی سلسلہ آنے والا تھا جس کی گہرائیوں میں پہنچنے کے بعد وہ اندھیرے کے شہر میں داخل ہو جاتے۔ بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سفر ایک ناقابل یقین حیثیت رکھتا تھا اور بیشل کو رہائی دلانے کے سلسلے میں انہیں جیسی جیسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا وہ اس سفر کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھیں۔ یہ سفر ان سے کہیں زیادہ خوفناک تھا۔ بس اس میں آسانی یہ تھی کہ کسی سفید بھیڑیے کا کوئی خطرہ یا اس سے پوشیدہ رہنے کی کوئی کیفیت نہیں تھی لیکن یہ سلسلہ بھی اس وقت ختم ہو گیا جب انہوں نے آگے چلنے کے بعد انسانوں کے نشانات محسوس کئے اور پھر جنگل کے کے وحشیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان پر زہریلے تیر برسائے نتیجہ یہ ہوا کہ غلاموں میں سے دو افراد مارے گئے۔ ہاں اگر ان کے پاس آتشی ہتھیار نہ ہوتے تو یقینی طور پر ان میں سے کسی کی زندگی ممکن نہیں تھی لیکن ان کا معقول بندوبست کیا گیا تھا اور اس کا انتظام بھی مونٹا نے کیا تھا کیونکہ مونٹا ہر طرح کے علاقوں کا ماہر تھا اور اس نے وہاں سے چلتے ہوئے یہی کہا تھا۔

"عظیم آقا! ہمارے پاس بارود کا جادو ہے اور یہ جنگل کے لوگ ہر طرح کے جادو سے

واقف ہیں لیکن بارود کا جادو ہر طرح سے ان کے لئے اجنبی ہے۔ چنانچہ اگر کبھی ہمیں ان پر فوقیت حاصل کرنے کی ضرورت پیش آئی تو صرف اور صرف بارود کا جادو ہی کارگر ثابت ہو گا ------" پھر یہ ہوا کہ جنگلیوں نے جب حملہ کیا تو بڑی احتیاط کے ساتھ بارود کے دھماکے کئے گئے اور چھوٹے چھوٹے گولے ان پر پھینکے گئے جو مقامی طور پر ہی تیار کئے گئے تھے۔ یعنی بارود اور گندھک ایک جگہ رکھی گئی پھر ان پر کپڑا لپیٹا گیا اور ان میں رسی باندھ لی گئی اور پھر اس رسی کو گھما گھما کر زور سے پھینکا جاتا تو کپڑے کا یہ گولہ نیچے گرتا اور اس کے کسی کونے میں گندھک کا کوئی ٹکڑا زمین سے رگڑ کھا کر بارود کو آگ لگا دیتا اور وحشیوں میں تو بھگدڑ ہی مچ گئی تھی اور وہ اتنے خوفزدہ ہو کر بھاگے کہ پھر انہوں نے اس طرف کا رخ نہیں کیا اور جب اس کوشش میں انہیں کامیابی حاصل ہوئی تو یہ قافلہ میدان عبور کر کے جنگل میں داخل ہو گیا اور اس کے بعد جنگل کی زندگی کا آغاز ہو گیا۔ گھنا جنگل جس میں درندے بکثرت بکھرے ہوئے تھے۔ چنانچہ ان درندوں سے بچنے کے لئے بھی انہیں ہر رات پہرہ دینا پڑتا تھا۔ پھر اس کے بعد یہ جنگل کا سلسلہ ختم ہوا اور وہ ایک میدان میں داخل ہوئے یہ پتھریلا میدان تھا جگہ جگہ نوکیلی چٹانیں ابھری ہوئی تھیں اور جب یہ میدان عبور کیا گیا تو ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جو لنگڑا کر نہ چلتا ہو اور پھر اس کے میدان دوسرا میدان جو نجانے کتنی دور تک چلا گیا تھا لیکن یہ گھاس سے بھرا ہوا تھا افریقہ کے ابتدائی حصوں میں سیاحت کے لئے یا مہم جوؤں کے لئے جو پراسرار حالات اور واقعات پیش آتے تھے وہ ان واقعات کے سامنے معمولی حیثیت رکھتے تھے جہاں افریقہ کی ہر نئی زمین کی رونمائی ہوتی تھی۔ اب اس میدان میں جو تاحد نظر چلا گیا تھا ایک عجیب قسم کی گھاس تھی جو بڑی چمکدار لیکن انسانی پیروں میں لپٹ جانے والی تھی۔ ایک ایک قدم اٹھانا مشکل ہوتا تھا کیونکہ گھاس کے جھنکار اپنی جگہ سے خود بخود اٹھتے اور یوں محسوس ہوتا جیسے وہ جاندار ہوں اور پھر وہ پنڈلیوں میں لپٹ جاتے یہ الگ بات تھی کہ وہ کمزور تھی اور اگر زیادہ زور سے پاؤں اٹھایا جاتا تو وہ ٹوٹ جاتی تھیں لیکن بہر حال وہ ان کے لئے انتہائی پریشان کن تھی بس یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی کسی کو آگے جانے سے منع کر رہا ہو یا یہ گھاس قدموں سے لپٹ کر آگے جانے کا راستہ روک رہی ہو۔ ایک عجیب و غریب زندگی گذر رہی تھی اور وہ سب کے سب حیران تھے۔ اس زندگی میں نجانے کیسے کیسے واقعات تھے جو انہیں بری طرح بدحواس کر دیا کرتے تھے لیکن یہ خاموش سفر بغیر کسی ایسے واقعے کے گذر گیا یعنی نہ تو ان کے درمیان کوئی ایسی گفتگو ہوئی بلکہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ دم سادھے ہوئے

عظیم انشان پہاڑی دیوار نظر آ گئی
زندگی کا آخری سفر طے کر رہے ہوں یہاں تک کہ وہ
جس کی گہرائیاں کھلی ہوئی تھیں یعنی ایک عجیب و غریب راستہ یعنی یوں محسوس ہوتا تھا جیسے
کسی گھر کا گیراج یا پھر کوئی ایسی جگہ جس کے بارے میں صحیح الفاظ نہ ادا کئے جائیں۔ یعنی
یہاں سے زمین گہرائیوں میں چلی گئی تھی اور پہاڑ بلندیوں تک لیکن یہ نہ پتا چلتا تھا کہ ان
گہرائیوں میں داخل ہونے کے بعد کھلے آسمان کی کیا کیفیت ہو گی آیا کیا یہ گہرائیاں ایک
طویل و عریض غار ہیں جس پر پتھروں کی چھت ہے یا پھر آگے جا کر ان کا سلسلہ ختم ہو جاتا
ہے اور آسمان پھر اسی طرح نظر آتا ہے کیونکہ جیسا کہ کوہالہ نے بتایا تھا کہ یہاں آبادیاں
ہیں اور انسانی شہر آباد ہیں۔ تو کیا آسمان کے بغیر لیکن یہ تصور ابھی صرف ذہنوں ہی میں تھا
اور انہوں نے ایک ایسی جگہ قیام کے لئے منتخب کی جو ان پہاڑیوں میں ایک چوڑے ستون
کی حیثیت رکھتی تھی۔ لیکن اتنا چوڑا ستون جس کی آڑ میں پوری فوج سما جائے اس کے
پیچھے انہوں نے اپنے قیام کے لئے صاف ستھری جگہ کا انتخاب کر لیا کہ گہرائیوں میں داخل
ہونے سے پہلے وہ اپنے اس طویل سفر کی تھکن دور کرنا چاہتے تھے کیونکہ کوہالہ بتا چکی تھی
کہ وہ اپنی منزل پر پہنچ گئے ہیں اور اس سے آگے اندھیرے کا شہر ہے۔ جہاں انسان آباد
ہیں اور اب یہ مناسب وقت تھا کہ اس سلسلے میں کوہالہ سے تمام تفصیلات معلوم کر لی
جائیں۔ غلام کھانے پینے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے اور پوری طرح مستعد تھے اور
خصوصی طور پر انہوں نے بارود کو سنبھال کر رکھا تھا کیونکہ یہ نہایت کار آمد چیز تھی اور طے
یہ کیا گیا تھا کہ یہاں بارود کے اور بہت سے گولے بنا لئے جائیں تاکہ اندھیرے کے شہر میں
اگر کوئی وقت پیش آئے تو ان کا استعمال بہتر رہے اور اس کا نگراں مونٹا تھا۔ پھر جب
آسمان پر تارے کھل اٹھے اور وہ لوگ صحرا میں اس طرح بیٹھ گئے جیسے ان کا تعلق انسانی
زندگی سے نہ ہو تو نادر نے ہی سلسلہ گفتگو شروع کیا۔ وہ کہنے لگا۔

"اور اب یہ ضروری ہے کہ ایک بار پھر ہم اس شہر کی کہانیاں دہرا لیں اور میرے
ذہن میں کچھ سوالات آتے ہیں اور میشل ایک پروقار لڑکی تم نے جس طرح ہمارے ساتھ
اس سفر کی صعوبتوں کو برداشت کیا ہے اس نے میرے دل میں تمہارے لئے ایک بہت ہی
مقدس مقام پیدا کر دیا ہے تم بے شک ایک بڑے باپ کی بیٹی ہو اور یقینی طور پر مرحوم
ڈاکٹر آرتھر اپنے قول کا سچا ہو گا۔ جس نے ایسی بیٹی کے باپ ہونے کا فخر حاصل کیا، تو سنو
میں تمہیں آج تک اپنے بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتا سکا آج میں تمہیں اپنی زندگی کی
مختصر سی کہانی سناتا ہوں۔" وہ سب اس کی جانب متوجہ ہو گئے اور نادر نے کہا۔

"جس دنیا کا میں باشندہ ہوں وہاں اقدار کی رسومات کو زندگی پر سب سے زیادہ اولیت
حاصل ہے اور ہم قول پر مرنے والوں میں سے ہیں۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ ہر شخص اپنے
دل کا راز کھول دے میں دولت کا خواہشمند نہیں ہوں اور مجھے معاف کرنا میشل نہ یہ تم پر
طنز ہے نہ احسان جتانے کی کوشش کہ جب اس موٹر بوٹ پر سونے کی لاتعداد تھیلیاں سکوں
کی شکل میں مجھے ملی تھیں تو ایک لمحے کے لئے میرے دل میں شیطان نے گھر لیا تھا اور میں
نے یہ سوچا تھا کہ یہ سونا اتنی قیمت ضرور رکھتا ہے کہ اگر میں اس موٹر بوٹ کو لے کر
سمندر میں نکل جاؤں یعنی اپنے رفیق اور خود سے محبت کرنے والے فینٹ کے ساتھ تو اپنی
دنیا میں واپس پہنچ کر میں اپنا وہ مقصد پورا کر سکتا ہوں جو میں نے منتخب کیا تھا اور اپنی اس
آبائی حویلی کو واپس خرید سکتا ہوں یہاں میرے دل میں انسان اور شیطان کے درمیان
کشمکش ہوتی اور شیطان یہی کہتا تھا کہ دوسروں کے چکر میں پڑنے سے کوئی فائدہ نہیں کچھ
حاصل نہ ہو گا لیکن میرے اندر کا انسان نفی کر رہا تھا اس نے کہا کہ وہ خوبصورت لڑکی
جس کی آبرو درندوں کی بھینٹ چڑھنے والی ہے اور وہ کالے غلام جو زندگی کی مصیبتیں بھگت
رہے ہیں ایسے نہیں، کہ انہیں نظر انداز کر دیا جائے یہاں تو ایک ہی شخص کی زندگی کا
سوال ہے یعنی میں یعنی اگر میں یہ نہ کر سکا تو زیادہ سے زیادہ مر جاؤں گا اور موت کے بعد
تو سارے جھگڑے خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ سو میں نے شیطان کو مار دیا اور اس کے بعد
اپنے منصوبے کے لئے سونے کے سکوں سے بھری ہوئی وہ تھیلیاں سفید بھیڑیے کی نذر کر
دیں حالانکہ وہ اس کے کام بھی نہ آ سکا لیکن مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی اور اللہ نے
مجھے میری نیک نیتی کا صلہ دیا کہ شیطان فنا ہو گیا اور انسانوں کو اس کے شر سے نجات مل
گئی جس حد تک بھی سہی اور اس کے بعد ہم واپس آ گئے پھر جو کچھ ہوا اس کا تذکرہ تم
لوگوں سے کرنا بے مقصد ہے۔۔۔۔۔ لیکن یہاں اس جگہ کی گہرائیوں تک پہنچنے کے بعد
میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ آگے مشکلات ہی مشکلات ہیں اور ایک بار پھر میں پیش کش کرتا
ہوں اس علاقے کو دیکھ کر اور یہاں کے ماحول کو دیکھ کر کہ اگر تم لوگ واپس جانا چاہو تو
اب واپس چلے جاؤ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ تم نے اپنا فرض پورا کر دیا میشل
اور کوہالہ اور مونٹا اور تم سب جنہوں نے اب تک بڑی ثابت قدمی سے میرا ساتھ دیا۔
بس میں اتنا احسان کافی سمجھتا ہوں اور بعد کے لئے کوہالہ تجھے اس معاہدے کے لئے آزاد
کرتا ہوں جو میرے اور تیرے درمیان ہوا یعنی اب اس کے بعد میشل کو بھی یہ اختیار
نہیں ہے کہ تجھے مجبور کرے۔ ہم اپنی آگ میں جل رہے ہیں اور میں تو اپنے دوست

ینٹ سے بھی یہ ہی کہنا چاہتا تھا کہ اب وہ مجھے تنہا چھوڑ دے اور موت کے اس سرزمیں میرا ساتھ نہ دے لیکن میں جانتا ہوں وہ کبھی مجھے نہیں چھوڑے گا سو اس سے میں کچھ نہیں کہوں گا لیکن تم سب——"

"ایک منٹ——" میشل نے بڑی سنجیدگی سے انگلی اٹھاتے ہوئے کہا اور سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔"

"ہاں—— میشل تم کچھ کہنا چاہتی ہو۔"

"ہاں۔"

"کیا کہنا چاہتی ہو——؟"

"یہ کہ میں تمہاری بہت عزت کرتی ہوں۔ تم قابل احترام شخصیت کے مالک اور درحقیقت مجھے اس مشکل سے نجات دلانے والے ہو لیکن اس کے باوجود اگر کوئی انسان کسی کے لئے دل میں محبت رکھتا ہو اور نیک نیت رکھتا ہو تو اس کی تذلیل مناسب نہیں ہے۔"

"کیا مطلب——؟" نادر چونک کر بولا۔

"تم ہماری مسلسل تذلیل کر رہے ہو۔"

"میں——؟" نادر نے حیرت سے کہا۔

"ہاں——"

"آہ—— کیا میری زبان سے ایسی بات نکل گئی۔"

"مسلسل—— تم مسلسل یہ کئے جا رہے ہو۔"

"خدارا مجھے سمجھا دو ہو سکتا ہے میں نے نادانستگی میں کچھ ایسے الفاظ کہہ دیئے ہوں۔ جنہیں تم نے اپنی توہین سمجھا ہو——" نادر نے سنجیدگی سے کہا۔

"اگر تم نادانستگی میں وہ الفاظ کہہ دیتے تو مجھے اعتراض نہ ہوتا۔"

"مگر مجھے بتاؤ تو سہی میشل——" نادر نے عجیب سے انداز میں کہا اور پاس بیٹھے ہوئے ینٹ نے ایک بار پھر محسوس کیا کہ میشل کی نگاہوں میں محبت کی مشعل روشن ہے میشل کہنے لگی۔

"آخر تم کیوں یہ سمجھتے ہو کہ ہم کسی بھی طرح احسان ادا کرنے میں تم سے کم ہیں——"

"میں نہیں سمجھا۔"

"بار بار تم ہمیں واپسی کے لئے کہتے ہو کوہالہ اور میرا بہت اچھا سرپرست مونٹا اور یہ سب لوگ جو اپنے آقا کے بے حد وفادار رہے قابل احترام ہیں میرے لئے اور میں بھی انہیں اجازت دیتی ہوں کہ یہ واپس چلے جائیں لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے چونکہ میرا باپ بھی احسان فراموش نہیں تھا اور میں بھی۔ میں اس وقت تک تم لوگوں کا ساتھ دوں گی جب تک تم اپنا مقصد نہ پالو ایک مقصد تم نے یہ بتایا تھا اپنا کہ زندگی کی بازی لگا کر مجھ تک پہنچے تھے اور مجھے سفید بھیڑیے سے آزاد کرایا تھا تو میرا بھی یہ مقصد ہے کہ میں تم لوگوں کو اس خزانے تک پہنچاؤں جس کی خبر تمہیں کوہالہ نے دی ہے اور میں اس سے کسی بھی قیمت پر پیچھے نہیں ہٹوں گی۔ چاہے تم پیچھے ہٹنے کی کوشش کرو——" یہ عجیب الفاظ تھے جنہوں نے سب کے دلوں پر اثر کیا تھا اور تعجب ہوا تھا ینٹ کو بھی اور نادر کو بھی کہ ایک معصوم سی حسین سی لڑکی اپنے اندر اقدار کا اتنا بڑا مقام رکھتی ہو گی وہ سب ہی اس سے متاثر ہوئے تھے اور کوہالہ نے کہا۔

"نہیں چاند زادی—— نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تو نے اپنے آپ کو اپنے وجود میں تنہا سمجھا ہے—— ابتدا ہی سے کوہالہ تیرے وجود سے عشق کرتی تھی اور تجھ سے محبت' تیرے بغیر تو زندگی کا ایک ایک لمحہ عذاب بن کر گزرتا ہے اور بھلا یہ کیسے ممکن ہے میں ہی تو تمہاری راہبری کروں گی اور عظیم انسان' میں نے تجھے ایک مختصر کہانی سنائی تھی اس وقت اور سچ جان کہ وہ جھوٹی نہیں تھی اور آج میں اس کو مکمل کئے دیتی ہوں تاکہ آگے کے حالات تیری سمجھ میں آ جائیں اور مونٹا ایک بات کی درخواست کرتی ہوں تجھ سے میرا اور تیرا زندگی کا طویل ساتھ رہا ہے اور میں نے ہمیشہ تجھ سے محبت کی ہے اور تو نے مجھ سے اور تو جس طرح کا انسان ہے میں نے اپنی زندگی کا ہر راز تیرے سامنے پیش کر دیا سوائے ایک ایسے اہم راز کے جو آج تک میں تجھ سے چھپائے رہی۔"

"مجھ سے——" مونٹا نے حیرت سے کہا۔

"ہاں——"

"مگر کیوں کوہالہ۔"

"اس لئے کہ وہ راز ایک مقدس امانت تھا اور میں اسے ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔"

"مگر وہ کیا راز تھا——؟" مونٹا نے سوال کیا۔

"ان لوگوں کو میں نے اندھیرے کے شہر کے بارے میں مختصر الفاظ میں بتایا تھا اور اس

ساتھ آج میں اسی کہانی کی ایک ایک سچائی بیان کر دینا چاہتی ہوں کیونکہ ہم اس مقدس شہر میں داخل ہو رہے ہیں جو عجیب و غریب روایات کا حامل ہے اور یہ غلط نہیں کہ زمین کے دوسرے طبق میں انسانی زندگی اسی طرح آباد ہے جس طرح زمین کی سطح پر' موئنا سب سے پہلے میں تجھ سے معافی چاہتی ہوں اور اقرار چاہتی ہوں کہ حقیقتوں کو معلوم کرنے کے بعد تو مجھ سے گریز نہیں کرے گا۔۔۔۔۔۔" موئنا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں اور وہ تعجب سے اپنی اس رفیق حیات کو دیکھ رہا تھا۔ جس کے ساتھ اس نے زندگی کا آدھا سفر طے کیا تھا اور کبھی بھول کر بھی نہ سوچا تھا کہ اس کی ذات میں کوئی اور تصور پوشیدہ ہو گا کوہالہ کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیلے ہوئے تھے پھر اس نے کہا۔

"اور ضروری ہے کہ اندھیرے کے شہر کی کہانی سنانے سے پہلے میں کچھ اور کہانی سناؤں یعنی اندھیرے والے کس طرح ان اندھیروں میں جا کر آباد ہوئے کہ ایک قبیلہ تھا۔ بہت بڑے وسیع و عریض کراوں میں رہنے والے اور ان کی آبادیاں بے پناہ تھیں لیکن ان کے چاروں طرف آگ اگلنے والے دیوتا یعنی ایسے پہاڑ جن کے اوپر ان کے منہ تھے اور جب وہ غصے سے گرجتے تو قہر کے دیوتا پتھروں کو سرخ کر کے بارش کی شکل میں برسا دیتے اور یوں آبادیوں کو شدید نقصان پہنچتا' پتھر اولوں کی طرح برستے اور ان کے رنگ سرخ ہوتے اور آبادیاں جل جاتیں اور لاکھوں انسان عورتیں' مرد' بچے موت کے گھاٹ اتر جاتے۔ وہ ان دیوتاؤں کی منتیں کرتے ان کے لئے قربانیاں دیتے ان کی خوشامدیں کرتے لیکن قہر و غضب کے دیوتا ان کے ساتھ کوئی رعایت نہ کرتے جب بھی ان کا دل چاہتا وہ چیختے چلاتے اور آگ برسا دیتے اور پھر سرخ آبشار زمین کی جانب رخ کرتے اور اپنی لپیٹ میں آنے والی ہر شے کو بھسم کر دیتے تو پھر ان کے درمیان ایک دیوتا پیدا ہوا اور نام تھا اس کا لازارا' اور لازارا ان کے لئے بہت مبارک ثابت ہوا کہ جوان ہونے کے بعد اس نے اپنی قوم کو ان دیوتاؤں کے عتاب سے بچانے کا فیصلہ کر لیا اور اس کوشش میں مصروف ہو گیا کہ انہیں وہاں سے نکال کر کسی ایسی جگہ پہنچا دے جہاں وہ دیوتاؤں کے قہر سے بچ جائے۔ وہ مارا مارا پھرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے زمین کا دوسرا طبق دریافت کر لیا اور پھر وہ اپنی قوم کو لے کر زمین کے اس دوسرے طبق کی جانب چل پڑا اور ساری قوم نے اس کا ساتھ دیا۔ پھر وہ ان پہاڑوں کی گہرائیوں میں اتر گیا اور یہاں انہوں نے اپنا مسکن بنا لیا اور اندھیروں کا یہ شہر ان کے لئے بڑی پریشانیوں کا باعث تھا لیکن لازارا نے ان کی یہ ساری پریشانیاں دور کر دیں اور اپنی حکمت و فراست سے اس نے انہیں آباد کر دیا۔ وہ لازارا کو پوجنے لگے اور اس کی اطاعت کرنے لگے پھر ان کی دنیا آباد ہو گئی اور یہاں انہوں نے زندگی کی ہر آسائشیں حاصل کر لی لیکن وہ وحشی اور خونخوار لوگ تھے۔ انہوں نے اپنی رسموں میں اپنی وحشیانہ کیفیتوں کو برقرار رکھا یہاں تک کہ لازارا دنیا سے چلا گیا لیکن انہوں نے اس کی ذات کو ایک پتھر میں سمو دیا اور اس کے گرد ایسا پتھر والا خول قائم کر دیا جو اس کی شکل و صورت کا تھا اور اندھیرے کے شہر میں بڑے معبد میں آج بھی اس کے پتھر کا وجود موجود ہے' اور وہ پتھر کا دیوتا وہاں اپنے لوگوں پر برکتیں نازل کرتا ہے اور اس کے قدموں میں قربانیوں کی ایک طویل رسم ہے اور یوں بھی ہوتا ہے کہ مقدس کنواریوں کو اس کی دلہن بنا دیا جاتا ہے اور ایسی لڑکیوں کو جن کے نقوش اچھے ہوتے ہیں اس کے لئے وقف کر دیا جاتا ہے پھر وہ اسی معبد میں پل کر جوان ہوتی ہیں اور بعد میں جب ایک مخصوص وقت آتا ہے تو انہیں لازارا کے قدموں میں قربان کر دیا جاتا ہے اور یوں وہ اپنے لئے برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ اب میں تمہیں جو کچھ بتا رہی ہوں اسے صبر و سکون سے سننا اور میرے شوہر میرے مالک موئنا تیرے لئے سب سے زیادہ مشکل کی بات ہے یہ' لیکن میری مالکہ کہتی ہے آقا زادی کا حکم ہے کہ میں اپنی وفاؤں کا امتحان پیش کروں تو آقا زادی میں یہ تحفہ تجھے دے رہی ہوں صرف تجھے اور موئنا میرا اصل نام کوہالہ نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میرا اصل نام کچھ اور تھا جو اب میں فراموش کر چکی ہوں اور صحیح یاد بھی نہیں ہے مجھے' لیکن میں اچھے نقوش کی مالک تھی اور عبادت گاہ کے پجاریوں نے یعنی عبادت گذاروں نے مجھے دیوتا کے قدموں کے لئے قربان کرنے کو چن لیا اور مجھے عبادت گاہ میں پہنچا دیا گیا عبادت گاہ میں پہنچ کر مجھے موت کی کہانیاں سننے کو ملیں۔ بڑا احترام کیا جاتا تھا میرا بہت کچھ دیا جاتا تھے مجھے لیکن انہی میں سے ایک مہنت وہ جو پجاری تھا مجھے بیٹیوں کی طرح چاہنے لگا۔ اس کے دل میں میرے لئے محبت ابھر آئی اور اس کا نام کیزا تھا۔ کیزا اس بات سے خوفزدہ تھا کہ میری جوانی کے پہلے دن مجھے دیوتا کے قدموں میں قربان کر دیا جائے گا۔ وہ میری زندگی بچانا چاہتا تھا تو پھر یوں ہوا کہ کیزا نے وہاں سے نکلنے کا راستہ دریافت کیا اور مجھے لے کر ایک رات وہاں سے فرار ہو گیا۔ یہاں تک کہ طویل مشکلات کا سفر طے کر کے وہ زمین کی سطح پر پہنچا اور اس کے بعد وہاں سے چلتا رہا لیکن راستہ اس کا ساتھ نہیں دے سکا اور وہ راستے ہی میں بیمار ہو گیا۔ جہاں تک کہ اسی بیماری کے عالم میں وہ ایک ایسے علاقے میں پہنچا جہاں ایک قبیلہ آباد تھا۔ اس قبیلے کا نام

لوکائیہ قبیلے میں ہم ایک آبشار کے کنارے ایسی جگہ موجود تھے جہاں آبشار
بلندیوں سے گرتا تھا اور ایک تیز رفتار ندی کی شکل میں بہتا ہوا نجانے کہاں سے کہاں نکل
جاتا تھا اور یہیں ہمیں وہ لڑکی ملی جس کا نام کوہالہ تھا اور حیران کن بات یہ تھی کہ لڑکی
میری ہم شکل تھی۔ اس کی آواز بھی مجھ جیسی تھی۔ وہ مجھے دیکھ کر حیران ہوئی اور ہم نے
اس سے بہت سی باتیں کیں اور یوں ہمیں اندازہ ہوا کہ وہ لوکائیہ میں کس کی بیٹی اور کس
کی پوتی ہے۔ منت کی نیت خراب ہو گئی اور تو یقین کر مونٹا میرے علم میں نہیں تھا لیکن
پھر منت نے یوں کیا کہ اچانک ہی اس لڑکی کو لات مار کر آبشار میں گرا دیا اور اس معصوم
کو زندگی سے محروم کر دیا۔ اس کی لاش بہتی ہوئی نجانے کہاں سے کہاں نکل گئی لیکن
منت نے کہا کہ اب میں کوہالہ ہوں اور چونکہ وہ شدید بیمار ہے اور وہ جانتا ہے کہ زندگی
چند لمحوں کی مہمان ہے میں کوہالہ کی حیثیت سے اپنے لئے جگہ حاصل کروں یہ کہہ کر
منت نے خود بھی آبشار میں کود کر اپنی زندگی قربان کر دی اور میں خوف و حیرت سے کھڑی
چاروں طرف دیکھتی رہی پھر مجھے احساس ہوا کہ اب دنیا میرے لئے بہت مشکل ہو گئی ہے تو
مجھے اپنے آپ کو کوہالہ ہی کہنا چاہئے اور اس کے بعد میں بستی میں پہنچ گئی۔ میں نے لوگوں
سے کہا کہ میں راستہ بھٹک گئی ہوں۔ مجھے میرے گھر پہنچا دیا جائے اور میں اسی کے گھر میں
پرورش پانے لگی اور کوہالہ کی حیثیت سے لوکائیہ کی باشندہ ہی قرار پائی تو سمجھ رہا ہے نا مونٹا
پھر میری باقی زندگی وہیں گذری اور میں جوان ہوئی۔ پھر مجھے تو حاصل ہو گیا یہ ہے میری وہ
کہانی' جو بات میں نے کہی تھی اپنی یادداشت کی بناء پر کہیں تھی اور میں اصل میں
اندھیرے کے شہر کی باشندہ ہوں اور ان لوگوں کے بارے میں میں اچھی طرح سے جانتی
ہوں اور تو یاد کر نینٹ اور مقدس مالک کہ جب میں نے فینٹ کو پہلی بار دیکھا تھا تو میں
اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گئی تھی اور جانتے ہو کیوں ——؟ اس لئے کہ فینٹ سو
فیصدی لازارا کا ہم شکل ہے۔ وہی قدوقامت وہی بدن کی چوڑائی وہی پیشانی کا نور وہی چمکتی
ہوئی آنکھیں' لیکن بعد میں مجھے علم ہوا کہ وہ لازارا نہیں بلکہ فینٹ نامی کوئی شخص ہے۔
بہت دن تک تو میں اسی سوچ میں ڈوبی رہی کہ ہو سکتا ہے مقدس دیوتا خود میری تلاش میں
یہاں تک آ گیا ہو لیکن بعد میں مجھے یقین ہو گیا کہ وہ لازارا نہیں بلکہ اس کا ہم شکل ہے
یہ ہے وہ کہانی جو مونٹا میں نے تجھے بھی نہیں سنائی تھی اور کسی کو بھی نہیں سمجھ رہا ہے
ناں تو ——" سب شدت حیرت سے گم تھے اور کیا ہی عجیب کہانی تھی تو سب سے پہلے
کوہالہ نے اٹھ کر مونٹا کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا تو میری اس خاموشی کو معاف کر دے گا۔"

"وقت تو بہت آگے بڑھ گیا ہے اب بھلا میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ٹھیک ہے میں نے
تجھے کوہالہ کی حیثیت ہی سے قبول کیا تھا اور میں اپنے ذہن سے اب اس کہانی کو نکال دوں
گا جو تو نے مجھے سنائی۔"

"آہ گویا تو نے مجھے معاف کر دیا ——" کوہالہ نے اپنی آنکھیں اس کے قدموں میں
رگڑتے ہوئے کہا لیکن باقی سب پر سکتہ طاری تھا۔ البتہ یہ بات بڑی تعجب خیز تھی' پھر مونٹا
ہی نے کہا۔

"اور اب جب تو مطمئن ہو گئی ہے کہ میری طرف سے تجھ پر کوئی باز پرس نہیں ہے
تو اب ہمیں اندھیرے شہر کی کہانی سنا ——" کوہالہ نے ان سب کو دیکھا سب کے چہروں
پر تجسس اور اشتیاق بھڑک رہا تھا اور وہ اس انوکھے شہر کو جاننے کے خواہشمند تھے تو کوہالہ
نے کہا۔

"اور ہوا یوں کہ جب لازارا کے اشارے پر زمین کے اس دوسرے طبق میں اپنے
لئے پناہ گاہ بنائی گئی تو بہت سے انکشافات ہوئے اور یہ انکشافات نہایت انوکھے تھے۔ مثلاً
نئی دنیا کے رہنے والو اور ان کے جو میرے اپنے ہیں دوستو اور ساتھیو' یعنی میں جو اب اپنے
شوہر مونٹا کے ساتھ زندگی کا آخری دور گذار رہی ہوں' کیا میں یہ کہوں کہ میرا تعلق
اندھیرے کے شہر سے ہے۔ نہیں میں تو تم میں سے ایک ہوں' زمین کے اس دوسرے طبق
میں پہنچنے کے بعد جو چیزیں سب لوگوں کو معلوم ہوئیں وہ بہت عجیب تھیں اور اس وقت
دنیا یہ نہیں جانتی تھی کہ زمین کی گہرائیوں میں یہ پاتال کیا ہے۔ ہم وہاں پہنچے تو ہم نے
دیکھا کہ ہمارے اوپر پتھروں کی چھت ہے لیکن اتنی بلند جیسے آسمان' اور وہاں چاند نہیں
نکلتا۔ اور وہاں ستارے نہیں چمکتے۔ لیکن جب رات ہوتی ہے' جب باہر کی دنیا میں سورج
چھپ جاتا ہے اور چاند بلند ہوتا ہے تو آسمان کی یہ چھت یعنی پتھروں کی بنی ہوئی جس تک
ہمارے ہاتھ پہنچ سکتے ہیں اگر ہم ناقابل یقین بلندیاں طے کر لیں تو وہاں ہمیں روشنیاں نظر
آتی ہیں۔ اور یہ روشنیاں ان گڑھوں میں چمکتی ہیں جن میں نجانے کیا موجود ہے۔ اور وہاں
دریا' پہاڑ' پانی' سبزہ زار' سب کچھ موجود ہے۔ لیکن چونکہ آسمان کی چھت ان پر دبی ہوئی
ہے اور کچھ ایسے موسمی حالات ہیں کہ ان کے قد بہت زیادہ بلند نہیں لیکن تھوڑے سے
بھورلے۔ یعنی ہمارے شانوں تک۔ یا کہیں کہیں اس سے نیچے۔ اور شاید تم میرے
قدوقامت سے یہ اندازہ لگا سکو۔ لیکن چونکہ میں نے زندگی کا ایک طویل حصہ تمہاری دنیا

میں گزارا ہے اس لیے میرا قد ان سے بڑا ہے۔" بوڑھی کوہالہ ساری مشقتیں بتانے لگی۔ اور وہ لوگ تعجب سے آنکھیں پھاڑے اس کی باتیں سنتے رہے۔

"اور اب ضروری ہے کہ میری آقا زادی۔ جس کے لیے میں اپنی سو زندگیاں قربان کرنے کو تیار ہوں اس بات کی خواہشمند ہے۔ اور تم لوگوں سے بہت محبت کرتی ہے وہ' کہ یہ تمہارے افسانوں کا احساس ہے اور تم نے اسے پیش کش بھی کی کہ وہ واپس چلی جائے لیکن وہ جانے پر آمادہ نہیں تو بھلا کوہالہ کیسے یہ پسند کر سکتی ہے کہ اپنی آقازادی کو چھوڑ دے۔ اور اے آقازادی' موشا نے میری اس کہانی کو قبول کیا تو اب بھلا میرے لیے اور کون ہے۔ تو سنو۔ عظیم آقا تم بھی' اور دیوتاؤں کے ہم شکل تو بھی' بڑی عقل سے کام لینا ہو گا ہمیں۔ اور تمہاری دنیا میں رہ کر جو عقل میں نے سیکھی۔ وہ مجھے بتاتی ہے کہ بہرطور اندھیرے والے تم سے زیادہ عقل مند نہیں ہیں۔ اور اس وقت بارود کا جادو تمہارے لیے سب سے بہتر ہے۔ لیکن آہ۔ میری قوم کو اس وقت تک کوئی نقصان نہ پہنچانا کہ جیسے سفید بھیڑیے کو فنا کر دیا تو نے۔ عظیم آقا جب تک کہ وہ تیرے لیے بڑی مشکل نہ بن جائے۔ اور میں بہتر طور ان کے لیے دل میں درد رکھتی ہوں۔ تو اب یہ فیصلہ کرنا ہے تجھے کہ آگے کا کیا کام ہو۔"

"سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سیاہ رو جو ہمارے ساتھ ہیں کیا مکمل طور سے ہمارا ساتھ دیں گے۔ میرا خیال ہے اب جب کہ تم نے یہ فیصلہ کر ہی لیا ہے میشل' کہ ہر قیمت پر ہمارا ساتھ دو گی تو اس سلسلے میں بھی تم ہی کوشش کرو اور ان سے معلومات حاصل کرو۔ ہمارا پہلا قدم یہ ہونا چاہئے۔ اور یہ بات تو بتائے گی کوہالہ' کہ کیا وہ لوگ ان گہرائیوں سے بلندیوں تک آتے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ کیا ہمیں یہاں محتاط رہنا ہو گا۔"

"وہ تصور بھی نہیں کر سکتے' ابھی ان بلندیوں تک آنے کا۔ بلکہ وہ راستے بھول چکے ہیں۔ اور اب اس طرف نہیں آتے۔ جب تم ان گہرائیوں سے اندر داخل ہو گے۔ تو طویل عرصے تک تمہیں ان کی رہائش گاہوں کا بھی علم نہیں ہو گا۔ اور یہ تو بہتر ہے کہ آگے بڑھنے کے بعد میں تمہیں بتاؤں۔ کیونکہ ممکن ہے یہاں بہت سی تبدیلیاں ہو چکی ہوں۔ میری تو عمر ہی گذر گئی۔ باہر کی دنیا میں۔ اور بہت چھوٹی سی تھی میں اس وقت۔ جب یہاں سے نکل کر بھاگی تھی۔

ہونہہ۔ تو سب سے پہلے میشل ان لوگوں سے سوال کرو۔ اور وہ جو پندرہ تھے لیکن

اب ان میں سے تیرہ باقی رہ گئے تھے۔ انہیں سامنے جمع کر کے کوہالہ کے ذریعے ان سے سوالات کیے گئے تو انہوں نے غمناک نگاہوں سے انہیں دیکھا اور ان میں سے ایک شخص نے کہا۔

"مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں سب کی زبان بنوں۔ یعنی جو میں کہوں' وہ میرے ان باقی ساتھیوں کی زبان سمجھی جائے۔ تو بات اصل میں یوں ہے کہ ہمارا مقدس آقا یعنی وہ جو ہمیں بیماریوں سے بچاتا تھا۔ اور ہمارا ہر طرح خیال رکھتا تھا۔ ہم پر اتنا مہربان تھا کہ شاید کوئی دیوتا بھی کسی پر اتنا مہربان نہ ہوتا ہو۔ اور اس نے ہماری اور ہمارے قبیلوں کی زندگیاں بچانے کے لیے اپنے آپ کو وقف کیا۔ تو کیا ہم چند افراد اس کے لیے اپنی زندگیاں قربان نہیں کر سکتے۔ اور ہم یہ مقدس قسم کھاتے ہیں جس کے بعد ہر تصور ختم ہو جاتا ہے کہ ہم زندگی کی آخری سانس تک اپنے آقاؤں کی خدمت کریں گے۔ اور کبھی اس سے منہ نہ موڑیں گے۔" اس قسم نے ان لوگوں کو مطمئن کر دیا۔ تو نادر نے فینٹ سے مشورہ کیا۔ اور کہنے لگا۔

"فینٹ۔ اب ہمیں پوری ذہانت کے ساتھ اپنا کام کرنا ہو گا۔ کہانی ہمارے علم میں آچکی ہے۔ بیشک ابھی ہم نے ان حالات کا تجزیہ نہیں کیا جو آگے پیش آنے والے ہیں لیکن بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ آگے کے حالات بڑے سنسنی خیز ہوں گے۔ اور اتنا تو ہم جان چکے ہیں۔ یہاں کے ماحول کا اچھی طرح اندازہ لگانے کے بعد' کہ یہ سادہ لوح اور معصوم لوگ ہیں۔ ہرچند کہ بہت خونخوار اور وحشی بھی ہیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تعلیم کی کمی اور ہر طرح کی ناواقفیت نے انہیں ایک الگ ہی مذاج بخش دیا ہے۔ نہ ہم ان کے مذاج کو تبدیل کر سکتے ہیں نہ ان کی اصلاح کر سکتے ہیں لیکن یہ اس قابل بھی نہیں ہیں کہ انہیں فوراً" ہی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ اور نہ ہی ہم ان کے ہاتھوں مرنا پسند کریں گے۔ سو اصل میں ہمیں کوشش کرنی چاہئے کسی ایسی تدبیر کی' جو ان کے لیے حیران کن ثابت ہو۔ اور ہم ان کے درمیان اپنا مقام بنا لیں۔"

"اس سلسلے میں کوہالہ سے مدد لینا ہو گی عظیم آقا۔ یعنی وہ ہمیں ان کی کہانیاں سنائے گی۔ اور اس کے بعد جلدی نہیں ہے کہ ہم گہرائیوں میں اتر جائیں۔ بلکہ اس سے پہلے کوہالہ سے سوالات کر لینا ضروری ہے"۔ اور یہ گفتگو کرنے کے بعد سوالات طے ہوئے اور فینٹ نے جو' نئی دنیا کا نیا باشندہ اور ذہن ان لوگوں سے بہت مختلف رکھتا تھا' نادر کے ساتھ مل کر بہت سے مشورے کی باتیں کیں۔ اور اس کے بعد ایک فیصلہ کر لیا گیا۔ چنانچہ

ابھی وہ دن کی روشنی میں ہی تھے۔ یعنی رات گزر جانے کے بعد سورج کے نیچے۔ جبکہ کوہالہ کے الفاظ سے انہیں علم ہوا تھا کہ نیچے سورج نہیں چمکتا۔ انہوں نے کوہالہ سے کچھ سوالات کرنے کا فیصلہ کیا۔ جن کی ترتیب کر لی گئی تھی۔ اور اپنی ضروریات سے فارغ ہوئے۔ ویسے یہ تو اندازہ ہو چکا تھا کہ قرب و جوار میں اب کسی انسانی وجود کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ درندے' جانور وہاں بکثرت پائے جاتے تھے۔ اور آزادانہ طور پر گھومتے پھرتے۔ یعنی اگر وہ اس بات پر تل جائیں کہ اپنی مملکت میں آدم زادوں کو پسند نہ کریں تو لمحوں میں انہیں ختم کر دیں۔ لیکن بہرحال آدم زاد کو قدرت نے یہ قوت دی ہے کہ ہر قسم کے درندے چاہے وہ کتنے ہی وحشی کیوں نہ ہوں۔ اور چاہے اپنی مملکت ہی میں کیوں نہ ہوں' انسان سے ڈرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایسا کچھ نہ ہوا اور وہ لوگ اب وہاں بڑے سکون سے وقت گزارنے لگے کہ پہاڑوں کے نیچے کی دنیا میں نجانے ان کے ساتھ کیا واقعات پیش آئیں۔ اس لیے نیچے اترتے ہوئے ذرا ہمت سے کام لینا تھا۔ جب تمام معمولات سے فراغت حاصل ہو گئی تو کوہالہ کو دربار میں طلب کر لیا گیا۔ اور پتھروں پر بیٹھ کر کوہالہ سے سوالات کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ پہلے اسے اس بارے میں بتایا۔ اور مونٹا جو ہر طرح سے اپنی آقازادی کا ساتھی تھا' اور آرتھر کا وفادار نمک خوار۔ اس نے کوہالہ کو معاف کر دیا تھا۔ صرف اس لیے کہ اب وہ اس کی آقازادی کی مدد پر آمادہ تھی۔ اور شاید ان کے درمیان کوئی گفتگو بھی ہوئی تھی۔ تو اس نے کہا۔

"کوہالہ۔ چونکہ اب ہم لوگ گہرائیوں کا سفر کر رہے ہیں اس لیے عظیم آقا تجھ سے جو سوالات کریں' اپنی یادداشت کی بناء پر اور معمول کے مطابق ان کے بالکل صحیح جوابات دے تاکہ آگے کے سلسلے میں مناسب فیصلہ کیا جائے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بڑی عقل والے ہیں اور بڑی عقل والوں کے سامنے خبردار کسی قسم کی ذہانت کا مظاہرہ کرنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ ان کا ہر سوال اس وقت نیچے جانے کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہو گا۔"

کوہالہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے مونٹا۔ میرے مالک۔ میری زندگی کے سب سے بڑے ساتھی۔ میں تیرے ہر حکم کی تعمیل کروں گی۔ اور مقدس آقا' اب تو یہ بات طے ہو چکی ہے کہ میں تجھے تیرے ہر سوال کا بالکل درست اور سمجھداری کے ساتھ جواب دوں گی۔"

"تو میں اپنے سوالات کا آغاز یہاں سے کرتا ہوں کہ پہلے تو مجھے یہ بتا کہ جن

گہرائیوں میں ہم اتریں گے۔ وہاں نیچے جانے میں ہمیں کیا دقتیں پیش آ سکتی ہیں۔"

"وہ اسی طرح کے ڈھلان ہیں جیسے پہاڑوں کی گہرائیاں ہوا کرتی ہیں۔ ان پر چٹانیں بھی ہیں۔ گھاس بھی ابھری ہوئی ہے۔ اور کہیں کہیں ایسی چکنی جگہیں بھی' جہاں نیچے اترتے ہوئے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا"۔

"تو اس کے لیے ہمیں کیا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے۔"

"تیرہ یہ افراد ہیں اور باقی ہم۔ راہبری کے لیے سب سے پہلے ایک شخص منتخب کیا جائے۔ یعنی میں۔ میرے بعد 'مونٹا' مونٹا کے پیچھے دیوتاؤں کا ہم شکل۔ دیوتاؤں کے ہم شکل کے پیچھے عظیم آقا۔ عظیم آقا کے پیچھے میری آقا زادی۔ یعنی میشل۔ اور میشل کے عقب میں بقیہ سارے غلام۔ ہم سب کو ایک قطار کی شکل میں رسیوں سے بندھ کر ایک دوسرے سے منسلک ہو جانا ہو گا۔ اور اس طرح ہم گہرائیوں میں اتریں گے۔ میرے ہاتھوں میں یہ دو لکڑیاں ہوں گی۔ جنہیں میں آگے کے لئے سہارا بناؤں گی۔ اور باقی لوگ بھی اپنے لئے ایسی ہی لکڑیاں منتخب کریں گے۔ جنہیں پتھروں پر ٹکا کر وہ اپنا وزن سنبھال سکیں۔ اس طرح یہ قافلہ روانہ ہو گا۔ اور ہم گہرائیوں میں پہنچ جائیں گے"۔

"کیا گہرائیوں کے بعد کوئی سطح زمین ہے؟؟"

"بالکل۔ جیسے تمہاری اپنی یہ زمین' پہاڑ' ندی نالے' سبزہ زار' ہر چیز اسی طرح جیسے تمہاری دنیا میں۔ لیکن بس بلندیوں پر آسمان نہیں ہو گا۔ بلکہ وہ پتھروں کا آسمان ہے جو ان پہاڑوں کی جڑ ہے"۔ کوہالہ نے جواب دیا اور نادر سوچ میں ڈوب گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ زندگی کا سب سے کٹھن مرحلہ آ گیا تھا۔ اور نہیں کہا جا سکتا تھا کہ ہر جگہ کامیابی ہی ساتھ رہے گی۔ کوئی بھی ایسا نازک مرحلہ آ سکتا تھا جس میں صورتحال ان کی توقع سے خلاف ہو جاتی۔ لیکن کوشش یہی کی گئی تھی۔ اور اسی پر سب نے اتفاق کیا تھا کہ اگر اندھیرے والے فینٹ کی وجہ سے موم ہو سکیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اور جیسا کہ کوہالہ نے کہا کہ ان کی عبادت گاہ میں دیوتا کا جو مجسمہ نصب ہے وہ فینٹ کا ہم شکل ہے تو حسن و جمال کو کہاں پسند نہیں کیا جاتا اور اس بات کے مکمل امکانات تھے کہ فینٹ کی دیوتاؤں کی کیفیت اور میشل کا حسن بے مثال ان لوگوں کو متاثر کر سکے تو اس سے بہتر بات اور کوئی نہ ہو گی۔

پھر آخری مرحلہ طے کر لیا گیا۔ اور مضبوط رسیوں سے ایک دوسرے کو منسلک کر لیا۔ یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا جب انہیں گہرائیوں میں اترنا تھا۔ اور مقدس گہرائیوں کا

سفر کیا ہی خوفناک تھا کہ اس پر رکھنے والا پہلا قدم ہی بڑا عجیب و غریب تھا۔ اور دیکھنے والے دیکھ رہے تھے کہ وہ جس کا نام نادر تھا' اور جو تھوڑے فاصلے پر عزم و ہمت کے ساتھ عزم کا یہ سفر کر رہا تھا اور کیا ہی حسین اور کڑیل نوجوان تھا وہ جس کے چہرے میں پتھر کو پانی کر دینے والا عزم عیاں تھا۔ جس کا سینہ چوڑا اور جس کی تھوڑی اور گالوں پر گھنی داڑھی' گویا مردانہ حسن کا مکمل ترین نمونہ اور جسے دیکھ کر میشل کی آنکھوں میں نجانے کیسے تاثرات پیدا ہو جاتے تھے۔ کہ یہ محسوس کیا تھا دوسروں نے' لیکن حالات ایسے نہ تھے کہ اس کا تذکرہ کیا جاتا۔ اور سب نے خاموشی قائم کر رکھی تھی۔ اور بس ڈھلان پر اتر رہے تھے۔ انہیں احساس ہو رہا تھا کہ اگر ذرا سی غلطی ہوئی تو زندگی کا کہیں پتا نہ چل سکے گا۔ اور جب درمیان وہ میں پہنچے تو ان کی حالت قابل رحم ہو رہی تھی۔ اور سب ایک دوسرے کا بوجھ سنبھالے ہوئے تھے۔ لیکن وہ جو عزم و ہمت کا پیکر تھے' اپنے مقصد کو زندگی سے زیادہ قیمتی سمجھتے تھے۔ اور سر جھکائے ان خوفناک گہرائیوں میں آگے اتر رہے تھے۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ سلسلہ کب تک ختم ہو گا۔ اور پاتال کا یہ سفر نجانے کہاں تک پہنچے گا۔ وہ اترتے رہے اور وقت آگے بڑھتا رہا۔ ان خوفناک گہرائیوں میں اترتے ہوئے دل پر اکتاہٹ طاری ہو گئی تھی۔ پھر اندھیرے کا یہ سفر ختم ہوا۔ اور انہوں نے پہلی بار روشنی دیکھی۔ اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اب وہ ایک وسیع الشان پہاڑ کے دامن میں جا کر ختم ہوا تھا۔ جس کی چوٹیوں پر برف جمی ہوئی تھی۔ پہاڑوں کا یہ سلسلہ نیم دائرے کی شکل میں پھیلا ہوا تھا۔ اور انتہائی طویل و عریض تھا۔ تاحد نظر پہاڑ ہی پہاڑ' جن میں کہیں کوئی درہ یا کہیں کوئی شگاف نظر نہیں آتا تھا۔ اس کے آگے کا میدان بنجر تھا۔ جس میں بڑے بڑے پتھر اور چٹانیں نظر آ رہی تھیں۔ اور ان پتھروں اور چٹانوں کے درمیان مویشیوں کے ریوڑ گھاس کی تلاش میں گھومتے نظر آ رہے تھے۔ پہاڑوں کے نسبتاً" نیچے ڈھلانوں پر گھنے جنگلات تھے۔ اور ان جنگلات میں چھوٹے چھوٹے میدان بکھرے ہوئے تھے۔ جو دور سے دیکھنے پر واضح نہیں تھے لیکن غور کرنے پر اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کھیت ہیں۔ وہ سب وہاں رکے اور سب سے پہلے انہوں نے ان رسیوں سے نجات پائی۔ اور اپنی تیز نگاہوں سے اس ماحول کا جائزہ لیتے رہے۔ وہ جگہ ان کے سامنے تھی۔ جسے دیکھ کر کوہالہ نے کہا۔

"اور مجھے امید نہ تھی۔ آہ مجھے یقین نہیں تھا کہ کوئی ایسا بھی دن آئے گا' جب میں زندہ سلامت اس آبادی میں واپس پہنچوں گی۔ میں تو سوچتی تھی کہ جب میں مرجاؤں گی تو میری روح یقیناً" بھٹکتی ہوئی ایک بار یہاں آئے گی۔ اور یہی سوچا تھا میں نے ان لوگوں

کے بارے میں۔ لیکن دیکھ' اب تو یہ مجھے جانتے بھی نہ ہوں گے"۔ پھر انہوں نے پہاڑ کے قدموں میں بھورے پتھروں کو دیکھا اور کوہالہ نے کہا۔

"کیا تم انہیں پتھر سمجھتے ہو"۔

"تو پھر؟"

"یہ مکانات ہیں۔ دیکھ یہ بھورے پتھروں سے بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کی چھتوں پر جو نیلاہٹ نظر آ رہی ہے' یہ یہاں کی گھاس کا رنگ ہے۔ وہ سب حیرت بھری آنکھوں سے ان چھتوں کو دیکھنے لگے۔ اور انہوں نے حیرانی سے ایک دوسرے کی صورت دیکھی۔ پھر کہا۔

"کیا یہاں آپس کی رقابتیں بھی چلتی ہیں؟" یہ سوال فینٹ نے کیا تھا۔

"مطلب ———————؟"

"کیا یہاں ایسے قبائل بھی ہیں جو ایک دوسرے سے جنگ کرتے ہیں؟"

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ یہ ایک وسیع و عریض دنیا ہے بالکل تمہاری اوپر کی دنیا کی طرح۔ اور یہ نہ سمجھنا کہ یہ بالکل محدود ہے۔ لیکن آبادیاں اس میں کہیں کہیں ہی ہیں۔ اور زیادہ آبادیاں نہیں ہیں۔

"تو پھر اب کیا ارادہ ہے۔ کیا ہم لوگ آگے بڑھیں؟"

"ہاں ہمیں آگے کا سفر اختیار کرنا ہو گا"۔ چنانچہ وہ چل پڑے۔ اب یہ شہر انہیں صاف نظر آ رہا تھا۔ اندھیرے والوں کا شہر عظیم تھا۔ جیسے پتھروں کی دیواریں اپنی آغوش میں لیے ہوئے تھیں۔ اور اس کے چاروں طرف دریا بہہ رہا تھا۔ اور قدرتی خندقیں بھی بے شمار تھیں۔ دیوار کے اس طرف کے مکانات مختلف محلوں میں بٹے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ اور اس مکان سے ملتے جلتے تھے جو سب سے پہلے نظر آ رہا تھا۔ چھتوں پر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے چراگاہیں ہوں۔ شہر ایک ڈھلان پر بسا ہوا تھا۔ اور اس ڈھلان کے آخری سرے پر دو عمارتیں نظر آ رہی تھیں جو کہ شہر کی دوسری عمارتوں سے زیادہ بڑی اور عظیم الشان تھیں۔ ان میں سے ایک تو ایسے مکانوں کی ہم شکل تھی لیکن دوسری عمارت جو نسبتاً" بلند مقام پر بنی ہوئی تھی۔ اس کی کوئی چھت نہیں تھی۔ گویا یہ ایک وسیع و عریض جگہ تھی جس کے اندر کھیل کا میدان بنایا گیا تھا۔ اور تعجب ہے کہ یہاں ایسی قدرتی چیز کہاں سے ممکن ہوئی۔ وہ جگہ چمکدار چٹان کی مانند تھی۔ اور" اس چٹان پر نجانے کیسی مقبرے نما عمارت بنی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ تو اس کے بارے میں فینٹ نے کوہالہ سے پوچھا۔

"اور معزز عورت۔ وہ جگہ کیا ہے؟"

"نیچے والی عمارت یہاں کے مالک کا محل ہے۔ اور وہ دوسری عمارت وہ مندر ہے۔
اسی جگہ سے یہ دریا زمین سے باہر نکل کر آیا ہے۔ گویا دنیا کے تیسرے طبق سے۔
"اور وہ کیا ہے جو اس کے پیچھے نظر آرہا ہے؟"
"یہاں کے لوگوں کی عبادت گاہ جس میں وہ بت موجود ہے۔ جو تیرا ہم شکل ہے۔
"کیا وہ بت عظیم ہے؟"
"ہاں۔ لیکن حیرت ناک"۔ پھر وہ لوگ دور ہی سے ان جگہوں کو دیکھ رہے تھے کہ اچانک ہی پہلی بار وہاں ایک بڑے پتھر کی چوٹی پر انہیں ایک انسان نظر آیا۔ یہ بھیڑ کی کھال اپنے بدن پر لیے ہوئے اور تیر کمان سنبھالے ہوئے تھا۔ اور انہوں نے غور ہی نہ کیا کہ وہ شخص ان کا نشانہ لے رہا ہے۔ پھر اس نے پہلا تیر چلایا جو ان کے سامنے زمین میں گڑھ گیا۔ انہوں نے تیر اٹھا کر دیکھا۔ ایک مخصوص رنگ کا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس شخص کی عجیب سی چیخیں سنائی دیں۔ اور اس کے بعد وہ کود کر اچھلتا ہوا نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ اور ایسا مختلف پتھروں پر ہوا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ چٹانوں پر سے لوگ کود کود کر بھاگ رہے ہیں۔ غالباً" وہ اپنے ساتھیوں کو اطلاع دینے گئے تھے۔ اور تھوڑی ہی دیر کے بعد بے شمار افراد جو تیروں اور بھالوں سے مسلح تھے ایک دائرے کی شکل میں آگے بڑھتے ہوئے نظر آئے۔ گویا وہاں کے انسانوں نے ان سے اپنی نفرت کا اظہار کیا تھا۔ اور یقینی طور پر انہیں نقصان پہنچانے کے لیے آرہے تھے۔ اس وقت نادر کو نجانے کیا سوجھی' اس نے میشل کو آگے بلایا۔ اور میشل جو ایک سفید لباس پہنے ہوئی تھی۔ اور انتہائی حسین نظر آرہی تھی۔ اور اس نے اپنے گہرے سیاہ بال جوڑے کی شکل میں باندھے ہوئے تھے۔ نادر نے آگے بڑھ کر کہا۔

"معزز عورت۔ تیری عزت' تیرا مقام ہمارے دلوں میں ہے لیکن یوں کر کہ اپنے یہ کالے بال کھول لے اور ذرا آگے آ جا"۔ جب نادر نے میشل کے جسم کو ہاتھ لگایا تو وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔ لیکن بہرحال اس نے نادر کی ہدایت پر عمل کیا تو پھر نادر نے فینٹ کو آگے بلایا اور اس کے ہمراہ کھڑا کر دیا۔ اور پھر اس نے کوبالہ سے کہا۔
"اور وہ مقدس الفاظ تو تجھے یاد ہوں گے جو یہاں کے معبد کے لیے ہوتے ہیں۔
"آہ۔ تو وہی کر رہا ہے جو میرے ذہن میں تھا۔ ذرا دیکھ' وہ لوگ کتنے ہیں۔ اور کس رفتار سے اس طرف بڑھ رہے ہیں"۔
"تو تو آگے آ۔ اور ان لوگوں کو بتا کہ دیوی اور دیوتا آسمانوں سے زمین پر آئے

ہیں۔ اور ان کے درمیان پہنچ رہے ہیں"۔ پھر یہ لوگ آگے بڑھنے لگے۔ اور غلام سر جھکائے ان کے عقب میں چل رہے تھے۔ لیکن میشل کے چہرے پر اس وقت جو تاثرات تھے' وہ سمجھ میں نہ آنے والے تھے۔ فینٹ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ اور اس کے چہرے کی سرخی ایک عجیب وغریب شکل اختیار کر چکی تھی۔ آنے والے ایک جگہ رک گئے۔ اور پھر تین افراد ان سے آگے نکل آئے۔ ان کے جسموں پر شیر کی کھال' یعنی نچلے حصے پر لباس کی شکل میں تھی اوپر کا بدن برہنہ اور ان کے سر بالکل صاف شفاف اور عجیب و غریب تھے۔ اور پھر ایک اور شخص ان کے عقب سے نمودار ہوا یہ ان دوسرے لوگوں کی نسبت ذرا زیادہ قامت کا مالک تھا۔ اور شاید یہی بادشاہ تھا۔ کیونکہ اس کے جسم پر لباس پہ موجود چمکدار پتھروں سے' اور سر کسی خاص پرندے کے پروں کے تاج سے' محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی بڑی شخصیت کا مالک ہے۔ لیکن قدوقامت میں وہ ان لوگوں سے بہت چھوٹے تھے۔ اور ان کی نسبت فینٹ ایک جسیم مجسمے کی مانند نظر آتا تھا۔ وہ تین افراد جو آگے آئے تھے۔ ان کے سامنے پہنچ کر رک گئے جبکہ عقب سے آنے والا وہ سردار نما شخص بدستور پیچھے ہی کھڑا ہوا تھا۔ اور ایک عجیب شان بے نیازی سے ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ بوڑھے جو ان کے سامنے آئے تھے اب بغور ان کا جائزہ لے رہے تھے۔ تب درمیان والے شخص نے کہا۔

"کون ہو تم؟ کہاں سے آئے ہو؟ اندھیرے کے شہر میں تمہارا داخلہ کیا معنی رکھتا ہے"۔ تو فینٹ سے ہمیشہ ہی بڑی توقعات وابستہ کی جا سکتی تھیں یعنی اب تک یہ ہوا تھا کہ وہ ایک بے کار اور بے مقصد شخص کی حیثیت سے اپنا کام کرتا تھا۔ لیکن جب ایک ذمہ داری اس کے سپرد کی جاتی تو وہ اسے اس طرح سرانجام دیتا کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ فینٹ نے اپنے منہ سے جو گرجدار آواز نکالی وہ قابل یقین تھی۔ اس کی غرائی ہوئی آواز فضا میں گونجی۔

"اندھیرے کے شہر والو! کیا تمہاری آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں۔ کیا تم اس قابل بھی نہیں ہو کہ اپنی ان اندھی آنکھوں سے دیوتاؤں کو پہچانو۔ کیا میں وہ نہیں ہوں جو مقدس گہرائیوں والوں کا پیروکار ہوں۔ کیا میں اس کی تصویر نہیں ہوں جو زمین کی گہرائیوں میں رہتا ہے۔ اور کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہارے لیے اجنبی ہوں۔ اور کیا یہ عورت تمہارے لیے شناسا نہیں ہے۔ دیوتاؤں کی دلہن' آسمانوں میں رہنے والی جس نے زمین کی گہرائیوں کو اس لیے قبول کیا کہ وہ تمہارے درمیان برکتیں لاتی ہے۔ دیکھو اس کے حسن

کی شعاعوں سے تمہارا یہ اندھیرے کا شہر کس طرح منور ہو گیا ہے۔ اور اے کم نصیبو! تمہاری کم نصیبی تمہیں آواز دے رہی ہے کہ تم اپنے دیوتا کو نہیں پہچان سکتے۔ اور ایسا ہی ہوتا ہے جب آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں تو وہ نہیں جانتے کہ برکتیں کس طرح ان تک پہنچتی ہیں۔ اور اے لوگو! ٹھیک ہے' مجھے یہاں آکر مایوسی ہوئی۔ اور پوچھو مقدس گہرائیوں والے سے کہ اب تمہارے سروں پر موت کی آندھی منڈلا رہی ہے۔ پھر یوں ہوگا کہ زلزلے سے زمین ہلے گی۔ اور اس کے بعد یہ پہاڑ زمین سے آلگیں گے۔ اور تم ان کے درمیان پس کر رہ جاؤ گے۔ ہاں۔ یہ ہی ہونا چاہئے۔ اور یہ ہی تمہارا مقدر ہے۔ آؤ مقدس دیوی ہمارے نہ جاننے والے یہاں موجود ہیں"۔ ان تینوں بوڑھوں کے چہروں پر خوف کے ایسے آثار منجمد ہوئے کہ جیسے شدت خوف سے ان کی جان نکل جائے گی۔ اور وہ اس طرح کانپنے لگے جیسے در حقیقت ان کے وجود میں زلزلہ آرہا ہو۔ اور بڑی عجیب کیفیت ہو گئی ان کی تب وہ الٹے پاؤں واپس بھاگے اور اپنے شہنشاہ یا سردار کے پاس پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"مقدس الاہا۔ یہ ہم سے کیا ہوا۔ ہم تو بڑے نادان تھے۔ اور ہماری آنکھیں ہمارا ساتھ نہ دے سکیں۔ اور ہم نے دیوی دیوتاؤں کو نہ پہچانا۔ آہ' غور سے دیکھ' وہ سچ کہتا ہے۔ وہ تو مقدس دیوتا ہے۔ وہ جس کا بت ہماری عبادت گاہ میں نصب ہے۔ اور یقیناً" یہ وہی ہے۔ اور اس کے ساتھ برکتوں کی دیوی۔ آہ' ہم نے انہیں ناراض کر دیا۔ ہم نے انہیں بہت ہی ناراض کر دیا۔ اور اب یہ سمجھو کہ ہم پر مصیبتوں کا نزول ہونے والا ہے"۔ تب اس شیر جیسی شخصیت رکھنے والے کے وجود میں بھی تھرتھری پیدا ہوئی۔ اور اس نے کہا۔

"اے بوڑھو! اے بیوقوفو! اندھے تم ہو میں نہیں۔ اور جو ذمہ داری تمہارے سپرد کی گئی تھی کیا تم نے اسے پورا کیا۔ آہ' بلاؤ اس مقدس پجاری کو جو حقیقتوں کا شناسا ہے۔ اور شناخت کرواؤ ان کی۔ اور اس سے زیادہ بھلا کون جان سکتا ہے۔ یہ تو بہت برا ہوا اگر یہ واقعی دیوی دیوتا ہیں۔ اور وہ جو آسمانوں سے ہمارے لیے زمین تک آئے تو پھر تو ان کی عبادت ان کی تعظیم ضروری ہے۔ اور جس طرح بھی بن پڑے ان کی ناراضگی دور کرو"۔

"ہاں' ہم انہیں بلاتے ہیں"۔ اور الفاظ بے شک ان کے کانوں تک تو نہ پہنچے تھے لیکن کچھ امید بن گئی تھی اس بات کی' کہ شاید ان کی تقدیر کے ستارے بدل جائیں۔

پھر جب وہ بوڑھے اس سردار سے بات کر رہے تھے تو کوہالہ نے ان سے کہا۔

"واہ کیا عجیب بات ہے۔ اور مجھے تو اب شک ہونے لگا ہے کہ کہیں در حقیقت ایسا ہی تو نہیں ہے"۔

"کیسا؟" نادر نے سوال کیا۔

"وہ جو میں نے پہلی بار سوچا تھا"۔

"کیا یہ وقت ایسا ہے کہ تو ہمیں کہانیاں سنائے۔" نادر نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ یہ شخص کہیں واقعی پوشیدہ دیوتا نہیں ہے۔

"کون ----------؟"

"فینٹ کی بات کر رہی ہوں۔"

"مطلب ----------؟"

"اس کا لہجہ اس کا انداز گفتگو دیکھا۔ آہ اگر میں وہاں اس جنگل میں جہاں پہلی بار ملی تھی اس کا یہ لہجہ سنتی تو یقین نہ کرتی کہ یہ ہمارا مقدس دیوتا نہیں ہے"۔ نادر نے مسکرا کر فینٹ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"یہ دیوتا ہے یا نہیں ہے لیکن یہ ایک ذہین انسان ہے۔ جس کی ذہانت پوشیدہ ہے۔ اور کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اصل میں وہ کیا سوچتا ہے۔ اور کیا کرتا ہے"۔ تب میشل نے نگاہیں اٹھا کر فینٹ کو دیکھا اور ان آنکھوں میں ایک عجیب سی کیفیت تھی۔ جو فینٹ نے بھی محسوس کی۔ اور اسے شرارت سمجھا۔ تو وہ خوشی سے بولا۔

"اور اس میں کوئی شک نہیں ہے بڑی عقل والے کہ باقی اور جو کچھ ہے یا نہیں ہے۔ لیکن آقا زادی یعنی ڈاکٹر آرتھر کی بیٹی کم از کم ایک باہمت دل رکھتی ہے۔ اور میں نے ہمیشہ ہی یہ محسوس کیا کہ وہ ایک عام لڑکی کی مانند کمزور دل کی مالک نہیں ہے بلکہ ہر طرح کے حالات میں مسکرانا جانتی ہے"۔ سردار جس کا نام ان لوگوں نے الاہا لیا تھا۔ جھرایا ہوا کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔ اور اس کی آنکھوں میں عجیب سی کیفیت تھی۔ پھر زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ چند افراد ایک بہت زیادہ لاغر بوڑھے کو لیے ہوئے آگے بڑھے۔ اسے غالباً" عبادت گاہ سے لایا گیا تھا۔ اور ایک چوڑا سا تخت تھا۔ جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ اور لاتعداد لوگ اس تخت کو اپنے کاندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ اور ان کے انداز میں بڑی عقیدت بڑا احترام تھا۔ اسے لوگوں کے درمیان سے گذار کر آگے لایا گیا۔ اور پھر اس جگہ تک پہنچے وہ جہاں یہ سب موجود تھے۔ اس تخت کو نیچے رکھا گیا۔ سہارا لے کر اپنی جگہ سے

اٹھا اور اس کے ہاتھ میں عجیب سی لکڑی کا ایک عصا دبا ہوا تھا جسے زمین پر ٹکا کر اس نے اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔ چند لمحات دیکھتا رہا۔ اور پھر دفعتاً" ہی اس کے چہرے پر عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھا۔ گھٹنوں کے بل بیٹھا۔ اور پھر سجدہ ریز ہو گیا۔ وہ اپنی زبان میں کچھ بڑبڑاتا جا رہا تھا۔

نادر نے کہا

"میرا خیال ہے ہماری مشکل حل ہو گئی"۔

"ہاں۔ بوڑھا سجدہ ریز ہو گیا"۔

"آہ۔ دیکھو۔ میں ایک درخواست کرنا چاہتی ہوں تم سے۔" کوہالہ نے کہا

"کیا"

"میرا تعلق بھی اسی قبیلے سے ہے اور میں ہر اس چیز کو اپنے ماضی سے منسلک کرتی ہوں۔ جس کا میرے ماضی سے تعلق ہے۔ تو یوں کرو کہ تم لوگ کوئی ایسا لفظ اپنے منہ سے ادا نہ کرو۔ اور ہو سکتا ہے کل کا دن مجھے یہ بتائے کہ فینٹ جس کی میں نے وہ عزت نہیں کی، جس عزت کا وہ مستحق ہے۔ درحقیقت ہمارا دیوتا ہی ثابت ہو"۔ بوڑھی کوہالہ کے ان الفاظ پر سب کو لمحے کے لیے حیرت ہوئی لیکن بہرحال وہ جانتے تھے کہ وہ یہیں کی رہنے والی ہے اور ممکن ہے اس کے جذبات اس بات سے مجروح ہوتے ہوں۔ بوڑھا اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے کہا۔

"اور روشنی کی دیوی! نجانے کتنی صدیاں گذر گئیں کہ ہم تیری آمد کے منتظر تھے۔ اور یہی کہا تھا مقدس دیوتاؤں نے۔ اور بلندیوں پر رہنے والوں نے یعنی وہ جو اس چھت کے اوپر وہاں رہتے ہیں جہاں روشنیاں چمکتی ہیں۔ دن کو سفید اور رات کو سنہری۔ اور انہی روشنیوں میں رہنے والوں نے اس بات کی بشارت دی تھی ہمیں کہ ایک دن دیوتا دیوی کے ساتھ واپس لوٹے گا۔ اور یہی وقت تو ہو گا جب ہمارے اوپر برکتیں نازل ہوں گی۔ اور اندھیرے والوں کو روشنیاں نصیب ہوں گی۔ ہماری تاریکیاں چھٹ جائیں گی۔ اور ہم ایک دن مقدس روشنیوں میں سانس لیں گے۔ تعظیم کرو اس کی۔ تعظیم کرو"۔ اس نے پلٹ کر دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے۔ اور سب سے پہلے اللاہا زمین پر جھکا۔ دو زانو ہو گیا۔ اور اس کے بعد پیچھے والے تمام لوگ جو صف کھڑے ہوئے تھے۔ اور لوگوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میشل نے خوشی سے قہقہہ لگایا اور اور بولی۔

"لیجیے ہم تو یہاں کے دیوی دیوتا مقرر ہو گئے۔ اب آپ لوگوں کی باری ہے"۔

"ہم میں سے بھلا کون ہے۔ سوائے میرے تم تو دیوی مقرر ہو گئیں۔ اور یہ کالا بدمعاش دیوتا۔ باقی جہاں تک تعلق کوہالہ کا ہے تو وہ تو بہرحال، ہے ہی الگ شخصیت کا مالک، میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں۔

"اور اب ہماری عزت ہو گی۔ ہمارا احترام ہو گا"۔

"مجھے تو خوشی ہے کہ ان کے درمیان ہمیں ایک جگہ حاصل ہو گئی"۔ کوہالہ نے کہا۔ اور پھر کچھ تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ بوڑھے شخص کو اسی انداز میں تخت پر بٹھا کر واپس لے جایا گیا۔ اور اللاہا اپنے پیچھے کھڑے ہوئے لوگوں کو ہدایت جاری کرنے لگا۔ جو دور ہونے کی وجہ سے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھیں لیکن انہوں نے ان سب کو بھاگتے ہوئے دیکھا۔ اور اللاہا اسی طرح دو زانو بیٹھا ہوا تھا۔ بہرحال اندازہ یہ ہو رہا تھا کہ اندھیرے والوں نے انہیں قبول کر لیا ہے۔ اور اب یقینی طور پر ان کے لیے مشکل وقت ٹل گیا ہے۔ اور انتظار کرنے لگے کہ دیکھو آگے کیا ہوتا ہے۔ پھر وقت تھوڑا سا آگے بڑھا اور اس کے بعد انہوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ بڑی بڑی پالکیاں اٹھائے ہوئے آ رہے ہیں۔ نادر نے آہستہ سے کہا۔

"اگر ایک بات تم لوگ بھی محسوس کر رہے ہو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ میں تم سے کہوں کہ ان لوگوں کا طرز زندگی زیادہ بہتر ہے اوپر والوں سے"۔

"مطلب"۔ فینٹ نے سوال کیا

"یعنی ان سے جو افریقہ کے اندرونی علاقوں میں رہتے ہیں۔ اور ان کے بدن بے لباس ہوتے ہیں۔ گویا یہاں یہ لوگ زیادہ بہتر طریقے سے زندگی گزارتے ہیں۔ اور بے شک ان کے جسموں پر لباس موجود ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں ایسے درندے بھی موجود ہیں جن کی کھالوں سے یہ لباس بنائے جاتے ہیں۔ اور ہم گھروں کے اس انداز کو دیکھ رہے ہیں۔ دیکھو آگے کیا ہوتا ہے۔ بات اگر اس شخص کی ہے جو سفید بھیڑیا تھا تو وہ ظاہر ہے مہذب دنیا کا ایک فرد تھا اور اس نے جو کچھ وہاں بنایا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بہت عمدہ، لیکن تعجب خیز نہیں تھا۔ بس اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ان لوگوں کا طرز زندگی کیا ہے۔ سمجھ رہے ہو۔ اور خیال رکھنا اب تم دونوں یعنی فینٹ اور میشل دیوی دیوتا ہو"۔

"عظیم آقا۔ ہمارے دیوتا تو تم ہو۔ او ہم تمہاری زیر ہدایت کام کریں گے"۔

"خبردار۔ دیکھو وہ آ رہے ہیں"۔ پالکیاں ان کے قریب آ گئیں۔ اور بہت سے ایسے لوگوں نے انہیں ان میں سوار ہونے کے لیے کہا، لیکن کالے غلاموں کو نہیں جو ان کے

ساتھ تھے۔ گویا وہ آقا اور غلام کا فرق جانتے تھے۔ اور ان کے چہروں پر بھی وہ سب کچھ نہیں تھا جن سے انہیں معصوم اور سادہ لوح سمجھا جائے۔ غرض یہ کہ یہ پالکیاں ان لوگوں کے کندھوں پر سوار ہو کر چل پڑیں۔ اور بے چارے دوسرے جو خود بھی تھکے ہوئے تھے اور یقیناً" سوچ رہے ہوں گے کہ انہیں بھی یہ پالکیاں نصیب ہوں گی۔ لیکن انہیں پیدل ہی چلنا پڑا تھا۔ یہ الگ بات تھی کہ انہیں بھی احترام دیا جا رہا تھا کہ وہ دیوی اور دیوتا کے ساتھ آنے والے تھے۔ اس طرح وہ لوگ اس آبادی کی جانب چل پڑے جس کے بارے میں نجانے کیسی کیسی کہانیاں ہوں گی۔ لیکن ان میں سے کچھ وہ جو نا عمری میں نکل آنے والی کوہالہ نے انہیں سنائی تھیں۔ اور اس وقت یوں تھا کہ کوہالہ کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔ جیسے اپنے شہر میں آنے کے بعد وہ ماضی کو یاد کر رہی ہو۔

سب سے آگے والی پالکی میں فینٹ اور میشل بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے نادر اور کوہالہ اور پھر بعد میں سب انے والے۔ انہیں ایک طویل سفر طے کرنا پڑا۔ جس کا اندازہ اتنے فاصلے سے نہیں ہوتا تھا لیکن اس کے بعد اس سفر کا اختتام دریا پر ہوا۔ دریا اس شہر کے آخری سرے اور ڈھلان کی چوٹی پر سے دوشاخوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ اور یہ دونوں شاخیں شہر کے چاروں طرف اس طرح گھوم گئی تھیں کہ ان کے درمیان ایک قدرتی خندق بن گئی تھی۔ دریا کی دو شاخیں شہر کا چکر لگا کر اور سامنے سے آگے آکر پھر مل گئی تھیں۔ اور اس طرح وہ دریا ایک ہو کر کسی نا معلوم منزل کی جانب بڑھ گیا تھا۔ اس جگہ جہاں دریا کی دونوں شاخیں ملی تھیں بڑی بڑی کشتیاں تیار تھیں۔ کہ ان کے ذریعے سفر کر کے شہر تک پہنچا جاسکے۔ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ کہ یہ عمارتیں نہیں' جو ابتدا میں تھیں اور جن کے بارے میں کوہالہ نے بتایا تھا کہ یہ ہی شاہ کا محل اور عبادت گاہ ہے۔ تو پھر ان لوگوں کو کہاں لے جایا جا رہا تھا۔ پھر دریا کے دوسرے کنارے پر ان کا استقبال کرنے والے موجود ملے۔ اور یہ عجیب و غریب شکلوں کے پادری نما لوگ تھے۔ جنہوں نے اپنے جسموں پر بڑے بڑے لمبے چغے پہنے ہوئے تھے۔ اور ان کے چہرے کپڑے سے ڈھکے ہوئے تھے۔ وہ ایک قطار میں خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ اور اس کے بعد انہوں نے دیکھا کہ اندھیرے والے دوڑتے چلے آرہے ہیں۔ ان میں عورتیں' مرد' بچے سبھی تھے۔ اور شاید انہیں یہ بات بتا دی گئی تھی کہ دیوی اور دیوتا کا نزول ہوا ہے۔ وہ اپنی آواز میں کچھ گا رہے تھے جو ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا۔ یہاں تک کہ دوسری جانب سے پھر ڈولیاں لائی گئیں۔ اور ان پر کھالوں کے پردے ڈال دیے گئے۔ اور ایک بار پھر ویسے ہی لوگ ان

ڈولیوں کو لے کر چل پڑے اور ابھی تک صحیح معنوں میں ان لوگوں کو اس شہر کی کیفیت کا جائزہ لینے کا موقعہ نہیں مل سکا تھا۔ لیکن سب متمنی تھے کہ انہیں یکجا ہی رکھا جائے تاکہ وہ سب ایک دوسرے سے گفتگو بھی کر سکیں۔ اور یہ کام یا تو کوہالہ کر سکتی تھی یا پھر فینٹ۔ اور اگر ان دو افراد کی بات کی جائے جن میں سے ایک مونا تھا اور دوسری میشل۔ تو ابھی یہ اس کیفیت میں نہیں تھے کہ یہاں کے حالات سمجھ کر اس کے بارے میں کچھ کر سکیں۔ ہاں۔ کوہالہ ان لوگوں کی صحیح رہنمائی کر سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اس شہر کی واقف کار تھی۔ لیکن اب اس بات کا انتظار تھا کہ انہیں کسی بہتر جگہ قیام کرایا جائے تاکہ وہ آگے کے حالات جاننے کے لیے غور کر سکیں اور جہاں تک وہ غور کر رہے تھے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک عجیب و غریب دنیا ان کے سامنے تھی۔ وہ آسمان کی جانب نگاہ اٹھاتے تو لا انتہا بلندیوں پر انہیں پتھر کے تودے نظر آتے جو ناہموار تھے۔ اور ان ناہموار تودوں میں بڑے بڑے پتھر لٹکے ہوئے تھے۔ اور انہیں دیکھ کر نادر کی آنکھوں میں جو روشنی ابھر رہی تھی اسے فینٹ نے بھی محسوس کر لیا۔ اور نادر کے کان میں سرگوشی کر کے بولا۔

"شاید تم یہ سوچ رہے ہو عظیم آقا! کہ یہ ہی وہ ہیرے ہیں جن کے حصول کے لیے تم نے یہاں تک کا سفر کیا"۔ نادر نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"آہ۔ کاش فینٹ۔ تقدیر مجھے اس طرح رسوا نہ کرتی کہ ایک مناسب زندگی گذاروں۔ اور جیسا کہ فینٹ میں نے اپنا ماضی تمہیں بتایا۔ میرا باپ ایک خاندانی رئیس تھا لیکن افسوس اس نے اپنی ریاست کا خیال نہ رکھا اور عیاشی میں مصروف ہو گیا۔ میں اپنے مرحوم باپ کو کسی بھی طور برا نہیں کہوں گا کیونکہ اب وہ میرے درمیان نہیں ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ ماحول ہمارے لیے ہمارے باپ ہی کا پیدا کیا ہوا تھا۔ اور انہوں نے اپنی پسند کی زندگی گذاری۔ لیکن اس پسند کی زندگی گذارنے میں وہ اپنا بہت کچھ کھو بیٹھے۔ اور مجھ پر تو یہ انوکھا انکشاف بعد میں ہی ہوا کہ ہم قلاش ہو گئے ہیں۔ تب میرا بھائی' آہ قیصر حیات کو یاد کر کے اب بھی دل ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور پھر یقین کرو فینٹ دنیا کے کسی گوشے میں دل نہیں لگتا۔ اور دوسری شخصیت"۔ وہ خاموش ہو گیا۔ کیونکہ سامنے سے کچھ پادری نما لوگ آرہے تھے۔ وہی لمبے لمبے چغے اور وہی ان کا انداز۔ اور میشل زیادہ فاصلے پر نہیں تھی۔ اور شاید اس نے وہ الفاظ بھی سنے تھے جو نادر نے کہے تھے۔ پھر انہیں جس جگہ لے جایا گیا وہ پتھروں کے درمیان بنی ہوئی تھی۔ اور اس دوران انہوں نے راستہ طے کرتے ہوئے اس شہر کا جائزہ بھی لیا تھا تو مکانات بے ترتیب

تھے۔ اور سڑکیں ہموار چونکہ ان سڑکوں میں غیر تراشیدہ اور ٹیڑھے میڑھے پتھر بھی جڑے ہوئے تھے۔ اس لیے بعض جگہ سے یہ سڑکیں ناہموار ہو جاتی تھیں۔ گھروں کو باغیچے ایک دوسرے سے الگ کرتے تھے۔ اور یہاں عجیب و غریب رنگت کے پھول تھے جو ذرا اوپر کی دنیا سے مختلف۔ اور یہ احساس ہی بڑا عجیب تھا کہ وہ زمین کے دوسرے پرت میں سفر کر رہے ہیں۔ یعنی پاتال کی گہرائیوں میں اور وہ بلند پہاڑ جو چھت کی شکل میں نظر آ رہے تھے۔ بس اس لیے عجیب و غریب تھا کہ ان میں روشنی کے مرکز جڑے ہوئے تھے۔ اور یہ بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ لیکن جیسا کہ پچھلے واقعات میں بتایا گیا کہ کم از کم اور کچھ نہیں تو یہاں کا طرز زندگی افریقہ کے ان پراسرار گوشوں سے مختلف تھا جہاں تہذیب کی ناہمواری تھی۔ یہاں ایک ترتیب نظر آتی تھی۔ اور ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے یہاں کے رہنے والے کچھ تہذیب یافتہ ہوں۔ لیکن بہرحال ان کی تہذیب بلندی کی تہذیب سے بالکل مختلف تھی۔ قرب و جوار میں دکانوں جیسی چیزیں بھی بنی ہوئی تھیں۔ جن میں نجانے خرید و فروخت کا کیا ذریعہ ہوگا۔ ڈھلان چڑھتے وقت وہ ایک بازار سے گذرے۔ اور شاید یہاں باقاعدہ اشیاء کی تجارت ہوتی تھی۔ لیکن نجانے کیسی اشیاء اور ان کی تجارت کس طرح ہوتی تھی۔ بہرحال وہ لوگ دوسری چیزوں کا مطالعہ کرتے رہے اور نادر نے لینٹ کو مخاطب کیا۔

"تو دیکھ رہا ہے لینٹ ------؟"

"ہاں عظیم آقا' دیکھ رہا ہوں۔"

"اپنی آواز آہستہ رکھ۔ جب تو مجھے آقا کہتا ہے تو مجھے خوف محسوس ہوتا ہے کہ سننے والے کہیں اس عجیب بات کو محسوس نہ کریں۔ اور شاید تجھے یاد نہ رہے کہ تو دیوتا ہے"۔

"عظیم آقا! میں سرگوشی میں بات کر رہا ہوں۔ اور تمہیں اس کے لیے فکر مند نہیں ہونا چاہئے۔ ویسے تم مجھے کیا دکھا رہے تھے"۔

"اس زمین کی دوسری تہہ میں آباد قوم کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔"

"یہ تو تحقیق کرنے والے ہی بتا سکتے ہیں عظیم آقا۔ لیکن میرا خیال کچھ اور ہے"۔

"کیا؟"

"ہو سکتا ہے زمانہ قدیم میں یعنی اس وقت جب دنیا کی تشکیل ہو رہی تھی۔ کچھ قبیلے اس طرف آباد ہو گئے ہوں"۔

"لیکن کیا ان کے درمیان تجھے تہذیب نظر نہیں آتی"۔

"ہاں عظیم آقا! کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے یہ کوئی ایسی قوم ہو جس میں کچھ تہذیب و ترتیب ہو۔ یہ اندازہ ان کے رہن سہن سے ہو رہا ہے"۔

"ان کے قد و قامت بے شک ہم سے مختلف ہیں لیکن ان کے نقوش اور ان کے خدوخال ------"

"ہاں۔ وہ افریقہ کے رہنے والوں کی مانند ہیں"۔

"اور یہ لوگ اندھیرے کی پوجا کرتے ہیں"۔

"او۔ عظیم آقا۔ سب سے زیادہ خوفناک بات جو کوبالہ نے بتائی وہ تو یہ ہے کہ زمین کی کسی تیسری گہرائی میں کوئی رہتا ہے۔ وہ جس کے بارے میں کسی کو نہیں معلوم کہ کون ہے اور کیا شکل و صورت کا مالک ہے۔ لیکن یہ لوگ جیسا کہ پتا چلا اپنی عورتوں کو اس کے قدموں میں قربان کرتے ہیں۔ اور شاید مردوں کو بھی یعنی وہ جو کسی طرح ان کے درمیان کوئی غلط حیثیت رکھتے ہوں۔ اور پھر نیچے نجانے کیا ہوتا ہوگا۔ بہرحال یہ ساری باتیں اپنی جگہ تھیں۔ وہ ان کی عورتوں کو بھی دیکھ رہے تھے جو مختصر لباسوں میں ملبوس ہوتی تھیں۔ لیکن یقینی طور پر خوبصورت اور اچھے نقوش کی مالک۔ جبکہ مرد اس قدر پرکشش نہیں تھے۔ عورتوں کی آنکھیں بڑی بڑی کالی اور دانت سفید اور چھوٹے۔ اور ان کی چال شاندار اور دل لبھانے والی تھی۔ لیکن ان کے چہروں پر ایک عجیب سی سنجیدگی طاری تھی۔ اور وہ سرگوشیوں کے انداز میں دیوی اور دیوتا کی طرف اشارہ کر کے کچھ کہہ رہی تھیں۔ اور پھر یہ راستہ ایک فصیل پر پہنچ کر ختم ہو گیا جو عظیم الشان عمارتوں میں سے ایک عمارت کے گرد بنی ہوئی تھی۔ فصیل کے بڑے دروازے سے گذر کر جب وہ لوگ عمارت کے صدر دروازے کے سامنے پہنچے تو بہت سے عبادت گذار مشعلیں لیے ہوئے کھڑے ہوئے تھے۔ اور ان کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ ان کے جسموں پر خاص قسم کے نشانات بنے ہوئے تھے۔ اور ان کے سر بالکل گنجے اور بالوں سے عاری تھے۔ رات کا اندھیرا اب تیزی سے نیچے اترنے لگا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بلندیوں میں مشعلیں چمک رہی تھیں۔ اور پھر ان سب نے اپنے آپ کو ایک بڑے مکان میں پایا۔ جس کا احاطہ بہت وسیع تھا۔ اور لانے والوں نے ان کے ساتھ ہی غلاموں کو یعنی ان سیاہ فاموں کو جنہیں غلام کہا جاتا تھا' اس احاطے کے ایک گوشے میں منتقل کر دیا۔ جس پر سائبان پڑا ہوا تھا۔ اور اس کے بعد ان لوگوں کو آگے لے گئے۔ مکان کی دیواریں تین سمت تھیں۔ اور ان کے درمیان ایک

بڑا سا برآمدہ تھا۔ برآمدے میں پانی کا ایک چھوٹا سا حوض بنا ہوا تھا۔ اور قرب و جوار میں پتھر کا سازو سامان جنہیں بیٹھنے اور لیٹنے کے لیے استعمال کیا جائے کہ ان پر جانوروں کی کھالیں منڈھی ہوئی تھیں۔ اور ان میں سے کچھ کھالیں تو ایسی تھیں جن کے اوپر موجود بال تین تین اور چار چار فٹ لمبے تھے۔ یعنی نرم اور ایک ایسے قیمتی قالین کے مانند جو انتہائی اعلیٰ درجے کا بنایا گیا ہو۔ غرض یہ کہ یہ تمام چیزیں ضرورت کے لیے فراہم کر دی گئی تھیں۔ برآمدے میں ایک طرف ایک تخت رکھا ہوا تھا۔ یہ تخت سیاہ ہاتھی دانت کا بنا ہوا تھا۔ اور اس کے پائے بالکل انسانی ٹانگوں کی مانند تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے چار آدمی اس تخت کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں۔ اور تخت پر ایک بڑا سائبان تھا جو نیلے رنگ کی گھاس کا بنا ہوا تھا۔ بعد میں یہ معلوم ہوا کہ یہ بادشاہ کے محل خاص کا ایک حصہ ہے۔ اور بادشاہ کو دیوی دیوتاؤں پر فوقیت حاصل نہیں تھی۔ اور ان کے لیے عبادت گذاروں نے اسے محل سے نکال باہر کیا تھا تاکہ دیوی دیوتا اس کے محل میں ٹھہریں۔ اور میشل کو پہنچا دیا گیا اور اس کے برابر ایک دوسری جگہ میں نادر کوہالہ اور مونٹا کو، گویا ان لوگوں نے انہیں الگ الگ کر دیا تھا۔ لیکن یہ ہی شکر تھا کہ وہ سب ایک چھت کے نیچے یکجا تھے۔ اور اس پر انہیں خاصا اعتراض تھا چونکہ ابھی وہ اس شہر کے بارے میں مکمل طور سے نہیں جانتے تھے۔ اور کم از کم ایک دوسرے سے باتیں کر کے وہ اپنا مقصد ایک دوسرے کو سمجھا سکتے تھے۔ لیکن عارضی طور پر انہوں نے یہ خاموشی اختیار کی۔ نادر نے کوہالہ اور مونٹا سے کہا۔

"دیکھو اب کیا ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے میشل اس صورحال سے گھبرا جائے"۔ کوہالہ نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا شہر ہے اور میری آبادی' تم فکر نہ کرو کہ میں ہر صورتحال سے تمہیں آگاہ کرتی رہوں گی۔ آہ بے شک میں نے بچپن میں ان لوگوں کو دیکھا ہے۔ لیکن پھر بھی یوں لگتا ہے جیسے میرا آج بھی ان سے گہرا رشتہ ہے"۔ تھوڑی دیر کے بعد بہت سے عورتیں ان کا کھانا لے کر آگئیں۔ جو ابلے ہوئے چاول' بھنے ہوئے گوشت اور دودھ پر مشتمل تھا۔ کھانے کے بعد ٹہلنے کی غرض سے باہر نکلے۔ مونٹا نے کہا۔

"ایسا نہ ہو عظیم آقا کہ یہ لوگ ہمارا باہر نکلنا پسند نہ کریں"۔

"دیکھا جائے گا"۔ نادر نے جواب دیا۔ باہر جھانکا تو انہوں نے دیکھا کہ ہر دروازے پر مسلح افراد کھڑے ہوئے ہیں۔ اور اس کمرے کے سامنے جن میں فینٹ اور میشل تھے

بہت سے لمبے چغے والے پادری بتوں کی طرح بے حس و حرکت کھڑے تھے۔ انہوں نے ان کے درمیان سے گذر کر ان دونوں کے پاس جانے کی کوشش کی۔ لیکن لمبے پادریوں نے اپنے بھالے ان کی طرف جھکا کر انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا۔

"کیا ہمیں اندر جانا منع ہے"۔ کوہالہ نے سوال کیا۔

"ہاں۔ دیوی اور دیوتا کے پاس عام لوگ نہیں جا سکتے"۔

"لیکن ہم عام لوگ نہیں ہیں کیونکہ ان کے ساتھ ہی یہاں آئے ہیں"۔

"تم قابل احترام ہو۔ لیکن مقدس پجاری کے حکم کا پاس کرو"۔

"کون مقدس پجاری"؟

"آہ۔ کیا تم اسے نہیں جانتے"؟

"ہم اس قدر واقف نہیں ہیں۔ جس قدر دیوی اور دیوتا"۔

"وہ بزرگ جو ہمارا رہنما ہے۔ اور وہی ہمیں سب کچھ بتاتا ہے۔ اور اسی نے تمہیں شناخت کیا اور اندھیرے والوں کو بتایا کہ ہم دیوی دیوتا کے درمیان ہیں"۔

"لیکن تم لوگ یہاں کیوں کھڑے ہو"۔

"ہم اس کے خادم ہیں۔ جو اوپر کی بلندیوں سے زمین کی گہرائیوں تک آئے ہیں"۔

"مگر ہم ان کے پاس جانا چاہتے ہیں"۔

"یہ دیوی اور دیوتا کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں"۔

"ٹھیک ہے۔ ہم دوبارہ ان سے ملنے کی کوشش کریں گے"۔ پھر کوہالہ' وہاں سے نادر اور مونٹا کو لیے ہوئے واپس مڑی اور اپنے کمرے میں آگئی۔ یہ صورتحال ان لوگوں کے لیے ذرا غور کرنے کا مقام نمایاں کرتی تھی۔ اور اس کے بعد وہ تینوں سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ اور اس بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ نادر نے کہا۔

"ہمیں سب سے پہلی کوشش یہ ہی کرنی ہے کہ اگر ہم ان کے ساتھ نہ بھی رہ سکیں تو کم از کم ان سے ملاقات تو کر سکیں"۔ کوہالہ پریشان لہجے میں بولی۔

"اور آقا زادی۔ بھلا اس بدصورت' سیاہ فام سے کیا باتیں کرے گی۔ اور اس کے ساتھ کیسے مطمئن رہ سکے گی۔ وہ تو پریشان ہو جائے گی۔ آہ' میں اس کے لیے سخت پریشان ہوں"۔

"تو بڑی بی! پھر یہ بتاؤ ہمیں کرنا کیا چاہئے"۔

"میں سمجھتی ہوں ایک بار ان سے ملاقات ہو جائے تو بہتر ہے"۔

"بات تو وہیں آ جاتی ہے کہ ان سے ملاقات کیسے ہو"۔
"ہاں۔ یہ تو سوچنے کا مقام ہے"۔ سب کے چہرے پریشانی کی تصویر بن گئے تھے۔

○

ادھر فینٹ اور میشل کا بھی یہ ہی حال تھا۔ میشل تو کچھ زیادہ ہی خوفزدہ نظر آ رہی تھی۔ فینٹ بھی متفکر بیٹھا ہوا تھا۔ میشل نے کہا۔

"اور یہ تو بہتر نہیں مسٹر فینٹ کہ ہم لوگ الگ الگ ہو جائیں۔ مسٹر نادر کوہالہ اور سونا اگر ہمارے ساتھ ہی ہوتے تو کیا ہی اچھا ہوتا"۔ فینٹ نے پرخیال لہجے میں کہا۔

"آقا زادی! یہ شاید ممکن نہ ہو سکے۔ اور میں کیا کہوں اپنے بارے میں۔ مجھ جیسا بد صورت' بد شکل جسے آپ نے عزت کا مقام دے کر مسٹر فینٹ کے نام سے پکارا' درحقیقت یہاں جو بنا دیا گیا ہے نہ تو وہ مجھے پسند ہے اور نہ ہی میں اس کا اہل ہوں۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ عظیم آقا جو خوبصورت جسم اور خوبصورت چہرے کے مالک ہیں۔ اس منصب کے اہل قرار پاتے۔ اور آپ کے ساتھ درحقیقت وہی ایک دیوتا کی حالت میں بہتر نظر کے اہل قرار پاتے۔ اور آپ کے ساتھ درحقیقت وہی ایک دیوتا کی حالت میں بہتر نظر آتے۔ مگر یہ بے عقل لوگ ایک معمولی سے شخص کو جس کی کوئی عزت کوئی مقام نہیں ہے"۔ فینٹ نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ میشل نے آگے بڑھ کر اس کی کلائی پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور بولی۔

"اس کے بعد تم اپنے آپ کو اس نام سے مخاطب نہ کرنا۔ سمجھ رہے ہو ناں تم۔ بس ایک بار ایسا ہوتا کہ ہم لوگ مل بیٹھتے اور یہ طے کر لیتے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ تو وہ زیادہ مناسب ہوتا۔ ویسے میں غیر مطمئن نہیں ہوں۔ بس ذرا یہاں کے حالات دل پر خوف طاری کرتے ہیں۔ اور نجانے آگے کیا ہوگا۔ یہ سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے۔ ویسے تمہارا مالک یا تمہارا دوست نجانے کس حال میں ہوگا۔ تاہم وہ ایک عظیم انسان ہے۔ دیکھو کیا ہوتا ہے۔ اور پھر یوں ہوا کہ کچھ پجاری جو سیاہ چغے پہنے ہوئے تھے اپنے ہاتھوں میں پوجا کے پھول لیے ہوئے ان کے سامنے پہنچے اور ان دونوں کے قدموں میں یہ پھول سجانے

لگے تو فینٹ نے ایک ٹھوکر سے پھولوں کا ڈھیر دور لڑھکا دیا۔ اور کرخت لہجے میں بولا۔

"بے وقوفو! میری پوجا اور میری عبادت کرنے والا وہ سفید چہرے والا آدمی ہے۔ اور اس کے ساتھ بوڑھی عورت' اور بوڑھی عورت کے ساتھ بوڑھا مرد اور اس سے پہلے بھی کسی اور نے میری پوجا نہیں کی تو یہ پھول اٹھاؤ یہاں سے۔ اور ہم اس وقت تک کسی کی عبادت قبول نہیں کریں گے جب تک کہ ہمارے قدموں میں پھول چڑھانے والے ہمارے سامنے نہ ہوں"۔ اور پجاری خوف سے کانپ اٹھے۔ انہوں نے گردنیں خم کیں۔

ایک پجاری نے دوسرے سے کہا۔

"پھول اٹھا لو۔ اور مقدس کال کو اس بارے میں اطلاع دو۔ اور اس سے کہو کہ دیوتا کیا چاہتا ہے"۔ انہوں نے پھول سمیٹے۔ اور یہ ایک نیا نام ان کے علم میں آیا۔ تو وہ باہر نکل گئے۔ اور جب وہ باہر نکلے تو پہلی بار میشل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کئی بار مسٹر نادر نے کہا کہ فینٹ تم ایک ذہین آدمی ہو۔ اور ایسے موقعوں پر جب دوسروں کی کوئی رائے تم پر مسلط نہیں ہوتی تو تم بہترین فیصلے کرتے ہو۔ اور ایسا ہی سفید بھیڑیے کے کرال میں کیا۔ اور اس وقت بھی تمہاری ذہانت صاف ظاہر ہے"۔

"بس میں خادموں کا خادم ہوں۔ اور آقا زادی میں نے بھی مہذب دنیا میں پرورش پائی ہے۔ اور تھوڑا تھوڑا وہاں کے رسم و رواج کو سیکھ لیا ہے۔ بس یہ ہی کچھ باتیں کام آ جاتی ہیں۔ ورنہ بدصورت فینٹ"۔

"مجھے تم سے اختلاف ہے فینٹ بار بار تم اپنے آپ کو بدصورت کہتے ہو۔ اور مجھے آقا زادی۔ بھلا میں تمہاری آقا زادی کہاں سے ہوگئی"۔ فینٹ نے مسکراتے ہوئے گردن خم کرلی۔ پھر آہستہ سے بولا۔

"مجھے اس میں سکون ملتا ہے"۔ اور میشل کی آنکھوں میں عجیب سی کیفیت لہرانے لگی۔ لیکن پھر اس کی محویت کا طلسم اس وقت ٹوٹ گیا جب وہی مقدس پجاری ہاتھوں میں پھولوں کی تھالیاں لیے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ اور ان کے ساتھ نادر کوہالہ اور مونٹا اندر آگئے۔ تو فینٹ نے کہا۔

"اور پجاریو! تم واپس جاؤ۔ اور انہیں ہماری پوجا کرنے دو"۔ پجاری باہر نکل گئے۔ اور نادر نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب کیا تو نے فینٹ۔ اور مجھے امید یہ ہی تھی تجھ سے' واقعی کمال کیا لیکن ایسے ہوا کیسے"۔ جواب میں فینٹ نے دروازے کی طرف اشارہ کرکے کہا۔

"دروازہ تو بند کردو"۔ اور نادر ہنس پڑا پھر بولا۔

"تو کیا تیرے خیال میں یہ لوگ انگریزی جانتے ہوں گے۔ کی ناں موٹی عقل والی بات"۔ یوں سب لوگ ہنس پڑے تھے۔ کوہالہ اور مونٹا نے پھول فینٹ کے قدموں میں سجانے شروع کردیے۔ اور نادر نے بھی' تو فینٹ ہنس کر بولا۔

"کیا ہی عمدہ موقع ملا ہے مجھے لیکن میرے دوست۔ میرے سب سے پیارے آقا۔ مجھے معاف کردینا کہ تجھے ایسا کام کرنا پڑ رہا ہے۔ اور ایک ایک پھول میرے سامنے رکھو۔ تاکہ ہمارے درمیان گفتگو ہوسکے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کرنا کیا ہے۔

"ہاں۔ میں تجھ سے یہ باتیں کرنے کے لیے بے چین تھا۔ فینٹ۔ پہلا کام تو' تو یہ کرکہ اگر ممکن ہوسکے تو ان لوگوں سے یہ کہہ کہ ہم عقیدت مندوں کو تیرے قدموں میں ہی رہنے دیا جائے۔ اور اس طرح یوں ہوگا کہ ہم آپس میں بات کرسکیں گے"۔

"تمہاری عقل بڑی ہے' عظیم آقا۔ لیکن میری مانو تو ایسا نہ کریں۔ اگر ہم سب ایک جگہ جمع ہوگئے تو ان بے چارے سیاہ فاموں کا کون خیال رکھے گا جو ہمارے ساتھ آئے ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس یوں کیا جائے کہ ان لوگوں کے رسم و رواج کے مطابق تمہاری ہر خدمت سونپی جائے۔ یعنی وہ جو ان کے لیے ممکن ہو"۔ نادر نے کہا۔

"تو ٹھیک کہتا ہے فینٹ۔ اور میں تیری عقل کو بڑا مانتا ہوں۔ خاص طور سے یہاں کرنے کے بعد تو نے ثابت کردیا کہ تو ہم سے عظیم ہے"۔

"آقا۔ مجھے شرمندہ کررہے ہو۔ بہرحال تم ان لوگوں کا بھی خیال رکھو"۔ اور پھر جب پجاری اندر آئے تو یہ بات فینٹ نے ان سے کہی۔

"سنو۔ کال سے کہو کہ پوجا کے جتنے پھول ہم پر چڑھائے جائیں ان کا ذمہ دار ان لوگوں کو قرار دیا جائے۔ اور انہیں وقفے وقفے سے ہمارے پاس بھیجا جائے کہ ہم اپنی ضرورتیں انہی سے بیان کرتے ہیں۔ تب ان میں سے ایک شخص نے کہا۔

"ٹھیک ہے کال نے اس کی اجازت دی ہے۔ اور ایسا مناسب ہے"۔

"دوسری بات جن لوگوں نے ہماری خدمت کی اور جو ہمیں یہاں تک لائے۔ ان کی عزت اور بڑا مقام حاصل ہے انہیں۔ اور انہیں کوئی تکلیف نہ ہونے دی جائے"۔

"ایسا ہی ہوگا مقدس دیوتا۔ ایسا ہی ہوگا۔ جو تو نے کہا"۔ اور پھر وہ لوگ چلے گئے۔ اور ساتھ میں نادر اور اس کے ساتھ کوہالہ اور مونٹا بھی۔ تو میشل نے کہا۔

"اور اب کچھ سکون حاصل ہوا"۔ پھر یہ رات گذر گئی۔ اور دوسرے دن پھر ان

لوگوں کی ملاقات ہوئی۔ جس میں نادر نے بتایا کہ کالے غلام بہت خوش ہیں۔ اور ان کی خوب خاطر مدارت کی جا رہی ہے۔ ہر طرح کی اشیاء ان کے پاس موجود ہیں۔ تب اسی شام کال نے ان سے ملاقات کی۔ اور اس نے عجیب و غریب رسومات کے بعد' جو فینٹ کے اور میش کے قدموں میں بیٹھ کر ادا کی گئی تھیں کہا۔

"کل تجھے تیسرا دن ہو گا۔ مقدس ذام' اور عظیم سوالہ' کیا یہ تم دونوں کے نام ہیں۔ اور یہ نام ہمیں در حقیقت بڑے پجاری جن کا نام ہومان ہے' بھیجے ہیں۔ اور کہا ہے کہ نئے دیوی دیوتا آسمانوں میں اسی نام سے پکارے جاتے ہیں۔ سو انہیں یہ ہی نام دیا جائے۔ کل ہم جشن کا دن منا رہے ہیں۔ اور شام کو پجاری اور پجارنیں تمہیں اس جشن میں شرکت کے لیے سنوارنے پہنچ جائیں گے۔ اور معزز دیوتا اور وہ جو دیوتا کے ساتھ آسمانوں سے زمین تک پہنچی ہے۔ تم اس کے لیے تیار رہنا"۔ اور یہ سب کچھ کہنے کے بعد ان لوگوں نے ان کے سامنے دو زانو ہو کر سجدے کیے۔ اور اس کے بعد یہاں سے باہر نکل گئے۔

○

اب تک جو کچھ ہوتا رہا تھا وہ ایک خواب کی مانند تھا اور سبھی کے دلوں میں نجانے کیسے کیسے تاثرات تھے کبھی کبھی نادر اس بات پر شرمندہ ہو جاتا تھا کہ اس کی اپنی ذات کی تسکین کیلئے کیسے کیسے لوگوں کو مشکلات کا شکار ہونا پڑ رہا ہے اگر یوں ہوتا تو کیا برا رہتا کہ نادر بھی ان کوششوں میں ناکام رہ کر اپنے بھائی کی طرح زندگی سے نجات حاصل کر لیتا اور اس طرح موت کے بعد تو خود بخود ساری کہانیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ لیکن تقدیر ایک کے بعد ایک فیصلے کرتی رہی تھی اور نادر ان فیصلوں کا شکار ہوتا رہا تھا یہاں تک کہ وہ اس وحشت ناک جگہ پہنچ گئے تھے جہاں رہتے تو انسان ہی تھے لیکن یہ کون سی دنیا کے انسان تھے یہ بات مہذب دنیا کے رہنے والوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچی ہو گی۔ کوئی بھی اگر اس کہانی کو سنے گا تو یقین نہیں کرے گا اور یہی کہا جائے گا کہ یہ ایک بہت خوبصورت افسانہ ہے اور اس میں ہولناک واقعات شامل کیے گئے ہیں لیکن جو ان ہولناک واقعات سے گزر رہے تھے اصل حقیقت وہی جانتے تھے۔ پے در پے واقعات پیش آ رہے تھے۔ اور انہیں سوچنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ پھر سردار الاہا ان کے پاس پہنچا یہ ایک نیاز مند آدمی تھا ویسے بھی جوان آدمی تھا اور دوسروں کی نسبت اس کے چہرے پر نرمی نظر آتی تھی اور اس نے اصولوں کے مطابق ان لوگوں کا احترام کیا اور پھر کہا۔

"عظیم دیوتا مقدس ذام اور دیوی شہوان میں تیرا غلام' تجھ پر اپنی اطاعت ظاہر کرنے آیا ہوں اور کبھی ایسا نہ ہو گا کہ میرا سر تیرے سامنے اٹھے اور میں تیرے قدموں میں ہمیشہ سر جھکائے رہوں گا اور تو حکم دے گی تو میں اپنی سرداری کا تاج اپنے سر پر رکھوں گا ورنہ جب بھی تیرا حکم ہو گا میں اسے اتار کر کسی اور کے حوالے کر دوں گا۔ مقدس دیوی اور مقدس دیوتا میں یہی عرض کرنے کیلئے تیرے پاس حاضر ہوا تھا کہ اگر وقت کوئی ایسی بات تیرے کانوں تک پہنچائے جو میرے خلاف ہو تو کم از کم میری اس اطاعت کو ذہن میں رکھنا اور میرے لیے کوئی ایسا حکم نہ دینا جو میری زندگی کا چراغ گل کر دے' کہ میں نے ابھی اپنی زندگی کو بہت کم دیکھا ہے بس یہی کہنے کیلئے میں حاضر ہوا تھا"۔ اور جس طرح وہ آیا تھا اسی طرح چلا گیا لیکن نہ تو فینٹ اور نہ ہی میش اس کی بات سمجھ سکے تھے یہاں تک کہ نادر کی سمجھ میں بھی کچھ نہیں آیا تھا اور وہ بھی حیران تھا۔ اور اس کے ساتھ کوہالہ اور فونا بھی' اور وہ اس صورت حال کو جاننے کی فکر میں سرگرداں تھے کہ اصل واقعہ کیا ہے اور یہ بتا دیا گیا تھا انہیں کہ مقررہ وقت پر انہیں اندھیرے والوں کے سامنے زیارت کیلئے لے جایا جائے گا اور اس کے لیے تیاریاں ہونی بھی ضروری ہیں--- وہ انتظار کرتے رہے اور پھر

وقت کچھ اور گذرا' سردار الاہا کے الفاظ نے انہیں حیران کر دیا تھا لیکن پھر بات آہستہ آہستہ ان کی سمجھ میں آ گئی اور اس وقت انہیں احساس ہوا کہ اصل واقعہ کیا ہے تو ہوا یوں کہ جس جگہ وہ فروکش تھے' یہ ایک بڑا سا کمرا تھا کمرا کیا زمانہ قدیم میں کوئی غار تھا جسے انسانی ہاتھوں کی تراش نے سپاٹ اور سیدھی دیواروں کی شکل میں چکنا کیا تھا اور اسے خوبصورت ترین بنا دیا تھا' اور اس میں انتہائی قیمتی اشیاء سجاوٹ کے طور پر لگی ہوئی تھیں اور کہیں سے بھی کوئی اندازہ نہیں ہوتا تھا یعنی وہ جگہ جہاں خاص قسم کے جنگلی پودوں کی بیلوں سے سجانے کی کوشش کی گئی تھی اور جو عجیب و غریب معلوم ہوتی تھی جب یہ لوگ آپس میں بیٹھے مشورے میں مصروف تھے اور سردار الاہا جا چکا تھا اور بہت وقت ہو گیا تھا لے گئے ہوئے تو اچانک' انہوں نے کچھ سرسراہٹیں محسوس کیں اور حیران ہو کر اس دیوار کی جانب دیکھنے لگے جہاں کچھ سرسراہٹیں نمودار ہوئی تھیں اور ان سرسراہٹوں کے نمودار ہونے کے بعد وہاں ایک دیوار شق ہو گئی اور اس میں ایک گول دروازہ پیدا ہو گیا جیسے کوئی چیز اس کی جگہ سے ہٹا دی گئی ہو غالباً" یہ کوئی خاص طریقے سے بنائی گئی دیوار تھی اور جس میں جو چٹان پتھر کی تھی اور جس کے رخنے ان جنگلی بیلوں میں چھپے ہوئے تھے اپنی جگہ سے گھوم گئی تھی اور درمیان سے دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی تھی گویا اسے گھمانے کیلئے پتھروں میں سوراخ کر کے اس طرح سے اس چٹان کو پھنسایا گیا تھا کہ اگر کوئی دوسری جانب سے ہی اسے گھمائے تو یہ گھوم سکتی تھی ورنہ نئے آنے والے اجنبیوں کو تو پتہ بھی نہیں چل سکتا تھا کہ اس دیوار کے پیچھے کوئی اور بھی دیوار ہے اور یہ لوگ حیران ہو کر اس طرف دیکھنے لگے تھے جو سوراخ پیدا ہوا تھا وہ تاریک تھا اور اس سے کوئی روشنی نہیں آ رہی تھی وہ حیران نگاہوں سے ادھر دیکھتے رہے پھر لمحہ لمحہ سوراخ آہستہ آہستہ روشن ہونے لگا اور تھوڑی دیر کے بعد یوں محسوس ہوا جیسے ایک روشنی متحرک ہے اور کوئی آ رہا ہے تو پھر انہوں نے حیرانی سے دو مشعلیں دیکھیں جو انسانی ہاتھوں میں تھیں اور ان مشعلوں کو جو اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ یہیں کے مقامی باشندے تھے۔ اور ان کے چہروں پر خوف چھایا ہوا تھا ان کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں وہ مشعل لیے ہوئے آ رہے تھے۔ بات کچھ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی اور یہ لوگ ساکت نگاہوں سے انہیں دیکھ رہے تھے کہ یہ ایک حیرتناک واقعہ تھا اور دیکھنا یہ تھا کہ ان مشعل برداروں کو جو اس جگہ سے نمودار ہوئے ہیں ان سے کیا کام ہے یا وہ کس مقصد کے تحت یہاں آئے ہیں تب وہ دونوں سمت کے دروازے سے نکل کر اس کے کنارے پر کھڑے ہو گئے اور پھر کوئی اور نظر آیا جو آہستہ آہستہ ادھر آ رہا تھا جگہ

اتنی بڑی تھی کہ ایک آدمی باسانی وہاں سے گذر سکے۔ تو جو شخص وہاں سے گذر کر اندر آیا اسے دیکھ کر ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں وہ بڑا پجاری اور دیوتاؤں کا چہیتا ہومان تھا جو بہت ضعیف اور بوڑھا تھا لیکن اس وقت جب وہ انسانوں کے شانوں پر سوار ہو کر وہاں پہنچا تھا اور اس نے ان کی تصدیق کی تھی نجانے کیوں اس وقت بھی نادر کو محسوس ہوا تھا کہ بوڑھے شخص کی آنکھوں میں ایک شدید مکاری چھپی ہوئی ہے اور وہ کوئی ذرا مختلف قسم کا آدمی نظر آتا ہے لیکن وہ ان کا محسن بھی تھا کہ اس نے ان کے دیوی دیوتا ہونے کی تصدیق کی تھی بات اگر وہیں سے خراب ہو جاتی تو صورت حال مشکل ہو جاتی کیونکہ اس وقت بہت تھوڑے افراد تھے جو ان کے عقیدت مند اس وقت تک نہیں تھے جب تک کہ بوڑھے نے ان کی تصدیق نہیں کر دی تھی اور اس وقت بھی بوڑھا ہومان اپنے قدموں سے چل کر آ رہا تھا اور اس قدر لاغر نہیں نظر آ رہا تھا' جتنا وہ اس وقت نظر آیا تھا' اور جب وہ ان کے درمیان پہنچا تو وہ دونوں مشعل بردار کھڑے ہوئے تھے واپس اس سوراخ سے اندر داخل ہوئے اور چٹان ایک بار پھر اپنی جگہ سے گھوم کر ہموار ہو گئی اور تعجب کی بات تھی کہ اس عجیب و غریب جگہ یعنی مہذب انسانوں کی سیاہ فاموں کی اس بستی میں ایسی کوئی جگہ بھی بنائی گئی تھی جسے بڑی شان کے ساتھ یہ کہا جا سکتا تھا کہ وہ جدید ترین تھا اور ایسی جگہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہومان نیچے اترا اور آہستہ سے چلتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا پھر اس نے دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنی گردن خم کی اور خاصا نیچے تک جھکتا چلا گیا اس کے بعد سیدھا ہو گیا اور اس نے کہا۔

"یہ وہ وقت ہے کہ اب یہاں میرے سوا اور کوئی نہیں آئے گا اور میں جانتا ہوں کہ ایسا ہی ہو گا اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم لوگ میرے آنے سے حیران ہو لیکن بہتر ہے مجھے بیٹھنے کی پیشکش کرو میں تمہارے سامنے کی اونچی جگہ نہیں بیٹھ سکتا بلکہ نیچے زمین پر بیٹھ کر تمہاری تعظیم کرنا چاہتا ہوں"۔ پھر وہ خود ہی ایک جگہ منتخب کر کے بیٹھ گیا ان سب پر سکتہ طاری تھا۔ ہومان کا اس طرح آجانا ان کے لیے تعجب کی بات تھی لیکن بہرحال وہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے تب ہومان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی اور اس نے کہا۔

"تم۔ اس نے انگلی اٹھا کر میشل کی جانب اشارہ کیا تھا میں سب سے پہلے تم سے مخاطب ہوں اور تم اگر یہ کہتی ہو کہ تم شیوالا ہو تو بتاؤ زمین کی تیسری تہہ میں کیا ہے"۔ نادر کو ایک لمحے کے اندر یہ احساس ہو گیا تھا کہ بوڑھا پجاری ہومان شیطانی قوتوں کا مالک

ہے اور اس کے دل میں کوئی ایسی بات ہے جو بڑی پراسرار حیثیت رکھتی ہے تو میشل نے خاموش نگاہوں سے ہومان کو دیکھا پھر جو کچھ اس نے کہا وہ نادر کیلئے حیران کن بھی تھا اور تسلی بخش بھی' اس نے کہا۔

"دیوتا کے پجاری ذام کے قدموں کی خاک' مجھ سے سوال کرنے سے پہلے کیا تو نے مقدس دیوتا یعنی ذام سے اس بارے میں پوچھا کہ مجھ سے کوئی سوال کرے ——" تو اس کے الفاظ پر ہومان مسکرایا پھر اس کی نگاہیں ینٹ کی طرف اٹھ گئیں۔

"اور مقدس دیوتا تو کیا یہی بات تو بتا سکتا ہے ——؟"

"میں جو کچھ بتا سکتا ہوں اس کے لیے آسمانوں سے حکم ہے کہ اپنے سینے میں رکھوں اور سوال کا جواب اسی وقت دیا جاتا ہے جب روشن اجالوں سے اس کا حکم ملے"۔

"اور تو اے شخص جو سفید چمڑی والا ہے کیا تو یہ بتا سکتا ہے اور اے عورت تو اور اے کالی شکل والے تو بتا زمین کی تیسری تہہ میں کیا ہے ——؟"

"جو بات مقدس دیوتا اپنی زبان سے ادا نہ کرنا چاہے اس کا جواب ہم اس کے خادم اور معمولی لوگ بھلا کیسے دیں گے ——" نادر نے ترش لہجے میں کہا اور وہ محسوس کر رہا تھا کہ ہومان کو دیکھ کر خاص طور سے کوہالہ کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے اور وہ پتھرا سی گئی ہے اور نہ اس کے بدن میں جنبش ہے نہ وہ ہل جل رہی ہے مگر یہ صورت حال خاصی خطرناک تھی اور مقدس پجاری کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ تھی اس نے گردن خم کر کے کہا۔

"دیوی شیوالا مقدس ذام اور اے لوگو' تم جو سب ساتھ آئے ہو میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ تم عزت والے ہو لیکن ذرا یہ سوچو اس وقت اس جگہ جب پہلی بار تم یہاں داخل ہوئے تھے اور زمین کی دوسری تہہ میں آباد ہم اندھیرے والے تمہارے بارے میں یقین نہ رکھتے تھے کہ تم آگئے ہو اور جب مجھے میرے مسکن سے بلایا گیا تو میں حیران ہوا لیکن وہاں پہنچا اور پھر میں نے تمہاری زندگیاں ان سے بچالیں کیوں جانتے ہو کیوں؟"

"جو کچھ تو کہنا چاہتا ہے ہومان صاف اور واضح الفاظ میں کہہ اور تیرا انداز گفتگو کچھ گستاخانہ ہے"۔ ینٹ نے کہا۔

"نہیں مقدس دیوی اور مقدس دیوتا ایسی بات نہیں ہے میں تمہارا احترام کرتا ہوں اور ہمیشہ ہی تمہارا احترام کرتا رہوں گا لیکن سنو' جو آسمانوں سے اترتے ہیں اور زمین کی گہرائیوں میں پہنچتے ہیں وہ اپنے ساتھ معلومات کے بہت سے خزانے لاتے ہیں اور جو

خزانے میری عمر نے میرے پاس جمع کر دیئے ہیں تم ان سے واقف نہیں اور نہ ہی ان سے واقف ہونا کوئی آسان کام ہے لیکن میں جانتا ہوں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم اپنی دنیا سے آئے ہو اور اے شخص' نہ تو ذام ہے اور عورت' نہ تو شیوالا ہے۔ ذام اور شیوالا جو بھی ہیں میں انہیں کسی بھی وقت اندھیرے والوں کے سامنے پیش کر سکتا ہوں لیکن یہ کہانیاں یہ واقعات تو تاریخ کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہیں اور وقت جانتا ہے کہ دیوی اور دیوتا کون تھے اور کہاں ہیں اور میں وقت کا ساتھی ہوں سنو' میں تمہیں جو کچھ کہہ رہا ہوں غور سے سنو اور خبردار میرے مدمقابل آنے کی کوشش نہ کرنا کہ وہ تمہارے لیے نقصان دہ ثابت ہو گی اور اس وقت بھی میں جانتا تھا کہ نہ یہ شخص ذام ہے اور نہ یہ شخص شیوالا اور نہ یہ سب جو تم دونوں کے ساتھ ہیں' وہ ہیں جو اندھیرے والے سمجھتے ہیں لیکن میں نے تصدیق کی اور دیوی دیوتا بنا ڈالا تمہیں ان لوگوں کے سامنے گویا یہ میرا عمل تھا اور اگر تم جادو کی قوت رکھتے ہو تو اسی لمحے مجھے فنا کر دو کیونکہ تمہارے پاس آسمانوں کی طاقت ہے اور میں جانتا ہوں تم ایسا نہیں کر سکو گے کیونکہ تم وہ ہو ہی نہیں جو کوئی بھی نہیں ہے"۔

"مطلب ——؟" نادر نے سوال کیا۔

"تمہارے سامنے مجھے یہ بات کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ ہزاروں سال سے میں اور میرے خاندان کے وہ لوگ جو اب اس دنیا سے چلے گئے ہیں ذام اور شیوالا کا کھیل رچائے ہوئے ہیں اور اسی میں ہماری بقا ہے اور یہی ہماری حکومت کا راز اور جب کوئی ہم سے ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے تو ہم اسے خاک کر دیتے ہیں اور پھر انتظار کرتے ہیں کہ دیوی دیوتا کا طلسم' اور صدیوں سے وہ کہانیاں سنتے آئے ہیں جن سے وہ کبھی منحرف نہیں ہوں گے لیکن اگر انہیں یہ پتہ چل جائے کہ تم لوگوں میں نہ کوئی دیوی ہے اور نہ کوئی دیوتا تو پھر ان کا قہر غضب دیکھنے کے قابل ہو گا اور تم لوگ اس بات کو تسلیم کر لو کہ حقیقت وہی ہے جو میں کہہ رہا یعنی کہ کچھ بھی نہیں اور وہ کچھ نہ ہونا بہت کچھ ہو سکتا ہے بشرطیکہ میں چاہوں ——"

"گویا تم ہم سے کوئی ایسی بات منوانا چاہتے ہو جو تمہارے خیال میں نہ ماننے کے قابل ہو"۔

"نہیں یہ بات بھی نہیں ہے بلکہ بات تو یہ ہے کہ جب بھی دیوی اور دیوتا ظہور میں آتے ہیں ان کا سب سے بڑا عقیدت مند ہومان ہی ہوتا ہے لیکن ہوتا یوں ہے کہ وہ بھی ہومان کی عزت کرتے ہیں اس کی قدر کرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو ہومان کی خواہش کے

مطابق ہو اور اس سے زیادہ تو میں کچھ چاہتا بھی نہیں ہوں اور وہ بھی نہیں جو تمہارے
لیے ناقابل عمل ہو"۔

"ہومان تو کچھ کہہ رہا ہے جانتا ہے' اگر ہم اندھیرے والوں کے سامنے وہ دہرا دیں
تو تیرے ساتھ کیا سلوک ہو گا؟" جواب میں ہومان ہنسنے لگا اور کہنے لگا۔

"لیکن حالات ماحول اور وقت میں تم سے بھی سوالات کر سکتا ہوں اور ایسی باتیں
پوچھ سکتا ہوں تم سے جن کا تم جواب نہ دے پاؤ اسی کو میں بنیاد بنا سکتا ہوں"۔

"تو جو کچھ کہہ رہا ہے وہ ناقابل یقین ہے لیکن پھر بھی وہ کہہ جو تیری خواہش ہے
اور جو کچھ تو چاہتا ہے"۔

"میری خواہش اور میری چاہت تو سنو میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ دیوتا زام
ہے' اور تو دیوی شیوالا' لیکن ہومان کے تعاون کے ساتھ' اور یہ تعاون جب بھی ختم ہوا تو
یوں سمجھ لے کہ صورت حال خراب ہو جائے گی مجھ سے منحرف نہ ہونا اور وہ نہ کرنا جو
میں نہیں چاہتا میرا خیال ہے اتنا کہنا میرے لیے کافی ہے میں تم سے کسی بات کا انکار یا
اقرار نہیں لیتا لیکن ابھی میں تمہارا دوست ہوں اور جو کچھ تمہیں سمجھانے آیا ہوں اسے
ہی سمجھنے کی کوشش کرنا تمہارے حق میں بھی بہتر ہو گا اور میرے حق میں بھی"۔ پھر وہ اپنی
جگہ سے خود بخود اٹھ گیا اور آہستہ سے چلتا ہوا دیوار کے پاس پہنچا اور جیسے ہی وہ دیوار کے
قریب پہنچا وہ چٹان پھر اپنی جگہ سے ہلی اور اس میں دروازہ نمودار ہو گیا تب وہ اس
دروازے سے اندر داخل ہو گیا اور چٹان اپنی جگہ برابر ہو گئی اور یہ سب سحر زدہ نگاہوں
سے اسے دیکھتے رہ گئے اور یہ سحر نجانے کب تک ان پر طاری رہا اور وقت گذرتا چلا گیا
بہت دیر کے بعد کوبالہ نے لرزتی آواز میں کہا۔

"تو سارا تصور ہی بدل گیا سارا خیال ہی بدل گیا اور جو علم ہمیں حاصل ہوا شاید
یہاں موجود کسی ایک انسان کو بھی حاصل نہ ہو اور میں خوفزدہ تھی کہ یہ شیطان بوڑھا جسے
اب میں شیطان کہنے سے گریز نہیں کرتی لیکن اب سے کچھ وقت پہلے اگر کوئی میری گردن
بھی کاٹ دیتا تو میں یہ لفظ اس کے لیے اپنے منہ سے ادا کرنے کے لیے تیار نہ ہوتی کیونکہ
بچپن سے میں نے اس کے تقدس کی عبادت کی ہے اور اسے بہت بڑا مانا ہے اور اس وقت
بھی تم لوگ یقین کرو مونا اور تم عظیم آقا اور تو آقا زادی' اے کالے شخص' جو اس وقت
ہمارا دیوتا بنا ہوا ہے کہ جب یہ شخص تصدیق کرنے آیا تھا اس وقت ہی میرا وجود چکرا گیا تھا
چونکہ یہ ہی تو وہ تھا جو مجھے دیوتا کے قدموں میں قربان کرنا چاہتا تھا اور میں تو اسے پہچانتی

ہوں لیکن اس وقت میں بچی تھی اور اب میں سوچتی تھی شاید اس عمر میں آنے کے بعد یہ
مجھے نہیں پہچان سکے گا اور اسی خوف کا اس وقت مجھے احساس تھا کہ کہیں وہ میری شناخت
نہ کر لے لیکن اگر وہ قوت والا ہوتا تب ایسا ہوتا اب میرا دل بہت زیادہ مطمئن ہو گیا ہے
کہ جو کچھ میں سوچتی رہی ہوں وہ غلط ہے اور وہ نہیں ہو سکتا جو میں نے سوچا تھا"۔

"ٹھیک ہے وہ تجھے نہیں پہچان سکا لیکن وہ جو کچھ کہہ گیا ہے اس کے بارے میں تم
لوگ کیا کہتے ہو؟"

"اور یہ بات تم اچھی طرح جانتے ہو عظیم آقا کہ جو کچھ اس نے کہا وہ سچ ہے
" فینٹ نے کہا۔

"ہاں"۔

"اور کیا یہ بات ہمارے لیے پریشان کن نہیں ہے کہ یہاں ایک ایسا صاحب اقتدار
شخص موجود ہے جو ہمارے بارے میں جانتا ہے"۔ میشل نے کہا۔

"لیکن ہم اس بات کا اقرار نہیں کرتے میشل' اور اگر ہم نے اس بات کا اقرار کر
لیا تو اس کا مقصد ہے کہ ہم اس کی مٹھی میں چلے جائیں گے"۔

"تو پھر"۔

"میں سمجھتا ہوں کہ حالات کا تھوڑا سا جائزہ لو یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرو کہ وہ
کیا چاہتا ہے اور اگر کوئی بات چاہتا ہے وہ جو ہمارے لیے ممکن ہو تو میرے خیال میں ہمیں
اس کی بات مان لینی چاہیے"۔

"کیا اس طرح کہ ہم اس کی برتری قبول کر لیں؟" میشل نے سوال کیا۔

"نہیں پہلے عملی کوشش کرتے ہیں وہ جو' اپنی زبان سے ادا کرے وہ اندھیرے والوں
کے سامنے آجائے اور ہومان کی طرف سے اختلاف نہ ہو اور اس کے بعد جب ہمیں یہاں
اقتدار حاصل ہو جائے گا تو ہم اس بات کو ذہن میں رکھیں گے کہ ہومان ہمارا دشمن ہو
سکتا ہے"۔

"ہاں یہ بات تو ہے"۔

"مگر عظیم آقا اگر ہم اس سے تعاون کر بھی لیں تو کیا حرج ہے؟" فینٹ نے کہا۔

"دیکھنا تو یہی ہو گا کہ وہ کیا تعاون چاہتا ہے ہم سے"۔ اور پھر اس کے بعد سب
گہری سوچ میں ڈوب گئے تھے یہ بڑا مشکل مرحلہ آگیا تھا اور حیرانی کی بات تھی کہ ایسے
ھکنڈ ہر جگہ ہوتے ہیں جو اقتدار کو قبضے میں رکھنے کے لیے نجانے کیا کیا سوانگ رچا لیتے

ہیں لیکن بہرحال یہ فکر کے لمحات تھے۔ اور وہ ان پر غور کر رہے تھے۔ فینٹ بھی بے وقوف نہیں تھا۔ بیشتر مواقع پر اس نے ناقابل یقین ذہانت کا ثبوت دیا تھا لیکن یہ مرحلہ ایسا آگیا تھا کہ وہ بھی کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔ پھر وہ الجھ کر بولا۔

"مجھے اجازت دو عظیم آقا۔ میں اسے ختم کر دوں۔ اگر وہ ہماری کامیابی میں رکاوٹ بن رہا ہے تو اس کی زندگی خطرناک ہے"۔

نادر مسکرا دیا۔ پھر اس نے کہا "نہیں فینٹ۔ بیشک تم زندگی کی بازی لگا کر ایسا کر سکتے ہو۔ کیا ہم ایسا نہیں کریں گے۔ وہ جو موت کے ہم آغوش ہو گیا ہمارے لیے اتنا ہی قیمتی تھا جتنا دوسرے۔ میں سب کے ساتھ واپس جاؤں گا۔ یہ میرا عہد ہے۔

○

نادر ایک عجیب سی وحشت کا شکار تھا یہ ماحول اس کے سر میں ہتھوڑے کی طرح دھمک رہا تھا وہ باہر نکلا اور قرب و جوار کے ماحول کا جائزہ لینے لگا تھوڑے فاصلے پر اس عبادت گاہ کا بڑا دروازہ تھا دروازے کے دونوں طرف نہائیت عظیم الشان اور مضبوط دیواریں کوئی پچاس فٹ تک بلند ہوتی چلی گئی تھیں اور ان لوگوں کی زبردست کارکردگی دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ کسی بہت بڑے مذہبی رسم یا جشن کی تیاریاں زور و شور سے ہو رہی ہیں لوگوں کے گروہ کے گروہ چاروں طرف مصروف عمل نظر آ رہے تھے اس میں وہ پجاری بھی شامل تھے جو لمبے لمبے چوغوں والے تھے وہ ادھر سے ادھر آ جا رہے تھے اور انتظامی امور والے لوگ بھی' جن کے ہاتھوں میں چوڑے بھالے اور پیشانی پر سیاہ رنگ کی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں یہ انھیں انتظامی امور کے ذمہ دار قرار دیتی تھیں۔ دروازے کی دوسری طرف بھی پہرہ تھا وہ اس وقت سامنے کھڑا دیکھ رہا تھا اور آہستہ آہستہ سورج غروب ہو رہا تھا اب یہ وقت آ گیا تھا کہ انھیں یا پھر دیوی شیوالا یا زام دیوتا کو اندھیرے والوں کے سامنے زیارت کیلئے جانا تھا اور پھر وہ واپس اس جگہ آ گیا جہاں باقی لوگ موجود تھے ابھی وہ ان لوگوں کو باہر کی تیاریوں کے بارے میں بتا ہی رہا تھا کہ دروازے پر پڑا ہوا پردہ ہٹا اور پجاریوں کا ایک گروہ کمرے میں داخل ہوا یہ تقریباً" بارہ یا تیرہ افراد تھے اور ہر پجاری کے ہاتھ میں ایک لمبی سی موم بتی تھی اور حیرت کی بات یہ تھی کہ ان سب کے پیچھے ہومان بھی تھا اور اس وقت وہ تندرست و توانا آدمی لگ رہا تھا حالانکہ اس کا بدن بہت دبلا پتلا تھا اور لمبی ڈاڑھی اور بکھرے ہوئے بالوں کی وجہ سے وہ ایک آسیب کی مانند نظر آتا تھا۔ بہر حال وہ لوگ اندر آئے اور میشل اور فینٹ کے سامنے سجدے میں گر گئے پھر دیر تک وہ اس طرح خاموش پڑے رہے جیسے پتھر کے بت ہوں یہی کیفیت خود ہومان کی تھی اور یہ لوگ دیکھ رہے تھے کہ ہومان کتنا بڑا اداکار ہے اور کیا ہی عمدہ اداکاری کرنا جانتا ہے جبکہ نجانے

کون کون سے راز اس کے دل کی گہرائیوں میں پوشیدہ تھے تو آخر کار ان میں سے ایک نے کہا-----

"کیا آپ تیار ہیں عظیم دیوتا ہم آپ کو بڑی عبادت گاہ میں لے جانے کیلئے حاضر ہوئے ہیں اور اس وقت اندھیرے والے اپنے دیوتاؤں کے درشن کیلئے بے چین ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی پر جلال صورتیں دیکھیں-----

"ٹھیک ہے ہومان ہم تیار ہیں----- میشل نے جواب دیا-----

"تو پھر یہ لباس پہن لیجئے یہ عارضی لباس ہیں جو آپ کو دوسروں کی نگاہوں سے چھپا لیں گے کیونکہ آپکی مقدس صورتیں اس وقت تک کوئی دوسرا نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ زیارت کا وقت نہ ہو جائے اور پھر لمبے لمبے چوغے انہیں دے دیئے گئے اور صرف فینٹ اور میشل کے لئے یہ چوغے لائے گئے تھے اور بڑے احترام سے ایک شخص انھیں اپنے دونوں ہاتھوں میں پتھر کی بنی ہوئی ایک تھالی میں رکھ کر لایا تھا اور ہومان نے یہ لباس جس میں تسموں کی بجائے سینگ کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے اور لمبے لبادے کو بکری کے بالوں سے بنایا گیا تھا اس میں بری بری آستین لگی ہوئی تھیں جو اتنی بڑی تھیں کہ اسے پہننے والے کے ہاتھ بھی ان میں چھپ جائیں اور اس کے اوپری سرے پر ایک گول نوکدار ٹوپی سے نقاب لٹک رہی تھی جس میں تین سوراخ تھے دو آنکھوں کیلئے اور ایک سانس لینے کیلئے- میشل اور فینٹ نے لباس اپنے جسموں پر پہنا اور وہ یوں محسوس ہوا جیسے کوئی پر اسرار بلائیں ہوں پھر انہی پجاریوں نے میشل کے ہاتھ میں نجانے کونسی قسم کے پھول دیئے ان میں سے ایک سرخ تھا اور دوسرا سفید یہ پھول اسے دونوں ہاتھوں میں پکڑنے تھے گویا دیوی تیار ہو گئی تھی باہر جانے کیلئے اس کے بعد پجاری فینٹ کے پاس پہنچے اور اسی طرح اسے بھی سجا دیا گیا اور اس کے ہاتھ میں سفید ہاتھی دانت کی ایک فرہاد چھڑی دی گئی جو سانپ کی شکل کی تھی اور کافی قدیم معلوم ہوتی تھی اس کی آنکھوں کی جگہ ہیرے جڑے ہوئے تھے فینٹ نے یہ چھڑی اپنے ہاتھ میں لے لی تو ہومان نے مسکراہٹ کے ساتھ کہا-----

"دیوی اور دیوتا تیار ہو گئے ہیں اور اب ہمیں چلنا ہے اور اب آپ کو چلنا ہے-----"

"ہاں لیکن ہمارے خادم بھی ہمارے ساتھ آئیں گے وہ بھی جو اس کمرے میں ہیں اور وہ بھی جنہیں دوسری جگہ رکھا گیا ہے اور یہ عورت یہیں رہے گی کہ جب ہم واپس آئیں

تو ہمیں اپنی ضرورت کی چیزیں تیار مل جائیں میشل خود ہی فیصلے کر رہی تھی اور یہ بات اس نے اس لئے کہی تھی کہ خود کوہالہ نے خوف کا اظہار کیا تھا اور کہا تھا کہ اس کا عبادت گاہ میں جانا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کسی کو کوئی اعتراض ہو سکتا تھا خصوصاً" نادر کو' کیونکہ نادر نے بھی میشل کی ذہانت سے پورا پورا اتفاق کیا تھا اور واقعی اس وقت کوہالہ کی کیفیت خاصی خراب تھی تو ہومان نے پر ادب لہجے میں کہا-

"آپ کے سب خادم باہر کھڑے ہیں دیوی' اور ان کے لئے بھی تیاریاں کر لی گئی ہیں لیکن یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے اس کے جھریوں پڑے چہرے پر نہائیت ہی معنی خیز مسکراہٹ پھیل گئی اور نجانے کیوں نادر کو اس کی مسکراہٹ میں ایک شیطان کی سی عیاری اور مکاری محسوس ہوئی پھر اس نے سوچا کہ کیا کہنا چاہتا ہے یہ بوڑھا مکار اس کے الفاظ میں جو خاص بات تھی اس نے نادر کو کسی حد تک مضطرب کر دیا تھا آخر کیا تیاریاں کر لی ہیں' اس نے اس' یہ تمام باتیں سوچنے کا وقت نہیں تھا وہ لوگ برآمدے میں آ گئے جہاں مسلح سپاہی ڈولیاں لئے کھڑے ہوئے تھے اور یہیں پر انہوں نے اپنے ساتھ آنے والے سیاہ فاموں کو بھی دیکھا جن کے چہروں پر خوف و ہراس طاری تھا کیونکہ بہت سے افراد انہیں اپنے نرغے میں لئے ہوئے تھے جن کے پاس ہتھیار موجود تھے- صرف فینٹ اور میشل کو ڈولیوں میں بٹھایا گیا اور ڈولیوں کے پیچھے چھوٹے سے گروہ کی صف تھی اور مونٹا سب سے آگے آگے چل رہا تھا انہیں خاص طور پر ہتھیار بھی دیئے گئے تھے یعنی نادر کو اور مونٹا کو اور یہ لوگ بڑی احتیاط سے آگے بڑھ رہے تھے اور ان کے خصوصی ہتھیار بھی ان کے لباسوں میں چھپے ہوئے تھے کہ اب تک جس چیز کی خاص طور پر حفاظت کی گئی تھی وہ بارود اور دھماکے کرنے والے ہتھیار تھے- اور یہی ایک ایسا سنہری کارڈ تھا ان کے ہاتھ میں جس سے وہ کبھی کسی لمحے حالات پر قابو پا سکتے تھے کیونکہ اس کے لئے خاص طور سے ہدائیت کر دی گئی تھی البتہ یہ بات انہیں معلوم نہیں تھی کہ بارود کے استعمال اور آتش ہتھیاروں کے استعمال سے خود اس بوڑھے شیطان کو واقفیت ہے یا نہیں' لیکن جو کچھ انہوں نے اپنے جسموں پر سجایا تھا اس پر اس نے غور نہیں کیا تھا اور انہیں ان کا مخصوص ہتھیار ہی سمجھا تھا لیکن بہر حال ہر چیز کار آمد تھی اور خصوصی طور پر پستول جو چھوٹے ہوتے تھے لیکن موقعے پر کام آنے والے چنانچہ یہ سب آگے بڑھ گئے وہ اس بات کا تھوڑا بہت اندازہ لگا چکے تھے کہ اگر یہ لوگ ان ہتھیاروں کی جانب توجہ نہیں دیتے تو وہ انہیں صرف ان کا زیور سمجھتے ہیں- پھر یہ گروہ آگے بڑھا اور عجیب سی بے ہنگم آوازیں فضا میں گونجنے لگیں یہ ان کے آگے پیچھے

اور دائیں بائیں چلنے والے پجاری تھے جو کوئی مقدس گیت گا رہے تھے سپاہیوں کی قطاروں کی قطاریں بھالوں کے پھلوں پر موم بتیاں روشن کئے آگے بڑھ رہی تھیں اور جب وہ عظیم الشان دروازے کے پاس پہنچے تو دروازہ کھول دیا گیا اور اس سے وہ باہر آئے چنانچہ اب وہ اس بلندی پر چڑھ گئے تھے جو اس رہائش گاہ یعنی محل اور اس بڑی اور عظیم الشان عبادت گاہ کے درمیان تھی جو انتہائی ہیبتناک تھی اور بلندی پر نظر آ رہی تھی یہ فاصلے طے کرنے کے بعد وہ عبادت گاہ کے سامنے پہنچ گئے جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور یہاں ڈولیاں رکھ دی گئیں۔

میشل اور فینٹ سے نیچے اتر آنے کو کہا گیا جیسے ہی وہ نیچے اترے ساری روشنیاں بجھا دی گئیں موم بتیاں اور مشعلیں دھواں دے رہی تھیں اور قرب و جوار میں مکمل اندھیرا چھا گیا تھا اندھیرا بڑا ہیبتناک اور دل لرزا دینے والا تھا پتہ نہیں اس کی کیا وجہ تھی اچانک کسی نے نادر کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے گھسیٹ کر ایک طرف لے چلا نادر کچھ ایسی کیفیت میں تھا کہ مدافعت بھی نہیں کر سکا اور اس کے ساتھ گھسٹتا چلا گیا خدا جانے گھسیٹنے والا کون تھا اور وہ اسے کہاں لیئے جا رہا تھا اندھیرا اتنا گہرا تھا کہ وہ معلوم نہ کر سکا کہ اسے کہاں لے جایا جا رہا ہے یہاں تک کہ اسے یہ احساس ہوا کہ وہ شخص جو اسے گھسیٹ رہا ہے وہ کوئی پجاری ہی ہے یہ اس کے لباس کی وجہ سے اندازہ ہوا تھا۔ پھر خاصا فاصلہ طے ہو گیا آوازوں سے اس نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ اس کے ساتھ اکیلے ہی یہ واقعہ پیش نہیں آیا بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی اسی طرح گھسیٹ کر لے جایا جا رہا ہے اس نے ان لوگوں کی آوازیں بھی سنیں جو اس کے اپنے ساتھی تھے وہ خوف سے بڑبڑا رہے تھے اور پوچھ رہے تھے کہ وہ کون ہیں اور انہیں کہاں لے جایا جا رہا ہے پھر اچانک ہی ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے ان کے ساتھ سختی کی جا رہی ہو کچھ گھونسوں اور تھپڑوں کی آوازیں تھیں چنانچہ یہ ظاہر ہوا کہ انہیں اس وقت خاموش ہی رہنا ہے پھر اچانک ہی نادر کو یہ محسوس ہوا جیسے وہ کھلی فضا میں سے نکل کر کسی تنگ جگہ پر آ گئے ہوں کیونکہ ہوا بدلی ہو گئی تھی اور پتھریلے فرش ان کے پیروں کی آواز چاپ پیدا کر رہی تھی ہم شائد کسی سرنگ سے گزر رہے ہیں عظیم آقا یہ سرگوشی مونا کی تھی۔

"خاموش اگر دوسری بار تو نے زبان کھولی تو تیری گردن دبا دی جائے گی یہ مقدس مقام ہے اور یہاں خاموش رہنا ضروری ہے بولنے والے موت کی نیند سلا دیئے جاتے ہیں ـــــ وہ لوگ خاموش ہو گئے انہیں اندازہ ہو گیا کہ صورت حال ان کے حق میں

کافی سنگین ہے اور بہر حال یہ ایک حقیقت تھی کہ اس وقت جو حیثیت فینٹ اور میشل کو حاصل تھی وہ کسی اور کو نہیں یہ الگ بات ہے کہ وہ دیوی دیوتا کے ساتھی تھے لیکن اس کا مقصد یہ بھی نہیں تھا کہ وہ یہاں کے قانون کی خلاف ورزی کریں البتہ نادر نے اپنی پستول کو بہت ٹٹولا تھا اور نجانے کیوں اس کی چھٹی حس اسے یہ احساس دلا رہی تھی کہ صورت حال غیر محفوظ ہے پتہ نہیں یہ لوگ اسے کہاں لے جا رہے ہیں کہیں ایسا تو نہیں کہ اس تاریکی سے فائدہ اٹھا کر کسی زیر زمین قید خانے میں' بہر حال اتنا اطمینان ضرور تھا کہ ابھی میشل کیلئے کوئی خطرہ نہیں تھا اور نہ ہی فینٹ کیلئے وہ ایک لمبی سرنگ میں چلتے رہے شروع میں یہ سرنگ ڈھلان میں اتر رہی تھی اور اس کے بعد سیدھی سیدھی اتر رہی تھی لیکن آگے چل کر کچھ سیڑھیاں آ گئیں تھیں اور وہ ان سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے البتہ سیڑھیاں اتنی تھیں کہ چڑھتے چڑھتے ان کے پنجے چڑھنے لگے اور ہر سیڑھی ایک دوسرے سے خاصی اونچی اونچی تھی جب یہ سیڑھیاں ختم ہوئیں تو وہ لوگ دس قدم تک ایک سرنگ میں چلتے رہے یہ سرنگ پہلے سے بھی زیادہ تنگ تھی اور اس کی چھت اتنی نیچی تھی کہ انہیں جھک کر چلنا پڑ رہا تھا اس سرنگ میں سے نکلے تو پتھر کے ایک چبوترے پر پہنچ گئے اور یہاں تھوڑے تھوڑے حالات سمجھ میں آ رہے تھے اس کے اطراف میں سرد ہوا ان کے رخساروں کو چھوتی ہوئی گذر رہی تھیں لیکن بہر طور اندھیرا اتنا ضرور تھا کہ یہ اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا کہ وہ کہاں ہیں اور ان کے ارد گرد کیا ہے البتہ نیچے سے پانی کے بہنے کی آواز آ رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی دوسری آوازیں بھی' جو انسانی آوازیں ہی تھیں یوں لگ رہا تھا جیسے بے شمار افراد ایک دوسرے سے سرگوشیاں کر رہے ہوں عجیب سی سرسراہٹیں فضا میں گونج رہی تھیں جیسے ہوا کے جھونکے درختوں اور جھاڑیوں میں سے گذر رہے ہوں یا پھر یہ ان بے شمار عورتوں کے لباسوں کی سرسراہٹ ہو۔ نظر نہ آنے والے پانی اور نظر نہ آنے والے ہجوم کی موجودگی کا احساس ہولناک اور بے چین کر دینے والا تھا بس یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ روحوں کے جال میں آ پھنسے ہوں اور سینکڑوں روحیں ان کے گرد رقصاں ہوں وہ نظر نہ آنے والے ہاتھوں سے انہیں چھو رہی ہوں بغیر الفاظ کے بول رہی ہوں بغیر آنکھوں کے دیکھ رہی ہوں ایک عجیب سا ہولناک ماحول تھا جو بدن میں سرد لہروں کی طرح اتر رہا تھا دہشت ناک پراسرار اور لرزہ خیز اعصاب اس قدر تن گئے تھے کہ نادر کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ زور سے چیخ پڑے اس سے پہلے کبھی کسی ایسی حالت سے نہیں گذرا تھا اور جانتا تھا کہ ان لوگوں کی حالت اس سے بھی زیادہ بدتر ہو گی دفعتاً" ایک گہرائی میں سے

آواز سنائی دی جیسے کوئی بت ہی خوفناک لہجے میں چیخ رہا ہو فورا" ہی ایک اور آواز ابھری۔
"خاموش رہو کتو خاموش رہو دیوی سے پہلے کسی کو بولنے کی اجازت نہیں ہے
خاموش رہو اگر موت کو اپنانا نہیں چاہتے تو----- آواز خاموش نہ ہوئی یوں لگ رہا تھا
جیسے کوئی ہچکیاں لے کر رو رہا ہو پھر ایک بھیانک چیخ سنائی دی چیخ کی آواز کے ساتھ ایک
زور---- کی آواز پھر کسی کے گرنے کا دھماکہ اور پھر کراہیں ایک بار پھر نظر نہ آنے والا
ہجوم بھنبھنا اٹھا پھر ایک سرسراہٹ سی سنائی دی اور نادر کے کان کے قریب ہی مونٹا کی اواز
ابھری-----

"یوں لگتا ہے جیسے کسی کو قتل کر دیا گیا ہو پتہ نہیں کون ہو گا بیچارہ------ نادر کانپ
کر رہ گیا اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا شائد جواب دے بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ مونٹا کی
آواز کے ساتھ ہی ایک کھردرا اور بڑا سا ہاتھ اس کے منہ پر آپڑا تھا خیریت اسی میں تھی
کہ اس وقت خاموشی اختیار کی جائے نجانے یہ خاموشی کتنی دیر طاری رہی اور آخر کار یہ
پاگل کر دینے والی خاموشی ٹوٹی اور پھر ایک مدہم سے منمنائی ہوئی آواز ابھری یہ آواز بے
شک سمجھ میں آ رہی تھی اور اندازہ ہو رہا تھا کہ کس کی آواز ہے ہومان کے علاوہ کوئی نہیں
تھا خاموشی اتنی گہری تھی کہ مدہم آواز کے باوجود ہومان جو کچھ کہہ رہا تھا اس کا ایک ایک
لفظ صاف طور سے سمجھ میں آ رہا تھا حالانکہ یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کافی دور سے بول رہا
ہے یا پھر نجانے اس وقت ان کی یہ کیفیت تھی جو یہ ایسی بات محسوس کر رہے تھے نادر نے
اس آواز پر کان لگا دیئے تو اس کے کانوں میں یہ آواز ابھری------

"مقدس شیوالا کے پجاریو عظیم زام کے پیروکارو سنو' اندھیرے شہر کی آبادیوں میں
رہنے والو میری آواز سنو میں جو عظیم گہرائیوں والے کا مذہبی پیشوا ہوں اور میں جو تمہیں
تاحیات روشنی کے راستے دکھاتا رہا ہوں اور گہرائیوں والا تمہارے اوپر سایہ فگن رہے' جو
کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ سنو اور اسے اپنے ذہن میں محفوظ کرو جیسا کہ اندھیرے والے
جانتے ہیں کہ ہزاروں سال پہلے دیوی شیوالا' جسے ہماری قوم ہمیشہ ہمیشہ سے پوجتی چلی آئی
ہے آسمانوں میں سے اتر کر ہماری قوم میں آئی اور اس کے ساتھ ہی دیوتا' جو اس کا منظور
نظر تھا یعنی زام اور جب وہ اس دنیا میں رہتی تھی تو ایک ایسا گناہ کیا گیا جو گناہوں کا باپ
ہے۔ ہوا یوں کہ اندھیرے نے اجالے کو قتل کر دیا اور دیوی ہم سے روٹھ گئی وہ ہماری سر
زمین سے چلی گئی اور ہم نہیں جانتے اور نہ کبھی جان سکیں گے کہ وہ کہاں گئی لیکن میں
جانتا ہوں اور وقت جانتا ہے یا گذری ہوئی صدیاں کہ اس کے بعد ہم اندھیرے میں رہنے

لگے اور یہ سر زمین روشنی سے محروم ہو گئی کیونکہ اجالے کو ختم کر دیا گیا تھا اور اس وقت
سے اندھیرا ہم پر طاری تھا اور یہ اندھیرا لوگوں کی عبادت کا جواب موت سے دیتا تھا اور
گہرائیوں میں رہنے والا اس بات کا ضامن ہے کہ اس نے ہم پر کرم کیا کہ ہماری قوم تباہ
نہیں ہوئی اور اندھیرے نے جس طرح اجالے کو قتل کیا اس کا کفارہ یہ تھا کہ اسے انسان کا
روپ دھار کر اس جگہ اترنا تھا جہاں پانی ہے اور جہاں کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ
ہمارا دیوتا جو ہمیشہ ہمیشہ سے اس پانی میں رہتا ہے وہ جو ہم پر زندگی نازل کرتا ہے اور موت
سے ہمیں بچاتا ہے وہی ہمیشہ سے یہاں مقیم ہے اور خیال یہ تھا اور کہا بھی یہ گیا تھا کہ
زام اور شیوالا ایک بار اس دنیا میں آئیں گے اور سنو میری بات کہ اس گناہ کے بعد دیوی
شیوالا نے ایک وعدہ کیا تھا اور کہا تھا کہ میں آؤں گی اس کے ساتھ جس نے میرے وجود
سے جنم لیا اور جو میرا ساتھی بنا اور سنو میں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چھوڑ کر نہیں جا رہی
ہوں نسلوں کے بعد نسلیں گذر جائیں گی اور تب زام اور میں واپس آئیں گے اور پھر تم پر
ہماری حکومت ہو گی اور تب اندھیرا تمہاری سرزمین سے ہٹ جائے گا اور تم دنیا کی عظیم
ترین قوم بن جاؤ گے۔ چنانچہ اس وقت تک جب تک ہم واپس نہیں آئے تم اپنے لئے
سردار منتخب کرتے رہو جو تمہاری دیکھ بھال کریں اور ایسا تمہیں اس لئے کرنا ہے کہ تم
منتشر نہ ہو جاؤ اور تم پر کمزوری نہ طاری ہو جائے دیکھو اس کے علاوہ میری پوجا کرنا نہ
بھولنا اور اس بات کا خیال رکھنا کہ مقدس گہرائیوں میں رہنے والے کو انسانی خون مہیا ہوتا
رہے اور اسے اس کی غذا ملتی رہے جو اس کی پسند ہے اور جب میرے واپس آنے کا زمانہ
آئے گا تو میں تمہیں ایک نشان دکھاؤں گی جس کے ذریعے تم مجھے اور میرے ساتھ زام کو
پہچان لو گے سنو میں اس طرح ہوؤں گی کہ اندھیرے میں روشنی بن کر آؤں حسین اور
سفید دودھ جیسی ہو گی میری رنگت' اور چاند جیسا ہو گا میرا حسن' اور ایسی بن کر آؤں گی
میں کہ مجھے دیکھنے والوں کی آنکھیں بند ہو جائیں گی لیکن میرا ساتھی یعنی زام اپنے گناہ کی
وجہ سے اس بت کی طرح زمین پر اترے گا جو تمہارے مندر میں بیٹھا ہوا ہے اس کا رنگ
کالا ہو گا اور صورت اس کی گھناؤنی ہو گی ہم تمہیں پکاریں گے اور تم ہمیں پہچان لو گے
اور پھر ہم تمہیں اپنے وہ مقدس نام بتائیں گے جو اس وقت سے ہمارے واپس آنے تک
ننگے سر اور اونچی آواز میں بولے جائیں گے اور ہوشیار' جھوٹے دیوتا تمہارے درمیان نہ
آنے پائیں اور ایسا نہ ہو کہ تم انہیں پوجنے لگ جاؤ اور اگر ایسا ہوا تو تم پر عذاب نازل ہو
گا اور سورج اپنا منہ چھپا لے گا تو اندھیرے کے باسیو یو کہا تھا دیوی شیوالا نے' اور جو

شخص صدیوں پہلے منت تھا اس نے ہر بات لوہے کے ٹکڑے سے پتھر پر تحریر کر دی تھی
اس پتھر پر جس پر میں اس وقت کھڑا ہوں لیکن کوئی اس تحریر کو نہیں پڑھ سکتا کیونکہ میں
صدیوں سے اس نسل کا روحانی شیوا چلا آ رہا ہوں اور اب مجھے خوشی ہے کہ اس وقت میں
موجود ہوں جب میری پیش گوئی یعنی میرے اجداد کی میری زندگی میں پوری ہو رہی ہے اور
وقت آ گیا ہے' آج رات وہ پیش گوئی پوری ہو گی اندھیرے کے باشندو! وہ لافانی دیوتا جو
اس سرزمین سے رخصت ہو گئے تھے واپس آ گئے ہیں اور ہم نے انہیں دیکھا اور ہمارے
کانوں میں انہوں نے اپنے مقدس نام کہے یعنی زام اور شیوالا حسین اور اور سفید' خاتون
اور بدصورت کالا دیو اور یہی دونوں وہ ہیں جو ہمارے درمیان آنے والے تھے۔

اس کی یہ طویل آواز تقریر ختم ہوئی اور اس طرح خاموشی طاری ہو گئی جیسے وہاں
کوئی انسانی وجود نہ ہو اس خاموشی میں صرف بہتے پانی کی کچھ آواز تھی اور یہ آواز کہیں
گہرائی سے آ رہی تھی اور کہیں کہیں ہجوم کی بھنبھناہٹ البتہ سنائی دے جاتی تھی۔ نادر کی
کنپٹیاں چٹخ رہی تھیں اور وہ ایک عجیب سی کیفیت کا شکار تھا جو مسلسل اس کا تعاقب کر
رہی تھی کچھ دیر تو وہ اس خاموشی کے بعد بے حس و حرکت کھڑا رہا پھر آہستہ آہستہ کھسکنے
لگا وہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ کس جگہ ہے اور اطراف میں کیا کچھ ہے لیکن یہ بھی تقدیر ہی تھی
کہ عین وقت پر سنبھل گیا ورنہ اس شوق اور تجسس کا انجام برا ہوتا ابھی وہ چند قدم ہی
آگے بڑھا تھا کہ اس کا اگلا قدم خلا میں پڑا اور وہ ڈگمگاتا آگے کی طرف جھکا اور اگر بڑی
کوشش سے اپنا توازن قائم کر کے سنبھل نہ جاتا تو گر پڑتا خدا جانے کہاں۔ وہ پیچھے ہٹا اور
فوراً ہی سونا کی آواز سنائی دی ـــــــ

"عظیم آقا آگے نہ بڑھو میں یہ سب کچھ کر کے دیکھ چکا ہوں ـــــــ"

"کیسی جگہ ہے یہ ـــــــ"

"بلندی اور ہمارے اطراف کوئی دیوار نہیں ہے ـــــــ"

"اوہ ـــــــ" نادر کے منہ سے آہستہ سے نکلا پھر نجانے کیا ہوا کہ اس نے دیکھا کہ
رات کا اندھیرا ہلکی ہلکی روشنی میں تبدیل ہونے لگا اور بلندیوں میں ایک بہت بڑا پتھر آہستہ
آہستہ روشن ہو رہا تھا جیسے چھوٹے قد و قامت کا چاند۔ سب سے انوکھی اور تعجب خیز چیز
اس زمین کی چھت ہی تھی یعنی زمین کے دوسرے طبق میں وہ جگہ جو اوپر سے نیچے کی سمت
ہو گی یہ ایک انوکھے طلسم کا اظہار کرتی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے شعاعوں نے
آسمان کے نیچے ان پہاڑوں کو روشن کیا ہوا ہے۔ روشنی مدھم مدھم تھی لیکن پھیلتی جا رہی

تھی اور پھر وہ اتنی تیز ہو گئی کہ اس میں بخوبی دیکھا جائے اور نادر نے دیکھا کہ بائیں طرف
ایک سیاہ مینار سا بلند ہو رہا ہے اور نیچے کوئی چیز چمک رہی ہے جس سے ہلکی ہلکی آوازیں
ابھر رہی ہیں بالکل ایسے جیسے چٹانوں سے ٹکراتی ہوئی موجیں' حیرت انگیز منظر روشن ہوا تھا
وہ عجیب و غریب تھا نادر کے عین سامنے نشیب میں چھت کے بغیر ایک وسیع و عریض۔
عمارت تھی جو انتہائی طویل رقبے میں تھی یہ عمارت ایک سمت سے کھلی ہوئی تھی اور اس
کے تین طرف پتھر کی دیواریں کوئی پچاس فٹ تک بلند ہوتی چلی گئی تھیں ایک عجیب سی
جگہ تھی جیسے' زمانہ قدیم میں وہ کھیل کے میدان بنائے جاتے ہوں جہاں انسانی زندگی کے
کھیل کھیلے جاتے ہوں ادھر فلموں میں اکثر ایسے مناظر نظر آ جایا کرتے تھے اور پتھر کی
نشستیں قطار کی شکل میں تھیں اور ان نشستوں پر لاتعداد انسان بیٹھے ہوئے تھے۔ عورتیں'
مرد' بچے اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے سارا شہر امڈ آیا ہو تمام نشستیں بھری ہوئی تھیں
سوائے آخری چند نشستوں کے مغربی سرے پر ایک عظیم الشان بت نصب تھا جو ستر اسی
فٹ تک فضا میں بلند ہوتا چلا گیا تھا اور معلوم ہوتا تھا جیسے صرف ایک کالی چٹان کو تراشا
گیا ہو اس بت کے عقب میں اس سے تقریباً سو فٹ دور ایک پہاڑی چٹان تھی جو اس
چوٹی تک پہنچ کر ختم ہو جاتی تھی جو برف پوش تھی اور جسے نادر اور اس کے ساتھیوں نے
جب وہ اس شہر میں داخل ہوئے تھے تو بہت دور سے دیکھ لیا تھا۔

یہ بت بالکل فینٹ کی مانند تھا بھیانک صورت کا مالک دونوں بازو جھکائے اور کہنیوں
میں دونوں ہاتھ لمبے کئے بیٹھا تھا اس کی ہتھیلیاں اوپر کو تھیں جیسے وہ آسمان کو اپنی ہتھیلی پر
روکے ہوئے ہو۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پتھر کی وہ چوکی جس پر بت بیٹھا ہوا ہے ایک
گہری کھائی یا گہرا کنواں تھا اس کھائی کا طول و عرض اس سرے سے اس سرے تک
تقریباً تیس گز ہو گا اور اسی کھائی میں پانی شور مچا رہا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے نیچے
گندھک کے پہاڑ ہوں کیونکہ اس سے ہلکا ہلکا دھواں بھی نکل رہا تھا بت کے دونوں ہاتھ
اس کھائی پر پھیلے ہوئے تھے اور وہ خود ذرا سا سر جھکائے جیسے کھائی میں جھانک رہا ہو نادر یہ
نہ دیکھ سکا کہ وہ پانی کہاں سے آ رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے لیکن بہرحال ان لوگوں نے جو
کچھ بھی دیکھا تھا وہ اتنا پراسرار تھا کہ دیکھنے سے دل پر دہشت طاری ہوتی تھی چٹان کے
تمام پہلوؤں اور بت کی ٹانگوں کے درمیان قربان گاہ تھی اور اس میں وہ پتھر نظر آ رہا تھا
جس پر انسانوں کو ذبح کیا جاتا تھا وہ چٹان جو طول و عرض میں خاصی بڑی تھی اور جو سب
سے اہم چیز اس وقت دیکھی گئی وہ قربانی کے پتھر کے عین سامنے ایک شخص تھا جسے رسیوں

سے جکڑ دیا گیا تھا اور اسے دیکھ کر نادر کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کیونکہ اس نے ایک لمحے
کے اندر اندر الایا کو صاف پہچان لیا تھا اندھیرے شہر کا سردار الایا جس کے دونوں طرف
جنات نما لوگ کھڑے ہوئے تھے اور ان کے اوپری بدن برہنہ اور وہ لمبے لمبے کھانڈوں سے
مسلح تھے ان کے پیچھے جو لوگ نظر آئے انہیں دیکھ کر بھی نادر کے ہوش و حواس جواب
دینے لگے یہ وہ غلام تھے جنہوں نے ان کے ساتھ زندگی کے سب سے خوفناک سفر کو شروع
کیا تھا اور اس وقت ان کی حالت قابل دید تھی وہ بچے کی طرح کانپ رہے تھے اور افسوس
کی بات یہ تھی کہ ان میں سے ایک سنگین فرش پر مردہ پڑا تھا اور شائد یہی وہ آدمی تھا جو
اندھیرے میں چیخا تھا اور اس کی چیخ سنائی دی تھی لیکن یہ بڑا دکھ بھرا منظر تھا جسے دیکھ کر وہ
دہشت سے کانپ گیا۔ اور اگر اپنے آپ کو سہارا نہ دیا جاتا تو یقینی طور پر نیچے گرنے کے
امکانات واضح ہو سکتے تھے نادر انہیں دیکھتا رہا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا
کرے یہ تو انتہائی خوفناک بات تھی۔

اس نے دیکھا کہ کھولتے ہوئے پانی کے چشمے سے کوئی سو فٹ اوپر میشل ہاتھی دانت
سے بنی ہوئی کرسی پر بیٹھی ہے اب اس کا سیاہ لبادہ اتار دیا گیا تھا اور وہ ایک سفید عباء میں
ملبوس تھی۔ اس کی پتلی کمر کے گرد ایک پٹکا بندھا ہوا تھا جو اصل لباس کو اس کے بدن پر
روکے ہوئے تھا اس کے کالے بال اس کے گورے گورے کندھوں پر ناگنوں کی طرح لہرا
رہے تھے اس کے ہاتھوں میں پھول تھے دائیں میں سفید اور بائیں میں سرخ اور اس کے
ماتھے پر ایک عجیب و غریب چیز چمک رہی تھی جسے دیکھ کر نادر کی آنکھوں میں سرخ روشنی
اتر آئی آہ! یہ ایک سرخ پتھر تھا ایک انتہائی گہرا سرخ پتھر جس سے روشنی اس طرح پھوٹ
رہی تھی جیسے سرخ پھلجھڑیاں چل رہی ہوں یہ پتھر اس کے ماتھے پر چمک رہا تھا اور اسے
ایک پٹی کے ذریعے اس کے چہرے پر باندھا گیا تھا وہ پتھرائی ہوئی بیٹھی ہوئی تھی اور روشنی
کی کرنیں اس کے ماتھے پر بندھے ہوئے لعل پر منعکس ہو رہی تھیں اور اس کا چہرہ اس
وقت ایسا عجیب لگ رہا تھا کہ دیکھنے والی آنکھ اگر اسے دیکھے تو اس کے بعد کچھ دیکھنے کی
آرزو نہ کر سکے۔ اس کے حسن کے بارے میں صحیح الفاظ کی تراش مشکل تھی اسے کوہ
قاف کی کوئی پری یا آسمانی روح بھی اتنی حسین نہیں رہی ہو گی جو وہ اس وقت نظر آ رہی
تھی اور حقیقت یہ ہے کہ اس بلندی پر اس چاندنی میں وہ ایک انسان سے زیادہ ایک روح
ہی معلوم ہو رہی تھی جو حیات کی دیوی ہو اور یقینی طور پر وہی جو یہ لوگ سمجھ رہے تھے
اور نادر محسوس کر رہا تھا کہ گہری گہری سانسیں فضا میں تیر رہی ہیں اور وہاں موجود لوگ

دوسری دنیا کی اس مخلوق کو دیکھ کر پتھرا گئے ہیں پھر نادر کی نگاہیں گھومیں اور اس نے نینٹ
کو بھی ایک عجیب رنگ میں دیکھا پتہ نہیں کب‘ اور کس وقت‘ اور کس طرح نینٹ کا حلیہ
بھی تبدیل کر دیا تھا اب وہ صرف ایک نچلے بدن کو ڈھکنے والے لباس میں تھا اور اس کے
ماتھے پر ایک عجیب سی جھالر بندھی ہوئی تھی البتہ ہاتھ میں ہاتھی دانت کا وہ عصا پکڑے
بیٹھا ہوا تھا اور اس کا تخت بھی آبنوس کا تھا اور اس خوفناک بت کے گھٹنے پر رکھا ہوا تھا۔
کیفیت یہ تھی کہ نینٹ اس وقت میشل سے کوئی چالیس فٹ نیچے بیٹھا ہوا تھا اور
بے حد عجیب لگ رہا تھا مونٹا نادر کے قریب ہی موجود تھا اور یہ دیکھ کر ان کا دم اور نکلنے لگا
کہ وہ بت کی دائیں ہتھیلی پر کھڑے ہوئے تھے بت کی یہ ہتھیلی کوئی چھ مربع فٹ کا پلیٹ
فارم بنا رہی تھی اور بت کے بازوؤں کو اندر اندر کاٹ کر سرنگ بنائی گئی تھی اور اسی سرنگ
میں سے انہیں لایا گیا تھا اور وہ دونوں اس وقت گویا ایک ایسی بلند جگہ کھڑے تھے جس
کے کسی طرف کوئی روک نہیں تھی اور اگر ذرا بھی کوئی گڑبڑ ہو جاتی یا ان کا توازن بگڑ جاتا
تو وہ خلاء میں گہرائیوں میں جا پڑتے اور کوئی نوے فٹ نیچے اس کھائی میں جہاں زندگی سب
سے زیادہ غیر محفوظ تھی۔ تب نادر کو مونٹا کی آواز سنائی دی۔

”عظیم آقا مجھے سنبھالو میں چکرا رہا ہوں میں نیچے گر پڑوں گا عظیم آقا مجھے سنبھالو اور
نادر اس کی جانب لپکا اس نے مونٹا کو سہارا دیا اور تسلی دیتا ہوا بولا ——

”خود کو سنبھالو مونٹا ——“ اس نے مونٹا کو نیچے بٹھا دیا تو مونٹا بھرائی ہوئی آواز
میں بولا ——

”مجھے لگتا ہے عظیم آقا جیسے موت کا خونی کھیل شروع ہونے والا ہو وہ ہمیں زندہ
نہیں چھوڑیں گے آہ وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے —— مونٹا کی آواز نادر کو ڈوبتی
ہوئی محسوس ہوئی تھی اور پھر مونٹا نے گردن ڈال دی نادر گھبرا گیا تھا اس نے جھک کر مونٹا
کو دیکھا۔ لیکن یہ دیکھ کر اسے قدرے اطمینان ہوا کہ مونٹا بیہوش ہو گیا ہے۔ لیکن خود نادر
کی کیفیت بھی اس سے مختلف نہیں تھی کیا ہونے والا ہے نجانے کیا ہونے والا ہے۔

○

رگوں میں خون منجمد کر دینے والا ماحول درحقیقت ایسا تھا کہ‘ اگر اس ماحول کو دیکھنے
کے باوجود کوئی اپنے دل و دماغ پر قابو پا سکے تو اسے انتہائی مضبوط اعصاب کا مالک کہا جا
سکتا تھا‘ مونٹا تو بے ہوش ہو چکا تھا لیکن نادر اپنے آپ کو سنبھال کر ایک بار پھر نگاہیں
دوڑانے لگا تھا اس نے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر اس بت کے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر ہومان

کھڑا ہوا ہے اس کے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے تھے اور وہ لوگوں کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا ــــــ

"تو اندھیرے شہر میں بسنے والو' پانی کے دیوتا کے پجاریو' دیکھا تم نے درشن کر لئے عظیم شیوالا' اور مقدس دیوتا زام کے' اور اب وہ ہمارے درمیان آ گئے ہیں اور صدیوں پہلے کی پیش گوئی بالکل درست ہوئی تو تم انہیں خوش آمدید کہو اور اس کے بعد ایک زبردست شور بپا ہو گیا اور وہ سب اپنی اپنی آواز میں کچھ نہ کچھ کہنے لگے جس کا مفہوم تھا کہ مقدس دیوتا ہم پر برکتیں نازل کرو ہم تمہاری اطاعت کیلئے حاضر ہیں تو پھر ہومان نے کہا ــــــ

"اور عظیم دیوتاؤ اپنے خادموں پر اپنے پجاریوں پر اپنی محبت قائم کرو اور اندھیرے شہر کی حکومت کو قبول کرو ہم پر حکمرانی کرو ہماری قربانیاں قبول کرو ہم اپنا تمام اختیار تمہیں دیتے ہیں ہمارے مویشی ہماری بھیڑیں تمہاری ہیں اور تمہاری خوشنودی حاصل کرنے کیلئے قربان گاہ کو سرخ کر دیں گے اور قربان ہونے والوں کی چیخیں تمہارے لئے حسین نغموں کی مانند ہوں گی۔ دیوتاؤ فتح ہو تمہاری' عظیم شیوالا' عظیم زام' فتح ہو تمہاری' چاروں طرف سے وہی آوازیں ابھرنے لگیں اور جب آوازوں کا شور دبا تو ہومان نے کہا ــــــ

"لاؤ ان مقدس عورتوں کو جنہیں دیوتا کی آمد کی خوشی میں پہلی قربانی کیلئے منتخب کیا گیا ہے۔" فوراً" ہی کچھ پجاری دو عورتوں کو لے کر سامنے آ گئے اور ایک خونی منظر کا آغاز ہو گیا عورتوں کو اس ہولناک مجسمے کی ٹانگوں کے پاس کھڈ کے کنارے کھڑا کر دیا گیا اور وہ دونوں خوبصورت عورتیں تھیں۔ اور انہیں خاص طور سے منتخب کیا گیا تھا ان کے بدن پر لباس بہت مختصر تھا اور سروں پر پھول سجے ہوئے تھے بہرحال انہوں نے انہیں دیکھا عورتوں کے چہرے خوف سے زرد پڑے ہوئے تھے اور وہ کانپ رہی تھیں اور ان کی حالت ناقابل بیان تھی مجمعے میں خاموشی طاری ہو گئی اور بہت ہی عجیب سی کیفیت تھی ان عورتوں کی' پھر اسے ہجوم کی طرف رخ کر کے کھڑا کر دیا گیا اور ہجوم نے ایک بار ہاتھ اٹھا کر کہا ــــــ

"قربان ہونے والی پہلی عورت کو قابل مبارکباد ہے پھر پیچھے کھڑے ہوئے پجاری آگے بڑھے انہوں نے ان میں سے ایک عورت کی ٹانگیں اور دوسرے نے اس کے ہاتھ پکڑے اور دوسرے لمحے اسے کھائی میں پھینک دیا۔ ایک فلک شگاف چیخ کے ساتھ پانی میں چھپاکا سنائی دیا اور نادر نے دیکھا کہ عورت سطح آب پر پڑی ہچکولے کھا رہی تھی اور روشنی اس

جگہ کو منور کر رہی تھی اور لوگ جو آگے موجود تھے جھک جھک کر اسے دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے اور تجسس سے مجبور ہو کر نادر نے بھی اپنے آپ کو بت کی ہتھیلی پر اوندھے منہ لٹا دیا' وہ بھی نیچے جھانک رہا تھا دیکھتے ہی دیکھتے بت کے عین قدموں تلے پانی میں ایک ہلچل سی مچی اور پھر ایک انتہائی زبردست اور گھناؤنی شکل کا مگرمچھ تھوتھنی کھول کر آگے بڑھا۔ اور نادر کا دل اچھل کر اس کے حلق میں آ گیا مگرمچھ کا سر اتنا بڑا تھا کہ کبھی تصور میں بھی نہ آ سکے اس کے دانت لمبے لمبے اور تقریباً" آدھے ہاتھ کے برابر تھے گلے کا گوشت تھیلے کی طرح لٹک رہا تھا اور اس کی لمبائی کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا تھا دیکھتے ہی دیکھتے وہ اوپر ابھرا اور اپنے شکار کی طرف لپکا' پھر عورت سالم اس کے منہ میں چلی گئی تھی اور نادر پتے کی طرح تھر تھر کانپنے لگا تھا اس نے خوفزدہ نگاہوں سے میشل کی طرف دیکھا اسے خطرہ ہوا کہ میشل کہیں اس خوفناک منظر سے متاثر ہو کر زندگی ہی نہ کھو بیٹھے۔ لینٹ اور سب اس طرح بے حس و حرکت تھے کہ بس یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ان کی روح بدن سے نکل گئی ہو پھر اس بدبخت ہومان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مبارک ہو مبارک ہو سب کو' اور آج کی رات قربانی کی رات میں بدل دو اور اب اس کے بعد دوسری لڑکی کو قربان کرو پھر الایا کو کہ جب بادشاہ آ جاتا ہے تو دوسرے بادشاہ کی زندگی ایک نحوست ہوتی ہے اور اسے کسی بھی طرح زندہ نہیں رکھا جا سکتا پھر اس کے بعد ان غلاموں کو لاؤ جو آج تک دیوی شیوالا کے قدموں میں رہے ہیں اور انہیں بھی عزت بخشو' قربانیاں پوری کرو ہر ایک کو قربان کر دو۔ صرف دیوی شیوالا کو اور زام کو ہم لوگوں پر بادشاہت کیلئے قائم رہنے دو اور یہ الفاظ ایسے تھے کہ اگر دلوں میں دھڑکن باقی رہ بھی گئی ہو تو جلد از جلد اس کا خاتمہ ہو جائے لیکن حیرانی کی بات یہ تھی کہ ان سب کو جنہیں آہستہ آہستہ قربان گاہ کے قریب لے آیا گیا تھا یعنی انہیں جو کالے غلام تھے اور ان لوگوں کے ساتھ آئے تھے اور مونٹا کو بھی اور الایا کو بھی' جو یہاں کا سردار تھا تو حیرانی کی بات یہ تھی کہ ایسے موقع پر نجانے قدرت نے میشل کو کہاں سے بولنے کی قوت دے دی جبکہ خود اس وقت نادر بھی اپنے آپ کو اس قابل نہیں پا رہا تھا کہ اپنے حلق سے احتجاج کی آواز بھی نکال سکے لیکن میشل کی مترنم اور خوبصورت آواز ابھری ــــــ

"اندھیرے کے شہر کے باشندو! سنو جو کچھ میں کہہ رہی ہوں سنو میں تمہارے درمیان واپس آ گئی ہوں اور اندھیرے کی اجارہ داری ختم ہو گئی ہے اب اس شہر میں روشنی چمکے گی کیونکہ میں جس شکل میں تمہارے درمیان آئی ہوں وہ روشنی کی شکل ہے

اور میں نے ایک پر نور دل دیا تمہارے مقدس دیوتا زام کو' اور سنو برائیوں کا خاتمہ ہونے والا ہے اور وہ جو قربانیاں قبول کرتا ہے اب اپنی فطرت بدل دے گا لیکن سنو کہ تم اس سر زمین پر موت کی آغوش میں جانے کیلئے نہیں ہو' میں پرانی رسم منسوخ کرتی ہوں اور تمہیں نیا قانون دیتی ہوں اس قانون میں خون بہانے کا دور ختم ہوتا ہے محبت اور پیار کے پھول ہر طرف کھلائے جائیں گے مجھے اب گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے ہم حسین پھول اور تازہ پھل قبول کریں گے۔ دیکھو میں خون اور قربانی کی علامت کو اس پانی میں پھینک رہی ہوں اور اب اندھیرے کے شہر کے باشندو! جو میں کہوں وہ ہو گا چونکہ میری آمد کو قبول کر لیا گیا ہے-----" نادر نے حیرانی سے میشل کو دیکھا اور میشل نے سرخ پھول کھائی میں پھینک دیا اور پھر سفید پھول اپنے ہاتھ میں اٹھا کر کہا-----

"سفیدی محبت کی علامت ہوتی ہے" لوگ ایک بار پھر شور مچانے لگے دیوی کے الفاظ ان کے لئے بڑی حیرت کا باعث تھے قربانی کی رسم ختم کر دی گئی تھی اور یہ بہتر تو نہیں تھا لیکن جو ہوتا تھا ہومان کے حکم سے ہوتا تھا اور ہومان نے خود اپنی زبان سے دیوی اور دیوتا کو تسلیم کیا تھا اور کرایا تھا۔ لیکن ہومان بھی چالاک تھا اس نے جو پیشکش کی تھی اس کا مطلب کچھ اور تھا۔ چنانچہ وہ سرد لہجے میں بولا-----

"نہیں اندھیرے کے رہنے والو ایسا تو کبھی نہیں ہو سکتا تم جانتے ہو کہ دیوتا بھی ان رسومات کو' جو صدیوں سے چلی آ رہی ہیں منسوخ نہیں کر سکتے انہیں اس کا اختیار نہیں ہوتا یہ میں تم سے کہہ رہا ہوں چلو پجاریو! جن کی قربانی مخصوص کی گئی انہیں قربان گاہ پر لاؤ-----" اور وہ لوگ متحرک ہو گئے اور انہوں نے اس عورت کو اور اس کے بعد الایا کو' جو یہاں کا سردار تھا پتھر پر جھکا دیا تو اس وقت میشل نے چیخ کر انگریزی زبان میں نادر کو مخاطب کیا اور کہا-----

"نادر تمہیں اندازہ ہے کہ یہ لوگ ہم دونوں کے علاوہ سب کو قتل کر دینا چاہتے ہیں اب اس وقت تمہاری ہمت کی ضرورت ہے جب میں اشارہ کروں تو تم ان پجاریوں کو گولی مار دینا جو الایا اور اس عورت کو قتل کرنے والے ہیں اور اس وقت تمہاری ہمت کی ضرورت ہے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں-----" نادر یک دم سنبھل گیا اسے شرم آگئی تھی کہ میشل جیسی نرم و نازک لڑکی اس وقت جب ان حالات کا اس طرح مقابلہ کر سکتی ہے تو اسے بزدلی نہیں دکھانا چاہئے اور یہ ایک رسک تھا جو لینا تھا یعنی اس بات سے فائدہ اٹھانا تھا کہ یہ لوگ بارود کے جادو سے ناواقف تھے اور اس وقت جو کیفیت ہومان کی

اندر سے ہو گی اس کا انہیں اندازہ تھا اس نے غرائی ہوئی آواز میں کہا-----

"دیر نہ کرو قربان کرو انہیں کہ پانی میں رہنے والا ہمارا دیوتا ان کا منتظر ہے تو کالے لباس میں ملبوس پجاریوں نے اپنے خنجر اٹھائے اور ان میں سے ایک نے اس دوسری عورت اور دوسرے سردار الایا کو قتل کرنے کیلئے ہاتھ جھکائے۔

"اور نادر کی پستول سے دو شعلے نکلے اور پجاریوں کے سینوں میں سوراخ ہو گئے اور ان سے ابلنے والا خون نیچے گرنے لگا تو وہ اپنی جگہ سے ہٹے اور کھائی میں آگرے اور بدصورت مگرمچھ نے انہیں بھی لپک لیا اور مجمع میں ایک کہرام مچ گیا' تو انتہائی خوفزدہ انداز میں ہومان نے دیکھا اور اسی وقت میشل کی آواز پھر ابھری-----

"نافرمانی کرنے والو! تم نے دیکھا نافرمانوں کو اور اگر ہماری نافرمانی کی گئی تو اس کے بعد آسمانوں سے شعلے برسیں گے اور ایسی ہی آوازیں ابھریں گی اور بہت سے لوگ خون میں نہا جائیں گے کہ ہم امن کا پیغام لائے ہیں اور تم یہ سب کچھ کر رہے ہو اور اے شخص تو اب اس قابل نہیں رہا کہ ہماری پیروی کرے اور ہمارے احکامات دوسروں تک پہنچائے لیکن اب بھی وقت ہے جا اپنی اصلاح کر-----"

اس کے بعد ایک شور برپا ہو گیا اور یہ رسم فوری طور پر منسوخ کر دی گئی میں خوفزدہ تھا اور خوشی کے نعرے لگا رہا تھا اور ہومان ایک طرف چل پڑا تھا۔ اس کے بعد وہ پجاری جو کال کی سربراہی میں یہاں تک آئے تھے واپس پلٹے اور انہوں نے دیوی شیوالا' اور دیوتا زام' کو واپس چلنے کیلئے کہا تب یہ سب اسی محل میں یکجا ہو گئے جہاں سے گذر کر یہاں تک پہنچے تھے اور اس وقت میشل نے وہ کارنامہ دکھایا تھا جسے زندگی کے آخری سانس تک فراموش نہیں کیا جا سکتا تھا اور سب اس بات کے معترف تھے کہ میشل ایسا جراتمندانہ اقدام نہ کرتی تو یہ سارے کے سارے مارے جاتے اب سب ہی اپنی جگہ جمع ہو گئے تھے اور اس بات پر ایک دوسرے سے اظہار خیال کر رہے تھے نادر نے کہا-----

"یہ سب کچھ تو ہو چکا ہے لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے ایک دشمن تعمیر کر لیا ہے اور وہ یقینی طور پر ہماری گھات میں لگ جائے گا-----

"تمہاری آواز پر میں اپنی آواز بلند نہیں کر سکتا تھا عظیم آقا' میری تو دلی آرزو یہ تھی کہ اسی طرح اسے ایک نافرمان کی حیثیت سے قتل کر دیا جاتا اور یہ زیادہ بہتر ہوتا-----

"ہاں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے-----

"فی الحال تو وقت کا انتظار اور اس کے بعد دیکھنا ہو گا کہ آگے کیا کیا جائے۔

صورت حال واقعی بے حد خوفناک تھی تنہائی میں نادر اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگا وہ موقع تو نہایت ہی مناسب تھا جب نافرمانی کے جرم میں ہومان کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔ ہومان کی شکل میں ایک شیطان تھا جو ان لوگوں کی نگاہوں کے سامنے تھا وہ جانتے تھے کہ شیطان صفت کاہن نے ان کی حقیقت جان لی ہے اور وہ ضرورت سے زیادہ چالاک ہے جبکہ اس کی نسبت سردار الایا ایک معصوم صفت آدمی تھا۔ اور اس سے انہیں کوئی خطرہ نہیں تھا چنانچہ اس وقت جو کچھ کرنا تھا بہت سوچ سمجھ کر کرنا تھا ظاہر ہے ہومان اپنا اقتدار ختم ہوتے دیکھنا پسند نہیں کرے گا تو اس وقت نادر نے تنہائی میں جو کچھ سوچا وہ بڑے کام کی باتیں تھیں۔ مونا اس کے پاس موجود تھا اور کوہالہ بھی اور ساری صورت حال مونا اور کوہالہ کے علم میں آچکی تھی کوہالہ نے آہستہ سے کہا۔۔۔۔۔

"اور تم لوگ نہیں جانتے یہ بوڑھا پجاری کس قدر خوفناک شخصیت کا مالک ہے میں اس وقت بے شک بچ گئی تھی لیکن یہ یہاں جو کچھ کرتا تھا اس کا تھوڑا بہت علم مجھے بھی ہے اور میں تم لوگوں کو ہوشیار کر رہی ہوں کہ اس کینہ پرور شخص سے بچنے کی کوشش کرنا۔۔۔۔۔"

"مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم کیا کریں وہ بچارے کالے غلام تو ایک طرح سے سمجھو کہ اپنی زندگی کے بہت بڑے عذاب میں گرفتار ہیں۔۔۔۔۔"

"بہت سی باتیں سوچنے کیلئے ہیں' مثلاً یہ کہ ان پہاڑوں میں سرنگوں کے جال بچھے ہوئے ہیں اور سرنگوں کے اس جال سے صرف ہومان ہی واقف ہے جس طرح وہ میش کے کمرے میں گھس آیا۔۔۔۔۔" "ہاں واقعی ہمیں بہت غور و خوض کر کے سارے کام کرنے ہیں تو پھر بہت مشوروں کیلئے سوچا گیا اور فینٹ اور میش کو بھی اس میں شامل کرنا ضروری تھا لیکن بہر حال یہاں کے رسم و رواج کا خیال بھی رکھا جانا ضروری تھا کیونکہ یہ ان لوگوں کا طریقہ زندگی تھا پھر دوسرے دن سب ایک ہو گئے۔ پجاری وہاں موجود تھے اور انہیں ہر طرح کی سہولتیں فراہم کر رہے تھے اب کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہاں کیا ہو سکتا ہے یا کیا ہونا چاہئے جب سب ایک جگہ جمع ہو گئے تو یہ طے کیا گیا کہ گفتگو انگریزی زبان میں کی جائے مونا اور کوہالہ مکمل طور سے اس زبان سے واقف نہیں تھے لیکن میش کے باپ ڈاکٹر۔۔۔۔۔ آرتھر کے ساتھ رہ کر انہوں نے بہر حال اتنی انگریزی ضرور سیکھ لی تھی کہ سمجھ سکیں اور ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بول سکیں وہ سب یکجا ہو گئے تو میش نے

کہا۔۔۔۔۔

"مسٹر نادر حالات واقعی سنگین نوعیت اختیار کر چکے ہیں اور ہم اس مسئلے میں خاصے پریشان ہیں اب تک جو کچھ ہوا ہے وہ تو خیر بہر حال میں ایک مناسب قدم تھا اور کچھ نہیں تو ہم ان چند لوگوں کی زندگی بچانے میں تو کامیاب ہو گئے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب کیا کیا جائے۔۔۔۔۔"

"میں خود پریشان ہوں بہر حال میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جگہ ہمارے لئے سب سے زیادہ مخدوش ہے کیونکہ یہاں ان پجاریوں کی اجارہ داری ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان سرنگوں میں کون کہاں سے کہاں تک آجا سکتا ہے جس کے بارے میں ہمیں کچھ نہیں معلوم۔۔۔۔۔"

"میں اس سے اتفاق کرتی ہوں۔۔۔۔۔"

"کوئی ایسی تدبیر کوئی ایسی ترکیب ہو جس سے ہم سب سے پہلے یہاں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تحفظ کر سکیں۔۔۔۔۔"

"یہ تو بے حد ضرور ہے۔۔۔۔۔"

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس جگہ کی بجائے ہم کہیں اور قیام کرنے کے بارے میں سوچیں۔۔۔۔۔"

"کیا یہ مشکل نہیں ہو گا۔۔۔۔۔"

"دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہومان اب ہمارے خلاف کیا طریقہ کار اختیار کرے گا۔۔۔۔۔"

"یہ سب سوچنا ہو گا۔۔۔۔۔"

"میں صرف ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں عظیم آقا۔۔۔۔۔" فینٹ نے کہا۔۔۔۔۔

"بولو کیا۔۔۔۔۔"

"عظیم آقا یہ تو تم نے دیکھا کہ تمہارے پستول سے نکلی ہوئی دو گولیوں نے حالات کا نقشہ بدل دیا اور یہ بات خوشی کی ہے جیسا کہ' بوڑھی عورت نے کہا کہ یہاں کے لوگ بارود سے واقف نہیں ہیں ہمارے ساتھ جو بارود یہاں تک پہنچا ہے یوں سمجھ لو کہ اس وقت ہماری زندگی کا ضامن ہے۔۔۔۔۔"

"بے شک ایسا ہے۔۔۔۔۔"

"تو پھر عظیم آقا سب سے پہلے اس کے تحفظ کا بندوبست کیا جائے۔۔۔۔۔"

"مگر یہاں پجاریوں کی جو اجارہ داری ہے کیا وہ ہمیں ایسا کرنے کا موقع دیں گے اور ہم تو یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت ہمارے خلاف کیا سازش ہو رہی ہو گی۔۔۔۔۔"

"پھر بھی عظیم آقا بارود کا ذخیرہ ابھی ہماری تحویل میں ہے اور یہ تمام ہتھیار جو بڑی اہمیت کے حامل ہیں میں تو یہ سمجھتا ہوں عظیم آقا کہ ان کا تحفظ سب سے پہلے کر لیا جائے۔۔۔۔۔" لیکن پھر کوئی فیصلہ بھی نہیں کر پائے تھے کہ ایک پجاری نے آکر اطلاع دی۔۔۔۔۔

"سردار الایا باریابی کی اجازت چاہتا ہے" اور یہ سب چونک پڑے۔۔۔۔۔ نادر نے فوراً" کہا۔

"اسے ہمارے پاس لایا جائے۔۔۔۔۔" پھر پجاری جب باہر نکل گیا نادر نے کہا۔۔۔۔۔

"یہ ایک نام تو ہمارے ذہن سے نکل ہی گیا تھا اگر ہم اسے قبضے میں کر لیں تو کم از کم عارضی طور پر ہمیں سہولتیں حاصل ہو سکیں گی۔"

"ٹھیک ہے ایسا کر لیا جائے۔۔۔۔۔" اور پھر زیادہ گفتگو نہیں ہو سکی چونکہ سردار الایا اندر داخل ہوا تھا اس کے چہرے پر ایک عجیب سی کیفیت تھی اندر داخل ہونے کے بعد وہ ان کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا اور دیر تک سجدے میں پڑا رہا تو میشل نے کہا۔۔۔۔۔

"اٹھو الایا" تم ہمارے لئے باعث پسندیدگی ہو اور بہت مناسب وقت میں تم نے یہاں آنے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔۔" الایا اٹھ کر بیٹھ گیا اس کی آنکھوں میں عقیدت نظر آ رہی تھی تب اس نے کہا۔۔۔۔۔

"مقدس دیوی کون کہتا ہے کہ تیری آمد باعث برکت نہیں میں تو ان لوگوں کی زندگی بچ جانے پر ہی اس بات کا قائل ہو گیا کہ اندھیرے کے شہر سے اندھیرا دور ہو جائے گا۔۔۔۔۔"

"الایا تیری زندگی بھی بچ گئی مگر تو اگر مناسب سمجھے تو مجھے کچھ سوالات کے جواب دے۔۔۔۔۔" میشل نے کہا۔

"دیوی اپنی زبان سے کچھ کہے تو الایا کی مجال کہ وہ اس سے منحرف ہو جائے۔"

"پہلے یہ بتا الایا کہ یہاں اس کمرے میں کتنے ایسے دروازے ہیں جہاں سے پجاری اندر داخل ہو سکتے ہیں۔"

"صرف یہ۔۔۔۔۔" الایا نے جواب دیا۔

"کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔"

"اس طرف۔۔۔۔۔" الایا نے اسی طرف اشارہ کیا جدھر وہ پتھر کی گول چٹان دروازے کی مانند کھل جاتی تھی۔۔۔۔۔

"کوئی ایسا عمل ہے جس کے ذریعے دروازہ نہ کھلے۔"

"ہاں ہے۔۔۔۔۔" الایا نے کہا اور اس کے بعد چٹان کے قریب پہنچ گیا پھر اس نے ایک ایسی جگہ ہاتھ رکھ کر دبایا جو ان کے علم میں پہلے نہیں تھی اور اس کے بعد وہ واپس آ گیا۔

"اب یہ جگہ اندر سے کھولنے کی کوشش کی جائے گی تب بھی نہیں کھلے گی۔"

"اس کمرے میں اور کوئی ایسی جگہ۔"

"نہیں جہاں تک میرے علم میں ہے۔"

"تو پھر الایا ہم تجھ سے بہت سے سوالات کرنا چاہتے ہیں اصل میں قربانی کی جو رسم منسوخ ہوئی ہے اس کے بارے میں یہ سوچا اور دیکھا گیا کہ ہومان نے اسے پسند نہیں کیا چنانچہ ہو سکتا ہے کہ ہومان کوئی غلط عمل کرنے کی کوشش کرے" الایا نے گردن خم کر لی اور آہستہ سے بولا۔

"دیوی سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ ہومان کیا ہے۔"

"لیکن ہم صدیوں سے یہاں دور ہیں اور اب جب ہم واپس آئے ہیں تو ہومان ہماری آواز پر اپنی آواز بلند کرنا چاہتا ہے۔"

"دیوی آپ کو بہت سی باتوں کا علم نہیں ہو گا لیکن آپکا یہ غلام حاضر ہے اور سب سے پہلے میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اپنی جان کے بچ جانے کا۔ اور یہ حیرت انگیز اتفاق ہے کہ اس سے پہلے ہومان میرے قتل میں کامیاب نہیں ہو سکا لیکن یہ ایک ایسا موقع تھا اور اس نے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا تھا۔ یہ کہہ کر کہ جب دیوی اور دیوتا خود اندھیرے کے شہر پر حکمرانی کرنے آ گئے ہیں تو پھر کسی سردار کی ضرورت نہیں اور سردار کو قربان کر دیا جائے۔ وہ اپنی کوشش میں یقینی طور پر کامیاب ہو جاتا اگر دیوی میری جان بخشی نہ کرتی اور اس کے ساتھ ہی ان تمام افراد کی جو کچھ وقت کے بعد زندگی سے محروم ہونے والے تھے۔"

"سن الایا کیا پانی میں رہنے والے کیلئے قربانیاں ضروری ہوتی ہیں۔"

"ہاں مقدس دیوتا ہزاروں سال سے اس پانی کا طلسم ہے اور یہ روایت پجاریوں ہی

نے مشہور کی ہوئی ہے کہ اگر اس کے حضور قربانیاں نہ دی جائیں تو تباہی اور بربادی نازل ہوتی ہے۔"

"کیا کبھی ایسا ہوا کہ یہ قربانیاں نہ دی گئی ہوں۔"

"بھلا کس کی مجال تھی۔"

"گویا قربانیوں کی یہ رسم ہزاروں سال سے جاری ہے۔"

"ہاں دیوی اسے کون منسوخ کر سکتا تھا۔"

"اچھا اب ایک اور خاص بات بتا ہومان کہاں رہتا ہے۔"

"وہ بہت سی جگہوں پر رہتا ہے دیوی' اس کے ٹھکانے بدلتے رہتے ہیں کبھی عبادت گاہ میں پایا جاتا ہے اور کبھی ایسے ویرانوں میں جہاں اس کی موجودگی کا تصور بھی نہ کیا جا سکے حالانکہ وہ لاغر اور ضعیف ہے لیکن اس کی طاقت ناقابل یقین اور اسی لئے اسے سب سے برتر و اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔"

"کیا پجاریوں کا یہ خاندان ہمیشہ سے اس شکل میں چلا آیا ہے۔"

"ہاں ---- ہومان سے پہلے اس کا باپ اس سے پہلے اس کا باپ اور اس سے پہلے اس کا باپ' اس طرح صدیوں سے یہ سلسلہ چلتا چلا آ رہا ہے۔"

"کیا ہومان کی بیوی بھی ہے۔"

"نہیں مقدس دیوی پجاریوں کی بیویاں نہیں ہوتی۔"

"تو ان کی نسلیں۔"

"وہ مقدس قربانیاں قبول کرتے ہیں اور اس وقت تک' جب تک جوان رہتے ہیں حسین عورتیں ان کی خدمت کے لئے موجود ہوا کرتی ہیں اور ان میں سے جو بھی حسین عورت بڑے پجاری کو پسند آتی ہے وہ اس وقت تک اس کی تحویل میں رہتی ہے جب تک اس سے مقصد پورا نہ ہو جائے ---- اور جب وہ کسی خوب صورت بچے کو جنم دے دیتی ہے تو پھر اس کی قربانی لازمی ہو جاتی ہے اور اس بچے کی پرورش مقدس پجاری کے بیٹے کی حیثیت سے کی جاتی ہے۔"

"اور باقی عورتیں۔"

"نہیں ان کے ہاں اولاد نہیں ہوتی ----" الایا نے سادگی سے بتایا اور یہ لوگ حیرت سے اس آفاقی کہانی کو سنتے رہے ---- پھر نادر نے سوال کیا؟

"سردار الایا یہ رسم شروع سے جاری ہے کیا تو اس کا مقصد بتا سکتا ہے۔"

الایا نے بے چین نگاہوں سے ان سب کو دیکھا پھر بولا ---- "مقدس شیوالا کے ساتھ آنے والے' تیرا احترام ویسے بھی میں کرتا ہوں' لیکن تو نے ہی روشنی والی صورت بھیجی تھی' ان کاہنوں کے لئے جو میری زندگی لینے کے درپے تھے' چنانچہ میں تیری دل سے عزت اور قدر کرتا ہوں آہ تو مجھ سے وہ سوالات نہ کر جن کا جواب دینے کے بعد میری زندگی کی ڈور تنگ آ جائے اور میں موت سے ہم آغوش ہو جاؤں۔"

"اگر تو دل سے یہ بات تسلیم نہیں کرتا کہ دیوی شیوالا اور دیوتا زام تیرے درمیان موجود ہیں تو پھر تو موت سے خوفزدہ ہو ---- ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں کہ تیری موت اس طرح واقع نہیں ہو گی ---- اور ہم تیری حفاظت کریں گے سرخ شعلوں اور دھماکوں سے۔"

الایا کے چہرے پر غور کے آثار پھیل گئے ---- پھر اس نے کہا۔ "عظیم دیوی اور عظیم دیوتا ---- اندھیرے کے شہر کے اصل بادشاہ ہی کالے لباس والے ہوتے ہیں جو پجاریوں کا روپ دھارے ہوتے ہیں اور وہ سردار جو حکمران ہوتا ہے صرف نام کا سردار ہوتا ہے۔ ہر معاملے میں کالے لباس والے پجاریوں کا حکم چلتا ہے اور سب سے زیادہ طاقتور یہی لوگ ہوتے ہیں اور صدیوں سے ہی ایک خاندان بڑے پجاریوں کے عہدوں پر فائز ہوتا ہے یعنی باپ کا بیٹا ---- جیسا کہ میں نے تجھے بتایا ---- ہاں سردار کو خاص موقعوں پر اپنی ذمہ داریوں میں شامل کیا جاتا ہے ---- اور یہی لوگ مل کر سردار منتخب کرتے ہیں اور جب ایک سردار سے تھک جاتے ہیں تو اسے بھینٹ چڑھا کر دوسرا منتخب کر لیتے ہیں یہ پہلے سردار کے خاندان سے ہوتا ہے یا اس خاندان سے جو ان پجاریوں کی باتیں مانتا ہے۔

اور یہ کشمکش تو ہمیشہ سے ہے کوئی سردار اگر پجاریوں کی قوت کو آنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی موت بہت دردناک ہوتی ہے اور کوئی حیثیت نہیں ہے سردار کی ---- اور یہی ہوتا چلا آیا ہے اور پھر یہ لوگ فیصلہ کرتے ہیں کہ آبادی کتنی زیادہ ہو گئی ہے اور اس آبادی کو کم کرنے کے لئے وہ پانی والے دیوتا کا حکم سنا کر کہ وہ قربانی چاہتا ہے اور اس کے بعد قربانی کے نام پر اندھیرے والوں کے گروہ کے گروہ پانی میں پھینک دیئے جاتے ہیں اور ان کا مال و دولت اور ان کا اسباب سب کچھ عبادت گاہ کی تحویل میں آ جاتا ہے اور یہ سب سے بہتر اور بڑے لوگ ہیں کہ ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔"

وہ سب غور سے الایا کی بات سن رہے تھے اور غور کر رہے تھے۔ پھر نادر نے سوال

کیا؟

"پانی میں رہنے والے کی کیا کہانی ہے اور پتھر کا وہ بت کس نے تراشا ہے جس پر گزشتہ رات ہمیں بیٹھایا گیا تھا اور وہ وحشی درندہ کیا ہے جس کا سر بت بڑا ہے اور وہ انسانوں کو ہڑپ کر لیتا ہے۔"

"مقدس آقا پانی میں رہنے والے کے بارے میں تو پانی والا ہی بتا سکتا ہے اور یا پھر دیوی اور دیوتا' وہ جن کا عکس ہے اور یہ بت عجیب بات ہو گی' نا صرف میرے لئے بلکہ اندھیرے والوں کے لئے کہ دیوی شیوالا اور وہ دیوتا جو پانی والے کا عکس ہے اور اس کا ایک عکس تو یہ کہ قربانیاں قبول نہ کریں جبکہ پانی میں رہنے والا ان قربانیوں کے لئے بے قرار ہو اور ہم نا جاننے والے زیادہ سے زیادہ کیا جان سکتے ہیں یعنی ہماری تو نسلیں گزر گئیں اور زمانہ قدیم میں ہمارا یہ دیوتا ہم پر نازل ہوا جو اب بھی اس بلند جگہ موجود ہے جس کے نیچے پانی والا رہتا ہے اور ہم تو بھلا تھوڑی سی عمر رکھتے ہیں۔ ہمیں اس کے بارے میں کیا معلوم ہو تو ہمیشہ ...... ہمیشہ سے یہاں ہے اور اسی طرح قربانیاں قبول کرتا چلا آیا ہے۔"

"ہوں تو یہ بتا کہ یہ سب کچھ تو ہے لیکن دوسرے پجاریوں کے بارے میں تیری کیا رائے ہے-----"

"دوسرے پجاری؟"

"ہاں۔"

"وہ سب اسی طریقہ کار کے تحت کام کرتے ہیں۔"

"اور کال' نادر نے ایک اہم سوال کیا؟"

"کال ان میں سے نہیں ہے وہ ایک الگ خاندان رکھتا ہے۔ اور کچھ لوگوں کو عظیم ہومان ہی منتخب کرتا ہے کہ وہ چھوٹی کاروائیاں کرے' لیکن حقیقت یہ ہے کہ کال ان سے زیادہ بہتر انسان ہے اور اس قدر سنگدل نہیں۔"

"ہومان کو دیوی نے قربانی کی رسم کرنے سے منع کیا اس کے نتیجے میں اس کی کیا کیفیت ہو گی؟"

"آہ ہومان نے اپنے ماتحت پجاریوں کو طلب کیا ہے اور کسی خفیہ جگہ انکی مجلس ہو رہی ہے اور وہ سب بے چین نظر آتے ہیں اور طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔"

"تو تیرا کیا خیال ہے الایا' کیا اندھیرے والے اس سلسلے میں خوشیاں منائیں گے کہ قربانی کی یہ ظالمانہ رسم ختم کر دی گئی-----" جواب میں الایا کے چہرے پر عجیب سے

آثار پھیل گئے اس نے کہا۔

"مشکل ہے مقدس آقا' وہ لوگ پیدا ہونے کے بعد سے آج تک اس ظالمانہ رسم کے عادی ہیں اور انہیں یہ منظر پسند ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ کب اور کس کو دیوتاؤں کے سامنے قربانی کے لئے پیش کر دیا جائے۔"

"اور پانی کا دیوتا کیا صرف انسانی خون کی بھینٹ پسند کرتا ہے یا کچھ اور بھی-----" نادر نے بڑی ہوشیاری سے سوال کیا؟" الایا نے کہا۔

"ہاں انسان جسم خون اور گوشت اور اس کے علاوہ وہ روشنی والے پتھر جو زمین پر بھی ہیں بلندیوں پر بھی۔"

"یہ روشنی والے پتھر کیا ہوتے ہیں؟"

"وہ جو روشنی دیتے ہیں' وہ سارے کے سارے اس پانی کی کھائی میں پھینک دیئے جاتے ہیں اور ہمیشہ سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے اور اگر کوئی اس کھائی میں اتر کر دیکھے تو اس کی تہہ روشن ہوتی ہے کہ وہ پتھر بے شمار ہیں جو اس میں بھر دیئے گئے ہیں۔"

"تو یہ پتھر وہاں کس کام میں آتے ہیں؟"

"کچھ نہیں----- وہ دیوتاؤں کی بھینٹ ہے اور دیوتاؤں کو یہ بھینٹ دے کر ہم سب خوشی محسوس کرتے ہیں۔"

"اور یہ پتھر کیسے ہوتے ہیں؟"

"ان کے رنگ سرخ بھی ہوتے ہیں اور نیلے بھی اس کے علاوہ ایسے پتھر بھی جو انسان کے دل کی شکل کے ہیں اور ایسے ہی پتھر دیوتا کی آنکھوں میں جڑے ہوتے ہیں وہ جو گہرائیوں میں رہتا ہے----- اور بہت سے دوسرے خوب صورت پتھر' یہ پتھر ہزاروں سال سے ہمارے پاس چلے آ رہے ہیں اور یہ پتھر اس جگہ سے جہاں صرف پجاری ہی لے جا سکتے ہیں جو کافی کھدائی کے بعد نکلتے ہیں۔ پھر انہیں مختلف شکلوں میں تراشا جاتا ہے ان کے چھوٹے چھوٹے مجسمے بنائے جاتے ہیں لیکن اب نہیں۔"

"تو یہ پتھر اس گہرائی میں ہیں؟"

"ہاں----- یا پھر پجاریوں کی تحویل میں جو ان کی تراش خراش کرتے ہیں اور انہیں قربانی کے لئے پیش کرتے ہیں۔"

"اور اگر کال یہ چاہے کہ آنے والے وقت میں اسے بڑے پجاری کا درجہ دیا جائے تو کیا ایسا ہو سکتا ہے؟"

"وہ اگر چاہے بھی تو کچھ نہیں ہو سکتا۔"

"کیوں ------ اس کی کوئی خاص وجہ ہے ------؟"

"ہاں۔"

"کیا جاننا پسند کرو گے مقدس الایا؟"

"ہاں کیوں نہیں ------ دراصل یہاں زیادہ تر پجاری ہومان کے ماننے والے ہیں اور اس کی کہی ہوئی باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور وہ بہت ہی عجیب ہے کہ اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہوتا۔"

"تو پھر اب تیری کیا حیثیت رہے گی؟"

"میں نہیں جانتا عظیم آقا اور جو مجلس مشاورت بیٹھی تھی اس نے کیا فیصلے کئے یہ معلوم نہیں۔"

"لیکن تو اطمینان رکھ بالآخر کوئی نہ کوئی مناسب فیصلہ ہو گا کیونکہ ہومان نے ایک جرم کیا ہے اور دیوتاؤں کی آمد سے اپنی آمند بلند کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ جو کچھ کرے اگر تیرے علم میں آئے تو ہمیں بتا اور اپنے تحفظ کے لئے مناسب بندوبست کر ------ اور کیا یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی جگہ منتخب کر لی جائے جہاں ہم لوگ رہنا چاہیں اور ان سرنگوں کے جال سے محفوظ رہیں جو بکھری ہوئی ہیں اور ایسا ہو کہ پجاری خفیہ طور پر ہم تک نہ پہنچ سکیں۔"

"عظیم آقا یہ بڑا مشکل کام ہے لیکن عقبی پہاڑوں میں ایک اتنا بڑا غار ہے جس کی وسعتیں لامحدود اور وہاں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن اگر دیوی شیوالا حکم دے۔"

"ٹھیک ہے تو پھر منتظر رہ' اور انتظار کر کہ ہم کسی مناسب وقت پر یہ حکم دیں۔"

اور پھر الایا وہاں سے رخصت ہو گیا اور ان لوگوں کے لئے مزید کچھ سوچنے کو بہت کچھ چھوڑ گیا۔

پھر جب وہ چلا گیا تو نادر نے کہا ------ "اور اب ہمارے سامنے ایک بہت بہتر نام ہے یعنی کال ------ فینٹ' مونٹا' کوہالہ اور میشل گہری نگاہوں سے نادر کا جائزہ لینے لگے تھے۔ فینٹ نے کہا۔

"عظیم آقا میں تو تیرا غلام ہوں یعنی بھلا میری چھوٹی سی عقل اور کہاں تو ------ لیکن جو کچھ تو سوچ رہا ہے وہ ہے قابل غور ------ اور میں تیری سوچ کا احترام کرتا ہوں۔"

"میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔" نادر نے کہا اور اس کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

○

کاہنوں کی مجلس مشاورت میں کیا فیصلہ ہوا ان کا ان لوگوں کو کوئی علم نہیں تھا لیکن بہر حال ان کی خاطر مدارت اسی انداز میں ہو رہی تھی البتہ اب وہ لمحہ لمحہ ہوشیار ہو گئے تھے ——— اور ان کالے غلاموں کو جن کی زندگیاں بالکل آخری وقت میں پہنچ کر بچ گئی تھیں۔ انہوں نے اپنی قربت میں طلب کر لیا تھا اور اس دوران کوئی ایسی بات نہیں ہوئی تھی جو ان کے لئے باعث پریشانی ہو ——— کال جو پجاریوں کے دوسرے گروہ سے تعلق رکھتا تھا اور جو بذات خود ایک معمولی سی شخصیت کا مالک تھا یعنی کسی طرح اس کی اپنی کوئی حیثیت نہیں تھی ——— اور اگر ہومان اسے کوئی ہدایت دے تو بھلا اس کی کیا مجال کہ وہ ایک لمحے کے لئے اس سے انحراف کر سکے۔ لیکن ان لوگوں کے لئے وہ بہت وفادار تھا اور صرف ان کے احکامات پر گردن خم کرنے کا عادی۔

اس کے ساتھ بھی کافی افراد موجود تھے ——— جو اس دوسرے گروپ سے تعلق رکھتے تھے ——— اور نادر وغیرہ ان کا بھرپور طریقے سے جائزہ لے رہے تھے اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے تھے کہ ان کی اپنی قوت کس قدر ہے۔ ہومان نے اس کے بعد ابھی تک ان سے کوئی ملاقات نہیں کی تھی۔

ادھر سردار الایا ان کے لئے کچھ بہتر جگہ تشکیل کر رہا تھا اور پھر جب وہ جگہ اس نے دیوی دیوتاؤں کے رہنے کے قابل بنا لی تو منصوبے کے مطابق میشل نے کال کو طلب کیا اور کہنے لگی۔"

"اس بے ہودہ اور گندی جگہ قیام کر کے مجھے نفرت کا احساس ہوتا ہے۔ خصوصاً" اس خیال کے تحت کہ یہاں زندگیاں میرے نام پر قربان کی جاتی رہی ہیں قربانی کی یہ رسم ختم کرنے کے بعد میں یہ چاہتی ہوں کہ یہ جگہ بھی یہاں سے بدل دی جائے اور میں کسی اور جگہ منتقل ہونا چاہتی ہوں اور اس کے لئے میں نے سردار الایا کو ہدایت کی تو میری ہدایت پر اس نے ایک جگہ تیار کر دی ——— اور اب میں وہاں منتقل ہونا چاہتی ہوں۔"

کال نے کہا۔"

"بھلا دیوی کا حکم ٹالنے کی جرات کون کر سکتا ہے کیا میں اس سلسلے میں بڑے مقدس پجاری کو اطلاع دوں۔"

"نہیں ——— پہلے ہمیں وہاں منتقل کر دیا جائے اس کے بعد پجاری کو اطلاع دینا۔"

"تو پھر بڑے اہتمام کے ساتھ سینکڑوں افراد نے مل کر وہ جگہ ان کے لئے مناسب کر دی اور ان کا سارا ساز و سامان احتیاط کے ساتھ وہاں پہنچا دیا گیا ——— اور یہ شاید ہومان

پر ضرب کاری تھی اور اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کس طرح ان لوگوں کی ہر حرکت کی نگرانی کر رہا ہے۔

تو ہومان اسی روز وہاں پہنچ گیا اور اس نے بری عاجزی کے ساتھ فینٹ سے گفتگو کی۔

"مقدس دیوتا ——— عظیم پانی والے' اس میں کوئی شک نہیں کہ تیرا ہر حکم اور تیرا ہر عمل ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور ہم یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ تو ہمارے لئے برکتیں لے کر آیا ہے اور مقدس دیوی کی آمد ہمارے اس شہر کو روشن کر دے گی لیکن روشنی کے عمل کا ابھی آغاز نہیں ہوا ——— اور ہم بدستور تاریکی والے ہیں ——— اور اس کے بعد یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ جگہ جہاں صدیوں سے تیرا بسیرا تھا' تو نے کیوں چھوڑ دی ———" اور اس کا جواب میشل نے دیا۔ اس نے کہا۔

"مقدس پجاری تیرا احترام سر آنکھوں پر لیکن تو جانتا ہے کہ یہ رسم منسوخ کرنے کے بعد وہ جگہ ہمارے لئے ناپسندیدہ ہو گئی ہے ——— اور ہم یہاں خود کو بہتر سمجھتے ہیں۔"

"رواتیوں میں اتنی بڑی تبدیلی شاید اندھیرے والے قبول نہیں کر سکیں گے دیوی شیوالا ——— بہتر تھا کہ یہ سب کچھ آہستہ آہستہ ہوتا ———" اس کی آنکھوں میں جو مکاری جھانک رہی تھی اسے صاف محسوس کیا جا رہا تھا ——— تو میشل نے کہا۔

"اور یہ غور کر لیا گیا ہے کہ اب تو اپنی ذات کو شاید دیوی دیوتاؤں سے بڑھ کر سمجھنے لگا ہے اور رکیا تیرے خیال میں یہ مناسب ہے' کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت تیرے لئے مشکلات پیدا کر لے۔"

ہومان نے ہاتھ باندھ کر سر خم کرتے ہوئے کہا۔

"وقت تو بہت سی باتیں مجھے سمجھا رہا ہے اور دیوی شیوالا اگر ہم سب ایک دوسرے سے تعارف کر کے اپنا عمل جاری رکھتے تو سب کا ہی فائدہ تھا ——— لیکن یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے برکتوں کا نزول تھوڑی سی مشکلات کے بعد شروع ہو گا۔ خیر تو اگر تو بہتر سمجھتی ہے تو یہی بہتر ہے۔ میں تو اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ ایک بار پھر اپنا موقف تجھے سمجھاؤں۔ دیوی ہزاروں سال سے ہم لوگ یہاں آباد ہیں اور ہزاروں سال سے ہمارے درمیان یہی چلا آ رہا ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ کچھ میرا علم ہے اور کچھ تیری برکتیں' یہاں کے کام بخیرو خوبی چل رہے ہیں اور قربانیوں کی رسم منسوخ کر دینے سے آبادیاں پھیلتی ہیں ——— اور اس قدر پھیل جاتی ہیں کہ پھر مختلف خیال والے لوگ پیدا ہوتے ہیں اور مختلف گروہ بن جاتے ہیں ——— تو ایسے گروہوں کو ٹوٹتے رہنا چاہئے۔ یہ ضروری ہوتا ہے

اور قربانی ایک ایسی رسم ہے جس سے پانی والا بھی خوش رہتا ہے —— اور آبادیوں کا پھیلاؤ بھی ختم ہوتا جاتا ہے یا پھر وہ ناپسندہ گروہ جو دیویوں کے اور کاہنوں کے باغی ہوتے ہیں وہ قربانی کے نام پر کیفر کردار کو پہنچ جاتے ہیں —— اور یہ تو ہمارے آباؤ اجداد کا عمل ہے اور کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ عمل جاری رہتا۔"

"نہیں یہ وحشیانہ رسم اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دی گئی ہے۔"

"تو سب سے بہتر اور مناسب سمجھتی ہے دیوی شیوالا —— لیکن میں ہر وقت حاضر ہوں تیرے ہر حکم کی تعمیل کرنے کے لئے —— ہاں یہ الگ بات ہے کہ اندھیرے والے اپنا فیصلہ خود کریں گے۔"

اور اس کے بعد ہومان نے اجازت طلب کی اور ایک نگاہ چاروں طرف ڈالتا ہوا باہر نکل گیا۔

وہ سب اس کی تملاہٹ محسوس کر رہے تھے اس کے الفاظ اور چہرے کے تاثرات میں زمین آسمان کا فرق تھا —— کوہالہ نے پریشان لہجے میں کہا۔

"اگر ایسا ہوتا کہ کوئی بہتر ذریعہ تلاش کر کے اس پجاری کو ختم کر دیا جاتا تو شاید یہاں حالات ہمارے بس میں ہوتے۔

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس خطرے سے نمٹنے کی کوشش کیسے کریں۔ یہ تو ایک بے حد مشکل کام ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے ——" مونا نے کہا۔ تب نادر بولا۔

"تم لوگ فکر مت کرو ہم آخری وقت تک اس سلسلے میں کوششیں کرتے رہیں گے اور اب ضرورت پیش آ گئی ہے کہ سازشوں کے جواب میں سازشیں کی جائیں لیکن اس کے لئے ہمیں افراد کا انتظار ہو گا اور یہ دیکھنا ہو گا کہ ہم کس حد تک اپنا کام کر سکتے ہیں۔

"ایک بات کہوں مسٹر نادر اگر آپ میری بات کو تسلیم کریں" میشل کہنے لگی۔

"ہاں میشل فرمایئے کیا کہنا چاہتی ہیں آپ ——"

"مسٹر نادر اس وقت یہ بندوقیں اور یہ بارود کے تھیلے ہمارے لئے سب سے قیمتی اثاثہ ہیں اگر ہم انہیں صحیح استعمال کر لیں اور انہیں محفوظ کر لیں تو یہ ہمارے حق میں سب سے بہتر بات ہو گی۔"

"یہ بات تو میں نے پہلے ہی کہی تھی۔"

"اور ہمارا یہاں تبدیل ہونا اس کے لئے سب سے زیادہ خوف کی بات ہے۔ یعنی وہ

بے شک بارود کے بارے میں کچھ نہیں جانتا لیکن اسے یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ وہ سرخ دھماکے' جو دو آدمیوں کی موت کا باعث بنے اور ان سے ان لوگوں کا خوف زدہ ہونا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ وہ چیز اس کے لئے سب سے زیادہ خوف ناک ہے اور ہو سکتا ہے وہ اسے غائب کرنے کی کوشش کرے۔"

"تو پھر یوں کیا جائے کہ کال کو اس سلسلے میں استعمال کیا جائے۔"

"ہاں —— لیکن اندھیرے والوں کا رویہ دیکھ کر مجھے تعجب ہے جیسا کہ الایا نے کہا کہ یہاں کے وحشی لوگ اپنی قربانی دینے کو پسند کرتے ہیں۔"

"بس ایک رسم ہے جو عمل کر رہی ہے اور وہ لوگ چونکہ ہر قسم کی عقل سے ناواقف ہیں اس لئے وہ اس کو دیوی دیوتاؤں کی خوشنودی سمجھتے ہیں نادر نے کہا۔"

"میں تو اس سلسلے میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں عظیم آقا' فینٹ نے کہا۔"

"کیا؟"

"پانی والے کا ذکر کیا گیا ہے —— اور تم نے دیکھا وہ عظیم الشان کھوپڑی اور وہ لمبے لمبے دانت جو پانی سے نمودار ہوئے' وقت یہ بتاتا ہے عظیم آقا کہ ہمیں اسی سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔"

"کیا مطلب ——؟" نادر نے چونک کر کہا۔

"عظیم آقا ہماری اس منحوس جگہ آمد کا مقصد جو تھا وہ پانی میں پوشیدہ ہے —— اور ہمیں بخوبی یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ ہم جو کچھ بھی حاصل کر سکتے ہیں وہیں سے —— اور وہاں تک پہنچنے کے لئے کیا اس عفریت کا خاتمہ ہونا ضروری نہیں ہے۔" فینٹ نے کہا اور نادر گردن ہلانے لگا۔"

"بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو تم —— ایسا ہی لگتا ہے۔"

"تو عظیم آقا ساری باتیں سوچنے کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں بھی سوچو۔"

"بھلا اس کے بارے میں کیا سوچا جا سکتا ہے؟"

"پانی کے اندر نہ تو پستول کارگر ہو گا اور نہ بارود ——"

"یہی تو سب سے بڑی خرابی ہے۔"

"اور اس کے علاوہ کوئی ایسا راستہ بھی علم میں نہیں ہے اور اگر ایسا کوئی راستہ ہو گا بھی کہ اس تک پہنچا جا سکے تو وہ یقینی طور پر ہومان کے علم میں ہو گا —— اور ہومان بدنصیب کو یہ بات نہیں معلوم ہونی چاہئے کہ ہمارے یہاں آنے کا اصل مقصد کیا ہے۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔۔۔۔۔" نادر نے کہا۔

"تو پھر سوچو اور غور کرو۔۔۔۔۔ اور اگر ہو سکے تو مجھے بھی اس سلسلے میں کچھ کام کرنے دو۔"

"سب سے بڑی اور افسوسناک بات یہ ہے مسٹر نینٹ کہ ہم یہاں دیوی دیوتاؤں کی حیثیت سے قیدی بن کر رہ گئے ہیں کاش ہم بھی عام لوگوں کی مانند ان کے درمیان گھوم پھر سکتے۔"

"ایسا تو ابھی تک نہیں ہوا ہے۔"

"ہونا چاہئے تھا۔"

"اس کے لئے ہمیں وقت درکار ہو گا۔"

"ہو سکتا ہے وقت اس سلسلے میں ہمارے لئے کشادہ ہو جائے۔"

"ہاں کاش۔۔۔۔۔" میشل نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور نادر پھیکے سے انداز میں ہنسنے لگا۔۔۔۔۔ پھر بولا۔

"میں اپنی اس غلطی کو کبھی نظرانداز نہیں کروں گا آہ کاش یوں نہ ہوتا۔"

"کیا۔۔۔۔۔ کوہالہ نے چونک کر پوچھا۔"

"یہ کہ میں اس خزانے کا لالچ نہ کرتا۔ اب تو وہی بات ہے کہ حلق میں ہڈی آ پھنسی ہے یعنی وہ جو کہا جاتا ہے نا سانپ کے منہ سے چھچھوندر نہ اگلی جائے نہ نگلی جائے۔"

"نہیں میرے آقا' میرے جذبات کو مجروح نہ کرو" نینٹ نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔۔۔۔۔ موٹا نے پوچھا۔

"تمہارے جذبات۔"

"ہاں تم نہیں جانتے۔۔۔۔۔ یہاں آمد ایک عظیم مقصد ہے اور اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے یوں سمجھ لو کہ میں نے اپنی زندگی وقف کر دی ہے۔ آہ وہ جو اس دنیا سے چلا گیا کتنی امید بھری نگاہوں سے مجھے دیکھتا تھا اور سوچتا تھا کہ نینٹ تو یقینی طور پر اپنے آقاؤں کی مدد کرے گا۔۔۔۔۔ اور عظیم آقا جو تمہارا دل چاہے کہو لیکن میری آرزو ہے کہ یہ نہ کہنا کہ اپنا مقصد پورا کئے بغیر ہم یہاں سے جانا پسند کریں گے یا یہ کہ ہم اپنا ارادہ ترک کر دیں گے۔"

نینٹ کی بات نادر کے دل پر بڑی طرح اثر انداز ہوئی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"اصل میں بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں نینٹ جن کے لئے انسان بہت کچھ سوچنے پر

مجبور ہو جاتا ہے میں تو سب سے زیادہ میشل' کوہالہ اور موٹا کے بارے میں سوچتا ہوں یا پھر وہ بے چارے جو صرف وفاداروں کا دامن پکڑے ہمارے ساتھ اس جہنم میں چلے آئے ہیں اور میں سوچتا ہوں کہ اس کی وجہ صرف میں ہوں بس یہ بات میرے دل کو داغدار کرتی ہے" میشل نے بڑی ہمدردی سے کہا۔

"نہیں مسٹر نادر آپ سوچ لیجئے یہ آپ کی اپنی مرضی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہم عالم ہوش میں اور سب کچھ سوچنے کے بعد آپ کے ساتھ یہاں تک آئے ہیں ہر انسان کا اپنا ایک معیار زندگی ہوتا ہے آپ کے بھی ہم پر بہت سے احسانات ہیں میں سوچتی ہوں کہ میرا جو حال ہونے والا تھا آج بھی سوچتی ہوں تو اس کے تصور سے کانپ جاتی ہوں اگر یہاں صورت حال بگڑے اور مجھے اس پانی میں پھینک دیا جائے اور وہ خونخوار درندہ مجھے ہڑپ کر لے تو یقین کریں موت تو معین ہے میں مرجاؤں گی لیکن لمحے لمحے کی وہ موت جو مجھے وہاں نصیب ہوتی آپ نے مجھے اس سے بچایا اور میری یہ ماں' جس نے مجھے ہوش کا پہلا لفظ سکھایا میرے غم میں نجانے کس کیفیت کا شکار ہوتی آپ اس کی بے قراری محسوس کر رہے ہوں گے اس وقت جب میں سفید بھیڑیئے کے چنگل میں پھنسی ہوئی تھی اور ایسا نہ ہوتا تو یہ اتنے بڑے بڑے وعدے نہ کرلیتی یہ سب ایک چین ہے اور تقدیر نے ہمیں ایک دوسرے سے منسلک کر دیا ہے تو بات اصل میں وہی ہے کہ انفرادی طور پر اگر سوچو تو بے شک سوچتے رہو لیکن یہ میرا خیال ہے دوسروں کی توہین ہے کہ مسٹر نادر تم اس معاملے کو صرف اپنا سمجھتے ہو۔"

"آہ صرف ایک بات ہی کہہ سکتا ہوں کہ تم بہت اچھے لوگ ہو اتنے اچھے انسانوں کا اس زندگی میں مل جانے کا تصور میرے لئے ممکن نہیں تھا۔۔۔۔۔" نادر نے مدھم لہجے میں کہا اور ایک گہرے تاثر میں ڈوب گیا۔

○

یہ پتہ نہیں چل سکا تھا کہ ہومان جو مجلس مقرر کی تھی اور جس کے بارے میں کال نے اطلاع دی الایا کے ذریعے ان تک پہنچی تھی اس مجلس کے اندر کیا فیصلے کیئے گئے اور یہ بہت مشکل کام تھا چونکہ انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ پجاریوں کے دو گروہ ہیں اور کال کے ساتھ جو گروہ تھا وہ بالکل ہی بے حقیقت مگر یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہو گا کہ بڑے پجاری کے پیروکاروں کا حاشیہ بردار اور غلام تھا اور اپنے طور پر وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے اسی طرح کال بھی ایک بے حقیقت شخصیت کا مالک تھا لیکن بہر حال وہ بھی دیوتا کا پجاری اور خاندانی آدمی تھا لیکن ان دو افراد کے اس گروپ میں شامل ہو جانے سے نادر یہ محسوس کر رہا تھا کہ خاصی تقویت حاصل ہو گئی ہے۔ اور الایا نے جس طرح انہیں اس پر اسرار ماحول سے نکال کر یہاں مقیم کر دیا تھا یہ ان لوگوں کیلئے بڑے اطمینان کی بات تھی اور نادر اب سو فیصدی اپنے انداز میں سوچ رہا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں کے ماحول کو اگر یہ سمجھ لیا جاتا کہ سیدھے سادھے سیاہ فام لوگوں کی آبادی ہے تو یہ غلط تھا عام لوگ تو بے شک سیدھے سادھے تھے لیکن ہومان نے اپنا ایک طلسمی جال پھیلا رکھا تھا اور اب صورت حال مکمل طور پر ان کی سمجھ میں آ گئی تھی جیسا کہ الایا نے ان کی راہنمائی کی تھی یعنی یہ کہ پجاریوں کا یہ خاندان بالکل اسی طرح ان علاقوں پر قابض تھا یعنی زمین کی دوسری تہہ میں، جس طرح زمین کی پہلی پرت پر وہ لوگ جنہوں نے اپنی بادشاہت قائم کر رکھی تھی اور خود کو اونچی ذات والا کہہ کر باقی سب کو پسماندہ کر رکھا تھا یہی کیفیت یہاں کے لوگوں کی تھی اور عقیدت مند تو بیچارے اسی طرح مارے جاتے تھے یعنی توہمات کے چکر میں پڑ کر اور دیویوں دیوتاؤں کا مذہب توہمات کے سوا بھلا اور کیا تھا۔ اب ان کے مقابلے میں ایسا ہی عمل کرنا تھا جس سے ان لوگوں کے جال کو توڑا جا سکے اور ایک بدترین دشمن ان کے سامنے تھا جو یہ بات جانتا تھا کہ بہر حال یہ لوگ اصلی دیوی دیوتا نہیں ہیں اور اس نے بھی مصلحتاً ہی اس سلسلے میں ان لوگوں کو دیوتا قبول کر لیا تھا تو الایا تو ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہی رہتا تھا اور بہت ہی اچھا انسان تھا۔ اس نے کہا۔

"کال یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ اس مجلس مشاورت میں کیا طے پایا اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد میں اس کے بارے میں تمہیں کچھ بتا سکوں گا مقدس دیوتا۔"

"ہاں ہومان جیسا کہ اب تیرے علم میں آ چکا ہے ایک سازشی آدمی ہے اور وہ دیوتاؤں کے خلاف سازش کر رہا ہے جو بہر حال اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہو گی اور یہ

تو صرف وقت کا انتظار ہے ورنہ اسے اس کی سازش کا مزہ چکھا دیا جاتا لیکن الایا ایک بہت بڑی بات ہے جو مکمل طور سے سمجھ میں نہیں آتی۔"

"کیا مقدس دیوتا کے پیروکار ————" نادر کے سوال پر الایا نے کہا۔

"ہومان نے سب کے سامنے یہ تسلیم کیا کہ دیوی دیوتا ان کے درمیان آ گئے ہیں اور اس کے بعد اس نے اس بات کا انحراف کیا یعنی قربانی کی رسم سے۔"

"وہ تو میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ وہ یہی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ دیوتا اور دیوی کو ان لوگوں کے درمیان لانے کا ذریعہ وہی ہے اور بڑے طلسمی جال پھیلا رکھے ہیں ان لوگوں نے اور سادہ لوح ان پر ایمان رکھتے ہیں" بہر حال بعد میں نادر نے کہا۔

"بے شک یہ جگہ الایا نے ہمارے لئے بہتر منتخب کی لیکن پھر بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر غفلت کا ایک لمحہ ہم نے اختیار کیا تو ہم پر رونے والے بھی نہیں ملیں گے کیونکہ ہم غیروں کی بستی میں ہیں۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے عظیم آقا ————" مونٹا نے کہا۔

"مونٹا ہمیں ان لوگوں کی ذہانت کا مقابلہ کر کے اپنی عقل شدت سے استعمال کرنا ہو گی۔"

"مونٹ جس قابل بھی ہے وہ کرنے کیلئے تیار ہے۔"

"تو سنو مونٹا، تم اور باقی میں کسی کو کیا کہوں لیکن جو لوگ ہماری خدمت پر معمور کیئے گئے ہیں ان میں سے کچھ ایسے لوگوں کا انتخاب کرو جو اس کام میں شریک ہو جائیں۔"

"کام کیا ہے عظیم آقا۔"

"یہاں ان غاروں میں بلکہ اپنی ان پناہ گاہوں میں ایسی خفیہ جگہ کی تلاش جہاں ہم یہ اسلحہ اور گولا بارود رکھ سکیں ہمیں شدت سے اس کی حفاظت کی ضرورت پیش آئے تھی کیونکہ یہ بات ابھی کسی شبہ کا باعث نہیں ہے کہ یہ لوگ بارود سے ناواقف ہیں اور شائد اسی میں ہماری فتح پوشیدہ ہے۔"

"بے شک اس میں بھلا کیا شک ہے لیکن وہ جگہ ————" اور پھر انہوں نے تلاش شروع کر دی اور ایک ایسا غار پا لیا جس کی وسعت کافی تھی اور اس میں بڑی گنجائش یعنی یہ کہ وہ اپنا تمام اسلحہ اس میں چھپا سکتے تھے اور جب یہ کام کر دیا گیا تو پھر ایسی چیزیں تلاش کی گئیں جو ان کا نعم البدل ثابت ہوں اور پہاڑوں کی ٹوٹی ہوئی باریک ریت حاصل کر کے انہیں محفوظ کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی لکڑی کے ایسے لمبے لمبے ٹکڑے جنہیں ایک

خاص شکل دی جا سکے اور یہ ظاہر ہو سکے کہ یہی ان کا اسلحہ ہے کیونکہ اب تک اس پر کسی نے خاص طور پر توجہ نہیں دی تھی تو یہ چیزیں ایسی جگہ رکھ دی گئیں جہاں عام لوگوں کے ہاتھ نہ پہنچ سکیں اور کیا ہی عمدہ ذہانت تھی نادر کی۔ یہاں قیام کئے ہوئے تیسرا دن گذر چکا تھا اور یہ چوتھی رات تھی رات کو کھانا وغیرہ کھانے پینے کے بعد وہ لگ سو گئے تھے چونکہ الایا بھی انھی لوگوں میں سے ایک تھا اس لئے اس کا اطمینان بھی ہر حالت میں بے حد ضروری تھا چنانچہ ینٹ اور میشل ہمیشہ ایک ہی جگہ سویا کرتے تھے جو سب سے بہتر مقام رکھتی تھی اور ابھی تک اس سلسلے میں کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی تھی جس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ ہومان نے اس طرف خاص توجہ دی ہے وہ غالباً" اپنی ہی کاروائیوں میں مصروف تھا۔

اس رات نادر تنہا سو رہا تھا مونٹا اور کوہالہ الگ جگہ تھے کہ رات کے آخری پہر میں نادر نے کچھ سرسراہٹیں سنیں اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی دبے قدموں چل رہا ہو اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ ان آوازوں کو غور سے سننے کی کوشش کرنے لگا کوئی اندازہ نہیں ہو رہا تھا لیکن دبی دبی سانسوں کی آوازیں اور کچھ ایسا انداز جیسے کوئی خصوصی طور پر دبے قدموں چل رہا ہو نادر نے اپنے پاس پستول چھپا کر رکھے تھے جو اس کے لباس میں پوشیدہ تھے دو پستول ہر وقت لوڈ کر کے وہ اپنے ساتھ رکھا کرتا تھا۔ مونٹا وغیرہ کو البتہ یہ پستول نہیں دیئے گئے تھے کہ کہیں ذرا سی غفلت ہو اور یہ آتشیں اسلحہ کسی غلط ہاتھ میں پہنچ جائے پھر اس کی کوئی حیثیت نہیں رہی گی اگر وہ لوگ اسے سمجھنے میں کامیاب ہو گئے چنانچہ اس کے لئے اس نے معذرت کی تھی لیکن ان لوگوں کے پاس خنجر وغیرہ موجود رہا کرتے تھے تاکہ وہ ہوشیار رہیں۔ نادر نے ایک پستول نکال کر ہاتھ میں لیا اور دبے قدموں آہٹیں لینے کی کوشش کرنے لگا اس کے بعد وہ اپنے کمرے سے نکل آیا باہر نکل کر اس نے دور دور تک دیکھا کوئی نظر نہیں آ رہا تھا پھر اس نے مونٹا اور کوہالہ کے کمرے میں جھانکا وہ دونوں گہری نیند سو رہے تھے اور یہی کیفیت ینٹ کی تھی اور فینٹ زمین پر دراز تھا اور میشل اس آرام گاہ پر جبکہ ینٹ کیلئے بھی ایسا ہی انتظام تھا یعنی ایک مسہری کا وہ دونوں بھی آرام کی نیند سو رہے تھے پھر یہ کیسی آواز ہے اور رفتہ رفتہ نادر آگے بڑھتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا جو ایک الگ کمرے کی حیثیت رکھتی تھی اور اس کے دروازے مضبوطی سے بند تھے وہ اندر داخل ہوا مشعل روشن تھی اور مشعل کی روشنی میں اس نے جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں بارود کے وہ بورے جو اصل نہیں تھے بلکہ جو ریت سے

بھرے ہوئے تھے وہ ٹکڑے جنہیں ان لوگوں نے بڑی محنت سے عجیب و غریب شکلیں دے کر یہاں محفوظ کر لیا تھا مکمل طور سے غائب تھے اور وہاں کچھ بھی نہ رہ گیا تھا نادر نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا غیبی قوتوں نے درحقیقت اب تک تو اس کی مدد کی تھی اور وہ کسی خطرناک جال میں پھنسنے سے بچ گیا تھا ہر لمحہ کوئی نہ کوئی کارآمد بات مل ہی جاتی تھی اگر اس سلسلے میں کوئی غفلت برتی جاتی تو پھر آج اپنی موت کا تصور کر لیا جاتا اور یقینی طور پر ان لوگوں کو خودکشی کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہ رہتا سو وہی ہوا کہ ہومان اپنی کاوشوں میں مصروف ہے نادر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی دوسری صبح جب اس نے ان لوگوں کو یہ خوشخبری سنائی تو وہ سب کے سب دنگ رہ گئے اور ان کے منہ حیرت سے کھلے کے کھلے رہ گئے۔

"آہ اگر ہم وہ نہ کرتے تو جو ہم نے کیا تو کیا ہوتا۔"

"خودکشی کے بہترین طریقے سوچنے کے علاوہ اور کچھ نہیں——" نادر نے کہا اور اس کے بعد یہ لوگ غور و فکر میں ڈوب گئے تو پھر کوہالہ کہنے لگی——

"ہومان باز نہیں آئے گا آہ میں تو کہتی تھی ناں کہ میں تو بچپن سے اسے جانتی ہوں یہ الگ بات ہے کہ ہوش کے لمحات کہیں اور گذارنے پڑے یعنی لوکائیہ میں تاہم بچپن کی جتنی یادداشتیں میرے ذہن میں محفوظ ہیں ان کے تحت میں ہومان کو جانتی ہوں اور واقعی وہی تو تھا جس نے قربانی کی رسم کو زور و شور سے جاری کیا اور اب پتہ نہیں وہ کمبخت کیا کرنا چاہتا ہے لیکن اسی دن اتفاقیہ طور پر الایا کے ذریعے کال کی معلومات انہیں حاصل ہو گئیں۔ الایا حصول کے مطابق ان کی خدمت میں آیا تھا اور مقدس پجاری بھی آیا کرتے تھے جو ان کی تکریم کرتے تھے اور عزت و احترام سے ان کے ساتھ پیش آتے تھے یہ وہی تھے جو ہومان کے پیروکار تھے اور کال کے ساتھی بھی آتے تھے لیکن غلاموں کی مانند ان کے لئے کچھ نہ کچھ لے کر آتے تھے اور یہ بھی طے کر لیا گیا تھا کہ اب کوئی ایسی چیز جو ناقابل یقین ہو یقینی پھل وغیرہ نہ ہو بلکہ پھلوں میں بھی احتیاط برتی گئی تھی کہ ہومان کیلئے سب کچھ ممکن تھا تو وہ چیزیں ان کے لئے آتی تھیں لیکن وہ ان چیزوں کو کھاتے نہیں تھے تاکہ محفوظ رہیں سوائے ان اشیاء کے جو الایا سے حاصل ہوتی تھیں یا پھر مونٹا اور کوہالہ' ان غلاموں کو لے کر دور دور تک نکل جاتیں اور وہاں سے اپنی پسند کے پھل توڑ کر لاتی اور مونٹا کبھی کبھی شکار کر لیا کرتا تھا لیکن یہ سب کچھ نہائیت احتیاط کے ساتھ کیا جاتا تھا اور دوسروں کو اس سے ناواقف ہی رکھا جاتا تھا اور جن علاقوں میں دیوی دیوتا منتقل ہوئے تھے وہاں عام

لوگوں کا گذر نہیں تھا اور دور دور تک کے علاقوں میں یہ منادی کرا دی گئی تھی کہ دیوی دیوتاؤں نے اپنا مسکن تبدیل کر لیا ہے اور وہ اس جگہ رہتے ہیں چنانچہ کوئی بھی ان تک پہنچنے کی کوشش نہ کرے اور کم از کم ابھی تک یہ بھرم قائم تھا ہومان اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا اور اس پر بحث کرتے ہوئے نادر نے میشل سے کہا تھا۔

"ہاں اصل میں ہومان کچھ عجیب و غریب حالات کا شکار ہو گیا۔"

"مثلاً"۔۔۔۔۔ میشل نے سوال کیا؟"

"اس کی پہلی کوشش وہ تھی جب وہ وہاں ہمارے پاس پہنچا یا اسے لایا گیا جہاں پر ہم پہلی بار ان لوگوں پر ظاہر ہوئے۔"

"ہاں یعنی اس میدان میں۔"

"بے شک اور پہلی تصدیق اس نے ہمارے بارے میں کی تو اس طرح وہ پہلے جرم کا مرتکب ہوا یعنی اب اگر وہ اس بات کی تردید کرتا ہے تو اس پر معیبت نازل ہو جاتی ہے کہ وہ صحیح معنوں میں دیوتاؤں کا پجاری نہیں ہے بلکہ ایک نقلی پجاری ہے اور عقل و ہوش سے عاری' تو ظاہر ہے اس کے بعد جب اس نے دوسری کوشش کے طور پر ہمارا اعتبار حاصل کرنے کیلئے وہاں بت کی قربان گاہ پر اس بات کو دوسروں کے سامنے بیان کیا اور دیوی دیوتا کی آمد کی خوشی میں ان لوگوں سے استقبالیہ الفاظ کہلوائے تو اس کے بعد اب یہ گنجائش نہیں ہے اس کے پاس کہ وہ ہماری تردید کر سکے۔ لیکن الایا آیا اور الایا نے جو انکشاف کیا اور جو اس نے بتایا کہ کال کے ذریعے جو ہوا ہے اور یہ بھی بتایا اس نے کہ کال اب مکمل طور پر ان کی مٹھی میں ہے اور وہ خود بھی عاجز ہے ہومان کی حرکتوں سے' اور الایا کی موت کے بارے میں اس نے کہا کہ الایا اگر ختم ہو جاتا یا قربان کر دیا جاتا تو درحقیقت اس کے بعد ہومان کے راستے میں کوئی مشکل نہ رہتی کیونکہ بہر حال سردار کے احکامات بھی بنیادی حیثیت رکھتے ہیں سوائے اس کے کہ' وہ مقدس پجاری سے انحراف نہ کرے لیکن دیوی دیوتاؤں کے آنے کے بعد مقدس پجاری کی حیثیت دو نمبر کی ہو گئی ہے اور الایا تیسرے نمبر پر ہے" تو بہر حال الایا نے کہا۔

"مجلس شاورت میں جو بات ہومان نے طے کی ہے وہ یہ ہے کہ آج سے ٹھیک سات دن کے بعد یعنی جس دن مجلس مشاورت ہوئی اور جس میں اب صرف چھ دن باقی رہ گئے ہیں ایک بار پھر دیوی دیوتاؤں کو بت کی بلندیوں پر لے جایا جائے اور وہاں پہنچنے کے بعد ان سے پوچھا جائے کہ اندھیرے کا شہر کب روشنی کی آغوش میں پہنچے گا اور برکتوں کا نزول

کب تک ہو گا یا یہ بھی کیا جائے گا کہ کوئی معجزہ دکھایا جائے تاکہ دیوی دیوتاؤں کی آمد کا پہلا انعام لوگوں کو حاصل ہو سکے اور شائد قربانی کی رسم بھی بحال کرانے کی کوشش کی جائے گی یہ ساری چیزیں غالباً" ہومان اپنی ساکھ کو بحال کرنے کیلئے آخری عمل کے طور پر کر رہا ہے اور یقینی طور پر سات دن کے بعد آپ لوگوں کو وہاں جانا ہو گا اور اندھیرے والوں کو اپنے درشن دینا ہوں گے تو یہ بہت فکر کی بات تھی۔"

"الایا کیا کال کے ذریعے تم ہمارا کچھ کام کرا سکتے ہو۔"

"دیوتا کے پیروکار اور مقدس دیوتا کے ساتھ آنے والے بھلا تو حکم دے اور کچھ نہ ہو۔"

"نہیں یہاں حکم کی بات نہیں ہے الایا اب تو تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہومان تمہارا بھی دشمن بن چکا ہے اور تم قربانی کے پتھر سے اٹھ کر چلے آئے ہو' تو غالباً" ہومان کیلئے' اس سے زیادہ بے عزتی کی بات کوئی نہیں ہو گی اور جیسے ہی موقع ملے گا اور وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا تو تمہیں بھی یقینی طور پر وہ موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کرے گا۔"

"میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔" الایا نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"اب یہ بھی ضروری ہے کہ جتنے لوگوں کو تم اپنے ساتھ شامل کر سکو کہ ہومان کی کوششوں کو ناکام بنا دیں تو تمہیں یہ کرنا ہو گا۔"

"تم جو کہو مقدس آقا میں حاضر ہوں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے ابھی تو سات دن باقی ہیں ہم مشورہ کرنے کے بعد تم سے کوئی کام لیں گے لیکن خبردار ایسے لوگوں کا انتخاب کر لو جو اپنی گردنیں کٹوا دیں لیکن وہ نہ کہیں' انہیں جس کے لئے منع کیا جائے۔"

"دیوی اگر اپنے ہونٹوں سے انہیں کسی کام کی ہدایت دے گی تو کسی کی مجال ہے جو وہ کوئی انحراف کر سکیں۔"

"بس تو ٹھیک ہے تم آج سے تیسرے دن ان لوگوں کا انتخاب کر کے ہمارے پاس انہیں لے آنا۔"

"ٹھیک ہے مقدس دیوی دیوتا میں ایسا ہی کروں گا۔۔۔۔۔" الایا نے کہا پھر جب الایا چلا گیا تو میشل نے اور فینٹ نے سوالیہ نگاہوں سے نادر کو دیکھا۔ نادر نے کہا۔

"اور ان لوگوں نے مجبور کر دیا ہے مجھے کہ' اپنی زندگیاں بچانے کیلئے مختلف انداز سے سوچوں۔"

"یعنی۔"

"یعنی یہ کہ بحالت مجبوری ہمیں اپنے تحفظ کا بندوبست کرنے کیلئے ہو سکتا ہے کہ کچھ کو ہلاک کرنا پڑے۔" اس کے ان الفاظ پر بیش نے سنسنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھا اور بولا۔

"مگر کس طرح اور کیا یہ خونریزی ہمارے حق میں بہتر ہو گی۔"

"ہمیں نے کہا نا کہ بیش، بحالت مجبوری ہمیں ایسا کرنا پڑے گا اور اگر ہم نے اپنے عمل سے غفلت کی تو پھر ہمارا کوئی پرسان حال نہ ہو گا لیکن ہادر نے فینٹ کو بھی نہیں بتایا کہ وہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ہاں تیسرے دن جب الایا اس کے پاس پہنچا تو تنہائی میں الایا سے بہت دیر تک باتیں کیں اور الایا نے گردن خم کرتے ہوئے کہا۔"

"عظیم آقا جیسا تم کہو کیونکہ تمہاری زبان مقدس دیوتا کی زبان ہوتی ہے اور ہم تمہارا اتنا ہی احترام کرتے ہیں جتنا ہمیں کرنا چاہئے اور سچی بات تو یہ ہے کہ اب تم ہمارے مقدس پجاری ہو اور ہم تمہارا احترام کرتے ہیں کہ، تمہیں دیوی دیوتا کی ہر وقت کی قربت حاصل ہے۔ لیکن پھر جب الایا کو بارود کے وہ تھیلے دیئے گئے، جو اصل تھے اور جن کی نقل غائب ہو چکی تھی اور اسے بتایا گیا کہ الایا کو کیا کرنا ہے تو سب ہی کے چہرے پر سنسنی کے آثار پھیل گئے۔ ہادر نے الایا کو رات کے ان لمحات میں جب پوری آبادی گہری نیند سو جائے قربان گاہ کے کون کون سے بلند مقامات پر بارود کے ہر تھیلے احتیاط سے چھپا دینے ہیں اور ان بلند مقامات کی نشان دہی ہادر نے کر دی تھی کیونکہ اس کی نگاہیں گہری تھیں اور اس نے اپنی مطلوبہ جگہ کو منتخب کر لیا تھا۔ یہ ایک احتیاطی کام تھا اور جگہ وہ تھی جہاں اندھیرے کے رہنے والے موجود ہوا کرتے تھے یعنی جہاں سے وہ دیوی دیوتاؤں کی زیارت کیا کرتے تھے تو پھر چھٹا دن تھا، اس کے بعد والے دن وہ عمل ہونا تھا اور چھٹے دن ہومان اپنی تمام تر شیطانیت کے ساتھ اور ساری خباثتوں کے ساتھ اپنے مخصوص لباس میں ملبوس پجاریوں کی پوری فوج کے ساتھ دیوتاؤں کی ہی رہائش گاہ پر آیا اور اپنے ساتھ وہ تحائف بھی لایا پھر اس نے فینٹ اور بیش سے تنہائی میں گفتگو کرنے کی اجازت مانگی اور کہا۔

"چونکہ یہ معاملہ ایسا ہے کہ کسی غیر کو اس میں بالکل نہیں شریک کیا جا سکتا تو یہ ایک مجبوری ہے اور کیا مجھے یہ عزت بخش دی جائے گی تو ہادر نے خوشدلی کے ساتھ ہومان کو اس کی اجازت دی اور ایک مخصوص کمرے میں وہ تینوں محصور ہو گئے تو ہومان نے کہا۔

"مقدس دیوی اور مقدس دیوتا، میں نہیں جانتا کہ تم لوگ کس مقصد کے تحت یہاں

آئے ہو لیکن اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تو یہ ایک سچائی ہے کہ تمہیں بھی ان قیمتی پتھروں کی تلاش ہو گی اور یہ صحرائے اعظم افریقہ میں آنے والوں کی ازلی خواہش ہوتی ہے اور زمین کی ان گہرائیوں میں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ سب کچھ موجود ہے جو تمہاری طلب ہو سکتی ہے لیکن تو مجھے اتنا بتا دو کہ اس کے حصول کا کیا ذریعہ ہے تمہارے پاس۔"

"ہومان تو ہمیشہ ہی ایسی باتیں کر رہا ہے۔ جو ہمارے غیث و غضب کو آواز دے، اور اس وقت بھی تو وہی الفاظ کہہ رہا ہے۔"

"مقدس دیوتا میں یہ آخری کوشش کر رہا ہوں بالکل آخری اور اس کے بعد شائد میرے پاس بھی کرنے کے لئے کچھ نہ رہے اس میں کوئی شک نہیں کہ دوبارہ تمہیں مجھ پر برتری حاصل ہو چکی ہے۔ اور تم نے یہ ذہانت سے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ تم سب سے زیادہ شاطر شخص ہو، جس نے دھماکے کر کے موت طاری کر دی تھی اور وہ بھی کوئی خاص ہی طریقہ تھا جو میری سمجھ میں نہیں آسکا تو دو دفعہ مجھے تمہارے مقابلے میں شکست ہو چکی ہے لیکن تیسری شکست بھی میرے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔"

"تو کہنا کیا چاہتا ہے ہومان! اگر وہ چمکدار پتھر میں تمہیں فراہم کر دوں تمہاری خواہش اور تمہاری ضرورت کے مطابق تو کیا تم مجھ سے تعاون کرنا پسند کرو گے۔"

"اگر چمکدار پتھر ہم چاہیں تو کیا ہم انہیں حاصل نہیں کر سکتے——" فینٹ نے پوچھا۔

"نہیں یہی تو تمہارے لئے ممکن نہیں ہے۔"

"کیوں۔"

"اس لئے کہ ان کی بہت بڑی مقدار پانی کی گہرائیوں میں ایک ایسی جگہ محفوظ ہے جس کے بارے میں صرف میں جانتا ہوں یعنی وہاں جہاں مقدس دیوتا رہتا ہے اور وہی ان قیمتی پتھروں کا محافظ ہے تو بھلا کس کی مجال ہے۔ جو میری نشاندہی کے بغیر وہاں تک پہنچ سکے۔"

"پانی میں داخل ہونے کے بعد تو ان تک پہنچا جا سکتا ہے۔"

"بالکل نہیں پانی میں داخل ہونے کے بعد بھی وہ جگہ فوراً" ہی نگاہوں میں نہیں آ سکتی ہاں ایسی سرنگ موجود ہے جہاں سے وہاں تک جایا جا سکتا ہے۔"

"اور یہ سرنگ کہاں ہے——" فینٹ نے سوال کیا اور ہومان مسکرانے لگا۔

"نہیں مقدس دیوتا ایسے تو نہیں اس کے لئے تمہیں ایک الگ ہی راستہ اختیار کرنا

پڑے گا۔"

"ہومان میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اپنی فضول باتوں کو بند کر اور خبردار یہ تیسرا موقع ہے تیرے لئے کہ ہم نے تجھے معاف کیا ورنہ' اس وقت تجھے بھی موت کے گھاٹ اتارا جا سکتا تھا جب دھماکے ہوئے تو دنیا والے دیوتاؤں کے قبضے میں چلے گئے جو ان لوگوں کو ہلاک کرنے والے تھے یعنی الایا کو اور دوسرے لوگوں کو۔۔۔۔۔۔"

"میں شرمندہ ہوں مقدس دیوتا اور واقعی بڑی احمقانہ باتیں کر رہا تھا' میں نجانے کیوں میرے دماغ پر کوئی ایسی قوت حاوی ہو گئی جو مجھے یہ فضول باتیں کرنے پر مجبور کر رہی تھی مقدس دیوتا کل کا دن زیارت کا دن ہے اور کل تیری دوسری زیارت ہو گئی' اور میں نے اندھیرے والوں کو اس کے لئے کہہ دیا ہے تم کل سب قربانی کے بت کے سامنے جمع ہوں گے اور تم انھیں اپنی زیارت کراؤ گے اور وہ تم سے ان برکتوں کے بارے میں سوال کریں گے جو تم ان کے لئے لائے ہو تو کل کا دن تیار رہنا اور تمہیں اپنے تمام ساتھیوں کے ہمراہ وہاں پہنچنا ہے اور اس کے بعد میں اجازت چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔" ہومان نے مزید کچھ نہ کہا سوائے اس کے' تعظیم دی انہیں سجدے میں پڑا رہا اور اس کے بعد اٹھ کر اپنے پجاریوں کی فوج کے ساتھ وہاں سے واپس چلا گیا لیکن نادر بے قرار تھا یہ جاننے کیلئے کہ اب یہ شیطان کیا ارادہ لے کر آیا تھا اور کیا کہہ گیا تو" میشل اور فینٹ متفکر بیٹھے ہوئے سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے نادر مونا اور کوبالہ ان کے پاس پہنچ گئے تو نادر نے سوال کیا۔

"اب کیا کہتا تھا یہ۔"

"کل ہمیں زیارت کیلئے بت پر پہنچنا ہو گا۔۔۔۔۔۔" فینٹ نے بتایا۔

"یہ بات تو میرے علم میں تھی۔"

"اور اس سے پہلے اس کمبخت نے آخری بار ہم لوگوں سے مصالحت کرنے کی کوشش کرنے کی پیشکش کی کہ' وہ ہمیں پتھروں کا پتہ بتا سکتا ہے اگر ہم اس کے ساتھ تعاون کریں تو۔"

"یہ پیشکش کی تھی اس نے۔"

"ہاں۔"

"اس کا مقصد ہے کہ وہ ہمارے یہاں آنے کے مقصد سے واقف ہو چکا ہے۔"

"وہ ایک شاطر آدمی ہے اور کس خوبصورتی سے اس نے مجھے لالچ دیا۔"

"تو تم نے کیا کہا۔"

"میں نے اسے دھتکار دیا۔"

"یہ بہتر ہی کیا ورنہ کیا ضروری ہے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا تھا اس پر عمل بھی کرتا' وہ تو ہمارا دشمن بن ہی چکا ہے اور یقینی طور پر وہ جھوٹ بول رہا ہو گا خزانے کا لالچ دے کر وہ ہمیں اپنی مرضی کے مطابق کہنے اور بولنے پر مجبور کر دیتا اور اس کے بعد کسی طرح اس وقت جب ہم اس کے خزانے کے بارے میں بات کر رہے ہوتے یا اس کے پھیلائے ہوئے جال میں گرفتار ہو کر وہی کر رہے ہوتے جو وہ چاہتا ہے تو وہ ہمیں اندھیرے والوں کے سامنے کر دیتا اور یہ ثابت کر دیتا کہ ہم جھوٹے دیوی دیوتا ہیں۔"

"آہ۔۔۔۔۔۔ ایسا ہی ہوتا۔۔۔۔۔۔ یقیناً" ایسا ہی ہوتا۔۔۔۔۔۔ لیکن اب۔۔۔۔۔۔؟ فینٹ نے کہا اور نادر پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا پھر اس نے کہا۔

"لیکن اب اس سے مختلف ہو گا اس کا لہجہ بہت ٹھوس اور پر اعتماد تھا۔"

○

گزرنے والا ہر لمحہ کنپٹیوں میں دھمک بن کر گزر رہا تھا۔ وہ لوگ سوچ رہے تھے کہ ظاہر ہے وہ سب کچھ اتنی آسانی سے تو حاصل نہیں ہو جاتا۔ جس کے حصول کے لئے ہم جو زندگیاں قربان کرتے آئے ہیں۔ ہر بڑے کام کی تکمیل کے لئے قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ کبھی وقت کی اور کبھی زندگی کی اور درحقیقت یہ سب کچھ اس قدر آسان نہیں ہوتا جتنا سمجھ لیا جاتا ہے۔ پھر ان لوگوں نے تو اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ انتہائی خوفناک واقعات کے ساتھ سفر کرتے ہوئے صرف کر دیا تھا اور ابھی تک اپنی منزل سے دور تھے اور کچھ تھا یا نہیں لیکن کم از کم ہومان انہیں وہ جگہ بتا گیا تھا۔ جہاں ان کی منزل مقصود تھی۔ یعنی وہ قیمتی پتھروں کا ذخیرہ۔۔۔۔۔۔ جو پانی کے نیچے محفوظ ہے اور اب اس جگہ کے بارے میں قیاس آرائیاں کی جا سکتی تھیں. لیکن اسی وقت جب ہومان سے پیچھا چھوٹے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نادر نے اپنی زندگی کم از کم ایسے کسی تصور میں نہیں گزاری تھی۔ جس میں یہ تمام خوفناک واقعات ہوں۔ بس یہ تو ایک وقت کی ترتیب تھی۔ جس کا آغاز ہوا تھا اور جو اب انجام کی جانب بڑھ رہا تھا۔ بہرحال سب تیار تھے اور حالات کا انہیں علم ہو چکا تھا۔

پھر وہ وقت آ گیا جب انہیں اسی جگہ پہنچنا تھا جہاں سے انہوں نے ایک دفعہ ایک خوفناک منظر دیکھا تھا۔ اس وقت وہ کھلی جگہ پر سفر کر رہے تھے لیکن پہلے کی طرح عام لوگوں کو اس طرف نہیں آنے دیا گیا تھا۔ جو ان کی گزرگاہ تھی اور مختلف راستوں سے

گزرتے ہوئے وہ اسی جگہ پہنچے جہاں پہلے انہیں لے جایا گیا تھا اور سامنے جو ایک عظیم میدان بنا ہوا تھا۔ ایسی جگہ جہاں کھیل تماشے ہوا کرتے تھے اور جو قدیم طریقہ کار کے مطابق بنائی گئی تھی۔ چنانچہ اس وقت بھی وہ جگہ انسانوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ پورا شہر دیوتاؤں کی زیارت کے لئے آ گیا تھا۔ سب سے پہلے ٹینٹ اور میشل نے اپنے تختوں پر جو چکرا دینے والی بلندی پر تھے بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا اور یہاں ایک بار پھر ہومان کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا اور ان کی پسند کے مطابق جگہ منتخب کرنا پڑی تھی۔ چنانچہ وہ اس وقت عظیم الشان بت کے قدموں میں اور اس گہری کھائی کے عین کنارے پتھر کی بنی ہوئی نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہومان ان کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ اس کے بعد نادر اور مونٹا بائیں طرف کھڑے ہوئے تھے۔ تھوڑے فاصلے پر وہ سب سیاہ فام بھی تھے جو بیچارے زندگی کا عذاب بھگت رہے تھے۔ رات سرد اور اداس تھی۔ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد برف باری ہو جاتی تھی۔ تب ہومان کی آواز ابھری۔

"اندھیرے شہر کے رہنے والو! اندھیرے کا یہ شہر اب تک اسی لئے اندھیرے کا شہر رہا کہ دیوی دیوتا آسمان کی بلندیوں پر چلے گئے تھے اور کبھی زمانہ قدیم میں جب وہ ہمارے درمیان تھے تو' ہمارے سروں پر روشنی ہوا کرتی تھی اور ہم روشنیاں منانے آتے تھے لیکن خوش نصیب ہو تم کہ نسلیں گذر گئیں اور یہ شہر اندھیرے میں ڈوبا رہا اور اب وقت ہے کہ دیوی اور دیوتا ہمارے درمیان آ گئے ہیں۔ شیولا' اور زام' اب ہمارے سامنے موجود ہیں اور یہ بھی ہوا کہ انہوں نے قدیم رسمیں منسوخ کر دیں لیکن ہوتا یوں ہے کہ جب دیوی دیوتا آسمانوں پر چلے جاتے ہیں اور پھر ان کا ظہور ہوتا ہے تو وہ بہت سی چیزوں سے ناواقف ہوتے ہیں اور یہ تو وقت ہی انہیں بتاتا ہے کہ شہر والوں کی رسومات کیا ہیں لیکن۔ چونکہ انہوں نے کہا کہ ہم وہ رسمیں منسوخ کر دیں اور پانی میں رہنے والے کو خون کی قربانی نہ دیں تو میں اس میں کچھ ترمیم کا خواہش مند ہوں اور اس کے لئے میں نے سب سے پہلے ایسی پچاس لڑکیوں کا بندوبست کیا ہے جنہیں دیوی دیوتا کے نام پر قربان کیا جائے مگر میں کیا کروں' وہ سب یہاں موجود ہیں اور یہ اعزاز حاصل کرنے کو بے چین' لیکن اب وہ ناامیدی اور اداسی کا شکار ہیں۔ کیونکہ دیوتاؤں نے اپنے لئے نئی زندگی پسند کی ہے اور قربانی کی رسم کو منسوخ کر دیا ہے لیکن میں تمہیں بتاؤں شہر اندھیرے کے رہنے والو' کہ اب یہ رسم نہایت ہی عجیب ہو گئی ہے۔ بھلا ہم جشن کیسے منائیں۔ ہم تو خون کے دیکھنے والے ہیں اور یوں ہونا چاہئے کہ تم سب مل کر دیوی دیوتاؤں سے اپنے لئے رحم مانگیں اور

ان سے کہیں کہ قربانی کی رسم پھر سے جاری کر دی جائے۔ ہم اس رسم کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یوں کرو کہ پہلے تم ان سے اس کے لئے رحم کی بھیک مانگو اور حقیقت یہ ہے کہ زمانہ قدیم سے اب تک انسان سے بڑھ کر وحشی اور کوئی جاندار نہیں ہوا۔ شہر اندھیرے کے لوگ چونکہ انسانوں کو بھینٹ چڑھتے دیکھنے کی عادی تھے اور اس ظالمانہ رسم نے ان کے دل سخت کر دیے تھے۔ اس لئے وہ خود بھی اس رسم کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں تھے اور یہ حقیقت ہے کہ مرنے والے انہی میں سے ہوا کرتے تھے لیکن یہ موت بھی ان کے لئے خوشیوں کا باعث ہوتی تھی۔" اس وقت ہومان کی آواز نے ان کے اندر زندگی جگا دی اور پھر چاروں طرف سے ایک ہی آواز ابھرنے لگی۔

"اندھیرے کے رہنے والو! دیوتاؤں سے کہو کہ رسم کی منسوخی کے ساتھ ساتھ ہی وہ ہمارے لئے بھی فیصلے کریں' اور فوراً" ہی اندھیرے کے شہر کو روشنی کا شہر بنائیں ورنہ ہم ان مقدس رسومات سے محروم ہو جائیں گے۔ تم خود سوچو کہ اب پانی کا دیوتا کبھی خون اور گوشت سے فیض یاب نہیں ہو گا اور اس کے بعد ہمارے درمیان وبائیں پھوٹیں گی۔ ہماری کھیتیاں بنجر ہو جائیں گی کیونکہ ہم اس کی محبت سے محروم ہو جائیں گے۔ سنو کالے شہر کے رہنے والو! دیوتاؤں سے کہو کہ وہ اگر اتنے ہی مہربان ہیں ہم پر' تو فوراً" ہمارے شہر کو روشنی سے بدل دیں۔ ورنہ ہمیں قربانی کی اجازت دیں۔ ہم پر رحمتیں نازل کریں۔"

ہومان اپنی تقریر کر کے خاموش ہوا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے لوگوں کے دلوں میں آگ لگا دی۔ پھر اچانک ہی سامنے کا علاقہ دیوانگی سے بھرپور ہو گیا۔ ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں۔

"خون۔۔۔۔۔ خون۔۔۔۔۔ ہمیں خون چاہئے لوگ چیخ رہے تھے اور ان کے چہرے غصے سے سرخ ہوتے جا رہے تھے۔ وہ کہنے لگے۔

"ہم اپنے آباؤ اجداد کی رسم منسوخ نہیں کر سکتے۔ ہم خون کے پجاری ہیں۔ ہمیں خون چاہئے' ہمیں خون چاہئے' اور یہ ہنگامہ کچھ ایسی خوفناک شدت اختیار کر گیا کہ سب بری طرح کانپ اٹھے لیکن نادر کو اس بات کا ہمیشہ ہی احساس رہا تھا کہ اس کے ساتھ آنے والے معمولی لوگ نہیں ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ سخت اور برے وقت میں اس کا اس طرح ساتھ دیا کہ خود اسے حیران کر دیا۔ گویا وہ ہر طرح کے حالات سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ کس وقت انہیں کیا کرنا ہے۔ تبھی اچانک ہی میشل اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ بلند کئے اور چاروں طرف ایک خاموشی نازل ہو گئی' میشل کی نرم باریک

لیکن پاٹ دار آواز ابھری۔

"اندھیرے کے رہنے والو! کیوں دیوتاؤں کے غصے اور قہر کو آواز دے رہے ہو۔ اب یہ جرات ہو گئی تمہاری کہ دیوتاؤں کے احکامات کے خلاف آواز اٹھاتے ہو' سنبھل جاؤ۔ کہیں یوں نہ ہو کہ تم پر میرا قہر نازل ہو۔ سنبھل جاؤ کہ تم پر آگ نہ برسنے لگے۔ میں نے کہہ دیا ہے اور یہ ہی الفاظ اندھیرے کے دیوتا کے ہیں کہ ہم اب انسانوں کا گوشت اور خون قبول نہیں کر سکیں گے——" میشل کی آواز پر ایک لمحے کے لئے خاموشی طاری ہوئی تھی لیکن پھر شور بلند ہو گیا۔ جو گزشتہ شور سے زیادہ شدید تھا۔ چند لوگ غصے سے بے قابو ہوئے جا رہے تھے اور اس سنگی چبوترے کی جانب بڑھنا چاہتے تھے جس پر میشل' فینٹ اور ان کے ساتھی موجود تھے۔ وہ شدید غصے کے عالم میں آگے بڑھ رہے تھے لیکن کمال کی شخصیت تھی' اس لڑکی کی بھی جس نے ایک بار پھر ہاتھ بلند کئے اور کہا۔

"روشنی تو ہم تمہیں اپنے وقت پر ہی دیں گے کہ ہر کام لمحوں میں نہیں ہوتا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ بوڑھا پجاری اب اپنی اصلیت سے دور چلا گیا ہے اور یہ وہ وفادار نہیں ہے جو قدیم زمانے سے مقدس دیوی اور دیوتاؤں کا وفادار رہا تھا۔ میں اسے ظالم قرار دیتی ہوں اور اگر یہ تمہیں غلط طریقے سے مجبور کر رہا ہے تو اس کے لئے سزا ضروری ہے اور اس سزا کا انتخاب بھی تم ہی کرو گے ورنہ دوسری صورت جانتے ہو کیا ہو گا—— تم نے ہمارا کوئی ایسا عمل تو ابھی تک نہیں دیکھا جو تمہارے لئے برکتیں لانے والا ہو—— اور اس میں تو دیر لگتی ہی ہے اور یہ شہر روشنی میں بے شک تبدیل ہو گا لیکن صدیوں کی تاریکی لمحوں میں دور نہیں ہوتی اور اندھیرے والو! اب بھی تمہاری آواز بند نہ ہوئی۔ تو میں تم پر قہر برساؤں گی۔ تم پر آگ نازل ہو گی اور یہ تمہارا مقدر ہے۔

"ہمیں خون چاہئے—— ہمیں خون چاہئے——" مجمع زیادہ جوش اور غضب سے چلایا' اور اسی وقت نادر نے وہ کیا جس کے لئے اس نے نہایت ذہانت سے فیصلہ کیا تھا اور جس کا اشارہ اس نے میشل اور فینٹ کو دے دیا تھا۔ ایک بار پھر اس نے پستول نکالا لیکن اس بار کسی ایک شخص پر دھماکہ کرنے کی بجائے اس نے ان بلند جگہوں پر نشانہ لیا جنہیں وہ اچھی طرح دیکھ چکا تھا اور جہاں بارود کے تھیلے رکھے ہوئے تھے۔ پھر اس نے چار فائر کئے اور بارود کے تھیلے در حقیقت چنگاریوں میں بدل گئے۔ آگ کی لہریں فضا میں نمودار ہوئیں اور یہ آگ بھیانک طریقے سے مجمعے پر برسنے لگی۔ چیختا ہوا مجمع' ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا اور اس کے بعد جو خوفناک بھگدڑ مچی۔ تو لاتعداد انسان بھگدڑ ہی کا شکار ہو گئے

اور بہت سے اپنے جسموں کی آگ بجھانے میں سرگرداں' لیکن اس کے بعد موت میں تبدیل ہونے والے تھے اور جو خوفناک ہنگامہ مچا۔ اس نے ہر چیز نگاہوں سے اوجھل کر دی اور انہیں ہومان نظر نہ آیا کہ بدبخت نجانے کہاں چھپ گیا تھا۔ سب کھڑے ہو گئے تھے اور خوفزدہ نگاہوں سے اس حشر سامانی کو دیکھ رہے تھے۔ انسان کی اس قدر بے قدری اس سے پہلے کبھی نہیں ہو گی۔ ہر شخص ایک دوسرے کو روندھ کر بھاگ جانے کی فکر میں تھا اور بے شمار افراد قدموں تلے روندھ کر زندگیاں ختم کر بیٹھے تھے اور آگ سے جلنے والے دوڑتے ہوئے دوسروں کے جسموں کو آگ لگا رہے تھے۔ چنانچہ یہ سب کے سب اس ہولناک منظر کو دیکھنے لگے اور کمال اور اس کی ساتھی ٹولی' جس نے اپنے آپ کو الگ ہی الگ رکھا تھا۔ حیران نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہی تھی اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کیسے ہو گیا لیکن ان کے دل لرز رہے تھے اور اب بھلا کون تھا جو دیوی دیوتاؤں کی صحیح حیثیت کو نہ سمجھ سکتا کہ ایسی آگ تو کسی نے نازل ہوتے ہوئے نہ دیکھی تھی۔ بارود کے تھیلوں نے جو دھماکے کئے تھے انہوں نے پتھروں کو اپنی جگہ سے ہٹا دیا تھا اور آگ دور دور تک برسی تھی لیکن اس وقت یہ ضروری تھا کہ یہ لوگ اپنا بھی تحفظ کریں کیونکہ کوئی بھی غلط صورتحال ہو سکتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے بھی پیچھے ہٹنا شروع کر دیا اور فینٹ نے کال کو مخاطب کر کے کہا۔

"پجاری تو اپنے ساتھیوں کو لے کر پیچھے ہٹ اور ہمارے ساتھ چلتا ہوا اس جگہ آ جہاں ہم نے اپنا ٹھکانہ بنایا ہے——" تو کال کے پجاریوں نے انہیں اپنے تحفظ میں لے لیا اور بڑے بڑے بھالے سیدھے کر لئے نادر نے دونوں ہاتھوں سے پستول سنبھالے ہوئے تھے اور انہیں دوبارہ لوڈ کر لیا تھا تاکہ اگر مجمع میں سے کچھ افراد یا پھر ہومان کے سازشی پادری اگر ان کا تعاقب کریں تو انہیں موت کے گھاٹ اتارا جائے اور اس کے بعد یہ ضروری تھا کہ ان تمام لوگوں کو جو ان کے ساتھ آئے تھے اور جو ڈاکٹر آرتھر کے وفادار تھے بندوقیں دے دی جائیں۔ اب صورتحال ایسی ہو گئی تھی کہ ان لوگوں کو اپنے تحفظ کے لئے خونریزی کے بغیر چارہ کار نہیں تھا اور اس وقت بھی انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا اس سے انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ لاتعداد لوگ موت کے گھاٹ اترے ہیں۔ اب اس کا رد عمل کیا ہو گا یہ دیکھنا تھا۔"

○

انسانی خون کے بہنے کے جتنے دلدوز واقعات ان لوگوں نے دیکھے تھے اس کے بعد اب

ان کا دل بھی سخت ہوتا جا رہا تھا۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ الایا' بہترین معاون ثابت ہوا تھا اور اس کی وجہ سے کال بھی ان کا ساتھی بن چکا تھا۔ اس کے باوجود اب یہ لوگ غیر محتاط نہیں رہ سکتے تھے چنانچہ نادر نے میشل اور فینٹ کی مدد سے ان لوگوں کو ہوشیار کیا اور کہا۔

"میرے دوستو! میں جانتا ہوں کہ صرف ایک شخص کی وجہ سے باقی تمام افراد مشکل کا شکار ہیں اور وہ میں ہوں لیکن اب ہماری مشکل مشترک ہو چکی ہے۔ بعد میں اگر تم میرے کسی قدم سے متاثر ہو کر مجھے کوئی سزا دو گے تو میں اسے خوشی کے ساتھ قبول کروں گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ہم سب کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔ چنانچہ غفلت کا ایک لمحہ ہم سب کی موت بن جائے گا۔ مستعد رہو اور صورتحال پر نظر رکھو اور دشمنوں پر گولیاں برسانے کے لئے تیار۔ کہ جب تک ہمیں یہ پتا نہ چل جائے کہ ہمارے اس عمل کا کیا ردعمل ہوتا ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہم کس طرح بچیں گے" اور پھر کچھ وقت کے بعد کال کے اپنے پجاری بھی وہاں پہنچ گئے اور یہ ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ لیکن وہ ہتھیار' جو ان کے اپنے تیار کئے ہوئے تھے۔ لمبے لمبے بھالے کلہاڑے خنجر وغیرہ لیکن انہوں نے بہت فاصلے پر اپنا ٹھکانہ بنایا تھا اور دیوی اور دیوتاؤں کے قریب پہنچنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ پھر یہ دن گذرا اور دوسرے دن کا آغاز ہوا۔ رات کو بہت دیر تک میشل اور دوسرے تمام افراد مشاورت کرتے رہے تھے اور یہ سوچتے رہے تھے کہ اب انہیں کیا کرنا چاہئے۔ انہوں نے اپنے طور پر ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا لیکن دوسری صبح اس وقت جب سورج نہیں نکلا تھا فیصلہ ہو گیا۔ کال' اور الایا' کچھ افراد کے ساتھ آئے تھے اور اپنے ساتھ تحفے تحائف لائے تھے۔ شہر میں البتہ بالکل خاموشی طاری تھی اور کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی لیکن کال اور الایا کے چہرے خوشی سے کھلے ہوئے تھے۔ انہوں نے آ کر معمول کے مطابق تعظیم دی پھر الایا نے کہنا شروع کیا۔

"عظیم دیوتا' آسمانوں سے اترنے والی' دیوی' وہ لوگ راہ راست پر آ گئے ہیں اور اس وقت ہر گھر خاموش ہے اور دبی دبی سسکیاں اور آہیں بھر رہا ہے۔ وہ سب یہ جانتے ہیں کہ انہوں نے برا کیا اور شاید تم سمجھ نہ پاؤ کہ اس وقت بے شمار افراد ان تمام کمیں گاہوں کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں جس میں ہومان رہتا تھا اور ہر ایک یہ ہی کہتا ہے کہ بڑا پجاری غدار تھا دیوی اور دیوتاؤں کا' اور کال نے کچھ نئی کہانیاں ان کے درمیان پھیلا دی ہیں۔"

"وہ کیا۔۔۔۔۔؟" فینٹ نے پوچھا۔

"کال نے کہا "کہ صدیوں پہلے جب دیوی اور دیوتا یہاں سے رخصت ہو گئے تھے تو وہ ہومان کے جد امجد ہی تھے۔" جنہوں نے دیوی دیوتاؤں کو ناراض کر دیا اور ہماری بستیوں پر اندھیرا اتر آیا اور اب جب روشنی والے دوبارہ آسمانوں سے اتر کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر کے یہاں پہنچے ہیں تو وہی عمل کیا اس نے جو اس کے آباؤ اجداد نے کیا تھا اور ایک بار پھر دیوی دیوتاؤں کو ناراض کر دیا گیا جس کا نتیجہ دیکھ لیا یعنی آسمان سے برستی آگ۔ جس نے بے شمار افراد کو موت کے گھاٹ سلا دیا اور اس وقت اس جگہ پر بے شمار لاشیں پڑی ہوئی ہیں جہاں زیارت کرنے والے جمع تھے لیکن سب شرمندہ ہیں اور اپنے کئے پر نادم' اور اب وہ اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ کوئی زبردست تباہی ان پر نازل ہونے والی ہے۔ گویا اب ہومان ان سب کی نظروں میں مجرم بن گیا اور ہومان کا دور ختم ہوا اور طویل عرصے سے یہ شخص اندھیرے والوں کے لئے زندگی کا عذاب بنا ہوا تھا۔ اور یہ تو ان کی عادت بن چکی تھی کہ وہ بہتے ہوئے خون کے رسیا ہو گئے تھے اور غلط فہمیوں کا شکار۔ لیکن اب وہ یہ ہی کہتے ہیں اور شاید ایک بھی گھر ایسا نہیں ہے جس سے یہ ہی آواز بلند ہو رہی ہو کہ ہومان ان کا قاتل ہے اور وہ ضرور ہومان کو تلاش کر لیں گے۔ بہرحال یہ بات تو طے ہوئی کہ ہومان کا اقتدار ختم ہو گیا۔ اب دیوی اور دیوتا یہ فیصلہ تم لوگوں کو کرنا ہے کہ آگے کے لئے کیا کیا جائے۔۔۔۔۔"

اس کے بعد نادر کے مشورے سے یہ طے پایا کہ کال بڑے پجاری کی حیثیت سنبھال لے اور الایا کی سرداری کا دوبارہ اعلان کیا جائے اور اندھیرے والوں کو ایک بار پھر وہاں جمع کر لیا جائے لیکن اس سے پہلے ان سے کہا گیا کہ وہ تمام لاشیں وہاں سے اٹھا کر ان کی آخری رسومات ادا کر دیں اور اس کے بعد کال اور الایا چلے گئے۔ اور یہ سب خوشیاں منانے لگے۔ نادر نے فینٹ سے کہا۔

"اور اس وقت یہ بات کہنا بالکل بے معنی ہے کہ ہم سب میں سے ہر شخص اپنا اپنا کام اس خوش اسلوبی سے کر رہا ہے جیسے اس سے پہلے بھی یہ ہی کرتا چلا آیا ہو ایک طرف میشل اپنی نسوانیت کے خلاف سارا عمل کر رہی ہے اور ایسے موقعے پر بولتی ہے کہ میں خود حیران رہ جاتا ہوں۔ تو دوسری طرف فینٹ اور باقی تمام لوگ یعنی مونا' کوہالہ' اور ہمارے یہ ساتھی سب کے سب اپنا فرض سرانجام دے رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جب کامیابیاں مقدر بنتی ہیں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔" تو پھر انہوں نے آپس میں یہ بات بھی کی کہ ہو سکتا ہے الایا یا کال ان ہیروں اور سرخ پتھروں کی تلاش میں مدد دیں جن کے لئے

ان لوگوں نے یہاں تک آنے کی مشکلات اٹھائی ہیں لیکن میشل نے کہا۔

"یہ ممکن نہیں ہو گا اور میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ اس کا تذکرہ کرنا بھی خطرناک ہو گا کیونکہ یہ لوگ سمجھ جائیں گے کہ ہم جھوٹے ہیں اور صرف سرخ پتھروں کی تلاش میں یہاں تک آئے ہیں۔

"مگر ان کے حصول کا ذریعہ کیا ہو گا ——— ؟"

"عظیم آقا ——— یہ ہم بعد میں سوچیں گے پہلے ذرا یہاں کے حالات سے فراغت حاصل ہو جائے" اور اس بار وہ اپنی مرضی سے اس بت کے نزدیک گئے تھے جہاں مجمع جمع ہوتا تھا اور یہ تیسرے دن کی بات ہے اور اس وقت بھی وہ تمام لوگ وہاں موجود تھے۔ جو مشکلات اٹھا کر گئے تھے اور ان کی خوفزدہ نگاہیں اپنے اطراف کی بلندیوں پر جھنک رہی تھی کہ کب اور کہاں سے ان پر موت نازل ہو جائے" تو کچھ لمحات کے لئے خاموشی اختیار کی گئی اور اس کے بعد منصوبے کے مطابق میشل نے اپنی حسین آواز میں کہا۔

"اندھیرے کے باسیو! اور آج کے بعد میں تمہیں اندھیرے کا رہنے والا نہیں کہوں گی کیونکہ بس ایک مشکل وقت جا رہا ہے۔ جب آسمانوں سے روشنی اترنے والی ہے اور اس کے بعد تم پر برکتوں کا نزول ہو گا۔ لیکن صبر ضروری ہوتا ہے اور وقت کا انتظار سب سے اہم' لیکن وہ غدار جس کے بارے میں اب تم لوگوں کو علم ہو گیا ہو گا کہ اسی نے ہمیں ناراض کر کے واپس آسمانوں پر جانے پر مجبور کیا تھا اور ہم تو یہ ہی سوچ رہے تھے کہ ہماری واپسی بے حد ضروری ہے کیونکہ یہاں تم لوگ اس قابل نہیں ہو کہ تم پر برکتیں نازل کی جائیں ———"

لیکن میشل خاموش ہی ہوئی تھی کہ چاروں طرف سے رونے پیٹنے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ وہ اپنا سینہ پیٹ رہے تھے اور پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے اور اپنی زبان میں کچھ کہتے بھی جا رہے تھے۔ جو بہت بعد میں سمجھ میں آیا کیونکہ سارا مجمع بیک وقت ایک ہی آواز میں کچھ نہ کچھ کہہ رہا تھا اور جو وہ کہہ رہے تھے وہ یہ تھا۔

"اے آسمانی دیوی! اے چاند کی بیٹی! اے دیوتاؤں کی اولاد' اور اے مقدس دیوی! اور ہمارے عظیم دیوتا" کہ جس کو ہم نے ساری زندگی پوجا۔ ہم سے غلطی ہوئی تھی لیکن اس کا محرک ہومان تھا اور ہم تجھے یقین دلاتے ہیں کہ غدار کو زمین کے سوراخوں سے نکال لائیں گے اور قربان گاہ پر تیری اجازت سے آخری قربانی پیش کریں گے یعنی ہومان کی' اور اس کے ان پجاریوں کی جو یہاں برائیاں پھیلاتے تھے۔ اور یہ تو ہم میں بعد میں ہی

انکشاف ہوا کہ وہی ہماری تباہی کا سبب تھا اور ہم نے اسے نہ پہچانا اور ہم معافی چاہتے ہیں اور اگر تو اپنے کمال اور اپنی مہربانی سے ہمیں اس بار معاف کر دے تو ہم اس کے بعد تیری اطاعت سے گریز نہیں کریں گے اور صرف وہی کریں گے جو تیرے احکامات ہوں گے۔" تو یہ ساری باتیں سننے کے بعد میشل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور ان لوگوں کو خاموش رہنے کی ہدایت کی پھر اس نے کہا۔

"جاؤ ——— اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ ——— اور اپنے معمولات جاری رکھو اور ہو سکے تو ہومان کی تلاش بھی جاری رکھو اور جب بھی وہ تمہیں دستیاب ہو جائے اسے نکال لاؤ اور وہ ہمارے خلاف بہت کچھ کرے گا لیکن اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ اپنی دیوی اور دیوتاؤں کو بچاؤ اور ان کے لئے حفاظت کی دیواریں کھڑی کرو کہ وہی تمہیں وہ سب کچھ دیں گے جو تمہاری طلب ہے" اور خوشیوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ کال اور الایا بھی خوش تھے اور لوگوں سے نعرے لگوا رہے تھے۔ گویا کچھ وقت کے لئے ماحول سازگار ہو گیا تھا اور بظاہر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے مشکل کا وہ وقت ٹل گیا ہے جو ان پر آ پڑا تھا۔ ساری باتیں ایسی تھیں جن پر ان لوگوں کے لئے خوشیاں ضروری ہو گئی تھیں۔ پھر یہ جب کامیاب اور کامران اپنی رہائش گاہ پر پہنچے تو ہر شخص بے حد خوش تھا۔ فینٹ خوشی سے قہقہے لگا رہا تھا۔ اندر پہنچ کر اس نے کہا۔

"اگر یہ جگہ کشادہ ہوتی اور اگر آوازیں باہر جانے کا خدشہ نہ ہوتا تو میں فتح کا رقص کرتا عظیم آقا ہمیں واقعی پہلی فتح حاصل ہوئی ہے۔" لیکن نادر اداس تھا۔ اس نے کہا۔

"آہ ——— کاش! ——— ہم سب زندہ سلامت اپنی دنیا میں پہنچ بھی ہیں یا نہیں اور اس کے لئے ہمیں کتنا وقت لگے گا ———" تو میشل نے نادر کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر نادر' اتنی کامیابی کے بعد مایوس ہونے کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی ———" پھر اس نے جلدی سے نادر کے بازو پر سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا اور عجیب سی نگاہوں سے گردن گھما کر فینٹ کی طرف دیکھنے لگی۔ فینٹ کے حلق سے ایک قہقہہ آزاد ہو گیا تھا۔

○

کچھ وقت کے لئے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے حالات بالکل پر سکون ہو گئے ہوں۔ سب سے بڑی بات ان کے لئے الایا اور کال کا تعاون تھا۔ وہ ان کے غلام بن گئے تھے۔ کال

والا تھا۔ جس نے اپنے پجاریوں کو اکٹھا کر لیا تھا اور ان کے ذریعے پوجا پاٹ کا کام شروع کرنے والا تھا۔

ادھر الایا جس کی صحیح معنوں میں ان لوگوں نے زندگی بچائی تھی۔ ان کا تہہ دل سے شکر گذار تھا اور ان کے ہر حکم پر گردن خم کر کے کام کرنے کا عادی۔ جب صورتحال کو انتہائی مناسب پایا گیا تو طے کیا گیا کہ باہر نکل کر ماحول کا جائزہ لیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ اب اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے دوسرا قدم اٹھانے کے لئے کیا کاروائی مناسب رہے گی اور بہر حال اس سلسلے میں فینٹ اور میش کو تو احتیاط برتنا تھی۔ کیونکہ اگر دیوی دیوتاؤں کا بھرم کھل گیا تو پھر ان کے پاس کچھ نہیں رہے گا وہ اندھیرے کے وحشیوں کو اچھی طرح سمجھ چکے تھے۔ یہ لوگ صرف وحشت کے رسیا تھے اور ان کے ذہنوں میں کوئی صحیح بات بٹھانے کے لئے اتنی ہی صدیاں درکار تھیں جتنی صدیوں میں وقت نے انہیں وحشی بنایا ہو گا۔ ہاں انہوں نے ایک دلچسپ صورتحال بے شک دیکھی جب وہ باہر کی سیر کے لئے نکلے اور کال کے پجاری ان کے آگے آگے چلے تو بستی والوں میں سے جو کوئی بھی نظر آیا۔ وہ ان کے سامنے سے دوڑ پڑا اور حیران رہ گئے۔ پھر جب دوسری بار انہوں نے اندھیرے کی آبادیوں کی سیر کی تو دوسرا عجیب منظر دیکھا وہ یہ کہ وہاں کے تمام لوگوں نے اپنے چہرے کسی نہ کسی شے سے ڈھکے ہوئے تھے اور صرف آنکھیں کھول رکھی تھیں۔ اس عجیب و غریب بات کی تشریح بعد میں الایا نے یوں کی۔

"مقدس دیوتا اور عظیم دیوی۔ ان لوگوں کے ذہنوں پر یہ احساس سوار ہو گیا ہے کہ انہوں نے دیوی اور دیوتاؤں کی توہین کی ہے اور جھوٹے پجاری کے فریب میں آ کر انہیں خود سے ناراض کر دیا ہے اور جب تک وہ ہومان کو گرفتار کر کے دیوی کے قدموں میں نہیں لا ڈالیں گے۔ اس وقت تک وہ اپنے چہرے دیوی دیوتاؤں کو نہیں دکھائیں گے۔"

"تو کیا وہ ہومان کو تلاش کر رہے ہیں۔"

"پہلے تو یہ بات نہ مجھے معلوم تھی اور نہ سردار الایا کو ——— لیکن اب یہ پتا چلا کہ طاقتور اور توانا لوگوں کے گروہ کے گروہ، ٹولیوں میں بٹ کر ہومان اور اس کے پجاریوں کی تلاش میں نکلے ہیں اور زمین کے چپے چپے پر انہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ مقصد یہ ہی ہے کہ جب تک ہومان کو لے کر نہیں آ جائیں گے دیوتاؤں کے سامنے منہ نہیں کھولیں گے ———" تو نادر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہی دلچسپ بات ہے اور لگتا ہے کہ ہومان کی بدبختی نے واقعی اس کا پیچھا گھیر لیا ہے۔ حالانکہ وہ اس وقت جب اس نے قربانی کا حکم دیا تھا اور میں نے نجات مجبوری ان دو

افراد کو گولی ماری تھی۔ اس وقت تیسری گولی میں ہومان پر بھی چلا سکتا تھا اور اس کے بعد شاید یہ سب کچھ نہ کرنا پڑتا جو ہم نے کیا لیکن میں نے سوچا تھا کہ ہو سکتا ہے وقت اس میں تبدیلی لے آئے اور مجھے ایک اور شخص کی زندگی سے ہاتھ نہ رنگنا پڑیں لیکن وہ بدبخت موت کے قابل ہی ہے کہ نجانے کب سے سینکڑوں انسانوں کو اپنی ہوس کی بھینٹ چڑھاتا رہا ہے اور قربانی کی یہ رسم اس نے اپنے مخالفین کو راستے سے ہٹانے کے لئے ہی ایجاد کی ہے۔" فینٹ سے باتیں کرتے ہوئے نادر نے کہا۔

"اور مہذب دنیا میں بھی یہ ہی ہوتا ہے۔ یہاں ایک ہومان ہے لیکن وہاں ہزاروں ہومان اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے انسانی زندگی سے کھیلتے آئے ہیں۔ آہ کاش مہذب دنیا کے لوگ بھی ایسے ہومانوں کو تلاش کر کے اسی طرح موت کے گھاٹ اتار دیں اور اس وقت تک اپنے چہرے نہ کھولیں جب تک ایک بھی ہومان ان کے درمیان باقی رہے۔" تو پھر وقت گذرنے لگا ——— اور نادر کے ساتھ ساتھ فینٹ بھی اس عظیم کھائی کا جائزہ لیتے رہے جو انتہائی ہولناک تھی اور جس میں وہ خوفناک درندہ رہتا تھا۔ جو سینکڑوں انسانوں کو اپنی خوراک بنا چکا تھا۔ ایک بار نادر نے ایک پتھر کے کنارے بیٹھ کر افسوس بھرے انداز میں کہا۔

"زندگی دیوانگی کی اجازت نہیں دیتی۔ ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ موت ایک دن ہم تک پہنچے گی لیکن کسی مقصد کو پانے کے لئے کوئی اندھی چھلانگ نہیں لگائی جا سکتی۔ فینٹ میرے دوست ——— تو نے میرا جس طرح ساتھ دیا۔ وہ ایک مثال ہے اور بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے کسی کے مقصد کے لئے اپنی زندگی کو اس طرح داؤ پر لگا دیا اور ایسی ہی مثال میش، کوہالہ اور مونا کے ساتھ ساتھ ان سیاہ فاموں نے بھی پیش کی ہے۔ کاش میں ان کی اس محبت کا انہیں بھرپور صلہ دے سکتا لیکن یہ میرے بس میں نہیں ہے۔ البتہ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم یہاں سے واپسی کا فیصلہ کریں۔ فینٹ نے حیرانی سے نادر کو دیکھا۔ نادر کے چہرے پر حسرت و یاس کی پرچھائیاں رقصاں تھیں اور فینٹ کے دل کو ایک عجیب سا دھکا لگا اس نے کہا۔"

"عظیم آقا ——— یہاں پہنچنے کے بعد اور یہ معلوم کرنے کے بعد کہ ہمارا مطلوبہ خزانہ ہم سے کچھ فاصلے پر ہے کیا تم بددل ہو کر واپس چلے جانا چاہتے ہو۔"

"میں تھک گیا ہوں فینٹ ——— اور شاید اپنے مقصد کی تکمیل کرنے میں ناکامی میں یقین کر چکا ہوں ممکن نہیں ہے ———"

"تو پھر عظیم آقا ـــــ کیا کرو گے ـــــ"

"کچھ نہیں کیا جا سکتا تو دیکھ چکا ہے ـــــ خزانے کے بارے میں ہمیں بے شک علم ہو گیا اور بے چاری کوہالہ نے غلط نہیں کہا تھا۔ یعنی اس نے کہا تھا جو ہے تو وہ ہے لیکن اس کا حصول کتنا ناممکن ہے۔ یہ تو جانتا ہے اور جس چیز کا حصول ناممکن ہو اس کی تلاش میں بیٹھے رہنا کیا معنی رکھتا ہے۔ ہم یہاں عمر کی آخری حد بھی گذار لیں گے۔ کیا فائدہ ہو گا۔ کم از کم ان لوگوں کو زندہ سلامت اپنی دنیا تک پہنچ جانے دے اور سن ہم یوں کریں گے کہ اب اپنی دنیا میں واپس نہیں جائیں گے۔ کم از کم میں تو یہ ہی ارادہ رکھتا ہوں اور جیسا کہ مجھے تیرے بارے میں معلوم ہوا۔ تیرا بھی ایسا کوئی نہیں ہے جس کے لئے تو بے قرار ہو۔ تو یوں کریں گے ہم کہ میشل کے اور ڈاکٹر آرتھر کے بنائے ہوئے اس مکان میں جا کر مقیم ہو جائیں گے اور زندگی کا بقیہ وقت ان سیاہ فاموں کی خدمت کرتے ہوئے گذاریں گے۔ جنہوں نے ہمارے لئے اپنی زندگی وقف کر دی ہے ـــــ" فینٹ خاموش رہا پھر اس نے کہا۔

"کچھ وقت تو گذرنے دو ـــــ میرے معزز دوست ـــــ کچھ وقت تو گذرنے دو ـــــ تھوڑا سا انتظار کر لو۔"

"ہاں یہ ہو سکتا ہے ـــــ لیکن اس کا فائدہ کچھ نہیں ہو گا۔"

"فائدے اور نقصان کی بات ابھی نہ کی جائے تو بہتر ہے۔" فینٹ نے کہا پھر تقریباً آٹھ یا دس دن گذر گئے۔ اب وہ لوگ ان آبادیوں میں گھوم پھر سکتے تھے۔ چہرے کپڑوں سے ڈھکنے والے ابھی تک اپنے چہرے کپڑوں ہی سے ڈھکے ہوئے تھے اور اب وہ بہت شرمسار تھے۔ درحقیقت ان کا ذہن پلٹنے میں نادر کی ذہانت نے ساتھ دیا تھا۔ ورنہ صورتحال بالکل ہی مختلف ہوتی او رپھر وہی ہوا۔ وحشت خیز اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ ہومان کو گرفتار کر لیا گیا اور رسیوں میں باندھ کر اسے لے آیا گیا۔ سردار الایا کے ذریعے ان لوگوں نے دیوی اور دیوتا کو پیغام بھیجا اور اپنا ایک نمائندہ مقرر کیا اور ان سے کہا کہ دیوتاؤں کو ان کی معذرت پہنچا دی جائے اور یہ بھی کہا انہوں نے کہ اب وہ دیوی اور دیوتا کے درشن چاہتے ہیں۔ تو پھر یوں ہوا کہ وقت مقرر ہو گیا اور کال کے ذریعے ساری باتیں طے ہوئیں۔ وہ شخص جو اندھیرے کے رہنے والوں کا نمائندہ بن کر آیا تھا۔ جب سنگی بت کے سامنے قربان گاہ پر پہنچا تو اس نے سب سے پہلے سجدہ ریز ہو کر دیوی دیوتاؤں سے اپنے گناہ کی معافی مانگی اور میشل اور فینٹ سنگی چبوترے پر موجود تھے اور ان کے لئے کرسیاں ڈالی گئی

تھیں اور ہومان جس کا چہرہ وحشت سے سفید ہو رہا تھا تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اسے اس جگہ رکھا گیا جہاں قربانی دینے والوں کو رکھا جاتا تھا اور اس کے عقب میں دو افراد مستعد کھڑے ہوئے تھے۔ تو رونے والے نے اپنے پیچھے اپنی قوم کو سجدہ ریز دیکھا پھر دوزانو ہو کر بولا۔

"مقدس دیوی شیوالا اور آسمانوں سے اترنے والے عظیم دیوتا زام ہم گناہگار ہیں کہ ہم نے تمہارے تقدس پر شک کیا اور ہمارے گناہوں کی سزا آسمان سے برسنے والی آگ تھی۔ جس نے ہم میں سے بیشتر کو زندگی سے محروم کر دیا اور ہم اسی قابل تھے اور جو ہوا ہم اس پر صرف اس لئے شرمندہ ہیں کہ وہ غلط ہوا اور ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ تو عظیم دیوتا ہم تو تمہارے اپنے ہیں اور ہم بہت ہی غم زدہ کہ ہمیں اپنے کئے پر بے حد شرم ہے اور ہم اسے نظر انداز نہیں کر سکتے۔ ہم معافی کے طلبگار ہیں اور وہ شیطان جس نے ہم پر اندھیرا مسلط کر رکھا تھا اور جو درحقیقت اسی قابل تھا کہ اس کے ساتھ یہ ہی سلوک کیا جائے تو ہم اسے تیرے سامنے لے آئے ہیں اور اب مجبوری ہے۔ ہمیں آخری اجازت دے کہ ہم اس کے پیروکاروں کو زندگی سے محروم کریں اور اسے پانی والے کی نذر کر دیں۔ یہ آخری قربانی ہو گی پانی والے کی' اس کے بعد تیرے غلام کال کی حکومت ہو گی اور ہم کال کے احکامات پر عمل کریں گے۔ اپنے مقدس رحم کو ہم پر نازل کر اور ہمیں اس کی اجازت دے ـــــ ایک عجیب سی بے چینی ان سب کے دل میں پیدا ہو گئی تھی۔ بات جو کچھ بھی تھی لیکن انسانی زندگیوں کا ضیاع تو کسی کو پسند نہیں تھا جبکہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یہ لوگ اس سے باز نہیں آئیں گے تو اب تو مجبوری تھی اور کچھ ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ نادر نے میشل کو اشارہ کیا اور میشل نے مقدس قربانی کی اجازت دے دی کہ' وہ لوگ جانتے تھے کہ اگر ہومان زندہ رہا تو انہیں زندہ یہاں سے واپس نہیں جانے دے گا۔ وہ فطرتاً" شیطان تھا اور اس کے علاوہ اس سے اور کوئی امید نہیں کی جا سکتی تھی۔ میشل نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ بروں تو ختم کر دیا جائے تاکہ قربانی کی رسم ختم ہو اور اس کے بعد اندھیرے میں رہنے والا ہر شخص اپنے طور پر سکون کی زندگی گذار سکے اور انسانوں کو قربان کرنا کسی بھی طور جائز نہیں کہ وہ تم میں سے ہیں اور وہ تم ہی ہو جو اپنوں کو روتے ہو اور جو یہ کام کرتا ہے اسے ختم کر دو تاکہ تمہارے درمیان روشنی آ جائے ـــــ"

پھر ان سب کو آنکھیں بند کر لینا پڑی تھیں۔ بھوکے بھیڑیے اپنے اپنے ہتھیار لے کر پجاریوں پر پل پڑے تھے اور زمین پر خون اس طرح بہنے لگا تھا کہ مانو بارش ہوئی ہو اور

خون کی کیچڑ چاروں طرف پھیل گئی تھی ان کے خون کی پیاس صدیوں تک نہیں بجھے گی اور پھر ہومان گڑگڑانے لگا۔ اس نے زور زور سے دیوی اور دیوتاؤں سے معافی مانگی لیکن وہ تو معافی دینے کے قابل ہی نہیں تھا۔ یہ وہی تو تھا جس نے نجانے کب سے اور جس کے خاندان نے نجانے کتنے عرصے سے انسانوں کے خون سے ہولی کھیلی تھی اور وقت اب اس کے خلاف ہو گیا تھا تو کوئی کوشش کارگر نہیں ہوئی اور اس کے پیچھے کھڑے ہوئے لوگوں نے اسے پانی میں دھکیل دیا ہومان کی دلخراش چیخ ابھری۔ پانی کی سطح پر وہ ہچکولے کھانے لگا اور پھر وہی گنبد نما سر نمودار ہوا اور لمحوں کے اندر ہومان اس کے جبڑوں میں غائب ہو گیا اور پھر آبادی کے لوگوں نے چہرے کھول دیے اور میشل نے انہیں روشن اور برکتوں کی دعائیں دیں لیکن یہ کام اس نے بڑی مشکل سے کیا تھا جو ہولناک منظر ان کی نگاہوں کے سامنے آ چکا تھا۔ اس سے تو برسوں نجات حاصل نہیں کی جا سکتی تھی۔ وہ لوگ اپنی آرام گاہ میں پہنچ گئے ——— اور اس بات پر تبادلہ خیال کرنے لگے ——— ان کا بدترین دشمن بہرحال کیفر کردار کو پہنچ چکا تھا۔

"ان دشمنوں کو کبھی ختم نہیں کیا جا سکتا ہومان اور اس کے وحشی پجاری مر چکے ہیں لیکن اس کے بعد دوسرے وحشی ان کے درمیان پیدا ہو جائیں گے اور پھر وہی کھیل شروع ہو جائے گا اقتدار کے راستے خون کی ندی لے کر گزرتے ہیں اور یہ کھیل تو ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا شاید یہی قانون قدرت ہے اور کون جانے زمین کے اس دوسرے طبق میں اور کہاں کہاں آبادیاں ہوں اور نیچے رہنے والوں کے کتنے قبیلے ہوں اور ان کی کیا رسمیں ہوں۔ کون جانے ———"

○

وقت مسلسل آگے بڑھ رہا تھا اور ان لوگوں کی سوچیں ان پر مسلط تھیں۔ نادر بھی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اب اس سے زیادہ یہاں رکنا بڑی حماقت کی بات تھی۔ اس نے میشل سے کہا۔ "میشل ہمیں یہاں سے روانہ ہونے کے لئے تمہاری اور فینٹ کی مدد درکار ہے۔" میشل نے چونک کر نادر کو دیکھا اور بولی۔

"تو کیا آپ واپسی کا فیصلہ کر چکے ہیں مسٹر نادر ———"

"اب یہاں رکنا حماقت کے سوا کچھ نہیں ہے اور ہم یوں کریں گے ایک اور جھوٹ ان سے بولنا پڑے گا۔"

"کیسا جھوٹ ———"

"ہم ان سے کہیں گے کہ برائی اور بدکاری کا دور ختم ہوا اور امن وامان کی زندگی کا آغاز ہوا۔ امن کی دیوی اس شہر کے لئے روشنی کی تلاش میں جانا چاہتی ہے اور ہمیں اس کے لئے کچھ دور جانا پڑے گا۔ بس پھر ہم یہاں سے انتظام کر کے واپس چلیں گے اور اپنی دنیا میں واپس جانے کی کوشش کریں گے حالانکہ یہ ایک سخت مشکل کام ہے لیکن جس طرح ہم نے مشکلات کا سفر طے کر کے یہاں تک پہنچنے کی جدوجہد کی ہے۔ وہی جدوجہد ہمیں ہماری منزل پر لے جائے گی۔" میشل نے افسردگی سے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور میں اس بات پر ہمیشہ دکھ کرتی رہوں گی کہ ہم منزل پر پہنچ کر بھی اپنا مقصود نہیں پا سکے۔

"کچھ فیصلے تقدیر کے بھی ہوتے ہیں میشل ———" نادر نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا لیکن فینٹ کو ابھی اس سلسلے میں کچھ نہیں بتایا گیا تھا۔ نادر جانتا تھا کہ وہ ایک جذباتی انسان ہے اور ادھر فینٹ تھا' کہ پچھلے کافی دنوں سے کچھ بے چین سا نظر آ رہا تھا۔ نجانے یہ بے چینی اس پر کیوں مسلط تھی۔ پھر اس نے خفیہ طور پر رات کی تاریکیوں میں اس علاقے میں گشت شروع کر دیا۔ وہ پتھر کے بت کے پاس آ جاتا اور کھائی کے کنارے بیٹھ کر نیچے جھانکتا رہتا۔ اس کی آنکھیں شاید کھائی میں چمکتے ہوئے روشن پتھروں کو تلاش کرتی تھیں اور بار بار اس نے کال سے اس بارے میں بات بھی کی اور کال اپنی عقیدت میں اسے ہر وہ بات بتاتا رہا جو اس کے علم میں تھی۔ پھر فینٹ نے کچھ مخصوص تیاریاں کیں اور ایک رات وہ مونٹا کے پاس پہنچا۔ اس نے سوتے ہوئے مونٹا کو جگا کر کہا۔

"تو میرے پاس آ ——— مجھے تجھ سے کچھ بات کرنی ہے ———" اور مونٹا حیران حیران سا اس کے ساتھ آ گیا ——— تو فینٹ نے اس سے کہا۔

"دیکھ موٹا مجھے وہی کرنا ہے جس کا میں فیصلہ کر چکا ہوں اور اگر تو نے مجھ سے تعاون نہ کیا تو مجھے اس کا دکھ ہو گا لیکن یہ ضروری ہے کہ میں تجھے کچھ بتا دوں۔ میرے آقا سے کہنا یعنی نادر سے کہ میں ایک مقدس مہم پر روانہ ہو رہا ہوں اور اسے حالات کو اپنے قابو میں کرنا ہے اور یہی کام میش کو کرنا ہے کہ صورتحال کو بگڑنے نہ دیا جائے۔ میں جہاں بھی جا رہا ہوں وہاں سے واپس ضرور آؤں گا اور کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔"

"لیکن مسٹر فینٹ ——"

"نہیں موٹا تو جو سوال کرنے والا ہے —— میں تجھے اس کا جواب نہیں دوں گا۔ اس بات کو ذہن میں رکھنا۔"

"یہ تو بتا دو کہاں جا رہے ہو ——" موٹا نے سوال کیا۔

"یہ بتا دیا تو پھر بات ہی کیا رہ گئی۔ تجھے صورتحال کو سنبھالنا ہے موٹا۔ بس اتنا ہی کہنا تھا مجھے تجھ سے' اور دیکھ مجھ سے غداری نہ کرنا کیونکہ جو فیصلہ میں نے کیا ہے وہ اٹل ہے۔ ہاں اگر تو نے غداری کی تو میں تجھے اپنے دشمنوں میں شمار کروں گا اور اس بات سے گریز نہیں کروں گا کہ اپنی دیوتا کی حیثیت سے کام لے کر تجھے اور تیری بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دوں ——" موٹا نے حیرت سے فینٹ کو دیکھا اور بولا۔

"کیا تم اس طرح بھی سوچ سکتے ہو ——"

"نہیں —— لیکن جو کچھ میں نے کہا اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ مجھے ناپسند ہے۔"

"ٹھیک ہے اگر تم یہ کہتے ہو تو یہ ہی سہی ——"

"بس تو جا اور آرام سے اپنی جگہ سو جا ——"

پھر جب موٹا اپنے کمرے میں چلا گیا تو فینٹ اس مکان کے عقبی حصے میں پہنچا اور کچھ دیر وہاں چھپا رہا۔ پھر واپس آیا اور جھانک کر دیکھا۔ موٹا اپنے بستر پر ہی لیٹا ہوا تھا۔ باقی لوگ بھی آرام کی نیند سو رہے تھے۔ تو فینٹ نے جو تیاریاں کی تھیں انہیں مکمل کر کے وہ وہاں سے چل پڑا اور اس کے لباس میں ایک عجیب و غریب ہتھیار چھپا ہوا تھا اور جو منصوبہ اس نے بنایا تھا وہ بڑا ہی سخت اور مشکل تھا لیکن فینٹ کے دل میں جو جذبے مچل رہے تھے۔ ان کی تسکین اسی شکل تھی تو پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں سیاہ مجسمہ اپنی خوفناک شکل و صورت کے ساتھ موجود تھا اور اس کے نیچے گہری کھائی' جو اپنی ہیبت ناک تاریکیوں کے ساتھ موجیں مار رہی تھی۔ فینٹ نے ایک

لمحے وہاں کھڑے ہو کر اندر جھانکا اور پھر اپنے سینے پر مقدس نشان بنایا اور دوسرے لمحے اس نے گہری کھائی میں چھلانگ لگا دی ——

چونکہ یہ چھلانگ بالکل ہی اضطراری تھی اور ایک طرح سے خودکشی کی کوشش' چنانچہ وہ چشمے کے سنگی کنارے پر گرنے سے بال بال بچا اور اس سے صرف چند انچ دور پانی میں گرا —— ایک تو وہ کافی دور سے پانی میں گرا تھا۔ پھر ذرا بے تکے انداز میں اس نے چھلانگ لگائی تھی۔ اس لئے اتنی گہرائی میں اتر گیا کہ اسے خیال آیا کہ اب وہ کبھی ابھر نہیں سکے گا لیکن پانی نے چند ہی لمحوں کے بعد اسے اوپر دھکیل دیا اور وہ سطح پر آ گیا۔ سطح پر آتے ہی اس نے غور کیا کہ بائیں سمت تیرنے میں فائدہ ہے۔ اس طرف پانی کا بہاؤ بھی نسبتاً سست تھا اور اس طرف ایک چٹان بھی گھونگھٹ کی طرح سطح پر جھکی ہوئی تھی۔ وہ اس چٹان تک پہنچ گیا اور اس نے سطح پر اپنا ایک ہاتھ بڑھایا اور چٹان کا سرا مضبوطی سے پکڑ کر اس پر لٹک گیا یہاں رک کر وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آگے صورتحال کیا ہے۔ نجانے کیوں پانی میں ہلچل نہیں مچی تھی جو چھپاکا ہوتے ہی فوراً شروع ہو جاتی تھی۔ پھر اس نے اپنے سینے کے پاس سے وہ ہتھیار نکال کر اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ جو اس نے دو لمبے چاقوؤں کی مدد سے بنایا تھا۔ اس طرح کہ اس کا ایک سرا اوپر تھا اور دوسرا نیچے اور درمیان سے اسے رسی سے اس مضبوطی سے باندھ دیا گیا تھا کہ کسی بھی صورت میں دونوں خنجر ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔ اس کے علاوہ اس نے اپنی کمر کے گرد لپٹی ہوئی رسی کا تھوڑا سا سرا بھی کھول لیا تھا۔

وہ پوری منصوبہ بندی کے ساتھ نیچے آیا تھا چنانچہ یہاں رک کر اس نے دیواروں پر نگاہیں دوڑائیں اور پھر اس کی نظریں ایک بہت بڑے سوراخ پر پڑیں یہ سوراخ اس بت کی بنیاد کے عین نیچے تھا اور کوئی آٹھ فٹ کی گولائی میں پھیلا ہوا تھا اس سوراخ یا غار کا نچلا کنارہ پانی کی سطح سے صرف آٹھ انچ اوپر تھا اور اس میں سے چھوٹے اور پتلے جھرنے کی شکل میں پانی نکل رہا تھا۔ اس جھرنے کو عبور کر کے وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا اور پھر خاصی دور نکل آیا اس کی نگاہیں اس خوفناک آبی درندے کو تلاش کر رہی تھیں لیکن ابھی وہ سامنے نہیں آیا تھا رسی کا سرا کھولنے کے باوجود چٹان کے اس کونے کو مضبوطی سے پکڑے رکھا اس کے بدن کا نچلا حصہ پانی میں ڈوبا ہوا تھا اور برف کی طرح ٹھنڈا ہوتا جا رہا تھا ان سنگی دیواروں کے ہر طرف کائی لگی ہوئی تھی بہر حال اس کائی کی وجہ سے ان پر چڑھنا بھی ممکن نہیں تھا پتہ نہیں وہ درندہ کہاں تھا یہ سوراخ البتہ اس بات کی علامت تھا

کہ ممکن ہے وہ وہیں ہو اسے سردی لگ رہی تھی اور سردی کے اس احساس سے پیچھا چھڑانے کیلئے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا ویسے کھائی کا پانی بے حد ٹھنڈا تھا چونکہ اس میں پہاڑ کی برف پگھل پگھل کر آ رہی تھی جھکی ہوئی چٹان کے سائے میں اس نے آخری نگاہ ڈالی اور پھر خاموشی اور احتیاط سے تیرنے لگا اس نے وہ خوفناک ہتھیار اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا اور اب آہستہ آہستہ وہ سوراخ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ جب وہ اس بھٹ کی جانب بڑھا رہا تھا تو اس نے نیچے سے پانی کی اچھال کو محسوس کیا جس سے ظاہر ہوا کہ یہ پانی کہیں نیچے سے آ رہا ہے اور شائد درندے کا یہ بھٹ اس پانی کے نکاس کا راستہ ہے بغیر کسی خاص مشکل کے فینٹ غار کے دھانے پر پہنچ گیا چند لمحوں تک آہٹ لیتا رہا پھر دونوں ہاتھوں سے بھٹ کے نچلے کنارے کو پکڑ کر اپنے آپ کو اس نے آہستہ آہستہ اوپر اٹھایا اور اسی آہستگی سے اس خوفناک غار میں رینگ گیا تب اس نے ایک لمحے میں محسوس کیا کہ وہ جگہ ریت سے بھری ہوئی ہے اس ریت کو چشمے کا پانی کہیں اوپر سے بہا کر لایا تھا، دوسری بات جو اس نے محسوس کی کہ کھائی میں گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی لیکن غار میں داخل ہو کر ایک مدھم مدھم روشنی کا احساس ہو رہا تھا اور غار بالکل ہی تاریک نہیں تھا۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے کچھ لمحوں کیلئے رک کر اس نے صورت حال کا جائزہ لیتا تھا اور وہ اب اس مدہم سی روشنی میں اس غار کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ غار زیادہ وسیع نہیں تھا اور مضبوط اور ٹھوس چٹان میں پانی نے تراشا تھا اتنا گول اور ایسا ہموار کہ معلوم ہو کہ انسانی ہاتھوں نے یہ کام سرانجام دیا ہے کہیں سے پانی بہہ کر آ رہا تھا جو چھ انچ سے زیادہ گہرا نہیں تھا اور اس پانی کے دونوں کناروں پر لمبے پتھروں کی تہہ تھی یہ اندازہ ابھی نہیں ہو رہا تھا کہ غار کتنا وسیع ہے اور کہاں تک چلا جاتا ہے لیکن اس غار میں بچھی ہوئی ریت پر اس نے خوفناک پنجوں کے نشانات دیکھے اور اس کے ساتھ ہی وہ بدبو محسوس کی جو کسی خوفناک آدم خور درندے کی آرام گاہ میں ہو سکتی ہے۔ فینٹ کو امید تھی کہ وہ زیادہ فاصلے پر نہیں ہو گا کیونکہ جب قربانی کے بکرے نیچے پھینکے جاتے تھے تو وہ چند ہی لمحوں میں سطح آب پر نمودار ہو جاتا تھا ہاں یہ الگ بات ہے کہ رات کا جو حصہ اس وقت تھا اس وقت کبھی کوئی قربانی نہ دی جاتی ہو اور اسے ان اوقات کا پتہ ہو لیکن بہر حال اتنا اندازہ ضرور تھا کہ وہ زیادہ دور نہیں ہو گا وہ ایک ایک قدم رینگ کر آگے بڑھنے لگا اور اندھیرے میں جھانکنے لگا لیکن درندہ اب تک اسے نظر نہیں آیا تھا۔ غار کے دہانے سے کوئی آٹھ دس گز دور چوکور میز کی شکل کا ایک پتھر غار کے پیندے سے نکل کر

بلند ہوتا چلا گیا تھا اس پتھر کی چوٹی اور غار کی چھت کے درمیان صرف آٹھ دس فٹ کا فاصلہ ہو گا اس پتھر کے دونوں طرف ڈھلانیں تھیں جو غار کے چشمے کے کنارے پر آ کر ختم ہو گئیں یہ سمجھا جائے تو غلط نہیں ہو گا کہ پتھر کی چوٹی کو یہ دونوں ڈھلانیں جوڑ رہی تھیں اور یہ پتھر یقینی طور پر اردگرد کی چٹانوں سے زیادہ مضبوط تھا اور صدیوں سے بہتے ہوئے پانی نے چٹان کو کاٹ کر یہ غار بنا دیا تھا لیکن اس پتھر کو نہیں کاٹ سکا تھا اس پتھر کی چوٹی چپٹی تھی اور ممکن ہے کسی زمانے میں وہ نوکیلی چٹان غار کی چھت سے ملی ہوئی ہو لیکن کسی وجہ سے ٹوٹ کر نیچے گر پڑی تھی اور پانی اسے بہالے گیا تھا اس طرح اب اس کی شکل ایک پلیٹ فارم جیسی ہو گئی تھی فینٹ نے دل میں سوچا کہ مگرمچھ اسی پر آرام کرتا ہو گا پھر وہ اس تکونی چیز کو دیکھنے لگا جو سمجھ میں نہیں آ رہی تھی شائید کوئی پتھر ہی تھا لحہ لحہ وہ ایک ایک قدم آگے بڑھ رہا تھا اور اس خوفناک ماحول میں اس نے اپنے دل کو بے حد مضبوط کر لیا تھا۔ لیکن اچانک ہی اس کی رگوں میں خون جمنے لگا وہ تکونی چیز جسے وہ پتھر سمجھ رہا تھا اس ہولناک مگرمچھ کا سر تھا اور اس کی آنکھیں چراغوں کی طرح نظر آ رہی تھیں اور سطح آب پر جھلملاتی ہوئی روشنی کا عکس ان پر پڑ رہا تھا۔ فینٹ نے اپنے جسم میں ایک پتھریلا پن محسوس کیا اور اسے یوں لگا جیسے درندے کی نیلی نیلی آنکھوں میں کوئی چیز جل رہی ہو اچانک ہی اسے محسوس ہوا کہ ان آنکھوں کی کشش اس کے ذہن کو اپنی گرفت میں لینے کی کوشش کر رہی ہے اور وہ خود بخود اس کی جانب چل پڑا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے بس یوں لگتا تھا جیسے وہ مقناطیس ہو اور یہ لوہا جو اسے اپنی جانب کھینچ رہا ہے۔ فینٹ اس عجیب و غریب کشمکش سے اپنے آپ کو آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگا لیکن اسے کامیابی حاصل نہ ہو پا رہی تھی وہ سخت خوفزدہ ہو گیا تھا اور اسے اپنے بدن کی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی یوں محسوس ہوتا تھا جیسے بدن پتھرا گیا ہو ایسی سحرناک آنکھوں کا اسے پہلے کبھی تجربہ نہیں تھا پھر وہ پیچھے ہٹنے لگا اپنی انتہائی قوت ارادی سے کام لے کر وہ اپنے آپ کو مگرمچھ کے آگے بڑھنے سے روک رہا تھا لیکن اچانک ہی ان آنکھوں کی چمک اور بڑھ گئی اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ ان آنکھوں کی کشش کو کسی بھی طرح اپنے اوپر سے الگ نہیں کر سکتا اس نے دل میں سوچا کہ آہ یہ تو واقعی شیطان ہے اور ایک جادو کا پتلا' اور اس کی آنکھوں کی کشش سے اگر نہ بچا جا سکا تو پھر زندگی بچانا ناممکن ہو جائے گا اس کا غار جیسا منہ کھلے گا اور اس کے بعد فینٹ کی ہڈیاں اس کے دانتوں تلے دب جائیں گی بالکل اسی طرح جیسے سانپ چوہے کو کھا لیتا ہے زندگی کو بچانے کیلئے جدوجہد کرنی

چاہئے جس مقصد کیلئے ان غار کی گہرائیوں کا رخ کیا ہے۔ اگر وہ پورا نہ ہو سکا تو یہ تو خودکشی ہو گی اور یہ خودکشی تو اوپر بھی کی جا سکتی تھی۔ نہیں عظیم آقا' تم اور وہ جواب آسمان کی بلندیوں پر ہے تم میری اس طرح کی موت برداشت کر لو گے میری ہمت واپس لوٹا دو مجھے واپس لوٹا دو' نجانے کس طرح اس کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی میری ہمت واپس لوٹا دو وہ اس طرح چیخا کہ اس کی آواز سے غار گونج اٹھا اس نے اپنا چاقو مضبوطی سے ہاتھ میں پکڑا اور اس بار وہ اپنی تمام قوت ارادی کے ساتھ آگے بڑھا اور شائد وہ شیطان جو اپنے سحر کی قوتوں سے واقف تھا چونک پڑا اس کا تو خیال تھا کہ اس کا شکار خود بخود اس کی آنکھوں کے سحر میں گرفتار ہو کر اس کے جبڑوں کے نیچے پہنچ جائے گا۔ لیکن یہ آواز سن کر اس نے اپنا سا سر اٹھایا اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اسکے بڑے اور غیر معمولی لمبے بدن میں جنبش ہوئی اور اس کے بعد یونہی محسوس ہوا جیسے بلندی سے کوئی چٹان نیچے گر پڑی ہو وہ پوری قوت سے نیچے کو کودا تھا اور اب اپنی دم اٹھائے فینٹ کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ فینٹ کے حلق سے پھر ایک دلدوز آواز نکلی اس کی چیخ میں غصہ بھی تھا اور خوف بھی لیکن اس کی چیخ نے اس خونخوار آبی درندے کو خوفناک کر دیا اس نے اپنا غار سا منہ کھولا اور اپنے لا انتہائی وزنی جسم کو گھسیٹ کر چند قدم آگے بڑھا اور رک گیا۔ اب اس کے اور فینٹ نے درمیان صرف چھ فٹ کا فاصلہ تھا فینٹ کو احساس ہو گیا کہ اب طاقت آزمانے کا وقت آگیا ہے چنانچہ وہ تیار ہو گیا دونوں ایک دوسرے کی جانب لپکے اور درندے نے اپنا منہ کھول دیا لیکن اس کے ساتھ فینٹ کے ایک لمحے کی تاخیر کئے بغیر اپنا وہ ہاتھ جس میں چاقو تھا آگے بڑھایا اور مگرمچھ کے کھلے ہوئے منہ میں دور تک داخل کر دیا چند سیکنڈ وہ دونوں طرف سے لمبے اور مضبوط چاقوؤں کو اس کے منہ میں پکڑا رہا اور مگرمچھ نے یہ سوچ کر کہ اب اس کا شکار اس کے جبڑوں کی گرفت میں ہے اپنا منہ بند کیا لیکن ایک لمبا چاقو اس کے جبڑوں میں داخل ہوا اور دوسرا اس کے مغز کی جانب اس کے خونخوار اور نوکیلے دانت فینٹ کے ہاتھ کی جلد تک نہیں پہنچ سکے کیونکہ اس کے تالو اور نچلے جبڑے کے درمیان ایک لمبی نوکیلی روک لگ گئی تھی فینٹ نے پھرتی سے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچ لیا اور ایک طرف لڑھک گیا وہ چاقوؤں سے بنا ہوا ہتھیار خونخوار آبی درندے کے حلق میں پھنسا رہ گیا تھا چند لمحوں تک خاموشی رہی غالباً" وہ وحشی درندہ یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اصل واقعہ کیا ہوا ہے پھر اچانک ہی اس کے پورے بدن میں جنبش پیدا ہوئی اور غار میں جیسے زلزلہ آگیا مگرمچھ کے منہ سے نکلتے ہوئے تعفن کے بھبکے

اٹھتے جو بدبودار تھے کہ دماغ خراب ہوئے جا رہا تھا اس نے کئی دفعہ منہ پھاڑا اور اس کے منہ سے رال ٹپکنے لگی اگر وہ ذرا سی کوشش کرے تو شائد یہ چاقو اس کے حلق کے نرم گوشت سے نکل آئے لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ چاقو کا پھل مگرمچھ کے جبڑے کی ہڈی میں پھنس گیا تھا اور مگرمچھ کے سر کی ہر جنبش اوپری چاقو کی نوک اس کے تالو میں پیوست کرتی جا رہی تھی اور لمبا چاقو اپنی آب دار قوتوں کے ساتھ اس کے بھیجے کی جانب بڑھ رہا تھا اصل میں چاقو ہی اتنے عمدہ تھے کہ نہ وہ مڑے اور نہ ٹوٹے اور وہ چمڑے کی رسی بھی جو فینٹ نے اپنی کمر اور چاقوؤں سے باندھ رکھی تھی وہ بھی انتہائی مضبوط تھی لیکن فینٹ کو احساس تھا کہ اگر مگرمچھ نے پلٹ کر اپنی دم کی ضرب اس پر لگائی تو اس کی ہڈیاں پس کر رہ جائیں گی اصل میں مگرمچھ کی جو حالت ہوگی تھی وہ اس کے لئے تعجب خیز بھی تھی اور انتہائی تکلیف دہ بھی' وہ شدید اذیت میں اپنے شکار کو بھول گیا تھا اب وہ غار میں لوٹ رہا تھا اور اپنی دم پٹخ رہا تھا چونکہ اس کے حلق میں اٹکے ہوئے چاقوؤں کے دونوں سرے اس کی اس جدوجہد سے اس کے تالو اور جبڑوں میں پیوست ہو چکے تھے اور ان سے جو رسی بندھی ہوئی تھی وہ فینٹ کی کمر میں مضبوطی سے کسی ہوئی تھی چنانچہ اس کی ہر جنبش کے ساتھ فینٹ کو بھی اپنا بدن سنبھالنا پڑ رہا تھا تیزی سے جھٹکے لگ رہے تھے اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے گی درندہ اب غار میں گھسٹ رہا تھا غار کا فرش خوش قسمتی سے ہموار تھا اس لئے فینٹ کا بدن چھلنے سے بچ رہا تھا لیکن اس کے بدن کو جو جھٹکے لگ رہے تھے وہ ناقابل برداشت تھے پھر درندہ خوفناک اذیت کے عالم میں آگے بڑھا اور کھائی میں جا پڑا وہ کھائی کی گہرائی میں اتر رہا تھا اور فینٹ اس کے ساتھ خود بھی پانی میں جا رہا تھا اس نے خوف سے سوچا کہ میں نے اپنی کمر میں رسی باندھ کر شائد غلطی کی ہے کہیں یہ مجھے ڈبو ہی نہ دے فینٹ انتہائی قوت برداشت سے کام لیتا ہوا پانی کی گہرائیوں میں گیا وہ خود بھی ایک بہترین تیراک تھا اور پانی میں جانتا تھا کہ کس طرح اپنے سانس کو بحال رکھا جا سکتا ہے چند ہی لمحوں کے بعد درندہ پھر سطح پر پہنچا اور کئی بار اس نے اسی طرح فینٹ کو اپنے ساتھ نیچے تک گھسیٹا اسے چین نہیں آ رہا تھا لیکن بہرحال اوپر آنے سے کم از کم اتنا تو ہو رہا تھا کہ فینٹ کو بھی سانس لینے کا موقع مل جاتا تھا ایکبار پھر وہ دونوں سطح پر آگئے مگرمچھ کے ناک اور منہ سے خون کی دھاریں پھوٹ رہی تھیں اور وہ بری کیفیت کا شکار تھا کئی بار اس نے اپنی دم بھی گھمائی اور فینٹ ایک بہترین پینترا باز ثابت کرنے کیلئے اپنے آپ کو اس کی دم کی زد میں آنے سے بچاتا رہا' لیکن اس سے

زیادہ ہولناک وقت اس کی زندگی میں نہیں آیا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس
وحشت خیزی کے عالم میں وہ اگر کسی دیوار سے ٹکرا گیا تو اس کا کھیل ختم ہو جائے گا پھر
درندہ دوبارہ اسی غار میں داخل ہو گیا اور فینٹ بھی اس کے ساتھ ساتھ گھسٹتا ہوا اوپر
پہنچ گیا بدن کے کئی حصوں میں خراش بے شک آئی تھی لیکن کوئی بھی خراش اتنی خوفناک
نہیں تھی کہ اسے بے چین کر دیتی۔ مگرمچھ کی تکلیف اب اپنی آخری منزل میں داخل ہو
گئی تھی پھر رفتہ رفتہ وہ زمین پر سیدھا سیدھا لیٹ گیا اور فینٹ اپنے آپ کو سنبھال کر ایک
دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اس کی نگاہیں اس ہیبت ناک درندے کا جائزہ لے رہی تھیں
چاقو کا پھل اس کے بھیجے کے آرپار ہو گیا تھا اور شائد مگرمچھ اب دم توڑ رہا تھا پھر جب اس
کے بدن کی ہر جنبش ختم ہو گئی تو فینٹ نے زور سے جھرجھری لی آج شائد کام بن گیا ہے
اس نے دل ہی دل میں سوچا اور یہ کیا ہی انوکھی اور زبردست جنگ تھی۔ قیامت تک
انسان نے کبھی ایسی جنگ نہ دیکھی ہو گی مگرمچھ کی بھاگ دوڑ سے بدن پر بے شک خراشیں
پڑ گئیں تھیں اب چمڑے کی رسی بدن میں ذرا سی تن گئی تھی لیکن بہر حال یہ بھی ایک
اچھی ہی بات تھی کہ وہ ٹوٹی نہیں تھی چونکہ جس طرح مگرمچھ فینٹ کو کھائی میں گھسٹ کر
لے گیا تھا اس طرح غار میں بھی گھسیٹ لایا تھا اگر رسی ٹوٹ گئی ہوتی تو اس وقت فینٹ کی
زندگی باقی نہ ہوتی پھر فینٹ نے آہستہ آہستہ اپنے آپ کو سنبھالا اور رسی کو اپنی کمر سے
کھولنے لگا اس کام سے فارغ ہو کر اس نے مگرمچھ کو قریب جا کر غور سے دیکھا اور اس کے
حلق سے خوشی کی آوازیں نکل گئیں کیونکہ مگرمچھ مر چکا تھا اس شدید جدوجہد سے فینٹ
کے اعضاء اکڑنے لگے اس پر زبردست تھکان سوار ہونے لگی معمولی جدوجہد نہیں تھی
زندگی اور موت کا وہ انوکھا کھیل ہوا تھا کہ کمال ہی کی بات تھی فینٹ کافی دیر تک اسی
طرح نیم مردہ کیفیت میں وہاں پڑا رہا یہاں بدبو بے شک تھی لیکن بہر حال سانس لیا جا سکتا
تھا پھر فینٹ آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے اٹھا' کم از کم اس غار کا آخری حد تک جائزہ تو لے
لیا جائے وہ مدہم روشنی اس کے لئے باعث حیرت تھی اور پھر وہ آگے بڑھنے لگا اس نے کافی
فاصلہ طے کیا اور اس کے بعد حیرت سے اس غار نما سرنگ کو دور تک دیکھتا رہا اسے یوں
محسوس ہو رہا تھا جیسے روشنی کا مرکز قریب آتا جا رہا ہو پھر وہ جس جگہ پہنچا وہاں ایک الاؤ کی
شکل میں آگ سلگ رہی تھی لیکن اس وقت فینٹ کی آنکھیں عجیب کیفیت سے پھیل
گئیں جب اس نے سلگتی ہوئی آگ کا رنگ دیکھا یہ رنگ سرخ بھی تھا نیلا بھی تھا اس میں
سفیدی بھی تھی اور سبزی بھی اور سلگتی ہوئی آگ درحقیقت آگ نہیں تھی بلکہ اتنے بڑے

بڑے قیمتی ہیرے تھے جنہیں دیکھ کر انسان سانس لینا بھول جائے "لعل، زمرد، نیلم، یا قوت
اور ہر طرح کے ہیرے جو اتنے بڑے بڑے سائز کے تھے اور اس طرح بے داغ تھے کہ دنیا
کے قیمتی ترین ملکوں میں ان کا جواب نہ مل سکے ان میں تو ہر ہیرا کوہ نور ہی تھا اور فینٹ
کے دل کی حرکت بند ہونے لگی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اپنے آپ کو کیسے قابو
میں رکھے بڑی عجیب کیفیت تھی اس کی' وہ پاگلوں کی طرح ان ہیروں کو دیکھ رہا تھا اور
ہیرے اپنی آب و تاب سے ایک جگہ پڑے ہوئے روشنی دے رہے تھے کافی دیر تک فینٹ
اسی طرح انہیں دیکھتا رہا پھر اس نے اپنے آپ سے کہا۔۔۔۔۔
"مسٹر فینٹ زندگی کی بازی لگائی تھی اور اس کا صلہ نگاہوں کے سامنے ہے اب بہتر
ہے کہ اپنے حواس کو قابو میں رکھو اور جس طرح بھی بن پڑے ان کے تحفظ کا بندوبست
کرو لیکن کس طرح یہ کیسے ممکن ہے اس کے بعد فینٹ کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ آخر
یہ ہیرے ایک جگہ کیسے جمع ہیں اس کی نگاہیں چاروں طرف بھٹکنے لگیں۔ پھر اس نے غار کی
بلندی کی طرف دیکھا اور صورت حال کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگی جیسا کہ کسی وقت کوہالہ
نے بتایا تھا کہ بت کے قدموں میں انسانوں کی قربانی دی جاتی ہے اور اس قربانی کے ساتھ
ساتھ مقدس ہیرے جو دور دور کسی وادی سے لائے جاتے ہیں تراش خراش کر کے دیوتا کے
قدموں نچھاور کئے جاتے ہیں اور اسے بت کے قدموں میں رکھ دیا جاتا ہے اور پھر وہ وہاں
سے گہرائیوں میں اتر جاتے ہیں اور یہ گہرائیاں یقینی طور پر یہ غار ہی تھا جس کے اوپری حصے
میں سوراخ بند ہوا تھا۔ یہ سوراخ یقینی طور پر بت کے قدموں میں کھلتا ہو گا اور ہیرا اسی
جگہ سے لڑھک کر نیچے آ کر یہاں رک جاتا ہو گا آہ واقعی ایسا ہی ہے اور یقینی طور پر یہ مرکز
فینٹ عظیم آقا کی روح تمہاری معاون تھی کہ اس نے تمہاری یہاں تک راہنمائی کی اور
اس طرح اس خونی درندرے کا بھی خاتمہ ہوا جس کی عمر صدیوں تھی اور جس نے نجانے
کتنے انسانوں کو ہڑپ کیا ہو گا۔

اس تصور کے ساتھ ہی فینٹ کے بدن میں بجلی کی سی تیزی دوڑ گئی اس کے ذہن میں
ایک خیال آیا جن لوگوں کو اس درندے نے ہضم کیا ہو گا وہ اس کے پیٹ ہی میں تو نہ رہ
گئے ہوں گے یہ ان کی ہڈیاں وغیرہ تو اگلتا ہی ہو گا اور اس خیال نے اسے واپس آنے پر
مجبور کر دیا پتھر کی وہ چوڑی سل جو پلیٹ فارم کی حیثیت رکھتی تھی ایک طرف سے فینٹ کی
نگاہوں کے سامنے تھی لیکن اس کا عقبی حصہ محفوظ تھا اور فینٹ یہ دیکھ چکا تھا کہ یہ پتھر کا
پلیٹ فارم درندے کی آرام گاہ ہے اور جب اس نے پلیٹ فارم کی بلندیاں طے کر کے اس

نے اوپر کا منظر دیکھا تو اسے عقبی حصے میں بے شمار انسانی ہڈیاں نظر آئیں اور کیا ہی خوفناک سرانڈ اٹھ رہی تھی ان سے' لیکن ان ہڈیوں میں جانوروں کی کھالیں بھی پڑی ہوئی تھی اور یقینی طور پر یہ کھالیں وہ تھیں جو قربان ہونے والوں کے جسموں پر لباس کی شکل میں ہوتی ہوں گی ان میں سے کچھ پرانی اور سوکھی ہوئی تھیں لیکن کچھ ایسی تھیں جنہیں حاصل کر کے ہیرے ان میں محفوظ کیئے جاسکتے تھے اور خاصی کاوش کے بعد فینٹ نے ان میں اسے ایک چوڑی اور بڑی کھال جو غالباً" شیر کی تھی حاصل کی اور اس کی مضبوطی کا اندازہ لگانے کے بعد وہ اس کھال کو وہاں سے لے کر اپنی جگہ پہنچ گیا وسیع و عریض کھال کو زمین پر بچھا کر اس نے ہیروں کی روشنی میں اپنا کام شروع کر دیا دوسرے چاقو سے اس نے جو اس کی جیب میں موجود تھا اس کھال کی لمبی لمبی پٹیاں کاٹیں اور ان کی مضبوطی کا اندازہ لگانے کے بعد کھال کا ایک تھیلا سا بنایا اور پھر پٹیوں سے اسے سینے لگا بڑے بڑے سوراخ کر کے اس نے اس تھیلے کے دونوں کنارے مضبوطی سے سیئے اور پہلی بار اس نے لعل شب چراغ کو ہاتھ لگایا تھا بڑا ہیرا جو اس کے چہرے کو سرخ کر رہا تھا اور جسے دیکھ کر ذہن پر نیند جیسی کیفیت طاری ہو جا رہی تھی۔ بہر حال اس نے اسے تھیلے میں ڈالا اور اس کے بعد ایک ایک کر کے تمام ہیرے اس تھیلے میں منتقل کر لئے اور آخر میں وہ اس تھیلے کا منہ چمڑے کی انہی پٹیوں سے سینے لگا اس وقت اس پاس اتنی بڑی دولت تھی کہ اس سے وہ ایک شہر آباد کر سکتا تھا اس نے اس تھیلے کو اپنے لباس کے نیچے سینے کے پاس رکھا اور پھر دو لمبی لمبی پٹیوں سے اسے اپنے بدن کے گرد کس لیا پوری مضبوطی کے بعد اس نے یہ جائزہ لیا کہ تھیلے اپنی جگہ سے ہل تو نہیں سکتے اور جب وہ اس بات سے مطمئن ہو گیا تو اس نے سوچا کہ اب یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ اوپر جانے کیلئے کون سا راستہ اختیار کیا جائے اگر واپس کھائی کی طرف جاتا ہے اور پانی میں اترنے کے بعد بلندیوں کی طرف رخ کرتا ہے تو جب تک اوپر سے کوئی لمبی رسی نیچے نہ ڈالی جائے اس وقت تک ان چکنی اور گول دیواروں کو عبور کرنا ناممکن ہے اور رسی ڈالنے والا بھلا کون ہو سکتا ہے کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ کوئی یعنی فینٹ ان لوگوں کا دیوتا زام اس وقت بڑے دیوتا سے ایک بہترین ملاقات کر کے واپسی کا سفر طے کرنا چاہتا ہے۔ بڑا مشکل رہے گا یہ سلسلہ یہ تو بڑا مشکل ہے اور دن کی روشنی میں خصوصی طور پر کوئی ایسی جگہ جہاں سے' پھر دفعتاً" ہی اسے ایک خیال آیا یہ پانی بلندیوں سے آ رہا ہے اس کے لئے اگر کوشش کی جائے اور تقدیر ساتھ دے جائے تو کیا ہی بہتر ہو گا چنانچہ وہ آگے بڑھ گیا لیکن ہیروں کے قید ہونے کے بعد غار کی روشنی ختم

ہو گئی تھی اور جیسے جیسے وہ آگے بڑھتا جاتا غار تاریک ہوتا جا رہا تھا اور ایک گھور' اندھیرا چاروں طرف پھیلا ہوا تھا لیکن اس اندھیرے میں اسے آگے بڑھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی کیونکہ فرش ہموار تھا اور پانی کی شرر شرر ایک طرف سے اس کی رہنمائی کر رہی تھی البتہ یہ خوف تھا اسے کہ اس اندھیرے کی وجہ سے وہ کسی کھڈ میں نہ جا پڑے کیا کہا جا سکتا ہے کہ کس جگہ غار کا یہ راستہ مختصر ہو جائے پھر نا جانے کب تک وہ اس غار میں چلتا رہا اور اس نے اچانک ہی کچھ فاصلے پر مدہم مدہم روشنی محسوس کی اس کے دل میں مسرت کی لہریں نمودار ہونے لگیں یہ روشنی پتہ نہیں کیسی ہے بس یوں معلوم ہوتا تھا کہ اندھیرے کی چادر میں کسی نے اجالے کا پیوند لگا دیا ہو' اس کے قدموں کی رفتار تیز ہو گئی اور وہ روشنی کی طرف بڑھتا رہا روشنی بلندی کی جانب جا رہی تھی اور آگے کا سفر خاصہ آسان ہوتا جا رہا تھا'۔ غار پیچ در پیچ راستوں سے گزرتا ہوا بلند ہوتا چلا گیا۔ پھر اس نے محسوس کیا کہ جیسے قدموں کے نیچے برف کی سلیں بکھری ہوئی ہیں اور صاف احساس ہو رہا تھا کہ یہاں برف جمی ہوئی ہے اور اسی برف سے بوند' بوند' پانی ٹپک رہا تھا یہیں پانی تھا جس نے غار میں بھرنے کی صورت اختیار کر لی تھی وہ رک گیا اور برف کی سلوں پر نظریں دوڑانے لگا' برف کی سلوں کے نیچے ایک دراڑ نظر آئی' ایک آدمی با آسانی اس دراڑ میں گھس سکتا تھا فینٹ رینگ کر اس میں گھس گیا اور کچھ لمحے برف کی ٹھنڈی تہہ کے نیچے رینگتے رہنے کے بعد دوسری طرف نکل آیا۔ دوسری طرف نکل کر وہ اٹھا اور اس نے دیکھا کہ وہ ایک ایسی جگہ ہے جو ان ڈھلانوں کے پاس سے گزرتی ہے یعنی وہ ڈھلان جس سے وہ زمین کے دوسرے پرت میں اترے تھے لیکن کیا ہی شاندار راستہ تھا سامنے عقبی کوہ کی بلند اور ناقابل عبور چوٹی تھی جس کے دوسرے طرف برف کی زبردست اور وسیع و عریض چٹانیں اوپر کی طرف اٹھتی چلی گئی تھیں۔ ان چٹانوں کا رنگ نیلا ہو رہا تھا اور بلندیوں پر سورج بڑی آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا اس کی خوشیاں انتہا تک پہنچ گئیں وہ سمجھ گیا کہ یہ اندھیرے کے شہر میں اترنے کا ایک چور راستہ ہے آہ! جس مشکل کے ساتھ وہ اتر کر نیچے گئے تھے اگر وہ اس طرح یہاں سے نیچے اتریں تو با آسانی زمین کی پہلی سطح پر پہنچ سکتے ہیں۔ فینٹ کے دل میں خوشی کی لہریں دوڑنے لگیں۔ ایسا تو کبھی نہیں ہوا تھا کہ تقدیر نے کسی کی اس طرح مدد کی ہو۔ یہ راستہ تو بے حد شاندار ہے اور فرار کے لئے اس سے عمدہ اور کوئی جگہ نہیں ہے وہ خوشی سے اور مسرت سے دیوانہ ہو گیا اور پھر اس نے فیصلہ کیا کہ یہاں سے نیچے اتر کر ایک بار پھر اپنی ڈھلانوں کے راستے اختیار کئے جائیں اور اندھیرے

کے شہرے میں پہنچا جائے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ فینٹ نے جس مشقت سے یہ
فاصلے طے کئے تھے کسی اور انسان سے اس کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ اور وہ انتظار کرتا
رہا اس وقت کا جب روشنی بالکل ختم ہو جائے اور اندھیرے کا شہر نیند کی آغوش میں پہنچ
جائے۔ تب وہ ان لوگوں تک پہنچے جو اس کی موت کا ماتم کر چکے ہوں گے اور اس کے
ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ کیا لطف آئے گا ان کے درمیان پہنچ کر ماتم کرنے والے
حیران رہ جائیں گے۔

○

اور فینٹ کا سوچنا بالکل غلط نہیں تھا اس کی گمشدگی نے ان سب کے حواس گم کر
دیئے تھے اور ان کے دلوں میں صف ماتم بچھ گئی تھی۔ فینٹ اس طرح کہیں غائب نہیں ہو
سکتا تھا اور نہ ہی اس کی یہ فطرت تھی، لیکن سب سے زیادہ خوف کی بات یہ تھی کہ فینٹ
کے بغیر یہاں ان کی زندگی ناممکن ہو جاتی۔ بے شک الایا اور کال ان کے خدمت گاروں
کی حیثیت سے بڑی خاموشی سے ان کے ہر حکم کی تعمیل کر رہے تھے لیکن وہ بے وقوف
نہیں تھے اور جانتے تھے کہ وہ سب اپنی عقیدت کی وجہ سے ان کی خدمت گاری کر رہے
ہیں اور یہ سب کچھ صرف اس لئے ہے کہ وہ دیوی اور دیوتاؤں کو اپنے درمیان محسوس کر
رہے ہیں اور جب وہ اندھیرے کے دیوتا کو اپنے درمیان نہیں پائیں گے تو یقینی طور پر ان
کی بغاوت ابھر آئے گی کیونکہ وہ اندھیرے کے شہر میں روشنی کے منتظر تھے اور روشنی کے
بجائے جب ان کا جھوٹا دیوتا ان کے درمیان سے غائب ہو جائے گا تو وہ ضرور یہیں سوچیں
گے کہ یہ سب فریب ہے اور اس کے بعد انہیں اپنا بڑا پجاری یاد آئے گا۔۔۔۔۔ یعنی
ہومان جسے اس نے اپنے ہاتھوں سے فنا کر دیا اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اندھیرے
والے اپنی فطرت میں شدید وحشت رکھتے تھے اور ان سے ہر دیوانگی کی توقع کی جا سکتی
تھی۔ چنانچہ فینٹ کا گم ہو جانا اس لئے بھی ان کے لئے باعث خوف تھا لیکن یہ خیال
دوسروں کا ہو تو ہو۔ نادر کی تو جیسے جان نکل گئی تھی وہ پہلی بار اس قدر ہراساں نظر آیا تھا
اور میشل نے اسے تنہائی میں بڑبڑاتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا۔
"یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی تقدیر مجھ سے کیا کیا چھینے گی۔ سب کچھ ہی تو چھن گیا ہے۔
ایک بھائی، جس نے ہمیشہ اپنی محبت کے خزانے مجھ پر لٹائے اور تقدیر نے اسے مجھ سے
چھین لیا پھر اس کا بدل ملا اور اس بدل نے میرا اس طرح ساتھ دیا کہ شاید میرا بھائی بھی
میرے ساتھ اس سے کم نہ کرتا اور اس کے بعد۔۔۔۔۔ اس کے بعد میں تو غیر مطمئن

ہوں اس بات سے بالکل ہی غیر مطمئن گویا تقدیر اب مجھ سے میری زندگی بھی مانگ رہی
ہے تو ٹھیک ہے میں نے کب اس زندگی سے پیار کیا ہے میں کب جینا چاہتا ہوں فینٹ نے
میرے بھائی کی جگہ پوری کر دی تھی وہ جگہ بھی خالی ہو گئی تو اب میں ہر بندھن سے آزاد
ہوں اور اس کے بعد موت کے علاوہ مجھے اور کیا درکار ہو گا" تو میشل نے کوہالہ اور مونا کو
یہ بات بتائی اور سب کے سب ذہنی اذیت کا شکار ہو گئے کوہالہ نے کہا۔
"آہ! اب یوں لگ رہا ہے جیسے زندگی کی شام یہیں زمین کی دوسری تہہ میں ہو گی بھلا
اگر وہ بدل ہو گیا تو پھر ہمارے پاس جینے کا کیا سامان رہ جاتا اور پھر مونا کوہالہ اور خود میشل
نے نادر کو سمجھایا" میشل کہنے لگی۔
"مسٹر نادر ہمیں اب تک تقدیر ہی کے ساتھ سمجھوتا کرنا پڑا ہے اور آپ یہ سمجھ لیجئے
کہ آپ تنہا ہی نہیں ہم سب اس وحشت کا شکار ہیں۔ دیکھیں تقدیر ہمارے لئے کیا فیصلہ
کرتی ہے۔"
"اور مشکل تو یہ ہے کہ اب جو ہو گا وہ خاصہ پریشان کن ہو گا کیونکہ جب وہ اپنے
درمیان دیوتا کو نہیں پائیں گے اور تقاضا کریں گے ہم سے کہ "اندھیرے کا خاتمہ کب ہو گا
اور کیسے ہو گا؟ تو کیا ہمارے پاس کوئی جواب ہو گا۔۔۔۔۔"
"عارضی طور پر ہم انہیں جواب دے سکتے ہیں۔ ہم ان سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ
اندھیرے والا آسمانوں سے روشنی لینے گیا ہے۔۔۔۔۔" میشل نے کہا۔
"لیکن کب تک؟ آخر کار کیا ہو گا۔۔۔۔۔؟"
"آخر کار فیصلہ وقت سے پہلے ناممکن ہے اور وہ انہی خوفناک باتوں کے درمیان وقت
گزارتے رہے لیکن کسی کے پاس کوئی حل نہیں تھا خصوصاً" یہ لوگ محسوس کر رہے تھے
کہ نادر کی ذہنی حالت کافی خراب ہو گئی ہے لیکن رات کے دوسرے پہر جب سب ہی اپنی
اپنی آرام گاہوں میں جاگ رہے تھے نادر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا وہ تیزی سے کوہالہ اور مونا کی
خواب گاہ میں پہنچا اور اس نے پریشان لہجے میں کہا۔
"کیا فینٹ آ گیا" دونوں چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر انہوں نے اس سے سوال
کیا۔۔۔۔۔؟"
"کیوں۔۔۔۔۔؟ تمہیں اس بات کا کیسے علم ہوا۔۔۔۔۔؟"
"شاید وہ آ گیا ہے" نادر نے بے حواسی کے عالم میں کہا اور انہوں نے خوفزدہ نگاہوں
سے نادر کی صورت دیکھی پھر نادر بولا۔

"نہیں میں پاگل نہیں ہوں۔ مجھے ہواؤں نے اطلاع دی ہے کہ وہ آگیا ہے فینٹ میرا بھائی میرا دوست۔" میشل بھی یہ آوازیں سن کر ان کے پاس آگئی تھی اور وہ سب نادر کو سمجھانے لگے تو نادر نے کہا۔

"تم لوگ مجھے پاگل نہ سمجھو میں ہوش و حواس کے عالم میں ہوں میری بات کا یقین کرو فینٹ آگیا ہے۔"

"اور میرے آقا میرے باس کی بات کا یقین نہ کرنا تو بڑی ہی عجیب بات ہے بھلا باس کے مجھے آواز دے یعنی میرا عظیم آقا میرا دوست اور میں نہ پہنچوں میں آگیا ہوں عظیم آقا' یہ آواز فینٹ ہی کی تھی اور جہاں وہ موجود تھے اسی دروازے سے سنائی دی تھی" اور وہ سب سکتے میں رہ گئے اور میشل نے اس انداز میں فینٹ کو دیکھا جیسے وہ فینٹ نہ ہو بلکہ اس کی روح ہو تو فینٹ ہنستا ہو بولا۔

"نہیں چاند زادی مجھے ناقابل یقین نگاہوں سے نہ دیکھو عظیم آقا میں آگیا ہوں اور ایک ایسی خوشخبری لیکر کہ تم سنو تو دنگ رہ جاؤ" پھر انہیں فینٹ کا یقین کرنا ہی پڑا تو نادر نے کہا۔

"تو کہاں چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔؟"

"روشنی لینے عظیم آقا' لیکن افسوس اندھیرے کے شہر کے لئے نہیں بلکہ اپنے لئے اپنے ساتھیوں کے لئے اور میں نے ایک ایسا راستہ دریافت کیا ہے کہ تم سنو تو دنگ رہ جاؤ اور پھر فینٹ انہیں اپنی کہانی سنانے لگا لیکن کچھ تبدیلیوں کے ساتھ یعنی اس نے اس خزانے کے حاصل کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا جو اس کے سینے سے لگا ہوا تھا اور وہ یقین نہ کرنے والی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے تو فینٹ نے کہا۔

"آج کی رات تو خیر گزر ہی جائے گی کل کا دن اور گزر جانے دو اور اس دوران جو تیاریاں میں کہوں وہ کر لو اور میری بات مان لینا۔"

"لیکن تو اس کھائی میں اتر گیا تھا۔۔۔۔۔۔؟"

"ہاں عظیم آقا بس یوں سمجھو میرے آقا یعنی وہ جو اس دنیا سے چلے گئے یعنی قیصر حیات کی روح نے میری رہنمائی کی تھی اور بس اس رہنمائی کے سہارے اور نجانے کس کی مدد سے اس عجیب و غریب راستے پر جانکلا اور پھر کیا ہی جنگ ہوئی عظیم آقا تمہارے فینٹ کی' اور تم اس درندے کو دیکھو گے تو یقین نہ کرپاؤ گے اور کہو گے کہ فینٹ تو' تو اس کے بدن کا بیسواں حصہ ہے بلکہ شاید اس سے بھی کم تو نے اسے کیسے ہلاک کر دیا لیکن عظیم

آقا پھر تمہیں میرے لئے ایک گیت بنانا پڑے گا جس میں فینٹ دیوتاؤں کا دیوتا' طاقتوروں کا طاقتور کہا جائے گا ہاہاہا۔۔۔۔۔۔"

فینٹ خوشی سے ناچنے لگا اور کہنا اس کا درست ہی تھا لیکن بات کتنی ہولناک خاص طور سے کالے غلام تو یقین کرنے پر تیار ہی نہیں تھے کہ جہاں وہ اتر رہے ہیں وہاں سے واپسی ان کے لئے ممکن ہو گی۔ لیکن فینٹ نے بڑے اطمینان کے ساتھ تمام تیاریاں کی تھیں اور ایسی چیزیں اپنے ساتھ لے لی تھیں جو سفر کے لئے ہوتی ہیں اور وہ سب فینٹ کی دماغی حالت پر شبہ کر رہے تھے لیکن رات کی تاریکی میں فینٹ نے جو کام کیا تھا وہ بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ یعنی ایک موٹا رسہ اس نے اس غار میں لٹکایا تھا اور جگہ جگہ اس میں گرہیں باندھ دی گئی تھیں تاکہ کوئی پانی میں نہ گر پڑے اور پھر وہاں سے اس رسے کے ذریعے اس خوفناک غار تک پہنچنے کے انتظامات تھے اور یہ قافلہ جو ویسے بھی زندگی اور موت کے درمیان لٹکا ہوا تھا۔ بالآخر فینٹ کی بات پر یقین کر کے اس خوفناک سفر پر روانہ ہو گیا اور غلام تو دہشت سے کانپ رہے تھے لیکن انہوں نے وہ غار پا لیا اور بالکل اسی انداز میں جیسا کہ فینٹ نے کہا تھا تو پھر انہوں نے اس خوفناک درندے کو دیکھا جس کا خون زمین پر اس قدر بہا تھا کہ انتہا ہو گئی تھی اور اس سے بچ کر نکلنا مشکل ہو رہا تھا اور اسے دیکھ کر میشل کو اپنے حواس پر قابو پانا مشکل ہو گیا۔ لیکن یہ حقیقت تھی کہ فینٹ نے جو کام سرانجام دیا تھا اس کے بعد واقعی اسے دیوتا ہی سمجھا جانا چاہئے تھا لیکن اس سے بڑا کام بھی تھا یعنی وہ راستہ جسے فینٹ نے دریافت کیا تھا اور جب راستے کی تمام تر صعوبتوں سے گزرنے کے بعد اس سوراخ تک پہنچے جو انہیں باہر کی دنیا تک لے جاتا تھا تو سبھی کے حلق سے خوشی کی آوازیں نکل گئیں اور وہ بدن میں کپکپاہٹ محسوس کرنے لگے اور زمین کی سطح بھی کیا چیز ہے یعنی اپنی زمین جہاں سے مٹی کی خوشبو آتی ہے اس مٹی کی خوشبو جس سے ان کا خمیر تشکیل پایا اور پھر باہر نکلنے کے بعد انہوں نے سورج کی چمک دیکھی وہ ہوائیں دیکھیں جو ان کی اپنی تھیں اور زمین کے اس پرت سے یعنی پاتال سے یعنی ان مقدس گہرائیوں سے نکلنے کے بعد تو انہوں نے ایسے سفر کیا کہ یقین نہیں آتا تھا۔ میشل جیسی نرم و نازک عورت اس سفر میں اس قدر رفتار کا مظاہرہ کر رہی تھی کہ یقین نہ آئے اور وہ چاہتے تھے کہ جس قدر جلد ہو زیادہ سے زیادہ دور نکلا جائے اور اس خوفناک آبادی سے نکلنا کیا ہی مشکل کام تھا اور اور اس بات کا احساس بھی تھا کہ کہیں گہرائیوں والے ان کا تعاقب نہ کریں اور اس بات پر افسوس نہ کریں کہ جھوٹے دیوتا یہاں کیا کر گئے یہاں کی

مقدس رسمیں ختم کر گئے' ہزاروں سال سے جینے والے اس دیوتا کو ختم کر گئے جو پانی کی تہہ میں رہتا تھا اور اس کے بعد ان کے لئے روشنی بھی نہ لے کر آئے' سو یہ سفر جاری رہا' دن رات' دن رات اور اس طرح یہ سفر کیا گیا کہ آتے ہوئے اس سفر کی رفتار اس قدر نہیں تھی جو اب تھی اور پھر وہ نجانے کتنا فاصلہ طے کر کے بہت دور تک نکل آئے------ منزلیں ان کے سامنے تھیں راستے کٹھن اور دشوار گزار تھے لیکن بس جینے کی امنگ انہیں حوصلہ دے رہی تھی اور وہ بڑھتے چلے جا رہے تھے' ان گزرے ہوئے دن اور راتوں کا تذکرہ اب طوالت بن جاتا ہے جو ان پر گزریں اور جن میں انہوں نے نجانے کیا کیا صعوبتیں اٹھائیں------ لیکن ایک لگن تھی ایک دھن تھی کہ زندہ ہی واپس پہنچیں گے اور زندگی نے جب انہیں یہ موقع دیا ہے تو پھر اس زندگی کی حفاظت کرنا بھی ان کا فرض ہے اور طویل عرصے کے بعد جب آبادی والوں نے ڈاکٹر آرتھر کے کیرال میں ڈاکٹر آرتھر کے اہل خاندان کو واپس آتے دیکھا' یعنی میشل کوہالہ اور دوسرے لوگ تو حیران رہ گئے اور آبادیوں والے جو اپنا ایک ساتھی کھو کر واپس آ گئے تھے اپنے اپنے عزیز و اقارب میں جا گھسے اور میشل ڈوبتے دل کے ساتھ اپنے کیرال میں' لیکن کچھ مہمانوں کے ساتھ------

اور گزرے ہوئے سفر کی داستانوں نے ہر ایک کی شخصیت بدل دی تھی ہر ایک کے اندر کوئی نہ کوئی تبدیلی پیدا ہو گئی تھی پھر خاصا وقت یہاں گزر گیا اور ان لمحات کی کہانیاں ایک دوسرے کو سنائی جاتی رہیں جن سے وہ گزرے تھے یہاں تک کہ نادر نے کہا۔

"لینٹ اب میں یہاں سے واپس جانا چاہتا ہوں------ اور میں شکر گزار ہوں تم سب کا یعنی لینٹ تمہارا جس نے اس طرح میرا ساتھ دیا کہ شاید دنیا میں کوئی کسی کا ساتھ نہ دے سکے' میشل کا' کوہالہ اور سوٹا کا اور میں تم لوگوں کو ہمیشہ یاد رکھوں گا' لیکن یہ تمہاری دنیا ہے' میری دنیا میری منتظر ہے جو آرزو لے کر میں اپنے دل میں نکلا تھا اس کی تکمیل بے شک نہیں کر پایا لیکن دوستیوں کا یہ عظیم خزانہ میں یہاں سے لے کر جا رہا ہوں------"

"مگر عظیم آقا! میرے لئے تم ایسی بات کیوں کہہ رہے ہو جہاں تم جاؤ گے کیا وہاں لینٹ نہیں ہو گا------؟"

"لینٹ! ایک ناکام شخص کے ساتھ زندگی نہیں گزارنی چاہئے تم اس بارے میں غور کر لینا------" اور وہ سب خاموش ہو گئے------ لیکن اس وقت جب نادر ڈاکٹر آرتھر کے کیرال کے ایک گوشے میں سر جھکائے اپنی ناکامیوں کا حساب لگا رہا تھا میشل اس کے

پاس پہنچ گئی۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

"مسٹر نادر! آپ جا رہے ہیں------ یہ اندازہ ہے آپ کو کہ اب میرا اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہے۔ یہ دو افراد' یہ بھیانک سرزمین اور یہ کیرال' کیا مجھے ایسی حالت میں چھوڑ کر جانا انسانیت ہے جبکہ میں نے جس طرح بھی بن پڑا آپ کا ساتھ دیا" نادر نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا' پھر آہستہ سے بولا۔

"میں یہ الفاظ اپنی زبان سے نہیں کہنا چاہتا تھا میشل' میں نے اکثر تمہاری آنکھوں میں محبت کی آگ دیکھی ہے اور اسے محسوس کیا ہے' لیکن میشل میں ایک ٹوٹے ہوئے دل کا مالک ہوں میری محبت مجھ سے دور میرے وطن میں نجانے کس عالم میں ہو گی میں یہ تو کہہ بھی نہیں سکتا کہ وہ میرا انتظار کر رہی ہو گی اور ناکام لوگوں کا انتظار نہیں کرنا چاہئے' میشل میں تمہیں کچھ بھی نہیں دے سکوں گا میرا دل میرے اپنے قبضے میں نہیں ہے------"

"مگر مسٹر نادر! تھوڑی سی وضاحت کر دینا چاہتی ہوں میں------ مجھے علم ہے اور یہ بات کئی بار میں نے محسوس کی اور یہ حقیقت ہے کہ آپ شاید میری بات سن کر نہیں میں آپ کی محبت کو آپ سے نہیں چھیننا چاہتی' لیکن اگر ہو سکے تو اپنے اس غلام سے کہہ دیجئے کہ اپنی زندگی کا بقیہ حصہ مجھے دے دے' ہاں مسٹر نادر میں لینٹ کو چاہتی ہوں' کالے چہرے اور سفید دل والے لینٹ کو' آپ نہیں سمجھتے مسٹر نادر میرے دل میں کب سے اس کے لئے محبت کا پودا اگا ہے اور اب وہ جوان ہو چکا ہے------"

یہ ایک ایسا ذہنی جھٹکا تھا جس نے نادر کو بھونچکا کر دیا' آج تک میشل کی آنکھوں میں اس نے جو کچھ دیکھا تھا اسے اپنے لئے محسوس کیا تھا لیکن وہ کیا کہہ رہی ہے اور کچھ ایسی کیفیت ہو گئی کہ نادر کے حلق سے قہقہہ آزاد ہو گیا اور اس نے بے اختیارانہ انداز میں میشل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی تم سچ کہہ رہی ہو------؟" میشل نے شرمساری سے گردن جھکا لی تھی اور نادر قہقہے لگانے لگا تھا------ اس مایوسی کا سارا احساس اس کے دل سے چھٹ گیا تھا------ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو بھلا وہ کالا بلا کہاں بھاگ سکتا ہے' لینٹ او لینٹ------" نادر میشل کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف چیختا ہوا بھاگا' لیکن دروازے سے اس نے اچانک

ہی فینٹ کو بھاگتے ہوئے دیکھا' فینٹ غالباً اس وقت اس دروازے کے قریب ہی تھا جب میشل یہ الفاظ کہہ رہی تھی اور کچھ وقت کے لئے تو واقعی وہاں قہقہے بکھر گئے فینٹ کی بوکھلاہٹیں قابل دید تھیں وہ پاگل ہوا جا رہا تھا اور اس بات کو اس کا دل تسلیم ہی نہیں کر رہا تھا کہ ایک اتنی حسین لڑکی اسے بھی چاہ سکتی ہے اور کوہالہ اور مونٹا بھی حیران تھے لیکن اس ماحول نے خاصی خوشگوار کیفیت پیدا کر دی تھی تو پھر نادر نے کہا۔

"دوستو! اب بھلا اس بات کا کیا سوال ہے کہ تم لوگ یہاں رہو' چار ایسے آدمی جن کا اس دنیا میں کوئی سہارا نہیں ہے لیکن فکر مت کرو' میرا گھر میری دنیا تمہیں خوش آمدید کہے گی ہمارے شہروں میں فٹ پاتھ ہوا کرتے ہیں لیکن ہم فٹ پاتھ کے لوگ نہیں ہیں۔ ہمارے جسموں میں زندگی ہے اور ہمارے بازوؤں میں جان واہ فینٹ تیری تو لاٹری نکل آئی" اور فینٹ نے تنہائی میں نادر سے کہا۔

"حقیقت تو یہ ہے عظیم آقا کہ میں بھی اس سے محبت کرنے لگا تھا لیکن کالے اور منحوس چہرے والا فینٹ بھلا ایسی حسین عورت کی محبت کا طلبگار کیسے ہو سکتا تھا' تو نادر کو اور کچھ ملا ہو یا نہ ملا ہو لیکن خوشی کا یہ خزانہ بے شک اسے مل گیا تھا اور فینٹ اتنا مکار تھا کہ اس نے آخر تک اس سلسلے میں کوئی انکشاف نہیں کیا کہ اس کا جو پھولا ہوا سینہ ہے وہ ایک بے تکے لباس کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس کے سینے پر ایک ایسی چیز موجود ہے جو نادر کے لئے ہے اور جسے وہ زندگی سے زیادہ عزیز رکھتا ہے' اور جس کے حصول کے لئے نادر نے ایک طویل سفر طے کیا اور پھر جب ایک عظیم الشان سفر طے کرنے کے بعد وہ بمشکل تمام اپنے وطن میں داخل ہوئے یعنی بات نادر کی ہو رہی ہے اور جو جو مشکلیں اور مصیبتیں انہیں اٹھانی پڑی تھیں وہ انہیں بری نہیں محسوس ہوئی تھیں کیونکہ وہ تو اس سے زیادہ سختیوں کے عادی تھے اور کیا کیا الٹ پھیر کرنے پڑے تھے انہیں' اور کس طرف فینٹ نے اپنے آپ کو محفوظ رکھا تھا اور جیسے وہ پہنچے تھے وہ ایک لمبی داستان ہے یعنی ذریعہ سفر وہی رہا تھا جو پہلے اور ایک جہاز پر انہیں نوکری کرنی پڑی تھی جس نے بہتر شرائط پر انہیں ان کی منزل تک پہنچا دیا تھا اور کیرال سے جو کچھ لایا گیا تھا یعنی ڈاکٹر آرتھر کی جمع پونجی وہی کام آئی تھی اور اس میں سے تھوڑا سا اب بھی ان کے پاس موجود تھا یعنی اتنا کہ وہ کسی درمیانے درجے کے ہوٹل میں تین چار مہینے تک قیام کر سکیں------ تو نادر نے اس شہر میں جہاں وہ کبھی تعلیم حاصل کرتا تھا اور جہاں اس کے بہترین دوست موجود تھے اور جہاں اس کے بارے میں عجیب و غریب پیشگوئیاں کی گئی تھیں اور جہاں سے وہ اپنے

بھائی قیصر حیات کے ساتھ اپنی منزل پر روانہ ہوا تھا نجانے کیسی کیسی دقتوں کے ساتھ وہاں اس نے ایک درمیانے درجے کے ہوٹل میں اپنے لئے رہائش اختیار کی تھی لیکن وہ اپنے دوستوں سے نہیں ملنا چاہتا تھا کہ انہیں اپنے ناکامیوں کی داستان سنا کر اسے شرمندگی ہو اور نہ ہی وہ پوچھنا چاہتا تھا ظاہر ہے کہ وہ پیش گو' جس نے اس کی تقدیر کے ستاروں میں چمک دیکھی تھی کہاں گیا' وہ سب کہانیوں کی باتیں ہیں اور اب نادر کو ان کہانیوں پر یقین نہیں تھا لیکن اس رات اس پہلی رات جب میشل کوہالہ' نادر اور فینٹ ایک کمرے میں جمع ہو گئے تھے اور رات کا کھانا کھانے کے بعد فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ اب مستقبل کے بارے میں سوچیں گے اور کوئی بہتر قدم اٹھائیں گے تو فینٹ نے میشل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور حسین خاتون میں بہت شرمیلا اور سیدھا سادہ آدمی ہوں لیکن پچھلے کچھ عرصے سے میرے دل میں جو خوشیاں جگادی گئی ہیں اب وہ انتہا کو پہنچ رہی ہیں اور شاید میں اس وقت اپنی زندگی کے سب سے بڑی بات کہہ رہا ہوں جو شاید مجھے نہیں کہنی چاہئے اور جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے اور مسٹر نادر یہی کہتے ہیں کہ یہ حسین لڑکی آہ! کیا تم اب تک میرا مذاق اڑاتی رہی ہو میں تمہیں کوئی بڑی قسم دینے سے گریز کرونگا لیکن ایک بار صرف ایک بار مجھے بتا دو۔"

"حیرت کی بات یہ ہے فینٹ کہ میشل یورپ کی باشندہ ہونے کے باوجود مشرق کی طرح شرماتی ہے اور اس شرمیلی لڑکی سے یہ سوال تم نہ کرو بلکہ یہ سمجھو کہ میں میشل کا بھائی ہوں اور تم میں سے کسی کو ہمارے ہاں کی رسومات کا انداز نہیں ہے جب بہنوں کے ماں باپ نہیں ہوتے تو بھائی ہی ان کی تقدیر کا فیصلہ کرتے ہیں اور اے کالے بے وقوف! اب تو اپنے آپ کو سنبھال اور محنت مزدوری کر کے اتنا حاصل کر لے کہ میں اپنی بہن کا ہاتھ تیرے ہاتھ میں دے سکوں یعنی اسے تیری زندگی کا ساتھی بنا سکوں سمجھ رہا ہے نا تو------"

"فینٹ نے اس وقت جس کیفیت کا مظاہرہ کیا اسے دیکھ کر وہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئے ماحول بے حد پر لطف ہو گیا تھا بہت دیر تک وہ فینٹ پر ہنستے رہے اور وہ بوکھلاتا رہا پھر اس نے کہا۔

"تم مجھ پر ہنس رہے ہو عظیم آقا لیکن فینٹ ہی تمہارا وفادار دوست ہے اور اس قدر------ بے وقوف بھی نہیں جتنا تم سمجھ رہے ہو۔"

"لیکن فینٹ یہ تو خوشی کے لمحات ہیں مجھے میری منزل نہیں ملی نہ سہی میں تو خوش

ہوں کہ تیری زندگی پہ بہار آگئی۔" نادر سنجیدہ ہو کر بولا۔

"میرے دوست بینٹ خوشی کے وہ لمحات کبھی قبول نہیں کرے گا جو تیری خوشی کے منیر ہوں اور میری کہانی میں اب وہ اصل ٹکڑا شامل ہوتا جا رہا ہے جو ابتک میں نے اپنے سینے میں پوشیدہ رکھا تھا------" فینٹ نے کہا۔

"وہ کیا------؟" "پانی والے کا قتل صرف اس لئے نہیں کیا تھا کہ مجھے وہاں کسی ایسے راستے کے مل جانے کی توقع تھی۔"

"تو پھر------؟" نادر نے تعجب سے پوچھا۔

"مجھے اس خزانے کی تلاش تھی جس پر اس نے قبضہ کر رکھا تھا اور اسی میں میرے دوست کی خوشی چھپی ہوئی تھی تو میں نے آخر کار وہ خزانہ اس سے چھین لیا۔"

"کیا مطلب------" نادر کچھ نہیں سمجھ سکا تھا لیکن اس کے بعد فینٹ نے اپنا سینہ کھول دیا چمڑے کی تھیلی کا منہ کھلا اور رنگین نگینوں پر سحر روشنیوں نے انہیں اپنے سحر میں گرفتار کر لیا۔ کوبالہ' مونا' بیشل یقین نہ کرنے والی نگاہوں سے 'اندھیرے کے شہر کے اس ورائی خزانے کو دیکھ رہے تھے جن میں دنیا کے بہترین لعل' نیلم اور دوسرے ہیرے جگمگا رہے تھے ان کی سحر انگیز روشنیوں نے ان کے ذہن تاریک کر دیے تھے۔

"تو ہوا یوں عظیم آقا------ کہ کالی شکل اور روشن عقل والے فینٹ نے سوچا کہ یہ لعل و جواہر گمرائیوں کے بے وقوف اپنے دیوتا کی نذر کرتے ہیں اور وہ وحشی درندہ بھلا ان سے کیا شفقت رکھتا ہو گا اور کوبالہ نے ایک سوراخ کا تذکرہ کیا تھا۔

فینٹ انہیں اپنا کارنامہ سنانے لگا------

○

دو قیمتی کاریں نواب پور میں داخل ہوئیں تو لوگ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں دیکھنے لگے۔ ان میں تین سیاہ فام یعنی دو مرد اور ایک عمر رسیدہ عورت لیکن دوسرے دو تاریکی اور روشنی کا امتزاج پیدا کر رہے تھے وہ دو جو بے حد خوبصورت تھے۔ لوگ سمجھ نہ پائے کہ یہ چمچماتی حسین کاریں کہاں جا کر رکیں گیں ان کی منزل اور حسین شاہ کا بوسیدہ مکان تھا اور حسین شاہ نے اپنے آقازادے کو پہچان لیا وہ بے اختیار ہو کر نادر سے لپٹ گیا تھا اور نادر کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

"تم میرے بزرگ ہو حسین شاہ ہم دونوں بے کسی کے عالم میں یہاں سے گئے تھے لیکن میں وہ عزت وہ توقیر واپس لے آیا ہوں لیکن افسوس------ بھائی قیصر

حیات------"

"مجھے معلوم ہے------" حسین شاہ نے کہا۔

"کیا معلوم ہے؟"

"یہی کہ قیصر حیات اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔"

"تمہیں معلوم ہے۔"

"ہاں۔"

"لیکن کیسے------" نادر نے شدید حیرت سے پوچھا اور حسین شاہ نے گردن جھکائی کچھ دیر خاموش رہ کر وہ غمزدہ لہجے میں بولا۔

"میں ہی نہیں نواب پور کا ہر شخص یہ بات جانتا ہے کہ قیصر حیات کی روح اس حویلی میں رہتی ہے۔ فیاض حسین نے اس حویلی میں قدم رکھا تو اس پر قیامت ٹوٹ پڑی برا حال ہو گیا اس کا اور اس کے بیٹے کا ہزار جھاڑ پھونک کرائی لیکن اسے حویلی میں رہنا نصیب نہیں ہوا۔ حویلی خالی کر دی تب جا کر مشکلوں سے نجات ملی اور اب وہ آسیب زدہ حویلی کہلاتی ہے یہی حال مرزا فیروز بیگ کا ہوا۔

"کیا------؟" نادر نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"اس نے اپنی بیٹی کے کیلئے رشتے کئے سب ناکام ہوئے کچھ لڑکے حادثوں کا شکار ہوئے کچھ نے خود اس شادی سے توبہ کی تو بچے فیروز بیگ کی بیٹی اب تمہارے نام پر بیٹھی ہوئی ہے ہر جگہ قیصر حیات کی کاروائی نمایاں تھی۔"

نادر بے اختیار رونے لگا تھا۔ اس نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا تھا آہ میرے بھائی نے موت کے بعد بھی میری آرزوؤں کی تکمیل کی۔

"اور اب اس حویلی میں بھرپور آبادی ہے اس کے تین گوشے ہیں ایک میں مونا اور کوبالہ معزز بزرگوں کی حیثیت سے رہتے ہیں دوسرے میں فینٹ اور بیشل------ تیسرے حصے میں فرخندہ اور نادر کا قیام ہے۔"

اکثر رات کی تنہائیوں میں انہیں ایک روشن ہیولا نظر آتا ہے جس کے وجود سے روشن ستارے جھڑے ہوتے ہیں وہ ناموجود آنکھیں خوشی سے مسکراتی محسوس ہوتی ہیں۔

ختم شد